



MAULVI MOHAMED NAIMULGANI

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

جمن بن تاجر - شجرین گل تر - گل تر میں نثر - نثر میں شکر - دہن میں زبان - زبان میں بیان -
 بیاں میں جُن حن میں ادا - کسے بیدا کی - ہر صفت کر دگار نے - قدرت افریدگار نے

ہر آن میں ہر ادا میں لوت ہے ہر آن میں ہر صدا میں لوت ہے
 بتا ہو کہ پہل ہو کہ نسل ہر رنگ میں ہر لوت میں لوت ہے

کائنات کالب لالب کون ہے وہ ذات مقدس کو ذات افریدگار سے نسبت حاصل ہو - جیسا کہ
 پھول میں بوسہ اور آفتاب میں صنو یعنی قریشی بنی قریظہ خیر البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 جن کے غلاموں کی خدمت بوسی کے حق حاصل ہوئے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے - مخالفوں کو
 بھی اس سے چارہ نہیں کہ حبیب وہ دنیا کے ٹرے ٹرے لوگوں کا ذکر کریں تو حضور انور کا
 ضرور نام لیں - اونکی وجہ سے یہ دیا تو عید پر قائم ہے جس میں کی اوہوں نے یقین فرمائی وہ ابھی
 اوس سبط زندہ تو ابھی - وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے میں پکارتے ہیں - تمام
 دنیا کی محافل لوتانی فلسفہ موجودہ سائنس سلطنتوں کے اُلٹ بھیر - اونکے قوانین - اور اوس
 کتاب کو جو انکی ذمہ سے دنیا میں آئے دیا بھی - بدل سکے - جو وہ اپنی زندگی میں اوہوں نے

لگایا تھا اور جس کو اونہوں نے اپنے اور اپنی اغرد و آقارب کے حوالے سے سبھا آؤدہ پودا
اب بہت بڑا درخت ہو گیا ہے۔ اوسکی ٹہن زمین کے انتہائی حصے تک پہنچ چکی ہے۔ اور
اوسکی شاخوں نے دیکھ کے بڑے بڑے حصے برسیا یہ مال، کھلت، اور خداوند کی
کرد و مخلوق اس درخت کے سائے میں آرام پا رہی ہے۔

مناجات

اے دو جہان کے حلق۔ اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے میں ایمان لی تو مین
اور ہماری زندگی عنت کی زندگی بنا۔ اور تہین برکت عطا فرما کہ ہم تیرے یوں کہہ سکیں۔
بنیں۔ اور ہماری، دینی اور نارا سستی۔ اور بد اعمالی کو معاف فرما۔ تو ذرا ہم ان اوسکل عالم کا
گہبان ہے۔ تو ہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے۔ تو ہی حلاتا اور مارتا ہے۔ تو ہی بنا ما اور
بکارتا ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

مختصر تاریخ اودہ

عالم اسباب میں قانون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے میں تجویز
کئے وہ مختلف الاقسام ہونے کے با سوا نامے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوئے ہیں۔
ابتداءے آفرین سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتوں نے جو مجبوریاں پیش کیں اوسکی درست
اور سہولت کے قواعد ہم پہنچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغین پیدا
کیا جو ابتدائی حالت میں نہایت مختصر عیثیت سے وقتی اور فوری اجراءے کام کے دھچکا مین
لائے گئے۔ لیکن زمانہ کے استاد اور خواستوں کی کثرت نے ان ابتدائی قواعد دست
نہایت ضروری کا استنباط شروع کیا۔ جس کا نتیجہ آخری بمقتضائے تمدن قیام سلطنت
ہو کر فیصل علی سلطنت عوام ہوا۔ شاہی احکام نے جس اسلوب اور صورت سے ہم عالم امور

سرخامین ستمی کا اظہار کیا وہ قابل دید و شنید ہیں۔ لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور ظہور
 کے اطوار و انظام کے قرن گذر گئی کیونکہ تم تک پہنچے۔ یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے
 دنیا میں کوئی انسان بلاعات غیری ایسی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ضروریات ذاتی بہ
 یہ تھا کہ دار و داری باہمی ارتباط کی مضبوطی سے جکڑے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ سچہ وہی
 نہیں رہ سکتی جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوف کا مناظرہ کرنے کی عادت ہے۔
 موالیدہ میں حیوان اور حیوان میں انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز و وضع کے مطابق کیا گیا
 ہے جو عالم امکان میں حذاتی قانون کا زیادہ ذمہ داری کو اٹھارے میں بھی نہیں کہہ سکتا۔ ان نباتات
 کے واسطے کہ کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو۔ الا علم طلاق اسانی اس کے اظہار کے واسطے
 سد باب ہے۔ ان فرض قطع نظر مذہبی اصول کے عقلی بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریوں کا
 مرکز قرار پاتا ہے۔ مگر دنیا میں ایک حال گروہ اسانی ایسا با عظمت نشان کا ملتا ہے۔ وہ
 لئے ہوئے ہے جس کا نظیر منجھل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ حضرات یہ گروہ طبقہ مورسین بہت
 جھون نے حاس بہمدی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
 مقام ہونے کے لئے یہ طبقہ مورسین اس ہتھم با نشان کا کم کو بوری توجہ ہے۔ ہاتھ بیکس کو نہ پہنچتا تو کوئی
 شخص ہی ایسا ہوتا ہے جو اپنی بدائش سے بچاں پس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ حقیقت
 رکھ سکتا۔ ہرگز نہیں۔ چہ جائے کہ ہم آج اسی باہمت کردہ کی بددلتا ہی سے حد بیان پہلے
 واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے میں بیرونی نہیں کرتے۔ گورمانے کی کم تو جی
 نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ یاد دیا اور ناگوار برتاؤ کیا۔ اس کے
 ساتھ ساتھ یہ بھی کہ وہ جس کی نیر ہوا ہونے سے بچھے۔ لے کی کوشش میں ہی رقبہ دو وقت
 ہیں کیا نہیں قدرت۔ ہر عہدہ کی غیر عدد و تاریخ کی سے جس کو فائدہ کہتے ہیں سچایا اور بیابندی قواعد
 تجربہ عالم کو مرثیہ **تکلیف** کو علم تاریخ کا سر بہت قرار دیا ہے۔ وہ ان کا طاعت
 نے چراغ علم کو محال ہوا۔ ان کے جہ تو لئے محفوظ دسوں رکھا۔ ہماری گورمنٹ سے

جو کچھ شامانہ الطاف ہمیر و روانہ مبذول ہوتے ہیں اس کی نشیہ و توجہ کی چنداں ضرورت نہیں
کیونکہ ہر اہل علم اوس سی پوری پوری ادھت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پرمزوری ہونے کے علاوہ ہنسہ وں میں بہت دیکھا جاتی ہے۔ اسی واسطے
اور حکام کا معاملات ملکی میں معاون و مشیر کی۔

مسلمان حکمرانان اودہ کی کوئی مشق اور مفصل اور سامع تاریخ اس سے پہلے نہیں بھیجی تھی انکو
مسجد حالات ہیں وہ مختلف کتابوں میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کے نسخے
بہت ہی نادر ہیں۔ زبانیں ان کی فارسی ہیں۔ اور یہ حالات مضبوط و مایک جگہ نہیں ملکہ
مستغرق طریقہ پر پائے جاتے ہیں۔ جنکو تلاش کرنے میں نہی درد سہری مونی تہہ اس لئے مجھے
بہت پیچیدہ رہنے والیان اودہ کی تاریخ نہایت بھالی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس جمیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہئے۔ ناظرین آج کہیں گے کہ عادات حال بڑا ملکہ
نے ختم شدہ جہد کے ساتھ اودہ کو اطراف میں کس قوت و شدت کی قبضہ کی تھی۔ اور اس میں
ایک مضبوط حکومت کو قائم کر دیا۔ اور وہ حکومت کو کٹے مکتے ہو رہی تھی۔ اور سہرا کی یاد تازہ
ان سرس ملنے اموال و ازر و ارج میں تعصت کرتا تھا اوس کو ایک ریاست و احد کر کے ایک جمعیتم
کے لئے دیدیا کس دلی اور کس زبان سے اعلیٰ اوس قوت کا ذکر کروں جو اونہوں نے اس سرزمین
میں حکومت جملانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو ان کے پیچھے جانشینوں نے بر ما و کر کے رکھ دیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گلا دیا اور حکومت کی خود ممانی پر
بہا ننگ غیر نئے دست و رازی کرانی کہ اوپر عمر اٹھوٹے گئے گولیدان کے سینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اس میں داخل ہو کر لوٹا گرین گئے۔ آخری فتوحہ یہ تھا کہ سلطانہ میں ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک دلو العزم ملک کی اولاد ننگ و عمار کی سنہل
بھگتے لگی۔ گورنٹ انگیزی جس کا دار و مدار حکومت انجام دیا وقت میں ہے اوس کو صحن
مہر و شرا پٹہ اودہ کے معاملات میں ہم کو ایسے نظر آئے کہ جو کہیں بال سے زیادہ کمزور

اور کہیں لوہے سے زیادہ مضبوط ہیں۔ لیکن انسان اودھ کے دو حکومت کے گروپ کو تحقیق کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقصد سے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے سامعہ کو حضور اس امر پر سرزنش کریں گے کہ میں نے مسلمان ہو کر کہوں ایک مسلمان حکمران خاندان کا بچا چھٹا لکھا۔ اور ایسے حالات جو اس وقت تک عام تھے ہوں سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیوں نکالیں جمع کئے لیکن شاہانِ تیموریہ اور والیانِ اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کریں گے تو پوری طور سے ظاہر ہو گا کہ اس خاندان نے قومی سلطنت کو کیوں معرضِ خطر میں ڈالا۔ اور وہ کونسی وجہ تھی جس نے تخریبِ مملکت کے سامانِ ہم ہینچا کر اہلِ اسلام کو جو فساد ہونے کا خزانہ کہتے تھے مفتوح بنا کر آج پستی کی تار یک گھاٹیوں اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا۔

اس انقلابِ سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی کہ وہاں اودھ کی براہِ یوٹ زندگی اور رخ کی سالم تصویریں دیکھی جائیں۔ آسائش۔ عظمت۔ تعصب۔ عیش۔ کراہی۔ صغف عقل۔ بہت سستی۔ کم وصلگی۔ بزدلی۔ عمدہ خلاقیت۔ داد و دہش۔ مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خود غرضی۔ لالچ۔ غیر مستقل مزاجی۔ مہوقع اولوالعزمی۔ نفس پرستی۔ اور دوسری طفلانہ حرکاتِ ریاست و حکومت دولت و عظمت کو کہونے والے ہیں۔

میں نے اس تاریخ میں حسیقہ جاننا ہی اور مسلسل کوشش عرفِ تہذیب کے ساتھ کی ہے اس کے واقعی حالات کا اندازہ وہی علمِ دوست اصحاب کر سکتے ہیں جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گزار گھاٹیوں میں سہمی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تالیف سے بلا معذوریاں اودھ کی عیب جوئی نہیں ہے۔ بلکہ خیالِ ہمدردی موجودہ طبقہ ہوسا کو عمرت دلانا ہے۔ تاکہ وہ متنبہ ہو کر اپنے مملکت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرحِ انصاف کے ساتھ خبر گیران بہرِ کرم لطف زندگی و سلطنت اٹھائیں۔ اور خواہش و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائیں۔ اور اہل ملک جو ہمیشہ انسانی بلا جیل و سب و ملت سے بچائی ہیں۔ میری اس چہر

حر کے ذریعے آرام و آسائش پاکر محکمہ میری محنت و فعالیتانی میں اور دنیا
فانی بن میرے بعد علم دوست اصحاب میں یادگار کا وسیع ہوا۔

غرض نقشے ست گز ما یا د ماند کہ مستی اسٹہ بینم ہا سے
ماگ صاحبے لے روزی برمت کہ در حق این سکین آوے

جس قوم میں کہ سلسلہ تاریخ نہیں ہو وہ ہر چند اپنے منہ بیان نہوے لیکن وہ اپنی اسلاف
کا کوئی کارنامہ ہلک کے سوا وہیں پیش نہیں کر سکتی جو اسکی اصلی مرت اور دائمی افتخار
کا ذریعہ ہوں تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام سے ساتھ تیرہ محدود وسیع
کردیا ہے جس کا بیان اسکان سے باہر ہے۔ بیشتر قصہ اور کہانیاں بہ ملک میں نام نہا
اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہو کر مشہرت پذیر ہیں لیکن انکی سچائی کا سیما بھی تاریخ ہی
اگر تاریخی صفحات میں اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی میں نہیں تو ہرستان خیال اور طلسم ٹھکانا
کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہیں ہے۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے محول میں ناظرین بصحت
شاہان اودہ کی شاعری کی وساطت سے ملے گا جو اپنے عہد حکومت و زندگی میں وہ ہونے
خود تصنیف فرما کر واقعات واقعی یا شہوت کا اظہار کیا ہے۔ ناظرین رآب و طبیقہ و مذاکی نورانی
بانگ حلالی کا بھی حیرت بخش مرتع نظر آئے گا جھولنے نے وہ یہ فیہ یار کیا ہٹا لڑا اس سر
بایا جاتا ہے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ سلطنت اودہ کو قوت حاصل ہو ملک حیز و برکت کا قدم
ٹلے اور اہل اودہ ترقی و عروج پائیں جسکی بنا پر سر باوی و تباہی سلسلہ کے آثار
پیدا ہوئے۔ ہم یہ بات بلن ہی بے سوچے سمجھے کہتے ہیں کہ اس برسائون دلائل و
ہمیں یہ واقعات وادیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہیں کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے
موجودہ ماحول کا کانون کی حقیقت مندی و حود معلیٰ کو شکستہ آئے نتیجہ تک کہ کو بخوبی معلوم
کر سکیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ خود ہر ایک اپنے لکھنؤ کے اظہار کی عادت کرتے تھے

مرآت احمدی - شاہجہان نامہ - گلستان رحمت - گل رحمت - جلد دوم عمدہ نامجات - تاریخ خجندیہ
مولفہ ذکار امتحان جارج نامہ - منتخب العلوم - اخلاص - بوستان اودہ - بلبلیں کی تاریخ - انتخاب
بادگار - تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ - تذکرہ حکومت السلسلین - انشائیہ فیض
تاریخ اودہ مولفہ گوہر سہاوی دلدارہ لالی پرتی پرتشاہ ابن دینا ناھقا لائونگٹون شاہ آباد - منہج حبکو
سلسلہ ہجری بن غازی الدین حیدر کی جلوس نگار - سیرج کی تاریخ - منہج خانی
ہنرمند صاحب کی تاریخ - طلسم ہند - آصف نادر شوی منظم - در منظم - سوانح محمد عباس خان -
آبجیات - ناو صاحب کی تاریخ - رحمتستان - کلیات سودا - کلیات لائونگ - وقایع دہلی
جوستان جان کے حالات میں ہی - صبح صادق - تالیفات واحد علی شاہ - تذکرہ اسلامیات
حبیب اللہ - روضۃ القضا - الدین میوزیم کے اندر رکھے ہوئے سکون کی فہرست -
طبقات اشعرا - حسین شاہی - تلخ کی تاریخ - تاریخ ہندوستان حبیب گربستہ - شاہ نواز خانی
شاہ عالم نامہ - مسکن فلسفی - میر طہاوی - وقایع عالم شاہی - مرآت التاریخ - تاریخ بہار

برہان الملک الواسع خان کا نام

میر محمد امین - ابن میر محمد رفیع - ابن میر محمد امین - ابن میر محمد جعفر - ابن قاضی میر شمس الدین
ابن سید محمد - ابن سید غیاث الدین محمد - ابن سید علی - ابن سید سراج الدین علی - ابن سید
اسحاق - ابن سید محمد ابن سید محی - ابن سید غیاث الدین - ابن سید محمد ثانی - ابن سید
موسی - ابن سید قاسم - ابن سید علی ثانی - ابن سید جعفر - ابن سید حسین المقدم - ابن سید
عبدالحی - ابن سید عمر - ابن سید ابراہیم - ابن سید عبدالقادر - ابن سید علی الدین - ابن سید فخر الدین
ابن سید زید - ابن موسی کاظم علیہ السلام (۲۷)

۱۲۵۰ھ - نام فقیر التواریخ کی پہلی جلد میں حسین وزیر نامہ میں ۱۲۵۰ھ و وزیر نامہ میں ۱۲۵۰ھ اور فقیر التواریخ میں
۱۲۵۰ھ موافق سنہ و وزیر نامہ اور فقیر التواریخ میں لفظ زاد یا محمد ملک آبادی اور غفر الدین اور نامہ میں
نیز علی کا واسطی ۱۲۵۰ھ حسین احمدی فقیر التواریخ لکھا ہے - وزیر نامہ اور غفر الدین اور غفر الدین میں حسین
المقدم ہے ۱۲۵۰ھ موافق سنہ وزیر نامہ اور غفر الدین اور غفر الدین میں حسین احمدی لکھا ہے ۱۲۵۰ھ

برہان الملک کے خاندان کا حال اور ان کے

ہندوستان میں آنے کا بیان

قاضی شمس الدین بخت اشرف بن رہنہ تھے۔ صاحب علم تھے شاہ اسماعیل مغوی نے انھیں بل کر قاضی القضاۃ بنایا۔ اور نیشاپور میں بہت سی جاگہ عطا کی۔ شمس الدین کے کئی بیٹے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام میر محمد معفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے۔ ایک **سید محمد امین** دوسرے **سید محمد سید محمد امین** کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے **میر محمد نصیر** اور **میر محمد یوسف** جیسا کہ عادی اسعدت میں مذکور ہے۔ اور تاریخ اعدہ معروف بہ فیض التواریخ کی پہلی جلد میں میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچا زاد بھائی بتایا ہے۔ یہ دونوں بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد میں تھے۔ بادشاہ ان اہلک کا قیدی تھا کہ سفر اور سکا میں آئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے۔ اور سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا اتفاقاً ایک دن شہل میں بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی۔ ایک شیر نے کلندر بادشاہ پر چڑھ کر ادا کر دیا۔ سے گرا دیا۔ میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کہ گھوڑے اور شیر کو زمین میں سے مار ڈالی۔ بادشاہ جو تکہ زہر پہنتے ہوئے تھے اس واسطے کوئی قصہ نہ پہنچا بادشاہ نے اسے کارہما جان کے صلے میں چاہا کہ وہ زمین اپنا وزیر کریں۔ میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ میں یہ دونوں مجھے سپاہ میں لے کر اورے کے انتظام سلطنت وغیرہ کریں۔ اس لئے میں اس عہد پر سے معافی چاہتا ہوں مگر میری یہ آندوڑ کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتھرا زمین ہمارے اوس کا بیاہ رضا قلی پاشا وزیر کی بیٹی سے کر دیا جائے وزیر قوم قراباش سے تھا۔ بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اس کی بیٹی میری بیٹی سے کتھرا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قائم ہو جائے وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اوس کے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو۔ اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہی۔ باؤنسا نے
 قبول کیا۔ اور میر محمد یوسف کو بنسا پوین بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر محمد نصیر سے دو بیٹے
 اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چوہنے کا نام میر محمد یوسف تھا۔ میر محمد
 ایک بہن کا عمر سن بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد بھان
 ہوئی اوکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری ماں کا بہتیا منسل بادشاہان
 ترکان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہوا اوکی بڑی بیٹی جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی
 شادی کرو۔ اور اپنے اوک وعدے کو وفا کرو جو میرے والد کو کیا تھا اور انہوں نے جواب دیا
 کہ میں اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلیفہ محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہوں
 کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے
 یہ شرط منظور کی اور دونوں شادیاں ہو گئیں۔ جعفر خان بیگ کے لفظ سے دو بیٹے اس کی
 کے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا حسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا۔ میر محمد نصیر نے
 اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر سپہر میر محمد یوسف کے ساتھ منفق کیا۔ اس لڑکی کے میر محمد شاہ
 میرے دو بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا
 نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا۔ اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کی
 شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے مالک بہت تھیں اس وجہ سے
 میر محمد امین کو خانہ واما دیا۔

گورہاہ نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ سلالہ جرجی عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب
 عالمگیر میں میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اور نیکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔ یہ سفر
 جہاد کی سواری میں کیا۔ سبھالہ میں جہاد پہنچا۔ میر محمد نصیر نے غلام آباد میں سکونت اختیار
 کر لی۔ شجاع الدولہ ناظم سجاولہ انکی تہرا و پرویش رہ گئے لگا۔ میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر
 اس عرصے میں انڈولج ہوا اور اوکی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو اپنے چچا لوایا بہمان الملک کے

عبدالرشید شہزاد کے خطاب سے شہر ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد میں صفہ رخنگ کی قسری
 شہر کا صوبہ دار ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوئی۔ میر محمد امین اور ان کے بیٹے
 جو ابھی تک وطن میں تھے اور کوئی بی بی نے ایک کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب نیرت نے مسئلہ
 بحری میں دس کو ہوا مگر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کے
 والد مر گئے ہیں۔ بعض نے کہنے ہیں کہ میر محمد امین نے غنیا پور میں کچھ بیکہ لیا تھا۔ حصار ہوا۔ میرزا بھٹا
 کی مان نے زیور فروخت کر کے اس رہ پیہ کو ادا کر دیا۔ میر محمد امین اس خجالوت اور بخت کی وجہ سے
 ہندوستان میں چلے آئے یہاں در شاہ کا عہد تھا بہر صورت میر محمد امین اور میر محمد باہو وغیرہ آہستہ سے
 دہلی چلے گئے۔ بعض نے کہتے ہیں کہ میر محمد امین کے ہندوستان میں آہانے اور صاحب منسوب
 در تہ ہو جانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راجہ قندھار کے وسیع زمین خرید کر اس
 زوچہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شہزاد محمد رکھا جب ہندوستان میں پہنچے تو فرنگی میر کی ملازمت
 حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور شہزاد محمد کو محمد شاہ نے حصار، عار، میر طنگ
 دیا تھا۔ میر محمد امین مخاطب بہ سعادت خان سران الملک کے ایک بیٹا اور پڑے بیٹیاں
 ہوئیں جن کی تفصیل ادنیٰ سوانح عمری کے آخر میں بیان کیا جائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہنچ کر شاہزادوں کی جاگیروں کا اجارہ لینا اور
 معاملہ ایسے خوش و ہنسی سے سمجھتا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ
 بادشاہی منصب دار ہو جاتا اور ہندوستان کی فوجداری پانا۔
 اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

میر محمد امین نے دہلی میں پہچلا ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض ملکہوں کی حکومت بھی
 اس کی مدد سے پائی ہوئی تھی۔ دو تین برس بعد نواب سر بلند خان طوطہ گجرات سے تعارف ہو گیا
 اور اس نے اپنی سرکار میں میر محمد امین کو عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک چیمے
 زمین میں کھڑے ہو گئے تھے۔ شب کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے میں پانی
 بھر گیا نواب بہت تعجب میں رہا اور تحقیق پتہ چلا۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب
 اوپر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بڑی بہت نہری پانی جاتی ہے اپنے ذہن پر
 پرکھ امتحان کرتے ہو۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذری اور اس کی نوکری سے استغفار دیا۔

دوسرے دن سر بلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی۔ مگر وہ ہنسنے نہ مانا۔ اور
 آتی چلے آئے۔ اور شاہراہ کوئی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محل اس صیغہ مستبری کی حاصل ہوتا
 اس میں بھی چار ہجرت فرمایا شاہزادوں کو دیا کہتے تھے۔ جب انکی دیانت اور امانت
 اور کارگزاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادوں نے نصیب سے بادشاہ کی معنوی ایک نیت
 پہنچی منتخب اللاب اور انٹرلا میں ذکر کی کہ میر محمد امین ابتدا میں منصب نہری پتہ چلا
 اور فرخ سیر کے رفقا میں داخل ہوئے۔ رات وادعات میں کھل کر کیا منصب الاشابی
 کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دلائل میں زمانہ سلطنت و سربراہی سے قبل کسی کو دیا جاتا
 فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت میں میر محمد امین کو نہری منصب دیا تھا جب فتح سیر

تحت لیشین ہوا تو محمد جعفر الخطاب بہ تقریب خان خاں سالمان کو ابتداء میں فرخ سیر میں
 کرور گیری کی خدمت بھی مومن ہوئی تو اسکی بیابان میں میر محمد امین مقرر ہوئے۔ محمد امین
 نے اسے رتن چند دیوان اعظم قلیب الملک عبداللہ خان کی محبت اور دوستی پیدا کر لی۔
 اسنے مسئلہ چری میں ہندو بیانہ متعلق صوبہ اکبر آباد کی فوجداری کی سند دلا دی

بہت سا بڑی غصہ کیا کہ اب ہوا سا عرصہ باقی رہ گیا ہے اگر کوئی مقول تہ بہ تہ بن جائے
 تو حلد عمل میں لائیں اور ہرگز کاہلی نہ کریں۔ مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی غیب
 و تحریر سے ایسی شجاعت برپا ہوئی کہ انہوں نے جو بقول غصے مرتا کیا تین کرناہ یوسی کے
 وقت اوہل کر زور شور بنا دکھائی ہو۔ مگر حنکہ حسین علیخان دلی میں داخل ہوا اب بادشاہ بڑی
 دولت سے اپنے دشمنوں کی اطاعت پر مائل ہوئے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر ہی تھے پڑا
 مگر عبداللہ خان کے پہرہ کی شہر میں آئے کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور اب یہ نوبت پہنچی کہ
 بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونوں بہائیوں کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا۔ مگر باوصف اسکے
 بعض بعض امیر بادشاہ کے خواہ اپنی ملازمتوں اور رفیقوں کو سمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد
 و اعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر میں داخل ہو کر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا
 اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو جو حقیقت میں بادشاہ کا سایہ تھا محل
 سے بکڑ لاتے جہاں جان اپنی بچائے بیٹھے تھے اور ماہ فوری سلطانہ مطابق بہت انسانی
 سلسلہ بھری میں اوکو غصہ خفیہ مروا ڈالا جب رخ سیر سے تخت عالی رہا سیدوں سے
 بادشاہی فائدہ کے ایک نوجوان کو رفیع الدراجات کے خطاب سے تخت نشین کیا۔ مگر یہ باد
 سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مر گیا۔ اور بعد اذیکو ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے
 خطاب سے سند مذکور میں تخت پر بٹھایا۔ مگر اسکی عمر نے بھی وفاند کی۔ چنانچہ وہ بھی تین مہینے
 سے کم عرصے میں جہاں فانی سے گذرا۔ اگرچہ اسکے مرنے سے سیدوں کو ہوا بہت تردد
 لاحق ہوا۔ مگر بعد اذیکو ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا۔ یہ جوان آدمی روشن اختر تھا
 جیسا حال اپنی پہلی حالت میں عالم لوگوں کی حالت سے بہتر تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے
 آراستہ تھا۔ ماہ ذیقعد سلسلہ بھری مطابق ماہ تمبر ۱۰۷۱ء میں یہ شہزادہ محمد شاہ کو
 خطاب سے تخت پر بیٹھا۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کے سکھانے پڑانے سے سیدوں سے
 علانیہ بھارت نہ کیا تھا نہایت حرم اور امتیاط اس معاملے میں برتنے تھے اور بڑی مہیر

اور بھل سے ایسی صورتوں کے منظر تھے جو انکی استحقاق حکومت کے مدد و معاون اور
دعویٰ سلطنت کے موافق اور مناسب ہو دین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتوں کو سوچتے تھے
جسکے ذریعہ سے انکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادہ میں پہلے کار
اولیٰ کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کارہ کیا تھا کہ اولیٰ کو زبان کا کچا اور
خال اپنی معاملے میں پیٹ کا بلکا پایا تھا۔ اگرچہ سیدین کے زور و قوت اور عرو و نجات سے
محمد امین خان کمال متغیر تھا مگر کام نہ کام لسنے نہانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی
محمد امین خان چین بہاد محمد شاہ کی ترکی زبان میں بات چیت کرتا تھا۔ اگرچہ سیدوں کی رشتہ دار
اور آدروے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے۔ مگر بات چیت اوکی چلی جاتی تھی۔ اور جبکہ اُنکے
آپس میں اشارے کیا گئے ہونے لگے تو انکی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا۔
اور رفتہ رفتہ یہاں تک تو بہت پہنچی کہ ایک گروہ قائم ہو گیا جس میں محمد امین معروف سلطان
ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ مل گیا تھا اگرچہ یہ سازش ہزاروں پر دونین کی گئی۔ مگر سیدوں کا
دلوں پر چسپے برے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرے کے لئے دکن کو
جانبے کا کام سیدوں پر اپڑا تو انہوں نے بادشاہ کو قابو میں لکھنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ
حسین علی خان بادشاہ اور بعض مستحب امیروں سمیت دکن کو روانہ ہوا اور عبداللہ خان دلی میں
موجود رہی اور بادشاہ کے معنار و منام کی نگرانی رکھے دونوں بھائی بہت سے عذر و حق
کے بعد اگر سے سے روانہ ہوئے۔ چنانچہ حسین علی خان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی
کو ناگ ادھٹائی اور سازش کرنے والوں نے دونوں کی بھائی سے قیاس کیا کہ مراد
پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا۔ چنانچہ حسین علی خان کا قتل تجویز ہوا۔ تاریخ سلاطین خیرین
ہند اور مائٹ لاملین لکھا ہے کہ جب لؤلح اکبر آباد میں محمد شاہ کا لشکر بھیجا تو سعادت خان
بریان الملک مہندوں بیانی سے بہار میں جمعیت کے ساتھ اپنی مہین میں مطالب کے سرانجام کی
غرض سے آکر شامل ہوئے۔ عمار السعادت میں انکی فوج کی تعداد چودہ ہزار سپاہی و

سوار تباہی تھی۔ بادشاہ نے سعادت خان کو فنی سپاہ کے ساتھ آگے لاکر غنیمت بانا۔ اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ نواب حیدر قلی خان میر آتش نے بادشاہ سے ادب کی بہت تعریف کی بادشاہ تو ایسے جبار شخص کے دل سے خوانان تھے کہ وہ سادہ اہل کا استیصال کرے نواب حیدر قلی خان نے اپنی فرزند کی ساتھ میر محمد ابن کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلی خان کی سفارش سے اس کو سعادت خان بہادر کا خطاب اور ان کے بڑے بہائی کو بن سہاگ علی بھٹی بن ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور ان کے لکھا ہے کہ میر محمد کے باپ کو سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب میں لکھا ہے کہ سعادت خان نے محمد امین خان احماد الدولہ کی بہت دوستی پیدا کر لی یہاں تک کہ وہ سبکی ہرات اور شکر پور مہات ہو گئی۔ سعادت خان کے بیٹے ہمیشہ غریبوں کے حق نافع رہا جن کو سن کر ملتا تھا۔ انہوں نے میر حیدر خان کا شہزی کو جو اون کا رفیق تھا حسین علی خان کے قتل کے لئے آواز کیا اور یہ راز ان تینوں شخصوں نے یہاں تک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدین نے سب سے عطا الدولہ محمد علی خاں تک کو واقف نہ ہونے دیا البتہ دو عورتیں اس کا حق ایک پڑشاہ کی والدہ۔ دوسرے صدقات جس کو عبداللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ مگر سیر علی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ بھی اس مشورے میں شریک تھے اہل انہوں نے میر حیدر کی کہا تھا کہ اگر قیام نے حسین علی خان کو قتل ڈالا اور خود زندہ رہا تو مفت ہزار ہی منصب پر پہنچا دینگے۔ اور اگر قیام مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک کرونگے چہاں شہید مادی چہ مستلا بھری کو فوجوں سے ہر کس پر مقام ڈوہ بن بلوچ کا قیام ہو اسامیر اللہ حسین علی خان حمید سلطان سے ٹھکر اپنے ٹھکر کو مار دیا۔ اور

سالہ تاریخ سلطین متبخری ہند اور افکار سے ثابت ہے کہ سعادت خان اور بہادر کا خطاب
 انہیں بن علی کے واقع کے بعد ملتا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرصی محمد بن خان چمن بہادر کی شہادت میں لکھی اور امیر لاملہ کو بیسے
 کے کہے جلا۔ امیر لاملہ جہاں روڈ پارکلی میں ہوا ریحلال ہاڑی کے پاس پہنچا تھا کہ حیدر خان
 نے نواب کو عرصی دکھائی وہ پڑھنے لگا۔ میر حیدر نے دفعۃً اس کی بیٹ میں چھرا مار کر
 کام تمام کر دیا نواب کی بیوی کے بیٹے نور اللہ خان پسر سدا اللہ خان نے قاتل کو بھی
 مار ڈالا حبیب امیر لاملہ مر گیا تو معنوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لے گئی
 اس قوی وید کے مرنے سے اس کی جو حین ہل چل پڑ گئی اور اس کے رشتہ داروں اور رفیقوں
 اور سازش کرنے والوں اور ان کی رفیقوں میں بڑا جھگڑا قائم ہوا۔ اور غیرت خان امیر لاملہ
 بھابھے نے دو تین ہزار سواروں کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان
 حیدر فیض خان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چمن بہادر کے فرامے سے بیجا ناہ حرم سر
 بادشاہی کے دروازے پر حسین بادشاہ تشریف رکھتی تھی ایسے وقت میں پہنچ گئے کہ حین
 علی خان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اس وقت بادشاہ کی ان باہر بھلنے سے
 بادشاہ کو روک ہی تھی کہ سعادت خان دشمنوں کو صاف کر کے امیر لاملہ کا سر ہاتھ میں لے گئے
 جبہ توراتی معنوں کو ساتھ لیکر اور شال منہ بڑا لکڑی تانے میں گھس گئے اور جبری منٹ چما
 اور خوشامد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور انکو اسپر مادہ کیا کہ وہ اپنے خیر خواہوں کی
 سرداری اختیار کر کے سیدوں سی علیہ جنگ کریں۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی
 باقعی پر بھجایا اور خود خواہی میں بھجا بادشاہ کے ساتھ اس وقت بہت کم آدمی جمع ہو سکے
 تاہم حیدر قلی خان نے تو بھلنے کے سپاہیوں کو مستعد کر کے ہراول میں رکھا اور غیرت
 خان پر گولہ بادی شروت کی۔ قمر الدین خان اور سعادت خان اس کی مدد کو پہنچے اور یہ بھی
 لڑنے لگے۔ اس عرصے میں امیر لاملہ کا تمام لشکر کٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا۔ اور
 سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دارین گئے سیدوں کا

گروہ میدان سے بہاگ نکلا اور بہت سے سپہوں نے فوج کے اس حصے سمیت جھکی
 فوج کا حمد و معاون ہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ سعادت خان نے رفقا
 حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے میں بڑی کوشش سے ملے کئے تھے اور انکی
 نجات کئی کی تھی اس جلد میں ان کا منصب چھڑا دی ذات تک پہنچ گیا۔ اس میں اصلی منصب
 اور اضافہ دونوں شامل تھے۔ اور پانچزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور سفار
 سے ترقی پائی اسلئے محمد شاہ نے محمد امین خان میں بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور مصمصام الدلہ
 کو میر بخشی کیا اور قمر الدین خان کو بخشی دہم کیا اور حیدر علی خان کو سعادت خان کی ہزاری منصب اور
 شش ہزار سوار دوا سپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامو خان نے تذکرۃ السلاطین
 جغتائی میں یوں بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے میں جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور
 کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۱۱۱ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب
 اور پانچزار سوار دوا سپہ کبر آباد کی حراست اور قلعت فاصدہ اور پ فیصل اور علم و سفار
 بادشاہ نے عطا کیا تھا۔ اور مرآت جہان نامہ سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۱۱ ہجری میں یہ
 صوبہ انکی تفویض ہوا تھا۔

میر محمد امین کا چھوہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک
 عبداللہ خان سے جنگ کرنا

عبداللہ خان اب تک دلی میں نہ پہنچا تھا کہ بجائی کی سناوتی پہنچی گئی دلی میں رابع العتہ کے
 بڑے بیٹے ابراہیم کو جو معتقد تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا۔
 اور ہوسکے نام کی سنادی کرائی۔ اور اسکی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کئے

۱۱۱۱ ہجری تا تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاثون کا سردار جو رامن راہ من اکراو سک
 ملا اور بہت سی لٹے پہوٹے سید بھی اوس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کی بعد
 ادنکو جوڑ کر بھاگے تھے اور سعادت خان برٹان الملک کو بھی جو ہندون سیانہ کے
 فوجدار تھے ایک خط بھیجا کہ تلو کی ترقی دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوانہ را
 رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اوکھون نے بغور و مال حقوق سلطانی اور ایسی دنیاوی نیکیاں
 کو مقدم سمجھا اور چودہ ہزار سوار پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہی محمد شاہ
 کو اون چار ہزار سواروں کے پہنچنے سے تازہ مدد پہنچی جنگیو حے شکھ راجہ نے ادن کی
 امداد و اعانت کے لئے شابی من روانہ کیا تھا محمد خان گلش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ
 اور عزیز خان روہیلہ اور یازید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو
 آگئے۔ نوین محمد سلسلہ بھری کو بادشاہ کی فوج شاہ پورجی سے گڈی کر پھری اور قطب
 حسن پور میں بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹھہرا۔ روز پچھنبہ ۱۳ محرم
 بھری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول میں آپ ٹھہر
 اور خواجہ عبدالغنی ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواہی میں بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان
 و سیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و عبدالمی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنی
 لاکھ فافان کو لشکر کا ہراول کہا اور بھٹی الملک سید صلابت خان بہادر غازی الدین خان
 بہادر غالب خان شکر اللہ خان و طلح محمد خان و نعمت اللہ خان و ہیرام خان و امیر خان
 و خلیفہ نیکان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور پٹھانستان خان فتح محمد خان و کامل خان
 و تہور علیخان بارہ دراجہ محکم شکھ و عبدالقادر خان و حفیظ اللہ خان و مرید خان و خدا واد خان
 و غیرہ اپنی مددگاروں کو عین ویسا زمین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ
 کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوئے
 اعماد الاول بہادر ظفر جنگ و نیر علی و قمر الدین خان بہادر و سیف اللہ خان بہادر و آذر

گند داران و امین الدین خان میر توکے ممتاز ملک میر حیدر بباد و عزیز زمان بباد چھتہ
کو بادشاہ نے اپنے باس قلب میں کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر ننگ افغان تاجانہ سہاول میں
مستقیم ہوا امیر الامراخان دوران بباد و معصام الدولہ مسعود جنگ کو میسر ہر کھڑا کیا۔ اور
سید نفرت خان و ثاب خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا و بچی رفاقت کو مقرر ہوئے
اور محمد خان ننگش والی فتح آباد دست راست پرستین ہوا۔ اور بخشی الملک نضر خان بہادر رستم ننگ
درامہ راجہ بھادر ملاحور و راجہ کھلان سنگھ عہد دریا حیدر والی یعنی عقیل فوج کی حراست کے لیے
مقرر ہوئے۔ مرآت جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مرقبات درکہ برہان الملک
دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامراء میں لکھا ہے کہ وہ اس وقت میسر کی جانب تھے ابھی سید
رات کا اندھیرا پانی تھا کہ رات شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبداللہ خان نے
دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ شمشیر بار کے ساتھ مہمان و رختون کے سایے میں جا کر
بادشاہی لشکر کیسی آگ برسانی کہ طائر خیال کے پہلے نکلے۔ زنی بباد و دن کے
چروں پر ہوا بہانہ اڑنے لگیں۔ حیدر قلیخان اور معصام الدولہ عیال و بچہ کرکھتہ خان
اور ثاب خان وغیرہ کے سہاول پہنچے نجم الدین علیخان کے مورچے میں قیون کی شہزادی
سے آگ لگادی وہ مورچہ سیدوں کے ہاتھ سے بھل گیا۔ جمعرات کا تمام دن میں بچہ لائی
میں بسر ہو کر جمعہ کی صبح تہوڑی رات گزری تو حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑھانے کی
کوشش کی۔ گولے مارے ہوئے قلعہ بڑھا۔ جہان کھڑا تھا وہاں سے اہستہ آہستہ آگے
کو بڑھا۔ عبداللہ خان کی فوج پر گولے برستے یہو اکثر جہازیں مروج و مقتول ہوئے۔
اور اس کے اکثر اہل قلعہ نینوں نے جہان شروع کیا میں کو گنواروں نے لوٹ لیا۔
بچہ ملی رات کو راجہ حکم سنگھ کی ساری کے باغی کے گولہ لگا حکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر
دن کی اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہ ہوئی۔ ۱۷ محرم کو
جمعہ کے دن عبداللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سواروں میں سے صرف پندرہ لاکھ ہزار

سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ماضی پر محمد شاہ مبراہ ہوئے آٹھ نو
 بہر تب دروغ بادشاہ بنفس نفیس میدان جنگ میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ موجود رہے
 بادشاہ نے یوہن کا حکم دیا نجم الدین علی خان اور دوسرے سادات بادہ نے جو نہایت کثیر
 خدمت جرات آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کر دی۔ حیدر علی خان
 اور مصمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدوں کا مقابلہ کیا۔ دونوں طرف سے تیر
 تنگ سے آگے برسنے لگی۔ سپہا روں کے دل جلنے لگے اسے وقت میں سعادت خان
 مدد کے لئے پہونچ گئے۔ طرین کے بہت سے آدمی کام آئے۔ نجم الدین علی خان بھی سخت
 مجروح ہوا عبداللہ خان اپنے بھائی تروت تنگے کچھ کر رہا تھا نہ دلا ورون کو ساتھ لے کر
 نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑھایا اور اس نے بادشاہی لشکر کے عقب میں پہونچ کر

سیرالمتا حرن میں لکھا ہے جو اس جاٹ مدد مل گئے جد ہر چند رہندہ سلطنت مل تھو اور اکبر آباد کا
 رٹار میتا رقا و قلیہ راجو تا میں جو رامن کی حالت یوں بیان کی ہے موضع تھول پر جو اب برگہ نگر میں ہی
 راجہ رام سیر جگت ابن خاں حمد جاٹ نامی تھا۔ یہ شخص علاقہ تھا۔ آویں غار نگری کیا کرتا تھا اس وجہ سے
 گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اسکا بیٹہ تنگہ تھا مگر اس میں اپنی قوم کے خون رکنی کی یاق تھی موضع سنسی کے کل آدمیوں
 نے کہاں بدن گئے پورسوی مل جاٹ حکمران تھا مع ہو کے تنگہ کو خراج کیا اور جو رامن ابن برج ولد
 خان چند جاٹ کو سردار بنایا۔ رتم جاٹ بے چوراس جاٹ سے اتفاق کر کے لسی غار نگری کی کہ
 پہلی اور بجیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے مدکو دے رنج بے چوراس کو خطاب راہدار خاں اور
 یاجہ رس گئے نگر اور کھٹھو اور مہر پٹی (بے لای) اور بیکر اور آو دیکر غار نگری سے مع کیا اور رتم
 جاٹ اور اسکی بیکر حکمران کو خطبات ملت بہادری و دیہات بہر تہو رطلح واکاہ پور وار واکرن ویدو کے
 راہزی سے مار کر کہا۔ مگر یہ تدبیر کہہ مار گزرتی سمجھ کر می میں خاکہ جو رامن بدلت تھو حکم گیسو زہر
 کہا کر فوت ہوا۔ حکم گئے نے ماپ کا قایم مقام ہو کر مدی گئے ابن تھا و گئے ابن چند سی ملاقاتی بیماں مل گئے
 مہاراجہ وادی گئے کی مدد سے حکم گئے کو شکست دیکر بھاگتا۔ اب مدن گئے اتوں بہتی قابض ہوگا۔ معین
 سورج یہ کہتے ہیں کہ یہ لڑائی خود جو رامن سے ہوئی تھی۔ اور بعد شکست کے جو رامن اور حکم گئے دونوں
 مسفر ہوئے اور مدین گئے نے محتاج ہو کر کل قوم جاٹ کی افسی حاصل کی ۱۲

بہر پر جلد کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بل اور اونٹ بابر داری کے
 جو جہان کے نرے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے بکٹ لئے اور لنگوٹ خانے کا کچھ سامان اور جہد
 کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاریکی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے جلا باہ شاہ نے
 جہد و سواروں کی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ماتھے سے چار تیرا وسطی پھینکے اعماد الدولہ
 محمد امین خان اور ہادی خان دایمہ مذکورہ سے فاصلہ کے مقابلے کو ادھر سے گئے
 عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علی خان کی سپاہ قوی دل ہو کر عجز کرنے لگی بادشاہ
 کی طرف سے مصمصام الدولہ بھی تہاتر دلیری کے ساتھ مقابلہ کرنا تھا۔ اس پر بھی بادشاہی
 لشکر کے بہت سے آدمی گھبراہٹ گئے۔ اور صفوں میں پریشانی پیدا ہونے لگی یہ حالت بیکھر
 سعادت خان اور محمد خان ٹکیش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوئے۔ اور انہوں نے
 یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی کمرنگاہ پر حملہ کیا جیسے۔ عبداللہ خان نے اس
 ارادے پر مطلع ہو کر اپنا ہاتھی حیدر قلی خان کے مقابل بڑھایا اور بہت بھی اوس کے
 حملے کا جواب دینے لگا۔ اس موقع پر ابو الحسن خان بخشی سائرسا جہانی سید علی خان بخشی رسالہ
 زخمی ہو کر گرفتار ہوا شیخ ہشید احمد سید عبداللہ خان کے نوچانے کا اختتام کر رہا تھا اور سپہ
 طالع یار خان نے حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ راجپوت جو بادشاہی فوج میں تھے اوسکی لائن کو
 گھسیٹ کر بادشاہی لشکر میں لے گئے۔ حیدر قلی خان اور دوسرے جہاد و اس پر جہاد
 سے عبداللہ خان پر لوٹ پڑے کلاوس کو ظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت میں
 عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے۔ اور وہ فاطمی پر سوار تھا۔ اوس نے یہ خیال
 کیا کہ اگر میں فاطمی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤں گا تو سواران ہمارے گھوڑوں سے
 اوتر کر جانے لگیں گے۔ چنانچہ وہ فاطمی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران
 ہمارے نے جو اوس کے فاطمی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھ گئے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا۔ یا یہ
 سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تھپا چوکر میدان سے

یہاں گئے لگے ان بہگورون میں سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور
 ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے۔ اور بخشی فوج نے بھی ان
 معزورون کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہیں کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترانہ تھا کہ
 سیف الدین علی خان میدان چھوڑ دیا تھا۔ راستہ میں اس چھاگی ہوئی جماعت کو گنواروں
 نے بہت روق کیا۔ اور بہت سے ہاتھی چھین لئے۔ عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم
 پہنچا تھا۔ اور پیشانی پر تیر لگا تھا اس وقت حیدر قلی خان تہور سے ساہیو تکے سے
 ہاتھوں میں نگی تلواریں لئے ہوئے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا۔ عبداللہ خان نے اپنی
 سیادت کو شیخ بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اس کو قتل نہیں کیا۔ اسی طرح گرفتار
 کر لیا۔ نجم الدین مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے۔ حامد خان
 اور عبدالغنی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی میں حاضر
 ہو گئے۔ عبداللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لئے سے
 بچا صنطی میں آیا۔ سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا۔ جو نکلے میں نے عبداللہ خان کی کشت
 بمجھوری اختیار کی تھی اسلئے اس کی حالت بخشی ہوئی۔ فاعتب وایا اولی الاصباء
 اس واقعہ کا تاریخ ہو۔

میر محمد امین نے اس جنگ میں بڑی جواغردی دکھائی تھی۔ بادشاہ نے اس کے
 منصب میں اور اوصاف کیا۔ اصل اور اوصاف ملا کر مہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا
 اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر بہادر جنگ عطا کیا۔ اور ماہی
 مراں بھی بخشا۔ اور خلعت فاخرہ بھی دیا۔

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبر آباد کی حکومت

اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرات جہان نامہ میں محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲۲ ربیع الاول ۸۳۳ ہجری بمطابق
 سنہ ۱۴۲۵ میں خواجہ غلامی کو آئین جلالت میں سعادت خان کو اپنے خواصوں کی داروغگی
 اور خلعت خاصہ بخشا۔ اور اسی سنہ میں بادشاہ نے اوکو اکبر آباد کا صوبہ دار
 کیا۔ اور اونکے بیٹے نادر محمد خان کو نواب شیخربک کا خطاب دیا۔ سعادت خان
 بادشاہ سے رحلت ہو کر صوبہ اکبر آباد میں راجہ ہوئے۔ سرکشو بک کی بی بی کنی بن لڑی
 گوشت کی تین چار قلعے جو مہار کبیر اور شاہ جہان آباد کی رہائش گاہ تھیں
 اور کشت و خون کے بعد دشمنوں سے چھین لئے۔ ان قبیلوں میں انکے ساتھ چار بچے
 قریب آج ہی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور بھجرج ہوئے۔ بادشاہ کو جب
 یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لئے خلعت اور خراج مرصع اور ایک فرمان اور انکی
 بہادری کی تعریف اور اپنی عزت کے اظہار میں اونکو بھیجا

مہاراجا جیت سنگھ دلی جو دہلی کے سپرد صوبہ جمیلہ اور احمد آباد بھی تھے ۸۳۳
 ہجری میں ان صوبوں کی بہت سی رعایا نے شاہ جہان آباد میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا کہ
 راجہ نے اپنے ماتحت علاقے میں کاکشی مذکور کی ہے۔ بادشاہ نے دو فوج صوبہ
 اوس سے نکال لئے۔ حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علی خان کے سپرد
 صوبہ جمیلہ کیا۔ اجیت سنگھ نے عبادت پر مکرر باندھی۔ بادشاہ نے اسکی سزا پٹا
 چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لئے
 اکبر آباد سے بلائے گئے۔ کیونکہ اجماعاً حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چڑھے
 تھے۔ سعادت خان حکم کے پہنچنے ہی بطریق اعلیٰ اکبر آباد سے روانہ ہوئے
 اور آخر ذی قعدہ ۸۳۳ ہجری میں واپس شاہ جہان آباد ہوئے۔ جب انہوں نے

اس جہم کئے سلمان وغیرہ جانا تو بعض امرے نزل ساتھ دیئے کو تیار ہوئے اور بادشاہ نے اقبال
سلمان سے امانت کی مسبقہ روہ چاہتے تھے۔ سلیئے اون کا جانا ملتی رہا

نیکانگر نائب سعادت خان کا اکبر آباد میں مارا جانا اور صوبہ اکبر آباد
راجہ نے سنگھ کچھواہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت
پر مقرر ہوا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صور اودھ کی خدمت کر دھر ہمارے دربار کے متعلق تھی۔ جب مادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اون کا انتظام
حاضر ہوا نہیں ہو سکتا تھی سے انتظامی ہی نوادشاہ سے برہان الملک کو یہ خدمت دی غاہر صوبہ اودھ
علی وہ صوبہ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا۔ برہان الملک نے اودھ کے انتظام کے لئے روانہ
ہوئے اور اکبر آباد میں اسی ایکٹار سے ننگسٹہ کو جوڑا۔ نیکل کہتے ایک روپیل پر ہوا جلا جانا تھا۔ کسی سے
زمیندار کو انشا سے ایک جاٹ دھتوں کے چھاد سے بن گھنی بیٹھا تھا۔ اون کے برابر سوار ہی پہنچی تو اس نے
بیکڑ نہ پر بندوق سر کی جسکی کوئی سنے کے بارنگل گئی۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ ہنوں نے اودھ
اکبر آباد کو کیرن عزم کیا کہ اپنے نائب کا بدلہ لین۔ دربار میں مصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی
مدست برہان الملک سے ٹکڑا کر راجہ سے سنگھ کو اہلہ کو دلا دی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی
صوبہ داری رہی۔ مگر مائلہ امر سے معلوم ہوتا ہے کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کی متوسلون میں سے تھا۔

سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے میں کام آیا تھا اسکے بیٹوں نے اسے
قلین کو مضبوط کر کے خود سری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزا دی کے لئے مامور ہوئے۔ اور اونکی
پتہ کسی بن مہنہ کچھ کوشش کی مگر جنگل کے گھمان ہوئے کی وجہ سے اون کا قار واقعی استیصال نہ ہو سکا
اسیے بادشاہ نے صوبہ اکبر آباد کی حکومت سے اونکو ہلایا۔ اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری
عطا کی۔ برہان الملک نے اس صوبے میں پہنچ کر بہت سی فوج جسے کی اور بھاری توپیں لایا سک
کا بچن انتظام کیا کہ سکون کو سزا بن دین اور میں کے ساتھ ملائت کا برتاو کیا اور سطح او وقاہ میں
لائے۔ غزانہ عام میں لکھا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار کشی بن شہسہ کو زمانہ میں شاید بڑا ایجاد

عالم سے اوہوں نے کسی حاکم کی ذرا دقتی اطاعت نہ کی ہوگی۔ برہان الملک نے سب کو بڑے کبوتر
 میطع اور خراج گزار بنایا اور اوس صوبہ میں وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد میں یہ بات حاصل نہ ہوئی تھی۔
 اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عہدہ سنبھریے جو پورہ ہارس اور تانپور اور کرہ مالکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
 قبضے میں لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی۔ موہن سنگھ کہنوریہ قوم راجپوت تلوی
 کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہیں کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
 سرکشی کی برہان الملک نے اول اولی اوس کو منظر ترحم فرمایا کہ جب راجہ ہوا اور پچاس ہزار راجپوت
 ہمراہ لیکر مقابلے کو آتا وہ تو نواب نے بھی اوس کی گولستانی مناسب سمجھی۔ لڑائی ہوئی آذاس کے ہمراہ
 صرف دس ہزار سپاہ بھی صاحب مار گیا۔ اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے۔ اقبالانہ بہاگ گئے
 بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو ثابت جنگ خطاب دیا۔ لکھنؤ کے رنج زادوں کی مقرر دی اور نواب خان
 کے اون کو قابو میں لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں سننے کے قابل ہوئے۔ کہ یہ سچ راوی سچ
 عبدالرحیم کی نس سے ہیں جو قبضہ بنوہ علیہ ہو سیکند کا باشندہ تھا بہاگ افلاں اور محتاجی کی حالت میں
 اپنے گھر کے تلباشی ماسٹر نکلا۔ اور اپنے طلب کی یاوری سے ابلکہ عظم تہنشاہ مہدوستان کا ملازم ہو گیا۔
 ایک مدت تک نہایت جانفشانی کر کے ایسی عورت پیدا کی کہ زینت شاہی منصب داروں میں بکرا ہوئے لکھا۔
 بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت حسروانی سے ہونے کو فتح اور لکھنؤ جاگیر میں دیانچ مد کو سہی دہوم
 و ملازم سے داخل لکھنؤ ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بیویوں کے واسطے بنوائے جسے آنکھیں غملا کہتے ہیں
 وہ اب داخل حصار قلعہ بھی ہوئے ہو گیا ہے۔ اور قلعہ بھی بہون اپنے رہنے کو دریا سے گومتی کے کنارے
 بر بنوایا اوس کا مفید پیش بدش کے قریب ہی جسے مذکور محل کہتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ قلعہ میں ایک مکان
 کے چھپن دیوانے تھے ہر دروازے پر گنگ کارون نے دو چھلیاں بچے سے بنا دی تھیں اس وجہ سے
 اسے چھپی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے چھپی بہون ہو گیا۔ فتح ملکہ کے بعد اوسلی اولاد تریبیہ
 وارث جاگیر رہی۔ نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لیے چلے آوا تھا اسے راہ میں فتح
 میں آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو پھیلج دی کہ لکھنؤ کے فتح زادے
 اوسے کسٹ میں کہیں ایسا نہ ہو کہ مثل اور وکلی آپ کا بھی حال ہو۔ اور آپ کی حکومت نہ بچے مناسب یہ ہے
 کہ آپ لکھنؤ سے اتر کر کجا یک لکھنؤ میں داخل نہ ہو جیسے تھا۔ لکھا وکلی کے ساتھ حق من رہے گا۔ بعد تدبیر مرزا
 ارزا حکمت علی داخل ہونا بہتر ہو گا۔ وہ تدبیر یہ کہ فتح زادوں اور قصبات کے رہنے والوں میں ہر وقت
 نہیں بلکہ عداوت ہے۔ اور مرکز واسطے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہیں۔ غالب ہی کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و حمایت سمجھ کر طر فزار ہو جاتین گے اور شیخ زادون کا زور
 او کی اعانت سے ٹوٹ جائے گا۔ نواب و نان سے چکر و در پستے گنگا کے کنارے پر پہنچے
 برسات کا موسم تھا۔ دریا خوب جڑا ہوا تھا مع لشکر باراوت سے مشہور ہو کر جب سواری کی سختی
 پنج دریا میں پہنچی گا ایک مجملی جہت کر کے نواب کے دامن میں آ پڑی۔ نواب نے اوسو شکون
 نیک جاگیر کہہ چھوٹا جہاز اوس مجلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے مسکار شای میں لے
 اور اس سے لشکر سمجھ کر خزانہ شاہی و اجداد عیساہ کے عہد تک رکھا تھا۔ خلاصہ یہ ہو کہ نواب
 پہلے مقام فواح قبضہ کا کوری بن کیا پہلے کے کشمیر کے شجر ادو کی مخالفت تھی۔ نواب
 انما اپنی ہمت بکا ذریعہ سمجھو۔ اور شریک مصلح بنک ہوئے۔ اور بہ طریقے نسیب و فزار سے
 آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ مشہور بن داخل ہون و مانگی بستی دہلندہ یلوتی بیٹر
 سے یہ سلامت گذرنا مشکل پڑے گا۔ کیونکہ ہر مقام میں برسبار ہی مسلح بیٹھے رہتے ہیں
 خواہ خواہ برسر فساد ہو گئے پہلے اپنے آسنے کی اوتھین اطلاع دی گئی۔ اور مقام فواح کا لشکر
 پوچھتے۔ یو افق و سفر قدیم وہ گومتی کے اوس پار کھلا بھیج گئے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر وہیں
 اپنا حیمہ کھڑا کرتے گا۔ اور غور و سی فوج بھی روانہ ہوتے تاکہ وہیں داخلہ ہونے سے اغفلت
 ہو جائے۔ جہاں پہنچے ہی صورت ہونی کہ عبور لشکر کا کھا و گھاٹ سے ہوا۔ نواب رات کو کت سپاہ کے
 کتی تو ہیں لشکر سلامت شیخن دروازہ سے گذرے۔ نواب باقی پر سواری تھی۔ اوہ ہون نے
 پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کے جہت میں خاموش بخون و غرور و دہرہ کے واسطے
 لٹکے رکھی تھی کہ صوبہ دار اوس کے بچے سے چلائے گا کت کزین بر گردا۔ بعد اں کے حیمہ فاح
 رو بروئے پہاٹ بھی بیہون جہان و اجداد عیساہ کے عہد تک نقار خانہ قائم رہا غضب کیا۔
 او سو فوج سے بڑے شجر ادو دست بستہ حاضر ہوئے۔ اور بہ مجبوری سر تھکا یا۔ سمجھے کہ یہ
 کام بیکانے کا نہیں بلکہ بیکانے کا ہے۔ بعد گفتگو سے معاملات و انفضل مقدمات نواب نے
 فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ بھی بیہون خالی کر دو۔ اوہ ہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے
 چھوٹک میں گرفتار ہیں۔ جب تک اوہ نہیں عیش سے راحت ہو تیل سے معاف رکھا جاتے۔
 نواب نے منی کیا۔ بعد ہفتے کے حبقدر اں اسباب تھا لیکر اوہ لڑکے۔ نواب داخل قلعہ ہوئے
 اور حبقدر اسباب وہ نیلجا سکے وہ نواب کے آدمیوں نے لپٹا۔ اور اسی دن اپنے بھتیجے
 عیسیٰ اور شیخ صدر الدین محمد خان اور محمد الدین احمد خان و شیخ عن بزرگ شیخ مولانا

وغیر قریب سات سو آدمیوں کے جو باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے تھے۔
 آدمی اور بیرونیات کے بھی شیخ زادوں کا حصہ ہے۔ بدایین قال اہل غنیمت جلد کر کے کرنا۔
 اگرچہ یہی تو ہم سب کی رہبری نہ کرے۔ نواب کا اس طرح یہاں تک آنا مشکل ہونا نواب نے بھی درستی
 کے ساتھ جواب دیا۔ اس طرح میں سے نوبت کشت و خون ٹلی ہو گئی۔ مگر فوج منسلبہ ۱۰ لاکھ تارہ
 کر لیا۔ آخر کار بیچ بچا ہو گیا۔ بعض نائل میں کشت و خون نہیں ہوا۔ اسوجہ سے نواب نے اس
 مقام کو مینا و فتح وغیروزی منظور فرما کر تقار حاسنے کا حکم دیا تھا۔ ۷ یا ۸ ہزار۔ ۱۰ سے ۱۵ لاکھ
 نہیں کمین صرف ہوتے۔ بہر صورت اس دن سے قلعہ بھیجا ہوا اور الامارت مسترد ہو گئی۔
 بندریج تمام صوبے پر تسلط ہو گیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اٹھایا۔ نواب صفدر خاں۔ جس کے
 وقت میں پالو روپے ہائے کراچی بیچ محلہ شیخ زادوں کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدین کے
 عہد میں فقط دوسو روپے رہ گئے تھے۔ اسوجہ سے کہ شیخ مغز الدین خان کو سخت و غزور بہت ہوتا تھا
 اور وہ اسکی یہ بھی کہ صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ
 لکھنؤ پر قبضہ کر لیا۔ تو انہوں نے تمام شیخ زادوں کو جمع کر کے بہانوں کو دیکھنے کے لئے
 اور صفدر جنگ کی حکومت قائم کی۔ نواب شجاع الدین بھی اونٹنوں کے اس میں احسان
 تھے وہ کبھی نواب کے دربار میں نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے جو کچھ عداوت
 دروازہ وغیرہ جس بارے کے قریب تھے زمین وسیع مفتی غلام حسرت کو اور وفاقوں اور
 اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کراچی موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ لیں
 کیونکہ زمیندار میں زمینداری بہت تھیں۔ شیخ زادوں نے قبول نہ کیا۔ اس وقت شیخ موصول
 فرحت مکانات داخل سرکار ہوئے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار ہیں۔ اس سبب سے
 آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔ نواب نے پہلے ہی سال ایک کروڑ سات لاکھ روپے ہڈیاں
 جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوئے۔ عماد السعادت لگا
 موقوف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے جرنیلان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودھ میں
 امر اور شاہزادوں کی بھی جاگیر تھی۔ اور زمینداروں کی شہادت اور ناظم کی کمزوری کی وجہ سے انکو
 آمدنی وصول نہ ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے بھی اپنی جاگیروں کا ٹھیکہ جرنیلان الملک کو دیدیا۔
 اس تمام صوبہ اودھ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امراء و کروڑ لکھ ہو گئی۔

متفرق واقعات امیر نواب محمد خان نیکیش و نواب سعاد خان جرنیلان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کا بچی اور اس طرح اور دوسرے مقامات واقع ہو چکے۔
 محمد خان کو غزوہ میں لے۔ اسی سال بھیلین نے کالپی کو لوٹ لیا۔ اور غرض سہاؤ کی عورت اور
 بال بچوں کو گرفتار کر لیا۔ اُن کے مکانات اور مساجد اور مضرے وغیرہ سب بھار کر دے۔ جواب
 برہان الملک نے چاہا کہ مغلوں کو حملہ آور نہ ہو بلکہ مقابلے میں پہنچیں مگر بادشاہ نے محمد خان ٹکیش
 کو اُن کی تہنید کے لئے کافی سمجھا۔ محمد خان چیلہ دلیر خان صاحب سپاہ کے ساتھ پہنچا گیا۔
 اور وہ سلسلہ بھری مطابق سرائے امین چترسال کے مقابلے میں مارا گیا۔ اُسکی وفات پر
 محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اس وقت بند لکھنؤ ہی اور اس سے متعلق تھا کہ
 کے آخر میں جب محمد خان دربار خانے ہوئے میر تھا ہو چکا تو ایک فرمان سے ایک حکم نہ تھی
 امیر الامرا خاندان خان کے وصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ چترسال نے بہت سے مال
 علاقے پر اپنا فیضہ کر لیا ہے اور برہان الملک اس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہیں
 تم بھی جلد وہیں جاؤ۔ اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس سے قبل برہان الملک
 لوٹ آئے تھے۔ برہان الملک اور محمد خان کے دو مہینے صفائی نہ تھی اس لئے انہوں نے
 سرائے مطابق سلسلہ بھری میں محمد خان کے مقابل چترسال کو اکسایا اور اُسکی قاصد و مکی
 خاطر واقع کی۔ اسی سنہ میں جیت در علاقہ بند لکھنؤ میں مسرتوں نے جنگ چترسال نے اپنی مدد
 سے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو اسی مصیبت میں اسے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ
 لوٹ سعادت خان برہان الملک کے پاس جا کر مدد مانگو قایم خان فیض آباد میں آیا مگر سعادت خان
 نے کچھ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی۔ بلکہ اسے بھی شش و پنج میں ڈال رکھا۔ ایک دن
 سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ داوے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سواروں کا افسر تھا
 قایم خان سے کہا کہ بھٹین یہ یہاں سے فوج لے گی نہ تم حذو دیہان سے جاؤ گے اب ہم
 کوئی اور تدبیر کرو۔ قایم خان کی مان بی بی صاحب نے جب دغا بازی کا حال سنا تو ٹیکنام
 خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا۔ اس شخص نے وہاں پہنچتے ہی اس رسالہ دار کے
 پاس جا کر اس کو سچ اس کے بہناؤ کے جو تو فرخ آباد و شاہجہانپور دالوں کے رہتے
 دالے تھے لیکن کمال دلا یا کہ محمد خان کو گرفتار کر دینے کی بہشت بھاری حق میں بہتر
 ہو گا کہ اُسکی خلاصی کراؤ۔ ٹیکنام خان نے ان لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ جو فوج کچ کے

نقاری میرے لشکر میں کہیں اوس وقت سب لوگ جمع ہو جائیں۔ اور اسی دن قایم خان و نیک نام خان
 نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے۔ اور روانگی کے لئے حضرت جاہی ادبوں نے تعاب
 دیا کہ بیٹے فوج طلب کی ہے وہ چند روز میں پہنچنے والی ہے۔ اوس کا انتظار مناسب ہے۔ نیک نام خان
 نے نواب کی طرف اشارہ کر کے قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سے روانی نہیں دلا سکتے
 اور یہ کہ حالت غضب ناک میں قایم خان کا ہاتھ بکڑے دیوان عام کے باہر نکال لایا۔ امر اسے
 مذکور کو ساتھ ساتھ چھان رزہ بکیر پہنچے ہوئے موجود تھی جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف آنکلی
 چھوئے گئے لئے ادھتائے فواہ کو مار ڈالو۔ جب قایم خان و نیک نام خان لشکر میں پہنچے تو کوچ
 کے نقارے بجے۔ اولیٰ آواز منستہ ہی وہ بارہ سو چھان آج نواب سعادت خان کے ٹوکر تھے
 اوکو چھوڑ کر قایم خان کے ساتھ ہوئے۔ یہ خبر لشکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قایم خان
 کے ہاتھ لائے کے لئے پہنچا۔ مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کر کے قایم خان سے سازجہاں بچو
 کی راہ لی۔ شہزادہ عثمانی میں روح ہی کہ جب محمد خان بند بیکند سے واپسی پر فوج پہنچا تو فوج الہ آباد
 خان بگلری جو قایم خان کی فوجیں بطور ایک منہر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلکہ ہم
 کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیر برہان الملک نے ضبط کر لی تھیں نواب
 محمد خان نے اوس ہی وعدہ کیا کہ میں باوجود اس سے نقاری سفارش کروں گا۔ وہ قاضی محمد خان کے
 ساتھ دہلی کو روانہ ہوا۔ مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بنا
 جو روح الامین خان سے واجب الادا تھا اور جس سے دینے سے انکار کرتا تھا جبکہ انہوں نے اور قاضی مذکور
 کا مددگار چھوڑ گیا۔ مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ بند بیکند میں ناکامی کے بعد حضرت باعث
 صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا۔ مگر تبصرہ الناظرین سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان سے صوبہ الہ آباد
 کی علیحدگی بہ سبب اس شخص کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوسے میں ہوئی ظہور میں
 آئی تھی کہ محمد خان اوس وقت موجود تھا۔ اور یہ صوبہ سر بلند خان سائر الملک کو عطا ہوا جسکے
 سلسلہ ہجری مطابق ۱۰۳۵ھ میں محمد خان مالوسے سے موقوف ہوا تو اس نے صوبہ الہ آباد
 کے خواستگار تھی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار ترفہ اور مہمت کے محمد خان سے ٹرس ہی ہوئی تھی
 اور ادبوں نے پندرہ لاکھ روپیہ بھی پیش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر گہرے سہدر
 لحاظ ہوا۔ چنانچہ سلسلہ ہجری مطابق ۱۰۳۵ھ میں صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا۔
 مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۱۰۳۶ھ محرم ۱۰۳۶ھ ہجری مطابق ۱۰۳۷ھ یعنی ۱۰۳۷ھ کو سر بلند خان اس

صوبے پر پہنچا ہوا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالوس کی محمد خان سے پہرہ عدوی کھالی کے مہرے تھے
 گواہوں کے استحقاق پر عہدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دی گئی۔ جب محمد خان بیکش کو لو اب سادات
 کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اس نے بُرہان الملک کے جڑانے کے لئے اپنے چیدہ سعاد خان
 کو بھی بُرہان الملک کا خطاب دیدیا۔

بھگوت سنگھ ولد اڑار وزیر دارچکھ کوڑہ کی کشتی جان بازخان کا ماراجانا برہان الملک کی قہرمنی اس ضلع کا انتظام ہو جانا

جبکہ بھگوت سنگھ رمدار چکھ کوڑہ نے سلطنت میں انبری دیکھ کر سراوٹھا یا۔ اولاً اپنے حاکم خان
 بازخان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ سے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو
 اس کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندارہ کو اس کی آمد کا حال سنکر دشوار گزار چٹکون میں
 چلا گیا عظیم اللہ خان نے اس کا تعاقب نہ کیا چکھ ناوہ میں نہیں گیا۔ پھر فاجہ بیک خان تزاری
 وغیرہ کو اس چکھ کی حکومت و یکروٹی کوٹ گیا۔ بھگوت سنگھ کو سزا دینے کے لئے اس کو حکم
 دیا گیا۔ بھگوت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پرمیدان میں نکل آیا۔ اور فاجہ بیک خان
 وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اس کی سرکشی سے مجبور ہو کر برہان الملک سے اس معاملہ کو جمع
 کیا اور تاکید کے ساتھ کہا کہ سلام اور مخلون کی آبرو کا پاس ضروری۔ بُرہان الملک نہایت
 شجاع سے نشہ مردانگی سے محمود تھے۔ شعلہ چری بن شاہمان آباد کو بادشاہ کے حجرے کے لئے
 روانہ ہوئے تھے انہی راہ سے ماہ جامدی الاحسن میں بھگوت سنگھ کی سلام ہی کے لئے
 اس کے سر پر چلیئے اس سے بہت جا بجا کہ قرب کر کے برہان الملک کو اپنا طرفدار کر لے اور
 میں بالک کام تمام کر دوں۔ مگر یہاں قرب نہ چلا۔ مجبور ہو کر مبرا۔ الملک سے لڑائی کے لئے
 آمادہ ہوا۔ برہان الملک حوت راہ سے چلکے جنہیں دھل ہوئے و اس وقت اتفاق سے سبز
 کمر پہنے ہوئے تھے۔ مجبوران نے بھگوت سنگھ کو خبر ہو چائی کہ برہان الملک سبز لباس میں
 چنے میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اس کی داڑھی سفید اور دراز ہے۔ بھگوت سنگھ کمین صحاہ سے
 حکمران اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوس وقت برہان الملک

ہاتھی برسر کو فتح کی نرسندی کا حکم دیا، وہی فوج تیار ہوتی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہو کر ہمراہ ہوتے اور ان تہوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بہکونت سنگھ کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور بڑا اہلسا ہے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تو رانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اس وقت سربراہ بن گیا تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بہکونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اس کے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کہہ دیا کہ اس بھٹی سے ابو تراب خان کی چھاتی میں برہما مارا کہ ستان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر بھڑی اس مردانہ جھلے پہاگ نکلے برہان الملک تھوڑے سے ہمارے ہونے کا قلعہ بن گئے رہے اور تیرون کی سن س میں بہکونت سنگھ کو گھبراہ۔ ارجن سنگھ جو اس کا ریش تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا۔ اس نے برہان الملک کو بتلادیا کہ بہکونت سنگھ وہی اور گھوڑے کے دوڑا کر اسکی سربراہی پہنچا ہتیار جلنے لگے۔ آخر بہکونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے پیسے جہد کرنا ہی عدم ہوا۔ ہر ملک الملک کے اللہ کا شکر کیا اور اس کا سر کٹوا کر بادشاہ کی نذر کے لئے اور اس کا پوست کھجوا کر اورنگزاس سے بکر کے قمار خان کو زیر کے لئے بھیجا اور چند روز کی پولیسٹری کی سرداری پر صف درجنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہو گئے۔

۷۔ وجہ شکلا بھوی روز ہمارے شہنشاہ شاہ کی عطا سے شرفیاب ہوئے۔ ابکھرا نو اشرفیان اور ایک سحر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے منہ مقبلا، فرما کر خلعت مع سر پہ مرصع و شمشیر اس پر عطا کیا۔ ابو المصنوع خان صفدر جنگ اور شیخ عبداللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بہکونت سنگھ کا بیٹا مرہٹوں کو اپنی مدد کے لئے ادھر لارہا ہے۔ آپ جلتے آئے اس لئے برہان الملک ۸۔ شوال شکلا بھری یرونہ بایک شہنہ کو بادشاہ سے رجعت ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔

برہان الملک کی مرہٹوں سے لڑائی اور ان پر فتح پائی

ملاحی راو پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عربیت کی تاکہ حال ملک بادشاہی کا ذر چھادم حبکو جو عہد کہتے تھے دہلی سے وصول کر دی اور اپنی نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے پس اول اس سے اس دعا کو بادشاہ کے حضور میں اپنی وکلا کے ذریعہ سے اتھاس کرایا۔ چونکہ

امر کے اختلاف اور لغات اور خود غرضی کی وجہ سے پہلی حالت طرب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ دیا تو
 تو اس کو زیادہ حسرت پیدا ہوئی۔ اور ابتدائی مشق لہجہ میں دہلی کی طرف بڑھا۔ جو کدوا کی فوج
 بہایت جفاکش اور بہادر تھی جہاں حملہ کرنا وہاں کی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی تھی شاہ
 بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامراء مصلح الدولہ ایک بھاری
 فوج کے ساتھ مانور ہوئے۔ مگر انہوں نے جرات کر کے مرہٹوں پر حملہ کیا۔ اس مہم کو لیت
 واصل میں ڈاکٹر مصلح کی تجویزین پسند کرتے رہے اور آخر کار مرہٹوں کا مقابلہ اپنی طاقت اسے باہر
 سمجھ کر جنگ مصلح کے باب بن مرہٹوں پر کیا۔ دہلی کو لوٹ گئی۔ اور مرہٹوں کی لڑائی اور
 اس مقدمہ کے انحصار کو زمانہ آئندہ پر چھوڑ دیا۔ برہان الملک نے جو صرف صوبہ دہلی کے
 حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامراء مصلح الدولہ
 اور عہدہ الملک میرخان کی نسبت چھوٹے بیٹے بن تھے۔ مگر بہت دلیہ اور صاحب شہور
 اور جو بڑے نام تھے جو ان امر کی سستی اور مرہٹوں کی چیرہ دستی دیکھی تو انکو غیرت آتی۔
 باوجود بکدو کے صوبے کو مرہٹوں کے ہاتھ سے کودنا نقصان تھا کیونکہ وہاں صوبے کی سرحدیں
 کے شمال رو بہ تھی۔ انہوں نے اسی شجاعت سے جو ان کے ہمعصرین میں موجود تھی فوج کو تیار
 کر کے مع ای داماد ابو المصنور خان صفدر جنگ کے مرہٹوں سے جنگ کے لئے اپنی دارالحکومت
 سے کوچ کیا قمر الدین خان دربار کی فوج سے مرہٹوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اور سپہ سالار معرکہ غلیم ہوا تھا
 کہ برہان الملک ساتھ کو س راہ ایک دن میں ملے کر کے آئے۔ باقی راہ اس سردار کے
 آگے کی خبر سنکر رپوڑی اور پانڈوی کو چلا گیا۔ اور ان مقبوضہ کو لوٹا اور وہاں سے فوجات ہونا
 مالو سے میں آیا راجہ بھدور کو مرہٹوں نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا۔ راجہ برہان الملک
 سے توسل رکھتا تھا اس لئے برہان الملک کو عرض کیا اور مدد چاہی۔ برہان الملک راجہ
 کی عرضی پڑھ کر تیار رہے اور راجہ کو جواب لکھا کہ ہرگز نہ گھبراؤ۔ میں آیا۔ جلد آتا ہوں۔
 مرہٹوں کو سزا دیتا ہوں۔ بعد لکھنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو اس لئے تیار کیا اور سپاہ
 کا آؤدہ سمراہ لیا۔ پیش برق و باد روانہ ہو کر گنگا کے پار آئے۔ اور یہ راہ کیا کہ جہنگ کو بھی
 عبور کر کے راجہ کی مدد کر کے مرہٹوں کو مجبور کریں۔ چونکہ مرہٹوں اور مرہٹوں نے اتفاق
 کر کے دربار سے جہنگ کے گھاٹوں کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تھا اس لئے برہان الملک
 کو آسانی کے ساتھ جہنگ کا عبور عہدہ میسر نہ ہوا۔ اور راجہ بھدور کے کمک پہنچنے میں

دیر جو جانکی وجہی مرہٹوں کے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا پٹھار راوٹلکڑجی راو کا بہادر سردار اور
 اور بھی سردار مع فوج سوار جہاگے پار جا کر مہمان دو آب میں لوٹ مار کرتے تھے جب برہان الملک
 کا آنا ان سرداروں نے سنا منٹ مظفر خان و امیر الامرا کے انھیں بھی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا
 اور اوٹکی قرب پہرے لگا اور اٹاوا سے تاموتی طغ جو آگرے میں ہو سب آیا دی کو چلایا۔
 اور قلعہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا۔ برہان الملک یہ خبر سکر طیش میں آئے اور فوج کو آمادہ کار
 کیا اور دو شنبہ ۲۲ ذیقعدہ شکارچہ کی کو دہاوا کئے ہوئے ملہار راوٹلکڑجی کے سربراہ سافٹ بیڈ
 طے کر کے پہنچے مرہٹوں کو فرصت سمجھنے لگے کی عوی تلوار سرور و شیر مرہٹوں کے چنگی بہت مرتے
 مارے گئے پانی پہاگے۔ برہان الملک سے اعتماد پورنگ جو میدان جنگ سے جا رکوں گئے چلے
 پر ہتھ پہچا کیا تین سرداروں اور بہن سے مرہٹوں اور اوٹلی عورتوں کو قید کیا۔ ملہار راو بھی
 مجروح حقیقت ہو کر بہاگ۔ اور ایسی گہراپٹ میں بہاگ۔ کہ جنہا کے بسے گھاٹ سے عبور کرنا
 چاہا جو پایاب اوترے کے قابل نہ تھا موجوں کی زنجیروں نے سیکڑوں مرہٹوں کے ہاتھ پر
 باندھ باندھ کر دریائے عدم کے کنارے لگا دیا۔ خزانہ عامرہ میں لکھا ہی کہ ڈیڑھ ہزار کو قرب
 مرہٹے گرفتار ہوئے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپے دیکر حقیقت
 کر دیا۔ ملہار راو گئے سمراہ تھوڑے سے آدمی نیم جان سے رہ گئے تھے۔ ملہار راو باجی رام کے
 پاس پہنچا جو اون دنوں سیدون کے کوٹہ میں گواہی کے قریب مقیم تھا۔ ملہار راو بہت سنا
 ہو گیا۔ سب سامان اس کاٹ گیا اس ڈانٹ اور مار پیٹ سے جس کو لوگوں نے بڑی نفع بیان
 کی جگہ جگہ بہ ہوا تیان اورین کہ سارے مرہٹے دن کو بہاگ گئی۔ نگہ باجی راو ایسی افواہوں
 کے اورنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہیہ منٹ سے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہو
 جبکہ اس نے اپنی زبان سے کہا تھا کہ تین اب بھی خاصہ مند و مستادین میں موجود ہوں۔
 برہان الملک ملہار راو کو میان دو آب سے نکال کر جہتا اترے۔ دس دس کوس کی منزل میں
 کہنے چنبیل ندی کے کنارے آئے کہیں مرہٹوں کا نشان نہ پایا۔ دہلیہ راوی میں
 کہ دریاے چنبیل کے اس پار ہی مقام کر کے یہ ارادہ کیا کہ جہیہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بھی
 یاد کرے ایسی سزا ہو باہن ارادہ اپنے لشکر میں یہ سادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز سا

کہا تا اپنے گھوڑوں پر رکھ لیں۔ اور مسل و کسل ہو کر تیار رہیں۔ اور برہان الملک نے
 بانی جھانگھون میں پھر دیا اور خیر سی روٹیوں کو باقراط اوٹوٹو نہ لے دیا اور توہین سبک
 مثل جنابیل ناہتیوں اور اوٹوٹو نہ رکھو ایں طرح کی تیاریاں کہیں۔ اور یہ حکم دیا کہ جس کے
 پاس گھوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور شکریں رہیگا اور سکو گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر
 کیا جائیگا۔ برہان الملک نے دین یہ ٹھان لیا کہ اگر باجی یا اور یہاں سے چلے گئے اور بار
 ہوگا تو تین عہد کر کے فوراً اوپر حملہ کر دوں گا۔ اس نیت سے برہان الملک نے لکھا سامان جو
 کے لایق فراہم کر کے روانگی کا ارادہ کیا۔

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرثون کے تعاقب سے روک دینا
 مرثون کا پیش دستی کر کے شاہجہان آباد کی طرف پہنچ جانا۔ اور
 اس کو غارت کرنا برہان الملک اور مرثون میں سی کا معاہدہ ہو جانا

برہان الملک بہرہ و جہ تیار تھے کہ بجایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آبا اور ایک خط برہان الملک کو
 دیا مورخون کو مضمون حظمین اختلاف سی بعض کا یہ قول صاف سی کہ صمصام الدولہ کے خط میں
 یہ لکھا تھا میں باجی راوی تادیب کو مامور ہوا ہوں۔ یہاں تک آیا ہوں پھیل کر و جہ آجائے دو۔
 متہین حذا کی قسم جو آئے قدم ہر نا و تحقیق بادشاہ کا واسطہ ہو آگے جاؤ۔ اور بعض نے یہ
 لکھا۔ یہ حظمین مضمون تھا کہ جہ دار قدم آگے نہ بڑھانا بادشاہ کا حکم مجھے لٹنے کا ہی
 عزم نہ لٹنا آگے جاؤ۔ گے بادشاہ کی عدول اٹھی ہوگی یہ جو جرات تینے کی ہی اس کی باز پرس
 ہوگی۔ اس کا مین میرا اختیار ہی تحقیق کیا سر و کار سی۔ مرثون کی فوج کو تانا کھڑوئے جیتے
 میں پھیرا نہ ہی۔ خود راجی کرنا سلطنت بگاڑنا ہی۔ بدبیر مناسب مرثون کا تدارک
 کیا جائے گا۔ تعمیل کرو گے تو کام بگڑ جائیگا۔ اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ جب امیر لاہر صمصام
 الدولہ نے برہان الملک کی جرات سی مرثون کی مخلوق ہی اسے بہت مذمت ہوئی۔

فتح خجالت کے لئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری میں
 قدم رکھے۔ یا انہیں بھی مثل اپنی بدنام کرے۔ اسلئے برہان الملک کو مرثون سپر چلے نہ دیا اور
 ہتھیار کر کے روکا برہان الملک نے بجائے تحسین نعرین پائی۔ صمصام الدولہ کی

کم لیا متی و نادانی پر تھی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس مادان کم جرات نے سلطنت کا حصار
مناسب یہ کہ باجی راوے صلح ہو جائی۔ میرا ملک مرہٹوں کی تاخت و تاراج نہ سمجھا
بائیں خیال باجی راوے کے سرداروں کو جو قید تہی بلایا اونسے خاطر خواہ تول و قرار کر دیا اور
کا عذ لکھایا۔ بعد اسکے اونسے سرداروں اور دوسرے قیدیوں کو خلعت و خراج دیکر باجی راوے
پاس بھیجا یا باجی راوے نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنی سمجھ بول
کو بھی لکریہ اقرار ہو گند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹوں کی فوج نہ جائیگی اور تاخت و تاراج نہ کریگی
مرہٹوں نے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہو گیا۔ مرہٹوں نے اوس کا نباہ لیا۔
اور دوسرے صوبے میں مرہٹوں کی فوج کبھی نہیں گئی۔ اور چوتھے و پانچویں بھی اس صوبے سے
نہیں لی۔ چند دوسری کو ان کے تہ لوٹا تھا یا مرہٹوں ہوا تھا۔

محمد شاہ کو مرہٹوں کی جرات کا بہت اندیشہ ہوا اسلئے انہوں نے قمر الدین خان وزیر کو بھی مع
اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تھا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبہ
اجمیر کی راہ پر تھے اور نواب محمد خان عظیم شاہ گنگا پور بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹوں کے
مقابلے کے لئے ایک طرف مامور تھا جب سام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتیں ہوئیں اور
مہاراجا کی صفائیتیں ہوئیں۔ اس عرصے میں چہرہ سات روز کی بہت مرہٹوں کو لگ گئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلچسپی حاصل ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ جہان آباد فوج شاہی سے حالی ہی
نواب باجی راوے کی سخت جہان سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی نو بھگے باز دوسری جو قمر الدین خان وزیر
سخت حکومت منہر کے متصل بے حس حرکت پڑی ہوئی تھی جو دہلی کے فاصلے پر بیکر گذرا۔
اور یہ دیکھ کر شاہجہان آباد سے تیس کوس کے فاصلے پر نواب باجی راوے کی فوج نے شاہجہان
آباد کے منہ و مسلمان کا لٹا کے سیلے کی تعقیب سے تماشے کئے تھے وہاں جمع تھے اونسے
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہ جہان آباد کا محاصرہ کر لیا۔ جبکہ امرے شاہی کو جو مرہٹوں کے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تھے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹوں نے دہلی پر یورپ کی ہی اور اپنے
مقابلے میں ان کو نہ پایا تو فوراً دہلی کی طرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اعتماد اللہ
وزیر جو شہید دوسرے امر کے دہلی سے زیادہ قریب تھے جلد جا پہنچے۔ اور ۹ دسمبر کو شاہجہان

کو مرہٹوں سے خفیت سی لگائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرو سے ۴۰ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق لیٹا روانہ ہوئے۔ چار شنبہ کے دن طے سافت کے بعد قصبہ تلپٹ میں جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے۔ دوسرے روز کہ عبد الصغیٰ حقی شاہ جہان آباد میں برہان الملک پہنچ گئے۔ مصاصم الدولہ بھی ہمراہ تھا تبصرے روز نواب محمد خان بنگلہ بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شہر آبادی کا مزہ مرہٹے جگہ جگہ تھے ان کے لشکر کے پیچھے کی خبر سننے ہی بتیاب ہو کر قصبہ ریواری اور پاؤدھی کی طرف چلے گئے۔ اور ان دونوں قصبوں کو لوٹ لیا اور وہیں سو گھرات اور مالوے کو چلے گئے۔ اگرچہ باجی راہ دکن کو لوٹ گیا۔ مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعات پر تھا۔ اسے کوچ و رحلت پر برا پر قیام رہا اور پورے اختیارات اس کو اس بات کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہوں وہ تمام اکٹھے کرے۔ بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہو گئی تھی کہ آصف جاہ اوسکے وریعوت سے اپنی ذاتی فوج کو خوش تہذیب دیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خاں کے داماد و صدر رنجیک کے زیر حکومت فوج اوسکی تائید کرنے لئے موجود آواہ بھی۔ برہان الملک کے سوا شاہ جہان آباد میں کسی امیر کو مرہٹوں کے تعاقب کی ہوتی نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا۔ اور ان کی تعاقب میں کعبہ نہ کیا۔ بادشاہ اور وزیر اور امرانے جو عقد و پیمانہ صامدی ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی۔

نادر شاہ کی ہندوستان پر چڑھائی برہان الملک کا محمد شاہ کی زمین نادر شاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پاکر گرفتار ہو جانا پھر رہائی پانا۔ برہان الملک کا نادر شاہ کو دہلی چلنے اور ہندوستان کو وصول کرنے کی کوشش

نادر شاہ۔ تخت نشین سلطنت ایران ہو کر ایک قزلباشی سردار کو برہان الملک کے پاس پہنچا۔ اور اس کو دو خط دی ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سچھ کو ہندوستان کی حدود میں ڈاکوں۔ نے لوٹ لیا۔ مگر اسنے وہ دونوں خط بھلے اور بیکار سفارت ادا کیا۔ مگر جو مراجعت

کی قدرت سپائی۔ جبکہ نادر شاہ قزلباش کے محاصرے میں مصروف تھا تو اس نے دلی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اور چند افغانوں کا چاہا تھا جو غازی کے پاس جبروں کے ملکوں میں بہاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہ کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہیں تھی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی۔ علاوہ اس کے یہ بھی دریافت ہوتا تھا کہ اس سلطنت نے نادر شاہ کی نادر شاہی کے قبول و تسلیم کو نہ مانگی کیا تھا۔ مؤلف کا یہ نظر بوجہ مذکورہ درخواست کے جواب میں بہت عرصہ گزریا اور جبکہ جواب اس کا نہ پہنچا تو نادر شاہ نے تساہل و غفلت کی برسی شکایت کی اور بہت بڑا ہلکا کہہ کر توجہ نہ کیا۔ چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو زنی و کاہل پر پڑنا مبداء و سبب صفر سالہ ہجری مطابق سن ۱۱۳۷ء میں ایک بلخی یہاں سے دلی کو روانہ کیا جبکہ وہاں ہی چٹانوں نے ہلکانے لگا یا یہاں تک کہ نادر شاہ نے ہندوستان کی جرمانہ کی کرنا واجب سمجھا اور اس کے لیے یہاں معقول پایا اور ماہ شعبان سالہ ہجری مطابق ماہ اکتوبر سن ۱۱۳۷ء میں اپنی شرعی جانب کو ج و مقام کو جاری کیا۔ مگر دلی کا دربار ہر مہینے خوف و ہراس اور اپنی غالی و مناویں ایسا مٹاتا تھا کہ نادر شاہ کے سبب و حرکت پر بہت سی توجہ نہ کر سکا۔

حسب قدر دلی کا دربار پہلے نادر شاہ کی طرف سے بے پروا اور غافل تھا و یسہوی اس وحشتناک خبر کے سننے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادر شاہ یہاں سے اسے کو بڑا۔ اور اور ہتھوڑی ہندوستانی فوج کو جلا ہو کر کے حاکم کی زیر حکومت اس کے مقابلے پر آتی تہ سلطنت فاس و کیلاٹ تک آہونجا اور وہاں کشتیوں کی سبکدوشی میں داخل ہو اور اس کے کو بلا تھانہ آتا تھا۔ جیسا کہ کوئی چھوٹی جرمی روک ٹوک بھی پیش نہ آتی۔ یہی دلی سے سوئس کے اندر ملتا تھا بڑا چلا آیا اور کسی نے چون بھی نہ کی۔ اور جب وہ وہاں پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار میں اپنے آپ کو پایا۔ نادر شاہ کی فوج اور سارے عہدہ داروں کی حوسبہ تھے عداوت و جھگڑاں روراجھ کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ سے لکھا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ مگر اس کی فوج کے ایک اہل نویس نے جو مقام ملتا اور اس کی فوجیں داخل تھا سارے جو لکھ ہزار سپاہی اور چار ہزار ہیر سبھاہ اس کی بیان کی ہے محمد شاہ سنہ ۱۱۳۷ء سے عداوت و ہتھوڑی بہت فوج اکٹھی کی تھی۔ چنانچہ نزال کی حاسب روانہ ہوئے جہاں ملاوٹ و شکر اور کا پڑا تھا اور جبکہ نادر شاہ آج کل قسارت خان ادوہ کے صوبہ ہی اسی زمانہ کے قریب اپنے باور شاہ کی مدد کے لئے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آ جانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ یقیناً وہ سلسلہ ہجری و رورسہ شبہ کو خاندوران نے شکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کنشائے نادری بہن کلبا ہی کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سنی کہ برہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شہر ایک ہوئے کو آئے ہیں اور بہت جلد اردو کا محمد شاہی میں داخل ہونے والے ہیں تو اوطنوں نے رات ہی میں اپنی فوج قراولی کو مستعار بنا راستے پر تعین کر دیا کہ وہ برہان الملک کو روئے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ اس فوج قراولی نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سی آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لٹ لیا جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیوں نے ان کے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو انہوں نے اس خبر سے براشتہ ہو کر امیرالاصغر کو پیام بھیجا کہ میں اپنے لشکر کا حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہوں اور یہ کہ کلبا ہی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اوکے بالوں میں رخم تھا جس کو حزانہ عاشر میں شفا قلندر کا مادہ بتایا ہی اولیٰ سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کے آئے تھے۔ اکثر سپاہی منزلوں میں ان کے ساتھ نہ بچھ سکے تھے بچھ رہ گئے تھے اور حقیقت آدمی ساتھ بچھ تھے وہ طولانی کوجون کی وجہ سے تھک چکے تھے۔ اور اسوجہ سے کہ آدمی رات کو مسکن میں داخل ہوئے تھے اکثر خواب میں تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر اور قریب ان کے قریب ہونے کی اطلاع انہیں رکھتے تھے یقیناً بہت جلد آتے تھے کلبا ہی کو و لو اب جنگ کے لئے۔ یہاں پہنچی ہیں کوئی یقین نہیں کرتا تھا۔ بہر صورت برہان الملک چار ہاتھ و سوار اور اس قدر سپاہ دونوں کے ساتھ قریب ان سے لڑنے کے لئے جلد گئے۔ اور لشکر گاہ سے کناری تک کوئی تین چار ہزار سپاہ اور ایک ہزار سپاہ لگے۔ مصما م الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو اور بادشاہ نے آصف جاہ کو کلبا ہی آصف جاہ نے لے عالم تاشی میں کلبا ہی کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بھیجے ہوئے ہیں جو ان کو اپنے آدمیوں کی درانیوں کے ہاتھوں سے تباہی کا حال معلوم ہوا اور سو فتنہ و غضب میں اگر قتلہ ملے گئے کہڑے ہوتے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوج سمجھ کر کرنا چاہئے۔ وہ چونکہ علی بن جبر ہے ہوئے تھے سرور حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک ہتائی دن سو کم باقی رہ گیا ہے اور ابھی برہان الملک است کر بھٹکا ماندہ ہی
 اوسنے آرام نہیں پایا ہے اس لئے لڑائی مناسب نہیں اور میں حکم دیجئے کہ جلد ہی کرین صبح
 کو بہتیت مجموعی دشمن پر چڑھائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب مصمصام الدولہ کو دیا یہی
 مصمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل بخاری خیال کر کے کہہ دیا یہی کاب برہان الملک
 دور بخ گئے کچھ عجب نہیں کہ فوج مخالفت سے بھی مقابلہ ہو گیا ہو۔ ایسے حان مار مرد جڑا
 کی مدد کرنا مصمصامت کے خلاف ہو اور کوئی جلتے یا بجاتے سبذہ تو انکی کمک بر روانہ ہوتا ہے
 کچھ کیا تھی بر سوار ہو کر موجودہ لشکر اور تو بجائے کے ساتھ جو مختصر سپاہ تھا برہان الملک کی
 کمک کو روانہ ہوا بہرین باقی رہا تھا کہ برہان الملک اور مصمصام الدولہ دو فوج ناویش ہی
 لشکر کے متصل پہنچے مصمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
 آدھ کوس کی فاصلے پر کھڑا کہا جہاں کشائے نادری اور درہ نادہ کا ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ
 بھی نظام الملک اور قمر الدین دیر کو ساتھ لیکر انکے پیچھے آدھے فرتنگ کے فاصلے سے
 اپنی فوج اور نو بجائے کے پیچھے ہمارے کھڑے ہوتے ناڈر شاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
 سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور مصمصام الدولہ سے لڑائی کے لئے روانہ کئی
 اور ایک حصہ اپنی ہمراہ رکھا۔ قزلباش برہان الملک اور امیر الامرا کے لشکروں کے پیچھے
 پہنچ گئے اور دو گھنٹی میں یہ تمام مخالفت ملکہ لڑائی شروع ہوئی۔ اور امیر الامرا مصمصام الدولہ
 کے ہمراہی بہت نامرے ہوئے اور بہت سے مارے گئے۔

اور مصمصام الدولہ خود مجروح ہو کر مع چند رفقاء
 باقی ماندہ کے میدان جنگ سے سرشام لوٹ کر اپنے غلوں کی طرف آیا جسے وہ شہید ہوا
 کہ قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور انکی ہمراہیوں میں
 حصہ مارے گئے تھے اور باقی ماندہ ہتایت پریشانی کی حالت میں ایک جگہ جمع تھے۔
 قزلباشوں نے ان کو چاروں طرف گھیر لیا۔ ایک بیشابوری ترک جو برہان الملک
 کا سمون تھا جرات کر کے برہان الملک کے باقی کے قریب پہنچ گیا۔ برہان الملک
 اسے سیکہ جو میں تیرا راخان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دونوں نے ہوئے ہو کس سے
 لڑتے ہو اور اپنی فوج میں کس پر اعتماد رکھتے ہو۔ یہ کہہ کر نیزہ میں بن گاڑا اوس سے گھوڑے کو
 کا تاجہ مظفری میں سے کہ وہ اسکو لڑائی ہوئی اور اسکو دو سر دن مصمصام الدولہ مر گیا۔ ۱۲

اذھ دیا اور ماضی کا رستا بکڑ کر برہان الملک کی عاری میں جا پہنچا برہان الملک ایران کے
 صابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائی اور اسیر نیچے نقدیہ کو لڑاؤں ترک کے ہمراہ نادر
 کے حضور میں گئے نادر شاہ نے تقصیر معاف فرمائی اور انکے ہمراہ نادر محمد خان شیر جنگ بھی
 گرفتار ہوا تھا۔ خزانہ عامرہ میں لکھا کہ برہان الملک کی ہاندری اور شجاعت کو نادر شاہ نے
 بہت پسند کیا۔ اور کہتی با کہہ کہ انکی جواہردی جو برہان الملک سے ظہور میں آئی سنہ شان
 کے اندر کسی لڑائی میں ہمتے نہیں دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانہ عامرہ
 میں اونکی گرفتاری کا واقعہ اس طرح لکھا کہ شیر جنگ کی سواری کا ماضی مست تھا
 اور عالم شاہی میں لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ماضی سے عناد تھا اور
 بکڑ کر برہان الملک کی سواری کے ماضی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریتا ہوا نادر شاہ کے لشکر میں
 لیکھا لڑا اور انکے بہت اوسپر وار کئے۔ مگر نہ مانا اس طرح برہان الملک دو تین ہلے
 کے ساتھ نادر شاہ کی قبضے میں آ گئے۔ برہان الملک نے دوزخ اور ٹھانے سے ایک
 تیر کا دوسرا نیزے کا نادر شاہ نے اون کو مصطفیٰ خان شالو کے حوالے کر دیا۔ برہان الملک
 نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو مصطفیٰ میر الامرای کے اسیدوار ہوتے نادر شاہ
 سے مصحفیت امتیاز بائیں کر کے دو کروڑ روپے پراؤں سے صلح کر لی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ
 یہ دو کروڑ روپے حاضر ہو کر پیش کرے بعد اسکی نادر شاہ واپس چلا جائیگا برہان الملک نے
 اس تمام مصنون کو ایک کاغذ میں تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس
 بھیج دیا جب یہ رقم پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متوجہ تھے نہایت خوش ہوئے
 محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادر شاہ کی پاس گیا۔ اور ملازمت حاصل کر کے زر
 موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر میں لے آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور میں پہنچا کہ جی
 خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا جو تکہ صلح کا عہد و پیمان کر آیا تھا امیر الامرای کا
 خواست تھا کہ نادر شاہ نے اس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے
 دن ہی امیر الامرای کا خلیفہ آصف جاہ کو عطا کر دیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی
 کہ آصف جاہ نے امیر الامرای کا عہدہ پایا تو بے قرار ہو گئے۔ اور نادر شاہ سے عرض کیا کہ نادر شاہ
 میں آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہو اسکی سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا اسکی نزدیک ایک دو کروڑ روپے

کچھ حقیقت نہیں رکھتی اس قدر روپیہ توین بھی اپنے گہری دے سکتا ہوں باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنوں کا کیا ذکر کری اگر حضور شاہ جہاں آباد کو چوبیس چالیس کوس کی زیادہ دو تین تشریف لے چلیں تو حصول مدعا ممکن ہو۔ نادر شاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو یہ خدمت و غم کے اپنے لشکر میں لایا گیا۔ اور بھٹان الملک پر نادر شاہ روز بروز عنایت زیادہ فرماتے لگے۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل میں حاضر ہونے کی اجازت دیا اور انکو دو تین کاویل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار مقرر فرمایا۔ اور طہاسب خان جلالت کو جو نادر شاہ کی فوج کے پہلے ہوا مسرعا۔ بھٹان الملک کے ساتھ دہلی کو اپنی رودہ لگی ہوئی قبل بھیجا اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شفقہ محمد شاہ سے لکھ کر شمس الدولہ کے لئے دجیس کو محمد شاہ دہلی میں چھوڑ آئے تھے۔ نادر شاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے۔

عالی جاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امجد و امیر احمد بادشاہ بودہ معلوم نماید کہ آن رفیع الشان منبع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گور کا بندہ دانستہ نظامت دارالحکومت شاہ جہاں آباد کو اعظم دیار ملک مسرت و مرسای اشرف سلاطین روی زمین است سرفراز فرمودیم حسن خدمت و جاسر کانت و دیار پر کانت سرگروہ نو متیان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد و الامتعالی مرتبت بھٹان الملک بہادر جنگ کہ سمجھو ر خاکہا سے مانندہ بود و سخن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکند نہر را دلا سائما فی امیر دولت خدا واد سازد و نوعی پر وازد کہ رعایا پرایا با سودگی لب بر تند و زیورست و زیورست مساوی زیندست و کہ قادر بر عاجزہ غلبہ بود و ضبط کار خانجات و انسب ان بادشاہی و عراست سلاطین نور و شفا سرخبر شرط است و کلیہ غلہ مبارک با جمع کار خانجات حوالہ طہاسب خان سر داریک بہا ہے بھٹان الملک ہی رسید نماید دین مادہ شفقہ خاص علی حضرت نیزبان قدیم خدمت صادقہ و سب الامتعالی مل آرد۔ و مار متوجہ احوال حوض شاسد۔ درین باب تا گیدہ و اند تخریر فی التاریخ عہد ہمیشہ دمی القدر الحرام

نقل شفقہ بدست خاص محمد شاہ

مت

ہم محمد دست من۔ بھٹان الملک و طہاسب خان بہادر سے مندرجہ نظامت کہ بنام آن قدیم خدمت

از پنجہ شہنشاہ صادر شدہ میرسد باید کہ کلیہ جمیع کار خاں ساجات را حوالہ سرور سازد و درین باب
قدحین بطبع و تاکید شدید داند۔ بزرگان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی فرزند
اکبر علی لکھ کر مع اون دونوں فرزانہ کے آغا حسن کاشانی کی معرفت پہچان نقل خط بزرگان الملک۔
لواب صاحب مستحق مہربان سلام شد قلے۔ تبارخ پانزدہم ذیقعدہ الحرام دولت خاں کو
استانہ شہنشاہ دست داد و منشی نظامت بنام آن مہربان مع شفقہ خداوند نعمت حاصل نمود و چند
چنانچہ آغا حسن محو رساند و طہاسب خاں بہادر و فقیر تبارخ سلخ سنہ داخل شہرے شویم تا باو کی استقبال
طہاسب خاں قرین صلاح ست و از قلعہ دار کھنڈ قلعہ پش جہ طلبیدہ با کلیہ باے دیگر کار خاں ساجات
در اول ملاقات حوالہ سرور خاں مہنود فرمود ریادہ والسلام۔

بہتر برین شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد چھ مہینے بزرگان الملک اور طہاسب خاں بھی
دہلی پہنچے۔ شمس الدولہ باو کی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد بزرگان الملک اور
طہاسب خاں و شمس الدولہ کا مکار خاں کے باغین اور ترے۔ بہت بڑی دیر بیاں بہتہ گزشتہ
دروازے سے شہر میں داخل ہو کر قلعہ کو چلے بار بیک خاں نے قلعہ کی کجیاں حوالے کرنے میں
بہت بڑی دیر توقف کیا۔ جبکہ محمد شاہ کا شفقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ طہاسب خاں کی راضی
دیوان خاں سے اسد بروج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے۔

اور باغ حیات بخش سی شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہ جوڑ دی گئی۔ نادر شاہ بھی محمد شاہ
کو ساتھ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸۔ دیکھو سلسلہ تحری روز مجتبہ کو محمد شاہ اور ۹۔ دیکھو روز مجتبہ
نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ نادر شاہ نے بہت بڑی سی فوج کو شہر میں تقسیم
کر کے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قافلہ کی سخت پابندی عمل میں آتی اور محمد شاہ کی محفوظ
حراست کے لئے ہرے بچھائے جائیں۔ باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہ دوراندیشان
اور ہوشیار بیان برٹین۔ مگر ہندوستانی اوس کی راہی بہت سے اور دوسرے دن یہ افواہ
مشہور کی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی۔ اور چون ہی کہ دلی کے گلی کوچوں میں یہ خبر
پہنچی تو ہندوستانیوں کی نفرت ملاہرحت ظاہر ہوئی۔ اور ایرانیوں کا قتل ہونا شروع
ہوا اور جیسے کہ ایرانی سپاہی جگہ جگہ پہلے ہوئے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ
اونکے ہندوستانیوں کے غیظ و غضب کی قربانی ہوئے۔ ہندوستانی امیروں نے
ایرانیوں کے بہانے میں ان کو شمش ندکی۔ بلکہ بعض امیروں نے ایرانیوں کو قاتلوں کے

کی شہین مر گئے اور مرآت آفتاب نمایان لکھا کہ کہن نادر شاہ شاہجہان آبادین داخل ہوا
اوسکی صبح کو جرمان الملک نے وفات پائی۔ اور سیرت خرمین بیان کیا کہ لڑائی سو چند
روز کی بعد برہان الملک مرص سرطان کے صدمے سے جاو گئی ہانوں میں تھا راہی ملک حضرت
ہوتے خزانہ عاقرین مذکور سی کہ نوین ذبیحہ کو برہان الملک نادر شاہ کے حکم کے بموجب دن بھر
بے گہر بر باد شاہی کام سرانجام دیتے رہے۔ مگر ثقا قلوب کا درد اور بیجاقتی بہت تھی۔
کبھی غش آجاتا تھا کبھی افادہ ہوتا تھا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سنن گل گئی چھین
انتقال کیا نظام الملک صفت جاہ عبادت کے لئے گئے۔ اور بہشت سے ایک آدمی کو بھیجا کہ برہان
الملک کو منع کرے کہ وہ غم نہ کھائے۔ اور انہوں نے نہ مانا۔ جب صفت جاہ پہنچے خدمتگارین
کی اجازت سے تعظیم کو کہرتے ہوئے۔ علی قلیخان والدہ اعستنائی سے اوکو مرثیے میں کہتا ہے
ریاعی دور از تو سپہ و از گون می گردید بہ منگر کہ زمانہ بے توجہن سے گریو بہ
رفتی ز جہان و بشت شمشیر شکست بہ باقامت حم ہمیشہ خون می گردید بہ سبیر جنگ جو کہ
فرلہاں سوار و نمی خمیت کے ساتھ نادر شاہ کی طرف سے برہان الملک کے پاس مانور ہوتا کہ
وہ کروڑ روپے جتنکے نذر کرنے کا اونہوں نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اون سواروں کو
لیکھا و دھن گیا اور صعدر جنگ سی وہ روپے وصول کر کے نادر شاہ کے پاس لایا۔ گیان
پر کاش کے سولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ مطلع ذکر کیا کہ ایک دن نادر شاہ
نے سیادت خاتون جریان الملک اور آصف جاہ کو چہ بخت اور ناظم نظام ظاہر نظام الملک صفت
ایک عیار آدمی تھا اوس نے سعادت خاں سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہو اور ایک شربت
کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا اب سعادت خاں کہ نہایت عنورتی اور مردی کا طعنہ دیتی تھی
واقعہ میں زہر کھا کر گئے۔ نادر شاہ ابھی شاہجہان آباد میں مقیم تھا۔ مگر عدا و سعادت کا موفت
گیان پر کاش کی روایت کی تردید کرتا ہے۔ اوس کا بیان یہ ہے کہ ایک دن نادر شاہ نے نظام الملک
کو طلب کر کے فرمایا کہ اسے بوڑھے تو نے ہمکو قندار بھر کر کہا کہ اگر حصو نامشرف ہندوستان
تسلیم لائیں گے تو بیس کروڑ روپے کا انتظام کر دینگا۔ اور جو کچھ بادشاہ و امرا سے
باتھ لگیں گا وہ علاوہ ہوگا۔ اب وہ روپے کہاں ہیں۔ آج اور کل کی مہلت ہی۔ بیسوں روپے
اگر حاضر نہ کر سکے گا تو تیری کہاں نکلا لوں گا۔ آصف جاہ نادر شاہ سے عرضت ہو کر برہان
الملک کے پاس آیا۔ اور نادر شاہ کی ساری تقریر سن کر کہا کہ بیانی آج یہ آف ہمارے پر ہے

۳ ہمتاری جبر نہیں ہو اب کوئی صورت بچانے کی باقی نہیں ہو۔ میں وہی آصف جاہ ہوں کہ
کئی بار دکن کو فتح کیا ہے۔ دت اعمر میں ۷۷ لڑائیاں سر کی ہیں نصف ایسی زندگی پر کربڑا ہے میں
ایک گدا ہو کر لپٹا جھبے نام و نشان آ کر میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہی ہیں تو اب اس بات کو
بہتر جانتا ہوں کہ میں اپنی جان کو ہلاک کر ڈالوں۔ اور زہر کا پیالہ پی لوں۔ میرے اوزار و
سوار جواب قیامت میں ہونگے۔ ہریان الملک صاف دل تھی۔ اوہنوں نے آصف جاہ سے
کہا کہ آپ اپنی مکان کو تشریف لے گئے کہ میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ آصف جاہ رحمت ہو کر اپنی
مکان کو گئی اور ہریان الملک نے ایک مشرب کے پیالے میں زہر ملا کر پی لیا اور چار دن ان کو
سورہی۔ اور مر گئی۔ مگر ظالم الملک نے زہر میں کہا یا آرام سے اپنے دیوانے میں سو گیا۔
جب بیدار ہوا اور ہریان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بڑا ہراساں ہوا اور باطن میں سرور
ہوا۔ اب آگے عداوت کا مولف کتا ہے کہ یہ حکایت محض بے اصل ہے حقیقت حال یہ
کہ ہریان الملک کے چند ماہ سے دہلی بنگلہ تھا اور کرنال کی جنگ میں وہ موجود تھا اسی صدی کا
وہ مر گئے اور انور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نہ تھی اور دہلی اس پر یہ ہے کہ آصف جاہ
کا پوتا عدا الملک ایک شب اپنی اکبے دست سے بیان کرتا تھا کہ ہریان الملک بڑی خوبی سے
آدمی تھے۔ ہمارے دادا اوکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کیونکہ قمر الدین خان
تو ہمارے رشتہ دار تھے اور ہریان الملک باوجود اہمیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے
تھے۔ عدا الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اس کے دوست نے کہا بھلا کوئی سلوک بیان تو کرو
اوس نے کہا کہ ایک بار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنوں کے اغوا سے پیش خانے کے
بیادوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم نامی انہیں قید رکھیں۔ والد نے قمر الدین خان کو لکھا
کہ آپ اس وقت دستگیری فرمائیں۔ کیونکہ والد تو دکن میں ہیں۔ اور مخالف لوگ دائرہ امن
میں اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے۔ اب باب کی جگہ میں۔ اوہنوں نے جواب دیا کہ بادشاہ
مسلاست مختار اور جان و مال کے مالک ہیں ہم سب ان کے غلام ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں جواب
کرتے ہیں۔ مہنگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں والد نے
جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انکو بھی سے پہلے بھلا کر
اور مر گیا کہہ لیں۔ اس انصاف میں ہریان الملک جو دربار میں آئے ہوئے تھے اوہنوں نے بھی
بہ حال سن لیا تھا یہ غصے ہوئے۔ اور بادشاہ کی پاس پہنچے تو خشم آلود اوہیں حسین

کہڑے سے بادشاہ نے اس حال کو سبب در یافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہے اور نہایت متعجب ہے کہ قلعہ کیوں نہیں سہم ہو جاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت میں فری سخی ہی مذات کین اور اس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک ادنی آدمی کی جہ پش فانی کے سپاہیوں کے پاس نظر بندی۔ جو کچھ اس کے باپ نے مذات کین اور نیکو اس طرح یک بحث پہلا دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سلام کی دائرہ بھی عمیق اسے خون سے رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پش فانی نے من اگر میرے باپ ہی کہا کہ تم کیوں بیان بیٹھے ہو مہتار اس سرنا مرد سے اس سے کچھ توقع مت کہو میرے ساتھ جلو دیکھو تو کوئی ایسی سمیت رکھتا ہے کہ مجھ سے تم کو جہڑا لے لگا۔ اس نے بہت املح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم آہٹنا اچھا نہیں۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اس کا لکھا ہے ناٹھتین مضبوط بکڑ کر اپنی بالکی میں بٹھا کر قلعہ سے نکال کر اسکی جوبی میں پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزند پر نثار ہے۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سے آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اسکی ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اسی وقت پہنچ کر مٹھا ہے باپ کی اون ہر باٹیوں کا جو میرے اوپر حق اور کروٹھا۔ عمار الملک سے یہ قطعہ بیان کر کے کہا کہ داد صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوئے۔ جب تہوڑی دلفن کے بعد دکن سے دہلی کو آئی اور برہان الملک اپنے لئے کوئی تو اب فرشتہ استقبال کیا۔ اور ایک سبز پر بیٹھے۔ اور اس نے دلفن میں محبت بھر گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور با وفا آدمی تھا اپنے ماواں حمایت یہ دستور رکھا کہ جب سر راہ لوہاں سر بلند خان کی سواری ملتی تھی تو ماضی سے اور تر کرانکو پڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب سر بلند خان صوبہ دار ہی گجرات سے معزل ہوا۔ اور اسکی جگہ ابھی سنگھ پسر جگہ مقرر ہوا۔ تو سر بلند خان دل کی طرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبر آباد میں پہنچا۔ یہاں شاہ نے تنخواہ کے لئے اسے سپر لوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے لے لینا چاہا۔ مگر سر بلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فرحت کر کے سپاہ کی تنخواہ ادائی

سعادت خان کی پیشانی پر یہ ہڈ نامی کا دایع ضرور رہا کہ ادھون لے نا ورنشاہ کو کاتھون
 دلی کو بہادر کرادیا تاریخ مظفر میں ہی روز دیگر فردوس آرا سنگا خلعت بے بخشی گری بنجام الملک
 فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوارین خدمت بود از حد کبید
 حاضر گشت و نا درشاہ را بریقین دارا خلعت شاہ جہان آباد تر عینب نموده داد و تمک حرامی
 ادا کرد و خزائن و دو فاین آنجا گوش زد کرد۔ مفتاح التوارخ میں بھی اس بات کی تصریح
 کی ہے۔ از گفتن اونا درشاہ از میدان قتال کر تال بہ بہانہ صیاف در قلعہ شاہ جہاں آباد
 داخل شد و الا ارادہ نا درشاہ چنین بود چنانچہ تاریخ و فاشش زیادت یک عدد تہن یا ختہ اند
 ۵۵ بے سعادت تک حرام نمود (مسئلہ ہجری) ابک بن برہان الملک از عمدہ الملک

محمد شاہ کے حضور میں حاضر تھے۔ نواب نے امیر خان برہن کے کہا ۵۵
 پس لرح بابان نشست بد خاندان بولش گم شد یا یعنی تو کہ شاہ منت اللہ کی اولاد
 میں سے ہے نامعقول وضع رکھا ہے۔ امیر خان۔ نے جواب میں کہا ہے ۵۵ سگ اصحاب
 کہتے روزی حیدہ بے نیکیان گرفت مردہ شد یا یہی ہم کہ گناہم تھے اس مرتبہ کو پہونچ گئے
 میران الملک نہایت کا طلبا میر تھے جوت کے ساتھ رعیت بروری بھی مزاج میں تھی۔
 نہایت مدبر۔ شجاع شغف تھے مرنے وقت خزانے میں نقد نو کدہ روپے جوڑے طبیعت
 موزوں تھی۔ شعر بھی کہتے تھے۔ امین تخلص کرتے تھے۔ میر علی علی طالع تخلص ایک غزل کے
 مقطع میں کہتا ہے ۵۵ طالع ابن مصرع نواب ل از دستم بردہ دل عمکین کسی اہم دیا دست
 دوسرا مصرع امین کا ہے۔ ریاض الشعرین علی قلی خان داعستانی نے ان کے نام سے شعر
 لکھا ہے ۵۵ زکام رہہ بیایم کہ چشم تو در آیم کہ بگرو چشم مست ہمہ نینو سب است

نواب سعادت خان برہان الملک کا نشین

قیصر التوارخ میں لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے کو جو چھوٹا تھا
 بادشاہ کے ہاتھ سے خلعت عطا ہوا۔ مقتار اوہ عارضہ چچک یا کسی اور مرمن میں بچپن میں ہی مر گیا

۵۵ امیر خان کے ساتھی رانا ناٹو اتر تھے کہ وہ آنکھوں میں کھیل نکلتے تھے دانتوں پر سی ملتے تھے۔ ناٹو میر خان
 بن مسہدی لکھتے ہیں۔ انگوٹھی جیلے اور چاندی کے نمونہ دروہ فون کا وین لے رہے تھے اور دوا کی بھی ہیضہ تھی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برٹان الملک کے داماد تھے اصلانہ خلعت مرحمت ہوا جنہوں نے اپنی
یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سواد خان

نواب سواد خان برٹان الملک کے سندھوستان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں
بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف سبزی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم
پانچویں آمنہ بیگم اور بیٹا برٹان الملک کے بعد حالات طفلی میں مر گیا۔ جب برٹان الملک کی بڑی
بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر اسی کی ہوئی تو او کی اول بیٹا ہوئی کہ بیٹے بیٹے سید محمد خان شیر
جنگ سے بربادہ دین۔ لیکن چونکہ وہ لوٹنے سے مانی میں مصروف رہتے تھے اسلئے اسی بڑی بیٹی
کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو بیٹا پور سے بلا کر صدر جہان کی لسنے شادی کر دی
اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف بیٹا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اسی جہاں میں
کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت میں بھی رہا اس کے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے بیٹا پور سے
بلا کر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بہن بھائی سے کر دی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب
نہایت سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ بہاوت خان کے خطاب کے ساتھ
مخاطب تھی۔ جو چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلی خان ابن مرزا حسن برادر مرزا مقیم کے
ساتھ ہوا۔ اور پانچویں بیٹی آمنہ بیگم کا بایا سید محمد خان سی ہوا جن سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب جگدال خان صاحبہ بنت

منصب کی توضیح

برٹان الملک کے بیان میں مذکور ہوا کہ ایک بار او کو منصب بہاری دوبارہ منصب ڈیرہ بہاری
تیسری بار پنج بہاری جو چوتھی بار بہت بہاری ملا۔ سمجھنے کے لئے ان منصبوں کی تہذیبی سی تفصیل
آئین اکبری ہی بیان لکھتا ہوں۔ اس کتاب میں بیان کیا گیا کہ اگر شہنشاہ ہندوستان نے وہ بہاری
نائب منصب مقرر کرتے تھے پھر اس میں ہر ایک کے باعتبار تہذیب کے متن میں درج ہے۔ ان حصوں
میں یہ پنج بہاری تاک نو کروں کو ملتا تھا اس سے آگے بادشاہ کے بیٹوں کے واسطے مخصوص رہتا
ہر ایک منصب والے کے لئے گھوڑے ماٹھی۔ بارہ ہزاری اور تہذیب حصو صیت کے ساتھ
مقرر تھی۔ مثلاً

نواب محمد علی خان صاحبہ دارا کوکڑ کے بیٹے تھے جنہوں نے اور پانچ بیٹیاں بی بی ہما صاحبہ بی بی

منصب ہزاری کے لئے گھوڑوں میں عراقی ۱۰ محبس ۱۰ ترکی ۲۱ یا ۲۱ تازی ۱۰ محبس
۲۱ یا تہون میں شیرگیر ۷ سادہ ۸ مچھولہ ۶ کرہ ۷ ہندرکیہ دو بار برداری میں اونٹ ۲۱ حجر
۴ گاڑی اور جھکڑے ۲۰ تمخواہ مانانہ درجہ اول ۸۶۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم
۸۰۰۰ روپیہ۔

دوسرے ہزاری گھوڑوں میں عراقی ۱۲ محبس ۱۲ ترکی یا ۲۱ تازی جنگلہ چوبیس چوبیس یا تہون
شیرگیر ۸ سادہ ۱۰ مچھولہ ۸ کرہ ۷ ہندرکیہ دو بار برداری میں خستر ۳۴ - حجر یا پنج گاڑی اور
جھکڑے ۵۰ تمخواہ مانانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹھ سو روپیہ درجہ سوم
نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجم ہزاری اسب عراقی ۱۴ محبس ۳۴ ترکی ۶۸ یا ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۷ یا قلی شیرگیر
۲۰ سادہ ۳ مچھولہ ۲۰ کرہ ۲۰ ہندرکیہ ۱۰ - اونٹ ۵۰ حجر ۲۰ جھکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تمخواہ درجہ
اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم بیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

مفت ہزاری اسب عراقی ۱۴ محبس ۱۴ ترکی ۶۸ یا ۶۸ تازی ۶۸ جنگلہ ۶۸ یا قلی
شیرگیر ۳۰ سادہ ۱۲ مچھولہ ۶ کرہ ۶ ہندرکیہ ۱۲ - اونٹ ۱۰ حجر ۶۷ گاڑی جھکڑے
۲۲۰ مانانہ ۲۵۰۰۰ روپیہ۔

مرزا قیّم المخطّیٰ نواب ابوالمصوّف خان صفدر جنگ کے حالات

نسب مرزا قیّم

ترکانوں میں دو قومیں ہیں ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آقا قونلو اور دوسری کو قرا قونلو
کہتے ہیں۔ قرا قونلو کی شاخ میں سی قراوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانروای دیار بکر امیر تیمور کی
سپاہ کے حملے سے بھاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا۔ جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو
قراوسف کو انبیا ملک اٹس لینے کا موقع ہاتھ آیا بادشاہ مصر نے اسکو سامان شاہستہ
دیگر رخصت معادوت عطا کی۔ فی الفور ترکمانوں کی جمعیت کشتراؤں کے جھنڈے کے تلے جمع ہوئی
اور دیار بکر میں پہنچ کر اپنے ملک مورونی پر قبضہ کر لیا۔ ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے
مہربان ہوئے لڑائیوں میں جن میں سے پہلی لڑائی میں کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۶۱

واقع ہوئی تھی سیران شاہ مارگیا اور اباکر کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قراویوسف کے سپر پہنچا۔ مگر بھی لڑائی شروع ہونے لگی تھی دونوں لشکر مقابل ہوئے ہوئے تھے کہ شب ہفتم ذو القعدہ ۸۵۳ ہجری کو قراویوسف مہینہ کیا اور مرگیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے میں یوں بھی ہے۔ ۵۰ وفات میر یوسف شاہ تبریز کا کتابت شد بتاریخ کتابت ۵۰ شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو شیراز میں باپ کا قائم مقام کر کے معاودت کی۔ جب جہان شاہ مرگیا تو اوسکی جگہ اس کا بیٹا جہان شاہ تخت پر بیٹھا۔ اور بدائع شاہ کے بعد حسین علی مرزا سندھین ہوا اوسکے بعد شاہزادہ ناصر مرزا بادشاہ ہوا۔ اوسکی بعد شاہزادہ مصطفیٰ مرزا سندھ آرا ہوا یہاں تک کہ ابراہیم شاہ عباس اول خیر شاہ طہاسب صفوی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس بادشاہ نے تبریز کی تخت کے لئے فوج کشی کی اور اوسے فتح کر کے مصطفیٰ مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لے گیا۔ اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کر دی۔ مصطفیٰ مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر خان بیگ تھا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا محمد شافع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ۔

عمادات و احداث اور قصص التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے میں اسی طرح مرقم ہی اور حالات کتب معتبرہ کے مخالفین بنوستان کا بجز انہیں کتابوں کے دوسری جگہ نہیں ملتا۔ غور کرو۔ (۱) براق قراویوسف کا پوتا نہیں بیٹا تھا۔ چنانچہ صبیح السیر کی جلد سوم کے جزو سیم میں لکھا ہے کہ جب قراویوسف ترکمان مصر میں پناہ گزین تھا تو وہاں اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام براق خان ہے۔ احمد عالمی بغدادی بھی اون دلوں میں پناہ گزین تھا۔ حسنہ اوس لڑکے کو اپنی فرزند بی بی قبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائیجان پر چڑھائی کی تو قراویوسف ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلا اور وہاں میں آیا اور وہاں مرگیا۔ بسمقر نے تبریز پر قبضہ کر کے شاہ رخ کے نام کا خط لکھا۔ شاہ رخ کی چڑھائی کے وقت جہان شاہ بن قراویوسف سلطانین میں تھا وہ باپ کی وفات کی خبر سننے ہی واپس بھاگ گیا۔ اسکندر اور اسپندر قراویوسف کے دو بیٹے تھے وہ بھی شاہ رخ کی فوج سے شکست پا کر بھاگ گئے۔ جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہو کر واپس ہوا۔ تو اس کے لئے بھڑاؤز باجیان پر قبضہ کر لیا۔ شاہ رخ نے دوبارہ چڑھائی کی تو اسکندر بھاگ گیا۔ آخر کار شاہ رخ نے اپنا بیٹا چھوٹا چڑھائی

جہان شاہ کو آذربائیجان کی ولایت ویدی (۳۰) وزیرناے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ کا پوتا لکھا ہے۔ اور دوسری کتب میں بیٹا بنایا (۳۱) شاہ عباس ماضی سے جب تبریز پر چڑھائی کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے مقبضے میں تھا نہ صفو مرزا کے چنانچہ جلد منتہی روضۃ الصفا میں نوکر فتوح آذربائیجان و تبریز میں لکھا ہے کہ آذربائیجان اور تبریز سلطنت عثمانیہ کا مقبضہ تھا۔ اور دوم کچھرف سے علی پاشا بہان حاکم تھا اوس کی اور غازی بیگ کو سے اس زمانے میں چنگیز اپسہ اموگیا علی پاشا نے اردان اور بخارا اور تبریز کا لشکر جمع کر کے غازی بیگ پر چڑھائی کی اوس نے اپنے بیٹے اہل کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد کے لئے بھیجا شاہ عباس نے اس موقع کو بہت عنینت جانا کیونکہ اس وقت میں تبریز و بیسنوی خانی تھا اور تہری کر کے ارادہ سفر مانندان کی شہرت دیکر ریح انسانی مسلمان ہجری کو اصفہان کی کوچ کیا اور حدود قزوین سے جبہ دن میں گذر کر تبریز پہنچ گیا۔ اور گیارہویں دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہاں کی تمام شیعہ تھی مسئلے وہ شاہ عباس کے آنے سے بچد خوش ہوئی۔ اور سلطان پیر شاہ عباس کو کولان مقبضہ سپر ہو گیا تبریز بہت خراب و ویراں ہو رہا تھا۔ اسلئے کہ عرصہ میں سال تک عثمانیہ فتح کے عہدات اوٹھا رہا۔ علی پاشا غازی بیگ شہر صلح کر کے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست پائی اور تبریز پر شاہ کا مقبضہ مستقل ہو گیا۔

اب ہم اصل سلسلہ بیان کچھرف بھر رجوع کرتے ہیں۔ اور اوہنیں معمولی تواریخ اووہ کی سند سے لکھتے ہیں کہ مرزا **محمد علی خان بیگ** بے محمد قلی خان بیگ کی جاربئیان تھیں اوہنیں سواکب بچی مرزا **اسیج** سے بیابھی تھی جن کی بادت میں کلام ہے۔ اس کی کے مرزا **اسیج** سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا **اصف خان** تھا محمد علیخان ابن مرزا **اسیج** کے بیٹے مرزا **میں** خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور وہ لاوہ فوت ہوا۔ اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے فرزند سے منعقد ہوئی تھی۔ اوسکی اولاد عالم طفولیت میں مرگئی۔ مرزا **رحیم خان** سیہستان میں ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹی مرزا **میں** و بے مرزا **ب** شولہ الدولہ سے بیابھی گئی۔ اور مرزا **رحیم خان** کے بیٹے کا نام مرزا **اسیج** تھا جن کی بادت رباست لکھتو اور سرکار انگریزی سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی۔ سرکار انگریزی میں اوہنوں نے ضلع اکبر آباد میں کھنڈلاری

کی خدمات ادا کی تھیں جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پیش پائے گئے اور فساد لکھنؤ سے
 قبل مر گئے۔ دوسری بیٹی کا میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تھا جس کے بطن سے میر عبداللہ سے
 تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبدالطلب خان اور مرزا حبیب علیخان
 اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بڑے اولاد مر گئے۔ بجز مرزا عبدالطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی
 جو مرزا سراج ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی۔ میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام
 کو پہنچتا ہے۔ اور قیصر امی بیٹی جو ابی تمام بہنوں سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے
 منعقد ہوئی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳)
 میر امن خان (۴) مرزا جعفر جو محنت گدھ میں جسے کی جب کے صدمے سے ہلاک ہوئے
 چھوٹی بیٹی مرزا شفیع خان نے اپنے بیٹے مرزا حسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان
 برہان الملک کے ہاں تھے اور مرزا معین المصطفیٰ بہ صفدر جنگ کے بیٹے بھائی بنے۔
 جعفر علی خان بیگ ابن محمد علی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المصطفیٰ بہ نواب
 برہان الملک کی جعفری بیٹی سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) بڑے بیٹے کا نام
 مرزا حسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا معین تھا۔ مرزا حسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا
 معین چھ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا معین کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ
 میراب میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھیں اپنا دودھ پلا کر بروکسٹل کیا تھا۔ اور یہ دونوں
 بھائی اپنی خالہ کے گھر میں جوان ہوئے۔ مرزا حسن (جنہوں نے ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ
 ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ مہضہ میں انتقال کیا تھا) انکی شادی اونسکے چچا محمد شفیع
 خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے اونسکے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں
 بڑے بیٹے کا نام جعفر علیخان اور عرف مرزا بزرگ تھا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد علیخان
 عرف مرزا کہکشا تھا۔ اور انھیں آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا حسن کی دونوں بیٹیوں میں
 سے بڑی بیٹی لاؤلف فوت ہوئی۔ اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب جان، ۱۰۱۰ھ مرزا بوطا خان
 سے منعقد ہوئی جو نواب صفی بچے کی چوپڑی زاد بھائی تھے۔ اور نسلان کا سواست
 حسینہ بنتا اور انکی دادا مرزا محمد الدین محمد خان شہید متقل میں حضرت امام رضا کو
 روکنے کے متولی تھے۔ مرزا ابوتراب خان داماد مرزا حسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے
 بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید وہتا اور چھوٹے کا

چچا صفدر جنگ کی طرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاباں گئے تھے اُسے ایک بیٹی ہوئی صاحبہ امی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین سپہ مرزا بزرگ ابن مرزا حسن کے ساتھ ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد علی خان نے میر شاہ میر سپہ میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی عرونی بی بی گلخان سے نکاح کیا جس سے منشا پور میں منسوب ہو چکے تھے اُسے ایک بیٹی مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد علی خان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علی خان نام ہوا محمد علی خان مرزا جعفر سے دو بہن بڑا تھا محمد علی خان کا بیاہ ہوا۔ مگر بی بیان بہت تھیں۔ محمد علی خان کے ۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ٹٹا بیٹا مرزا احمد علی خان جنگی شادی تھی بیگم بنت نواب سعادت علی خان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا امجد علی خان بونی بیگم بنت غازی الدین حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تھیں منسوب ہوا۔ بونی بیگم کا انتقال نواب سعادت علی خان کے عہد میں ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیاں حاجی بیگم اور زہرا بیگم جو بون محسن الدولہ کی شادی نصیر الدولہ محمد علی شاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر کے عہد حکومت میں ہوئی تھی۔ محسن الدولہ کے ایک بیٹا مرزا علی قندر کی شادی علی نقی خان وزیر و احمد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونوں بہنوں کو بادشاہ بیگم زوجہ عاری الدین حیدر سے پرورش کیا تھا جنگی شادیاں مرزا اور مرزا ابوالقاسم علی خان مرزا ابوطالب خان کے ساتھ ہوئیں۔ محمد علی خان کا تیسرا بیٹا اکبر علی خان ہے جنگی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تھے ہوئی مرزا مصطفیٰ خلف جعفر خان ہگ کوٹ کے ماموں برہان الملک نے منشا پور سے منہ دوستان میں بلایا تو وہ جنگ طلبہ طعن سے روانہ نہ ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے کر دیا اور ہٹورے دلوں کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک کی سفارش سے محمد شاہ نے انہیں ابوالمصنوع خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا۔ اس خاندان میں نواب صفدر جنگ اپنی بیامتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان برہان الملک کے سوا مدت عمر میں کسی عورت سے واقف نہ ہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے بیٹے کا نام مرزا جلال الدین حیدر تھا جنکو صفدر جنگ نے پہلی ہی بیوی سے

تو بچا نے کی داروغہ کی دلا کر باب میرٹش کر دیا تھا۔ یہ بٹالہ الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف میں فائدہ جلیلہ بہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے جا رہے ہیں کہ فرست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ بدستور مشصو علیخان کا سہ سارے بود و کنی کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ابوالمصنوع خان کی جگہ مشصو علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہے۔

صفدر جنگ کی مستثنیٰ

جب ہریانہ الملک نے انتقال کیا اور وہ دین ہو چکا تو اسکے بھتیجے شیر جنگ نے طہاس خان حلاوت کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور میں ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ میں سواد خان کے بڑے بہائی کا بیٹا ہوں اور انکی جانشینی میراث میں ہے۔ اور ابوالمصنوع خان صفدر جنگ انکی بہانچہ میں بھتیجے کے موجود ہوتے بہانچے کو میراث نہیں بھیجی۔ اسلئے امیدوار ہوں کہ اپنی بہائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرما دیں تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند مذوی کو مرحمت ہو جائے اس اثنا میں راجہ بھی نرائن پور سے ہریانہ دہلی نواب ہریانہ الملک نے ایک عرضی اس حضور میں کی تیار کی کہ نواب ہریانہ الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دلی حاصل تھی۔ اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے بلکہ الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہیں نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک میں جس کو چاہیں بخشیں صفدر جنگ مرد متین اور خداترس اور صاحب لیاقت اور وعدہ کے پابند ہیں اور تمام سپاہ اٹھنی راضی ہے اور دو کروڑ روپہ حضور میں پیش کیے کو اودہ کے لئے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زمکیہ کے توسط سے نادر شاہ کے حضور میں پہنچائی نادر شاہ نے دونوں عرضیات ملاحظہ فرما کر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کر کے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودہ کو صفدر جنگ کے ہاں بھیجا اور اپنی بہانچہ دو سو سارے روانہ کتو تاکہ صفدر جنگ سے وہ زینت و وصول کر لائیں۔ چنانچہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہنچ گئی اور دو کروڑ روپے داخل خانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ صوبہ اودہ کی حکومت پر منتقل ہو گئے۔ مگر جہاں کشاے نادری اور درہ نادر میں لکھا ہے

کو برطان الملک کے مرنے کے بعد اوٹکی حزانہ اودھ سے ایک کٹورہ پیہ اور مٹی جو اہل
اور دوسرا عمدہ اسباب اور مٹی نا در شاہ کی پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بہائیوں کا بغاوت کرنا اور صفدر
اوٹکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودھ کی علاقے میں تھا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ افغان مذہب
کے ماتھے کا تھا جب تک وہ زندہ رہا نہایت طبع رہا اوٹکی بعد اس کے بیٹے اور بہائیوں نے اس
نصرت کی قدر نہ جاتی اور کفران نصرت پر کمر باندھی۔ مخالفت کرنے لگے۔ صفدر جنگ نے
اوٹکی سزا دی کہ مقتد کیا وہ نہایت مضبوط قلعوں میں رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل ہو
صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روزاوشی لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اوٹکی قلعے مفتوح
ہو گئے اور اوٹکی تمام ساتھی سہزم ہوئے۔ وہاں جی کا ایک بھائی سرکہ میں کام آیا اور دوسرا
گرفتار ہوا۔ اور تمام ماتھی گھوڑے اور توپیں نواب کے قلعے میں آئیں۔ اسی زمانہ میں
مرہٹوں کی آمد آمد کی شہرت ہوئی۔ نواب نے اوٹکی کے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب
محمد جان بگن والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادھر کا قصد کرے گی
تو میں ضرور اوس کی جنگ کر کے سزا دوں گا۔

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگا کو جانا

عماد السعادت میں لکھا ہے کہ سرانج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ
بنگالہ کو مرہٹوں کی مہم میں آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اوٹکی مقابلے کے لئے
روانہ ہوا۔ تو نواب امیر خان عمدہ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو خط لکھا کہ
اس مصیبت کی سبب سے کہ اس دن مہابت جنگ دکن میں کی مہم میں مبتلا ہے بنگالہ

استادان عزیر القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد جان بگن والی فرخ آباد کے خطوط کا حکو بنگالہ
سیر سی نواب مذکور سے جمع کیا ہے ۱۱

کی تمام فوج اوسکی ساختہ ہر حصہ صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اوس
 ملک پر قبضہ کر لیں اور ایسا ملک وسیع اولیائے دولت کے نقصان میں آجائے۔ اگر حضور
 اوس ملک کی بیات صفدر جنگ سے متعلق فرما دیں گے تو صفدر جنگ سال سال یہاں پر خراج
 بخوبی ادا کرتے رہیں گے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے قبضہ میں جائے گا
 تو وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو
 حکم دیا کہ وہ سب کچھ کو فتح لیکر چلے جائے۔ مگر جام جہاں نوا اور مائتلا امر سے ثابت ہے
 کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو شہلاہجری میں مہابت جنگ کی راہ کے لئے بھیجا تھا جس کا
 نافیہ مرہون نے تنگ کر کہا تھا اور اس ہم کے صلے میں تلخہ رہتا تھا اور قلعہ جبار گڑھ
 بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا۔ بہر صورت صفدر جنگ آدھی فوج کو لڑا کر
 اپنی ہمتی میں کمر کے صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے چھوڑ کر خود شہلاہجری میں عظیم آباد
 کو روانہ ہوئے اور دہلی اسد الدولہ بہ اب علیخان سمہار پوری مہابت جنگ
 کی طرف سے عظیم آباد میں نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تھا اور اسکی فوج کم ہتی و صفدر
 جنگ کی آمد آدھی آگہر گیا اور بہتاب بن مرہون بہ بہتاب سنگھ ابن دیوان آتھار امر سے
 خط و کتابت کر کے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی۔ نواب نے اوس کے
 حال پر مہربانی کی یہاں روایت کی دو صورتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ صفدر جنگ کی فوج
 عظیم آباد میں داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عظیم آباد کے باہر ہی تھی لیکن نزدیک تھا
 کہ داخل ہو سکتے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نہ رہا تھا۔ مہابت جنگ کو جلدہ و قلعہ بھارگی
 حیرت سے بہ حال معلوم ہوا تو مرہون سے صلح کر کے عظیم آباد کی طرف لوٹا اور صفدر جنگ
 کو لکھا کہ مجھ کو عرصہ دراز سے آپ کے ملنے کا اشتیاق تھا الحمد للہ کہ خود دولت بہ نفس نفیس
 شہلاہجری آگرا و جگہ یاد کرتے تو سبہ خود حاضر ہو جاتا۔ اب اسید وارہون کہ میرے
 پیچھے تنگ و ہلے روانہ ہوں۔ نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھ کر سمجھ لیا کہ مہابت
 جنگ دہلی دیتا ہے۔ اس لئے راجہ نولہر سے کو ایک شفقہ لکھا کہ تم دہلی کا انتظام
 کر کے تمام فوج کے ساتھ فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی دیش ہی
 بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ انہوں نے صفدر جنگ کو ایک شفقہ لکھا جس کا مضمون

برتا کہ مہابت جنگ سی جنگ کرما سہاری مرضی کے خلاف ہی بہت جلد اپنی صوبے کو
 لٹ مارا و بادشاہ نے ایک شفق مہابت جنگ کو بھی اس مصلوں کا ہیجا۔ چونکہ ہم کو مرہٹوں کی
 ہمہ دہشتی سی اور سماہ ساہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اسے مقام سے کوہ کیا
 کر کے اٹھو یہ خبر لی تھی کہ بنگالے میں سوارے فوج چارہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سب باہر ہین
 اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مبادا مرہٹے وہاں پہنچ کر غارتگری کریں۔ پہلے صفدر جنگ کو
 اس ملک کی حفاظت کے لئے مانور کیا تاکہ مرہٹے اور ہر گرج۔ گرین اس لئے ہم کو
 اونکے مقابلہ مکرنا چاہئے بلکہ اسے محبت سی میں آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شفق کے
 پہنچنے کے بعد وہیں مقیم رہی۔ جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشد آباد میں پھیر گیا اور جس
 عجلت کے ساتھ اور ہر گرجا کا تھا اب ہین آنا تو اوہ کی طرف واپس ہوتے اس کے بعد
 مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شفق اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیج دیا
 مہابت جنگ کے خط کا مصلوں یہ تھا کہ آپ کی فوج کے دہرہ سی مرہٹے بادشاہی ملک
 میں داخل ہین کر سکے بلکہ حاص آپ کی آمد کو وجہ سے صلح کر کے چلے گئے پھر اپنے اتنی
 جلدی کیوں مراحت کی اتنا ضرور پھیرنا چاہئے تھا کہ میں وہاں پہنچ جاتا ہر موسم
 شکر گزاری بجا لاتا۔ اب مجھ کو نہایت شرمندگی ہو۔ عرضندہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد
 اپنے صوبے میں داخل ہو گئی۔ سید ہدایت علی خان سہارنپوری ہمراہ تھا۔ مگر سید
 ہدایت علی خان کے بیٹے نے سیر الما حین بن جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عمار السعادت
 کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھو جی ہو سلائے پہنچ کر
 ہندوستان کو پہنچا۔ ہر پورنش کے لئے پہچان مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت میں لکھا
 کہ ایسے وقت میں کوئی سردار میری مدد کے لئے مقیم فرمایا جاتے۔ اگر خدا خواستہ فدوی
 تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت میں بل آجائے گا۔ محمد شاہ نے اپنے اہل سے شہر
 لیا اور عمار الملک صوبہ دارالہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہی
 بادشاہ نے نہایت جلد ایک شفق حاص اپنے قلم سے ابوالمصور خان صفدر جنگ
 کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے سب کچھ کر کے چلے جاؤ۔ اور عمار
 الملک صوبہ دارالہ آباد کو بھی لکھا کہ صلیح ممکن ہو ابوالمصور خان کو مہابت جنگ
 کی مدد پر روانہ کرے وہ جلد نہ کرے یا ہے۔ پھر قبل حکم صفدر جنگ نے آواز بھول

یا اول ذیقعدہ ۵۸۵ھ ہجری میں فوج منغل اور سندھ و تانی اور کسی قدر بارانہ مغلیہ فتح نامہ درسی
 کے ساتھ جس میں منغل سات ہزار کے قریب ہو گئے۔ اور سندھ و تانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا
 سامان تو بچانہ وغیرہ کا سمراہ یکراہ تھی دارالامارت فیض آباد کو کوچ کر کے عمدۃ الملک کو کچھا کرین
 بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جانا ہوں۔ مگر مرہٹوں سی لڑنا آسان نہیں ہی میر صوبہ
 مستند اور بدعاش زمینداروں کا آرام کا وہی۔ انکی وجہ سے ناموس کے باب میں بڑا اہمیت
 ہی نہ تو صوبہ اودھ میں چھوڑ سکتا ہوں۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے میں نہیں ہی اور نہ سمراہ
 لے جاسکتا ہوں پس امیدوار ہوں کہ قلعہ ریتاس اور چنار گڑھ عنایت ہوں تاکہ عیال
 و اطفال کی طرف سے دیکھی کر کے مرہٹوں کی سفارام میں مصروف ہوں۔ عمدۃ الملک نے یہ امر
 منظور کر کے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کر کے اجازت حاصل کرو اور اس بارے میں بھی بادشاہ
 کے حضور میں تحریک کروں گا۔ جب بادشاہ کج خدمت میں عرضی گئی تو اوہوں نے قلعہ ریتاس
 اور چنار گڑھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعوں
 کو صفدر جنگ کے حوالے کر دیں۔ صفدر جنگ بتا اس تک پہنچ کر بل باندھ کر دینے لگتا سی
 اور سے اور اپنی عیال و اطفال کو لیکر قلعہ چنار گڑھ میں آئے اور اس کو دیکھ کر کہیں کیا اور یہی
 جانب سے اس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کر کے آپ بہ کمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا
 قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک سمراہ لے گئے۔ اس ارادہ سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد
 و نواح میں مرہٹوں نے مقابلہ ہو جائے گا۔ تو بہر صورت متعلقین کو قلعہ مذکور میں پہنچا دیا جائیگا۔
 مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آئے ہیں جب قریب
 پہنچیں تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اوہ کو کسی طرح کا طال نہ ہو عظیم آباد میں صفدر جنگ کی فوج
 مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ بڑھ رہا تھا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ
 یہاں تک لوگوں نے پہلی میں قتل عام نادری کی خبر سن رہی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس
 حقد رساہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے ساتھ سامان اور فوج کی آن بایں
 کے مدد و اسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی جو کہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسا
 نہیں رکھتا تھا حفظ ابڑو کے جنگل سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان
 جو کہ محمد شاہ کے امر میں سے تھا اسی صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر
 جنگ کی ملاقات کو گیا۔ اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کی تقریب

ایک پروانہ نشئی اور دلاسی کے معمولیکر سید ہدایت علی کے پاس پہنچا۔ سید ہدایت علی گہاٹ
نیرنگ اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپرست بہری
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے نظر عمل سے بہت خوش ہوئی
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچ کر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سے خالی کر دیا
جاسے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی اوسکے لوگ قلعہ کے دروازہ بند بیٹھ گئے تھے۔ آدمیوں کا
کلنا اور اسباب کا کھانا مقرر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ نے
کرد فرسے شہر عظیم آباد میں داخل ہوئے اور قلعہ کو بغیر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند مہر ایہوں کو پیش
کیا۔ اور خود اپنی نانہ کی آفر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد میں مدعوں میں۔ یہ جگہ حادثہ خان
کے باب کے فقیر کے نام سے مشہور ہے اور دہلے ہائی پور میں ۱۶۷۱ء کا لشکر مقیم تھا
گئے تمام منصب دار اور اہل اوزمیدار اوسکی سلام کو حاضر ہوئے صفدر جنگ میں عزت
و محنت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیوں سے نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بہدلی اور ناراض ہوئے کچھ عہدہ یافتہ اور بڑی بڑی توہین مہابت جنگ عظیم آباد میں
اسلئے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرے اوسر کس طرح کریں تو انکی مقلبت میں کام آئے۔ صفدر جنگ نے
اوسکی تفریق سنگر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ماضی اور تہذیب میں دیدار و ادنیٰ قیمت سے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگری اور نہ میں اوس کا ٹکڑا شتہ ہوں وہ بھی ایسے
اور حضور بھی ایسے ہیں اور ہاں رابطہ و اتحاد ہے۔ بس اوس کا ادب کا مال اسباب انہیں
جو چاہے تصرف میں لائے۔ مگر میں اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہیں دی سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ماضی۔ تین چار توہین اپنی سرکار
میں داخل کر لیں۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لائق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ سے
سئی تو اوسپرست شاق گذرا اوس نے خیالی کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ سے
اسلئے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئی اپنے صوبے کو معاوضت
فرمائے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگوں کی مدد کی حاجت نہیں
باقال حصہ دیکھ رہا ہوں کہ اپنی جانفانی سے نہیں کروں گا۔ اسید دار ہوں کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جاسے۔ ورنہ میری اور اوسکی صحبت عافیت نہ آئے گی۔ بادشاہ
موجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شتہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صدمے کو دلت جاؤ سا اور اونکی وکلا کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے
 یاس بادشاہ کا شفق معاودت کے باب میں نہیں بھیجا تھا۔ نکلوانکی وکلا سے اوکو بیستہ سی
 اس مرکی اطلاع کر دی کہ نہایت جنگ کی عرضی موصول ہوئے پر بادشاہ نے معاودت
 کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکی ہر کاروں کی دوزیم سی بہ بھی نہ پہونچی کہ
 بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو نہایت جنگ کی نمک سے لئے تہا سکر کے
 مقابلے میں اپنی مقرر دولت ہی روانہ ہوئی۔ چونکہ باجی راو اور سربان الملک سی ۳۹ سالہ بھی
 میں جھگڑا ہوا تھا اور چند مرتبہ سرداروں کو سربان الملک نے میدان معرکہ میں گزنا رکھا تھا
 کہ وہ اب تک صفدر جنگ کی قید میں تھے اسلیو صفدر جنگ بالاجی راو آندیشہ رکھتی تھے
 اسلئے اوہوں نے ایسا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت حنا عظیم آباد سی کوچ کر کے گدا
 منیر بریل باندکرا و ترکئی اور منیر سے سید ہدایت علی کو حضرت کیا اور صفدر جنگ نے
 محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ اب مرہٹوں کو ادھر آئے سے روکین۔ اگر ان ممالک میں پہچ
 لکئی تو انکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا حوا کی دہی
 سے ہر طرح آپ اپنی دل کو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے ہٹے میں تمام سلاہ و زینہ
 واجب ہو کہ متفق اللفظ و المعنی ہوں۔ اور چونکہ ہمارے اور آپ کی درمیان مراتب نہایت
 کے علاوہ اتحاد ملی متفق ہے پھر کس طرح کفار کی مشورہ کے وقت علیحدہ رہ سکتا ہوں
 اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب میں محمد خان یوں لکھتا ہے کہ ہونا متنب
 اور گوشمالی ساز و سامان سے متعلق رکھتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان
 اور اقتدار رکھتے ہیں اور توہین اور جزائل آپ کے پاس ایسی ہیں کہ اگر ان کو ملے تو آپ
 لاکھ سے زیادہ ہوا مقابلے میں آئینگے تو ان کے صدقات سے مثل نافعان کمان دیدہ کے
 بڑ نہیں کیسکے۔ اگر یہ میری حاضرتی اور بے سامانی کی کیفیت چھی ہوئی نہیں ہی۔
 لیکن پہلے اس سے بھی مکر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہوں کہ میں ہر طرح آپ کا شکر
 ہوں اگر دین کر دیا جائے کہ مرے جہا کو عبور کرینگے تو اول اول کا مقابلہ میرے سا
 واقع ہوگا اور ہر حال کی غایت سی اونکو سراہیں پر ایسی چھی طرح دید جائے گی کہ پھر اونکو
 لٹکانے کے عبور کرنے کی مجال نہ رہی

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی میں بلانا

عمدۃ الملک امیر خان نے قمر الدین بھانوی وزیر اعظم کی پیش ریزی کے خوف سے جسکی وجہ سے
 اوس کو شاہ جہان آباد چھوڑ کر لہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی
 میرا کر لی تھی مسئلہ ہجرتی میں بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی میں طلب کیا تو اوس نے
 بادشاہ کی عرض کر کے صفدر جنگ کو بھی ادھر کی بلوایا ابتدا میں جب مسئلہ ہجرتی میں بادشاہ کا
 شفقہ صفدر جنگ کی طلب میں پہنچا۔ عذر دیا کہ وہ شفقہ بادشاہ کی صفدر جنگ نے جو کہ سابق میں
 عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے نہیں اوس کا متوسل جہاں کرتے تھے اوس سے
 حاضری کے بارے میں رائی۔ عمدۃ الملک نے اسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ
 کے حضور میں ضروری سمجھ کر رعایات دین۔ صفدر جنگ اوسکی ایما سے روانگی پر آیا وہ
 راجہ لولار سے کہ جو سابق میں صفدر جنگ کی سرکار میں اوسنے دیرے کا ملازم تھا اور شریع
 ترقی کر کے اسے دیرے پر بھیج گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روزانہ داخل فوج اور اپنے
 سرداروں اور محمد دن کے حاضر ہوئے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ہتھیارے بہت
 اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی
 سے قبل لہ آباد کی کوچ کر کے رمضان مسئلہ ہجرتی میں دہلی پہنچ گیا تھا وسط شعبان میں صفدر
 جنگ تمام سامان تیار کر کے چلنے کو تیار ہوئے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار
 ہوا تو ایک گہری بگڑی کے بیگ خان کے مکان میں ٹھہرے۔ اور عبدالرحیم خان پنجم بلوچ کے
 آفتاب کو اصغر لالہ بن دیکھ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہو کر اپنے بیٹے
 میں داخل ہوئے جو تھوڑی مسافت پر مستعد تھا یہاں چند روز قیام کر کے اوائل ماہ
 رمضان میں کوچ کیا اور سب اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوئے۔ گمان پر کوشش میں لکھا ہے
 کہ سواری میں فیض آباد سے سات آٹھ کوس پہنچ گئی کہ وہاں میں اتنا سے راہ دہلی میں شجاع الدولہ
 ولادت کی خبر سنی تمام رسالہ داروں اور جمہ واران اور امیرین نے مبارکباد کی لذت میں
 دکھا دیں۔ ایک شخص نے تاریخ نو لدا سطح نظم کے اندر کی سے ہوتا تھا تو اب حضور
 پر آمد آفتاب مطلع اور پٹا نواب نے ناظم کو یا پنجم راور سے نقد دی اور پٹا نواب کی

سے یہ بیان جامہ دہان نامے چلتا ہو گا یہ بیان سیراٹا خربن ہو گا ہو گا

میں عطا کر اور جس مقام پر یہ جبرسنی تھی وہاں مہارک گنج آباد کہا۔ اس سفر کے دوسرے
 مصرع سے گیارہ سو چالیس تھکے تھیں۔ اور یہ سفر گیارہ سو چوبیسین میں واقع ہوا تھا۔ لیکن بیکار
 کے موقوف کو سپرد واقع ہوا۔ حقیقت میں شجاع الدولہ نے سلاطین مصر میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ
 وہ زمانہ تھا کہ صمد رجب بھی سند نشین نہیں ہوئے تھے۔ جہاں الملک زندہ تھے۔
 صمد رجب نے نانا موگھاٹ واقع برکنہ بلوچ ضلع کا پور پر پہنچ کر چار روز تک مقام کیا
 اور شتیوں کا دل بندھا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خاں جلیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
 کی طرف سے ہر گناٹ موسیٰ نگر بلوچ اکبر پور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
 اوس نقصان کی بات جو مصلوں کی پہنچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی
 حدود میں صمد رجب کے جتنے کھڑے ہوں۔ یہ حکم شمشیر خاں کا صمد رجب کو ناگوار
 گذرا اور انہوں نے ایک سائنڈنی سوالنامہ مضمون کا خط لکھ کر فرخ آباد کو پہنچا تو نواب
 سلامت شمشیر خاں درمیان میں وگرنہ آب نہ خواہ باند محمد خان نے اپنے دیوان صاحب
 رائے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھ دینے کا حکم دیانندی نے اوس خط کی پشت پر اس طرح
 جواب لکھا تو نواب نامہ سلامت این شمشیر مردان درمیر کہ میدان بے خون چشمہ
 بیان ہو آید صمد رجب نے یہ جواب پا کر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھ مقابلہ کرے
 لیکن اوکو شمشیر نے اوکو لڑنے کی رائے نہیں دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
 سبب ہو گا اور لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتح پاوے تو کہا جائے گا
 کہ حیلے کے ساتھ لڑے تھے اور اگر خدا خواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لئے
 بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہے گا۔ چنانچہ وہ اوس قرب و جوار سی فی الفور روانہ ہو کر
 دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے ادنیٰ خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
 کہتے ہیں کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان میں باہم ملال
 پیدا ہو گیا۔ یہ بیان آؤں مباح کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر غرض القلوب سی
 معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان پشاور صمد رجب میں اس وقت تک نہایت دوستی
 اور تیاگ تھا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صمد رجب اتنا سے سفر میں فرخ آباد
 میں بھی نزول اجلال فرمائیں۔ اور صمد رجب کا بھی ابتدا میں یہ ارادہ تھا۔ مگر پھر

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ قرخ آباد نہ جا سکے جسکی معذرت ادوہوں نے محمد خان
 کو لکھی تو اس نے سفیر خان اور افضل خان کو مراتب شتیاق گزارش کرنے کے لئے صفحہ
 برگ کے لشکر میں بھیجا تھا بلکہ جب بعد رحجگ کے پہلے گوردونگی کے ارادی سے گنگا کو عمر کر گیا
 حال دل محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اس کا جی جاگا کہ قرخ آباد سے چل کر صفحہ رحجگ کے پاس ملتے
 کو جاسے مگر وہ علالت کے خوف تو نہ جاسکا اپنی طرف سے سطر امجد خان کو صفحہ رحجگ کو فکریں
 ادنیٰ خیر و عافیت کے استفسار کے لئے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوبین اس کا منہ کا کھری
 حکم و عہد القلوب سے بہان نقل کیا جاتا تھا اول ایچہ بخت شریف برون بھنڈو راوند کنون
 خاطر بودہ باسدہ طاع باید ساخت لیل یکم تہ شریف برون بہ پیش گاہ فلک کا گاہ ہسل
 و اصوب ست کہ دین صورت ہم نظام بہام مغولی و منکولی سخا لغات و ہم سرمد گاؤ سے تحریر
 سخن طرازان خواہ بود چہ علی الہی استیاض قلوب و محتہا سے روحانی آنقدر استقامت و اسلوب
 یہوس کہ ختمہ اران تقریر و تحریر ہی توان نمود ایچہ بہ بیان اتحاد و نوکد باشد اہتمام تمام سر اس
 لازم نہ در وہاں این مراتب بروقت اختیار چاہئین در رسم اعانت ہر گز اوقات بفعول پس
 یعنی نہ ایچہ اگر در دواخ موصوفہ کالہ سر دواخ شریف شورش بر روی کارا ہر اس طرف بہ قران
 فرج و عہد سید سابق و داد ملو ظہو و نوکد بر وقت میری کہ دین صل عبا را شوبے برین و پشاندن
 آن کار بر دارا ان یو سامت در وقت بر دارند خط و عہد نواب صاحب ہریان سلامت
 دین ہنگام نشا ط آغاز بخت اسکا م شریف شریف ابن رڈی دریا کی گنگ بغیریت حضور
 پر نور سامع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را فادہ فراوان بخت و سر و ساخت اگرچہ تہا
 باطن ان بود کہ یہ صد ورناسیہ سبابت تجریر فوراً باستان اوس مہیت مانوس بردارند لیکن
 یا اعتبار کثرت عارضہ و قلت توانائی لشت و بر خاست اما چار چند از دریافت این وقت عظمیٰ
 مقصر و معذور ماندا انشا مالدہ الحال مستم کہ دین روز طبعیت رو بہ بھی دارہ ہین کذا زوار
 واقع رفع مرض می سنہ و دنا توانائی ہوانائی اہال سے بڑ پر بد بختلح استیصال ستنا فقہ کا تیا
 دین آرزو کہ احرار سعادت قدس اقدس اسے عبارت ازان ست می شود و بگرا می درخت
 زخیر و اندوز اصباح سے گردد با فضل سیادت و رفعت بنہا سے بڑ عطا را بعد دارہ اوتہ
 ساتھ کہ حالات خجستہ سامت استیم خود با واسطہ مہ آیتہ نمودہ بر گز رو مترق کہ تا انقضای
 ایام مہابت مداحہ بارقام خیر بہا قرین مستر و شادمانی تا ماید و است۔ خط سوم

زبانی رستم بگیاں بچہ حوالہ شدہ بود، بہار نامبرہ دریافت شد اگر شریف آوری شریف باین راہ
 اتفاق می شد کہ انہم حیثیت قسمی کہ دل میخواست بعد حد ظہوری رسید لیکن چہ توان کرد نہایت کید
 حضور انور عزیمت سامی از بجان راہ صورت گرفت باین ساعت رسیدن طعام بخینہ صغیر
 بود لہذا رفت بپاہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شدہ مراتب استیاق را بگذاشت
 خواہند آورد امید کہ تا پہنچم موصلت مسرت سلامت مہوارہ بہ صحائف نشاط آئین انبساط
 ترمین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم بچہ اصل بیان بکطرف رجوع
 کرتے ہیں کہ نول را می جو صغیر جنگ کے ساتھ تھا او کو صغیر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سی
 او وہ کو حضرت کر دیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوج دہائی دیکر نول راے کے ہمراہ کیا
 اور کہا کہ تم نے سفر کا بیج اٹھایا ہے - چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت برآ رہو تو ہماری
 پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صغیر جنگ کے ہمراہ
 کوہ ہالیس کے نواح بن عبد آئی صغیر جنگ نے وہاں مقام کیا مراحم عید ادا ہوئے پھر کوچ
 کر کے دہلی کے نزدیک پہنچے شہر محمد خان بہادر شمشیر جنگ والد سیادت خان بہادر سادات
 خان بریان الملک جو کہ صغیر جنگ کے مامون کا بیٹا تھا اور بجائے حوذا ایک امیر تھا راجہ
 لچھی نراین کوئل صغیر جنگ کے دو تین منزل پیشتر ہتھال کو آیا اور صغیر جنگ دریاے
 جمبہ کے کنارے پہنچے اور یہاں مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کر کے جنگ
 پاس بانائی وردی اور ولایتی گھوڑے نفرتی سانے سے آراستہ تھے - اور ماتھیوں کو رزی
 کی جھولوں اور گنگا جمنی جو صوفی سیما کے بڑے تھل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر
 قلعہ شاہی کی طرف روانہ ہوئے صغیر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیوں سی کم بھو منہ تھا صغیر
 جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہو چکر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلانی برج ٹکھن کے
 مقابل جو خوشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سے اترے اور اپنے لہجات اربعہ بجا لاکر تھوڑی
 دیر کھڑے رہے اور جھولوں کا مار لیکر بادشاہ نے کسی خواجہ سرے محل کے ساتھ بجا ہوا
 سوانہو کر اپنے قہا نگاہ کو لوٹ آئی - بادشاہ صغیر جنگ کی طرز سواری کی نہایت محظوظ
 ہوئے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے
 پاس جہنک کے کنارے بر دو درجہ کے خیمے ہر باہوئے اور صغیر جنگ تمام خیمہ وحشم
 اور فوج و سامان کے ساتھ کشیمو کے بل پر سے عبور کیو کے اپنے خیمہ گاہ میں جا اترے

وزیر اعظم محمد الہ بن خان حسین بہادر رخصت جنگ استغنا کو آتی حمیہ اول ملازمان صفدر جنگ
سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی حصے سے نکل کر میدان میں زمین پوشو سپر بیٹھ جائیں اور چھو
کو ہمارا سپاہیوں وزیر کے گئے حالی کر دین وزیر کے ہمراہیوں نے اس حصے میں پہنچ کر جو ہم کیا
وزیر صفدر جنگ کے خاص حصے کے دروازہ پہنچ کر وہاں ذرا ہیرے اور چند مصدحون
اور امر کو ہمراہ لے کر اندر گئی۔ صفدر جنگ بھی چند مصدحون کے ساتھ حصے میں انتظار کرتی تھی
جب وزیر کو دیکھا تو مسدس ہو گئی اور وسط میں تک استقبال کر کے بعد معافۃ ایک مسدبر آئے
گھڑی بھرا خطا طر رہا پھر عطر وہاں کی مدارات ہو کر جو اسات اور کپڑوں کے حوان اور ماضی گھوڑی
پیشکش میں آئے گئے۔ اسکے بعد وزیر حضرت ہو کر پیشتر چلے اور ان کے حصے سے صفدر جنگ
بڑے کوفے کے ساتھ سوار ہو کر شام کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچے اور شریفی کورنش
ہو کر دارا شکوہ کی چوٹی میں داخل ہوئے یہ چوٹی پر مان الملک کے عہد سے بادشاہ کی
عنایت سے ان کے حصے میں چلی آتی تھی۔ آخر بتدریج تمام شکر اور فوج شہر میں داخل ہو گئی۔

نول لاکھ کا حال انتظام

یہ نول لاکھ صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکینہ کا بٹہ جگہ اور پراستا خانان سے
نہا اور پرگنہ اناوہ کا موروثی قانون گو تھا۔ اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہو گیا
تھا۔ اول اول رتن جیت دیوان اعظم عبداللہ خان حسین علیخان قاتلان فرج سید کی نظر
عایت۔ اسکی جانب زمانہ سلسلہء اعین ہوئی تھی۔ گیان پرکاش میں لکھا ہے کہ جب نواب
صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول لاکھ رائے نے اودہ بن سیاہ کو ترقی دی اور اسی
کے ساتھ حکم جلا یا مرح مستقل رکھا جو بات سنہ سو نکاتا اور سبر جم جاتا تو مغل اور سندھو
کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بجاہ تنخواہ دست بدست تقسیم کرتا۔ اسکی سرکار میں باجی
سوار خوش۔ ہر وجہ اسبہ ملازم تھے۔ اور باجوئی فوج بھی بھاری تھی۔ اور تو بجانہ۔ اور
شتم نال اور نہ پورچی اور شیر پنجے بہت کثرت سے رکھتا تھا۔ اور خزانہ انداز اور بان انداز
اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کئے تھے جب کبھی اسکو یہ خبر پہنچتی کہ خزانہ جگہ کے زمیندار
سپرشی کی سی تو فوراً دو ہتھ لیاں کرتا ہوا دیاں پہنچتا۔ اور اسکو قرار دیتی سر اویتا زر تحصیل میں
اور سنے نہایت آسانی سے دی تھی۔ اور تنخواہ سب کو پورے سے نقد دیتا تھا۔ اور ماہ اساک

میں ہر ایک برگئی اور گالین کی منتخب کرنا اور انھیں سے ایکیت زیادہ نہ لیتا رعایا اور تادی کی
ترقی میں رات دن کو سسٹ کرنا مال ملک میں بڑھانا۔ اس کے عہد حکومت میں س فوجیں تھیں
اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہاں بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار اول راسی کا مقام برگنہ سنائی
میں مقبہ سی جاگوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کو سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ ہیر اور سامان اور تمام
لشکر کو رات سی روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کر کے اور کھانا کھا کر بہرون خیمے سو اور ہوتا۔

اوس دن اپنی ضروریات سے فرصت پا کر کمر باندھ کر ہتھیار لگا کر ڈیر سی نکل کر باقی پر سوار ہونا چاہا
کہ اسی وقت برگنہ ساندی کی رعایا سے اہل خوف سے آکر نہائی دی اور رعایا کی کہ سلام اللہ ہو یہی
لے ڈاکہ مار سی۔ ہمارا مال لوٹ لیتا ہے۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سی
روشن سوار کیلے اور اسکی لاسنے کے لئے شتر دوڑا کر گئے۔ ابھی راجہ پہنچا تھا کہ فرستوں نے مرضی
پاک کر سی اور سونڈ کا اور فریق لاکر بچایا راجہ اور رسالہ دار و حجامہ دار و مصافک کو پڑوں سے
اوتر کر بیٹھے اور بانٹا ہون کا تذکرہ باجمہ نے لگا۔ ایک بہرنہ گندہ تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوا
لے آئے راجہ نے اوس سے بلند آواز کی سناتے کہا کہ یہ آہی میٹر مراد سی ہیں۔ تمہیں کیوں لکھو لکھا
ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ علامہ گامبھا رہی۔ حکم ہو کہ راضی نامہ لاؤ اوس وقت
سب کہے۔ (منے عاجز تو) کر کے راضی کیا اور لٹو راضی نامہ حاصل کر کے نذر کیا اول راسی
نے رعایا سے دریافت کیا کہ راضی ہو گئی۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوس وقت
راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تھا۔ نقارچی نے ڈنکے برجٹ ماری۔ غرضیکہ راجہ اول راسی ایسا
داد کستہ تھا کہ رعایا اور سپاہ دونوں اوس سے راضی تھے۔

صفدر جنگ کو تو بخانہ کی افسری اور شہر کی افسری

عمدۃ الملک کی سفارت سی، صفدر شاہ پوری روز ایک شنبہ کو اول روز میں بادشاہ نے تہہ پہن کر
کو میر کشمی یعنی تو بخانہ کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے رفاہ ارسی اور
حقوق نمک جاری کی تیار اور تات کے الفاظ اپنی زبان پر ارشاد فرمایا۔ جہذا بیگ۔ یہ لفظ
پیش کیا۔ جو کہ شہر کے لئے ضروری ہونا تھا قلم میں آگے لکھا۔ کہ اسی سبب سے راضی ہو کر
اور یہ ہدایت کی بادشاہ سے سفارت کر کے جھکے سکنہ رہ کی سند اوسکو دلا دی اور بادشاہ
کی کورنش سے مشرف کر آیا۔ اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلاوا۔ ۷۷ شعبان ۱۱۷۱ھ

کو بادشاہ سے اسد الدولہ اسدیار خان کو مہربان داری کفیس سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر
کو عطا کر دی جنہوں نے اپنے ماموں کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی
کے دیانے مندوبت کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہاں پہنچ کر پیرانہ کو جوڑا بہادر اور صفدر دہتا
جوہڑے عہد و پیمان کے ساتھ دھجوتی کر کے اپنے پاس بلایا اور قید کر دیا۔ اور تھوڑے دنوں
وہاں رکھ کر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک فوجی افسر سیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے
حکم سے اسی صوبے کی نجات پر چھوڑ کر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات
صفدر جنگ کو تہمت پر پہنچا۔ صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان
سے ناحوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چربائی طول طویل
محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا
بادشاہ کا نواب علی محمد خان سے کیے ہاتھ سے ملک سے ہٹ کر نکال دینا
سلسلہ عین داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لکھے کاٹنے کے لئے دہن کو ہ
کیا دین میں آیا تھا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تہا نے بن مٹھن تھے اوسے لڑائی ہو گئی
اور کئی آدمی روہن طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب کئے
کئے داروغہ کارخانے کو جھٹکا میں چھوڑ کر دہلی پہنچا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ اپنی عمارت کا
تمام کارخانہ روہیلوں نے برباد کر دیا اور نوکروں کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت عظیم پسند
ہوا کہ کتنے لکھے کہ اب ہماری یہ دولت ہو گئی کہ روہیلوں نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا
استاد الدولہ قمر الدین خان سے کہا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات میں کریں اور بادشاہ
نواب علی محمد خان کی سزا دی ہو تو بہتر ہے۔ درہن صغیر بادشاہ می عرض کرو کہ اعتماد
الدولہ نے اگرچہ نظام آسے بدل کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عداوت کی وجہ سے درپردہ
نواب علی محمد خان کے طرفدار رہی۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہو گیا کہ اعتماد الدولہ نے کسی
نواب علی محمد خان کی جانب داری کرے ہیں تو عہدہ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

ویرجنگ اور محمد اسحاق خٹک اور حمید رقلخان اور مصباح الدولہ بیگ خان اور کامیاب خان وغیرہ
 کو موافق کر کے ایک بڑا شکیست آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کر کے بادشاہ کو روسیوں کے
 استیصال پر متوجہ کیا۔ چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ چھیتر کے ساتھ ہرات حدود اہل ہم ہر آمادہ ہوئے
 انڈرامہ منحص سے اس مہم کے سفر نامہ میں لکھا ہے۔ کہ ۲۴ محرم ۱۱۸۱ھ لاہور کی کھجری کو محمد شاہ دہلی سے سوار
 ہو کر لونی باغین پھیرے کو زیر الممالک عطاء الدولہ اور حمد الملک امیر خان اور ابوالمنصور خان میلریش
 وغیرہ امرا ہمراہ رکھے۔ ماہ صفر میں بادشاہ نے امرالوچ کر کے علی محمد خان کی تنبیہ کے لئے
 روانگی کی راہ سے قرار دی۔ لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی۔ ۱۲ صفر کو پانچ گھڑی دن چڑھے
 بادشاہ نے تخت روان سفاری پر سوار ہو کر فرحت افرا سے کوچ کر کے دریائے بہمن کے پاس
 جیموں میں مقام کیا۔ ۵ کو جون لوزو کی محل منعقد ہوئی جبکہ رنگ سبقتی تھا اور وہ مراد ہی
 تحویل آفتاب میں بیت الشہین وزیر اور صفدر جنگ اور حمد الملک نے ایک ایک سوا ایک ایک
 اشرفیان نذر کہا بن۔ اور نہایت کے اداب بجالائے اور ۱۵ صفر کو بادشاہ نے برگنہ ڈاسنہ
 پہنچ کر حکم دیا کہ میر سب دریا سے گنگا کے بل کی درستی کو روانہ ہو اور بادشاہ رام گہاٹ منیل بلوچ
 کی راہ گنگا کو عبور کر کے برگنہ گورن آپہنچے۔ اس وقت نواب علی محمد خان نے اولہ کو چھوڑ کر بن گنہ
 غرضت پوسٹ نگرین بنہ لی۔ ۴۔ بیع الاول ہی ۱۴ بیع الاول تک سنبھار زوبین بادشاہ کا مقام
 چھوڑا۔ ۱۷ کو آگے روانہ ہوئے صفدر جنگ کے قریب پاش ملازم کا فن بن جا کر لوٹ مار کرتے تھے
 اور جا لوز اور آدمی پکڑ لیتے تھے۔ وزیر الممالک نے بادشاہ کو عرض کر کے کہیتوں اور روکات
 کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کر دی اور حکم دیا کہ اگر کوئی قریب پاش رعایا کو ستائے تو اسکو
 سزا دینا چاہیے۔ اور باندھ کر لانا چاہیے۔ ایک دن صفدر جنگ کی سرکار کے جالبیس کا تھی
 کہیتوں کی پیروں کو لے ہوئے تیس قریب پاشوں کے ساتھ لشکرین آ رہے تھے فوج حفاظت
 اور لکھو ویر الممالک کے پاس پکڑ لائے وزیر نے انکو بادشاہ کے حصدرین پیش کر دیا حکم ہوا کہ
 باغی جسکے ہن او سکے پاس پہنچا دو مگر زندہ ایسا ہوگا۔ توجہ چیزیں سرکار میں ضبط کر لی جائیں
 صفدر جنگ نے ان قریب پاشوں کو اتنا پٹوایا کہ دو آدمی حد سے مر گئے پہلی بیع اثنی
 کو سنبھلے بادشاہی فوج آگے بڑھی۔ ۱۷۔ بیع اثنی کو ایک مقام بہار بادشاہ کے
 پاس حاضر ہوئے جو کہ پٹوئے عرصہ سے بھن و حوہ ہی صفدر جنگ اور قایم جنگ میں ملا تھا
 اسلئے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے دیوان فاس کے خیمے میں بادشاہ کے پیش نشین

دو فوج کے ملاپ کر کے بنگلہ گرا دیا۔ ۲۳۔ بیچ انسانی کو بادشاہی فوج بن گدھ سے
 چار پانچ کوس کو فاصلہ پر جا ہو کچی سہ پہر کے وقت نواب علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر
 حملہ کرنے کے لئے قلعہ سے نکل آئی اور آگے بڑھی۔ عمدۃ الملک امیر خاں اور صفدر جنگ
 حاکم کو پچانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوئے اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب
 علی محمد خان کی فوج بسبا ہو کر قلعہ میں گھس گئی۔ ۲۶۔ بیچ انسانی کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب
 نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور میں آتا تھا کہ اسکی اور علی محمد خان کی سپاہ سے
 لڑائی ہو گئی اور پابندہ خان علی محمد خان کا سردار مارا گیا صفدر جنگ یہ خبر سیکریدو کو
 سوار ہوئے۔ نواب وزیر نے اپنے سرکار کے تختی اول صوفی بیگ خان نامی کو کھج دیا کہ فوج
 بیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوئے۔ اسلئے کہ ہر کارو کی زبان میں معلوم
 ہو گیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اسقدر سختی کہ نواب علی محمد خان اس کا راستہ نہیں
 صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوئے تھے کہ باوجود نواب علی محمد خان اس کا راستہ نہیں
 ان سب باتوں کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے عرض کر چکے تھے کہ نواب
 اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ لیا تھا تو اس کے ہمارے لئے میں اس کے
 سمرا ہو سکی معذرت کہلے گی نہیں منسلطہ باقی رہے گا۔ اور یہ راہی اوکلی بہت صائب تھی۔ عرض کہ
 صفدر جنگ نولہارے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی میں داخل ہوئے۔ امرے
 بادشاہی نے علی محمد خان کے معلوب کرنے میں ہنہایت سستی اور کاپی کا بنایا کیا۔ اندر ام اس
 امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عدالت اور بربریت کا
 دولت کے کیا مد نظر ہے۔ سلطنت بھری میں انکی نہیں بودی تدبیر کی وجہ سے لشکر ناو شاہی
 سندھ و ستان پر مسلط ہو گیا۔ اور اسے تباہ کر دیا۔ نواب علی محمد خان ایک جھوٹا سا قلعہ دار ہے
 بادشاہ نے اس پر بھروسہ نہیں چڑھائی کی۔ اور اس کے قیام گاہ سے قین کوس کے چھائی
 پر ہو چکی۔ مگر وہ اب تک مطلع نہیں ہوا۔ امرے شاہی روز حملے کے لئے سوار ہوتے ہیں
 اور کچھ دور جا کر لوٹ آتے ہیں۔ اور اسی قدر پرانے سرداروں نے کھایت نہیں کی۔ بلکہ
 ایک یہ قیامت کی بات ہے کہ بادشاہ کو بعض امرے بے سردار اور تھوڑے سے خواص امر
 چند خواجہ کے ساتھ تنہا چھوڑ کر خود آگے بڑھ کر دُور سے کر دے ہیں۔ میراٹس کا
 یہ حال ہے کہ وہ تو بچانے کے افسرین مگر سب سے زیادہ کابل خراج اور بے پروا

جن - باغی خانہ امین لکھنؤ کے وزیر کے مستعد بنی نہیں سند کہ لوہا علی محمد خاں نے عمارت کو دیا تھا
 مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صدر جنگ کے سرحدات لوہا علی محمد خاں کی طرف داری کرتے تھے
 سیر المتاخرین کا صفحہ بھی لکھا ہے کہ وزیر عمدۃ الملک اور صدر جنگ کے ساتھ لوہا علی محمد خاں کے
 اسلئے لوہا علی محمد خان کے درپردہ طرفدار تھے۔ ان دونوں امیروں نے بھی اس رابطے کی مہم
 کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ دہلی والی تھے۔ بنگلہ کے گرد اس قدر گنجان ہنس ہوتے تھے
 تھے کہ کسی صورت میں گولہ دہلی پر نہ جاسکتا تھا۔ ان برسوں میں گوئے شاہی نے دہلی سے
 بن گئے تھے۔ تھے اور طولی محاصرہ کی گھوڑوں دیو کو کھانہ اور سوکڑی خفیف ہوتے تھے
 آخر لاہور و مہلوں نے لوہا علی محمد خان کو حلیہ دی کہ صبح کو لکھا جاتا ہے کہ لوہا علی محمد خان نے سلف
 جنگ کر رہا ہے اور سیراؤ کی عورت صراہ ہو جاتی ہے کہ ہم تباہی الاولی کہ لوہا علی محمد خان کو اب
 قایم خان والی سرخ آبادی معرفت بادشاہ کی خدمت میں اطلاع دے اور عہدہ قیود و قیود
 کی اور بادشاہ - کہ بعض مشران نظر کر رہے ہیں اور کئی اور بھی چوتھے اور نہ اکراہے اور نہ
 زلف بھی نذر کر رہے ہیں۔ وزیر الملک نے مورخوں سے ایک عرصہ اس معملہ کی یاد دہانی کے لئے
 بھیجی۔ بادشاہ مدد فرماتے اور وزیر الملک کو اختیار دیا کہ جو چاہے اور نہ اس کے سلاطین
 کا رروائی کرو۔ اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی۔ اور جس سے قتلہ باری ہو
 ہوئی۔ ۳۔ جمادی الاولی روز جمعہ کو لوہا علی محمد خان بنگلہ سے بادشاہ کی قدسوں کے لئے
 سوار ہوئے۔ اس عرصہ میں آندھی چلنے لگی۔ بھر کچھ بوندا باندی ہوئی۔ اور کئی سواری اس سے
 آسمانہ جنگ قایم خان کے دیر سے کے پاس پہنچی۔ وہاں تھوڑی دیر قیام کیا۔ اور اسی گز اوڑھ
 اور پہنچی ہوئی بونٹاں بدلی۔ اندر رام مخلص نے بنگلہ کے سفر نامہ میں اسی طرح لکھا ہے۔
 یہاں ایک بات جان لینے کے قابل ہے کہ تاریخ فتح آبادین آرون ساس نے بیان کیا ہے
 کہ لوہا علی محمد خان صدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی ہوتے حاصر ہوا جاتے تھے۔
 اور لوہا علی محمد خان کے دیوان کو اس کے نوسل سے معاملہ عہدہ پیمان شروع ہوا تھا
 قایم خان کی فتح صدر جنگ کے دہنے ہاتھ کی طرف تھی۔ ایک دن لوہا علی محمد خان بارہ
 زرہ پوش پٹھانوں کی سربراہی میں صدر جنگ کے پاس جاتے تھے۔ جب ان کی نظر قایم خان کی
 جیسے پہنچی تو پوچھا کہ یہ جیتے کس کا ہے۔ جواب ملا کہ قایم خان کا۔ تب ان کی خاص خاص سازش
 یہ کہہ کر کہ اس قدر دیر معاملہ صلح کا اعتبار ایک مصلحت اور اس کے دیوان کو اس سے پر کیا گیا

بیان آپ کے معقول نواب قایم خان موجود ہیں اوسے سفارش کے واسطے درخواست کی تھی نواب نے
 اس بات کو قبول کیا۔ اور قایم خان کے پاس گئے قایم خان اوسے نہایت تپکے سے جب صفدر جنگ
 نے جو نظر تھے یہ مصممون بنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام سہرا ب نواب قایم خان سے نصیب رکھا۔
 یہ بیان اندرام کے بیان کی سلسلے میں جس سے پہلے اقباس کیا ہی صحیح نہیں معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس میں
 آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بھنگی کئے بعد یوں ہی قایم خان کے ڈیرے پہلے جاتے۔
 خلاصہ حکام یہ کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا جس
 اور دو تین سو سواروں کی ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گیا۔ عمدۃ الملک اور ابو المصنوع
 صفدر جنگ اور قایم خان مورچہ نشی سوار ہو کر بادشاہ کے دربار میں جلو گئی اور سہ ہر کے وقت
 نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنی عمدہ لیسکر مورچہ نشی سوار ہوئے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ
 محل کے اندر سے نکلے۔ دیوان قاضی بن مسد زین پر بیٹھے۔ اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسرے
 امر سے سلطنت باریاب مجا ہوئے۔ بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا
 انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اور دو لون یا کھڑے رومال سے ہاندھ کر حضور میں لگتی بادشاہ نے
 فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تعصبات کو معاف کیا اسکی ہاتھ کھول دینا چاہئے۔ نواب علی محمد خان ادب
 سجالا تو اور ہزارا شرفیان نذر گذر تین سو منظور ہوئے۔ نواب علی محمد خان کو حصنت کر دیا۔
 اور حکم دیا کہ بالفصل قایم جنگ کے پاس رہیں۔ باہج حمادی الاولی بیکت نہ کو چھ گھڑیوں
 چڑھے بادشاہ نے کبج کر دیا۔ تمام شکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے۔ اور نواب علی محمد خان
 سو سوار اور سو پیا دو کی ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور او کی تمام علاقہ پر فریاد بجا
 ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مراد آباد حاکم مقرر کی گئے۔ اور بادشاہ نے قایم خان کو
 قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے بل کی تیاری کا کام محمد علی خان عارجی
 ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ بل کی تیاری میں بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی۔ سلج
 حمادی الاولی سہ ماہی حرمی کو بادشاہ شاہ جہان آباد میں پہنچ گئے۔ ابو المصنوع خان صفدر جنگ
 رومیلیوں کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ امین کا ایک متنفس مافی تربے آئے
 بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حالہ کر دیں۔ مگر وزیر اعظم اوسکے
 ہمیشہ آئے ہیں اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کو خلاف بادشاہ کو حضور میں پہنچ

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجلہ دولہ بین قرابت پیدا ہو جائے ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہان بیاہ کر دو گے عرصہ کیا کہ میرے ماموں سادات خان کی بیٹی آگے اؤں سے نامزد ہوئی تھی مگر اس لڑکی کی بیچھ پر ایک خط مخوس خاصہ ہو گیا ہے۔ اس لیے شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہیں ہے۔ تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان دہستانی سٹش انجنتی کے گھر سے آتا ہے۔ اگرچہ علی قلیخان سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا بہتیجا ہے جو شاہ طہاسب صفوی نانی کا وزیر تھا۔ لیکن جو کہ اسکی بیٹی گناہ گیم ایک ہی کے لپٹن سے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہیں اب یہ کہنے کہان قرار پای بادشاہ فیروز نایا کہ نجلہ دولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب علیمہ مرصنہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بہن ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجلہ دولہ کی بہن کے ساتھ ہو جائے صفدر جنگ نے عرصہ کی حضور کا حکم علام کے سر و تسلیم پر بادشاہ فیروز نایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے اذات تسلیم ادا کیا۔ چنانچہ ۸۵۸ھ ہجری میں شادی قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۷ لاکھ روپیہ صرف ہوئے صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا مختلف اور کڑو فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ سابق کے دن ایک ہزار کئی سو گھر سے جاندی کے تیار کر کے عروس کے گھر پہنچائی کہ ہر ایک گھر اسور ہوئے، یکمین تیار ہوئے بادشاہ نے عروس کی جانب سے انعام کے قے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا۔ انجبات میں مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گناہ گیم دختر قرہ ایش خانی اسب کے صحن و جمال اور سیلفے اور سکھڑے اور حاضر جوانی اور موزوں طبقہ کی شہرت ہوئی تو شجاع الدولہ فوجان قے اؤں سے شادی کرنی چاہی۔ بزرگوں نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی۔ فرمایا کہ اؤں کے لئے ہم نے تجھ کی ہوتی ہے۔ ایک خاندانی سید زادی لڑکی کو حضور نے نظر ثواب عذیبی کر کے پالا تھا اؤں کے ساتھ شادی کی۔ اور اس دھوم سے کی کہ شاہ کیسی شاہزادی کی ہوتی ہو۔ یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی کرمی عفت کرتے تھے۔

دولہن بیگم صاحبہ ادن کا نام تھا۔ اور آصف الدولہ کی والدہ جتین۔ اس بیان میں بعض باتیں غلط ہیں۔ اور غلطی اوکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہیں۔

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتن الدولہ کا بابا شوستر سی سندوستان میں آیا اور دہلی میں بہادر محمد شاہ کے عہد میں بادشاہی لوکر ہوا۔ اور علام علیخان خطاب پایا۔ کھاولی کا قلعہ اسکی سپرد ہوا۔ اسحاق خان سندھ میں پیدا ہوا۔ محمد شاہ نے علام علیخان کو غاٹا مانی کی خدمت دی مرزا حسن او سکی باب کا نام تھا اسحاق خان نے کمالات میں جوہر دستگاہ حاصل کی۔ نظم و نشر عربی و فارسی میں مہارت کامل رکھتا تھا محمد شاہ کی خدمت میں اسکی تقریب بہت بزرگ کیا۔ موتن الدولہ خطاب پایا۔ دہلوی حاکم کی خدمت اسکی سپرد ہوئی اس کے رسالے میں کئی ہزار سوار بادشاہی لوکر تھے جنکے گھوڑوں کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخری۔ بادشاہ کو جسقدر راہ سپر عطا تھا اوٹنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا۔ اسکی ناک میں جہز پشیمان نگین درم آگیا پانچ چہرہ نور و زب آئی ۲۰۔ صفر ۱۱۷۱ ہجری کو دہلی سے کے دن انتقال کیا یہ شعر اس کا ہے

ز بسکہ در دل نظم خیال آن گل بود ۴۰ لغیر خواب من اشب صغیر طیل بود

موتن الدولہ نے تین بیٹے ار ایک بیٹی جوڑی۔ ۹ صفر ورجو کو نین بنے بادشاہ کو سلام سننے ہوئے موتن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے سراج الدولہ کے ساتھ کر لی۔ بیٹوں کے یہ نام ہیں (۱) مرزا محمد یہ دونوں بہا یون سی بڑا تھا۔ بادشاہ نے اول سکوا اسحاق خان خطاب پایا جو اسکی باب کا خطاب تھا۔ اور آخر میں نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر سجد مہربانی کرتے تھے ایک بار مرزا محمد کو بادشاہ نے نظر سلطین کے عہد طعی میں سخت پرانی روبرو خلاف ضابطہ سمجھایا۔ کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا تو ہمیں جانتا میں کہ میری زلیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ کو بھی جہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد میں دھکی گئی گری کی خدمت پر ملا۔ اور شاہ جہان آباد کی کرد گیری کی خدمت بھی اس میں متعلق رہی صفر جنگ کے ہمراہ احمد خان بگش ابن ذواب محمد خان بگش کی لڑائی میں ۲۲۔ شوال ۱۱۷۱ ہجری کو مارا گیا۔ اور دہلی میں ۲۰ جون ہوا (۲) مرزا علی افشار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ۔ آخر محمد شاہ ہجری میں ۲۰ جولائی ۱۱۷۱ ہجری میں عالمگیر ثانی کے عہد میں ۱۱۷۱ ہجری

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تھا۔ خوار الدولہ حکومت کرتے تھے بھر شاہ عالم
 سالہ جنگ کو تین بخش گری کا قلعہ تھے۔ یہ واقعہ ۲۲۔ رجب ۱۰۵۵ ہجری کا ہے۔ وریا کی لطافت من
 لکھا ہے کہ یہ تینوں بہائی نہایت عیاش تھے۔ اسلئے لطیفہ گواور خوش کلام اور برسی پیکر دہلی کے
 اذنی صحبت میں رہتے تھے۔

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سر منہ کوٹا
 اور سردار الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کا نمایان
 دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا
 صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

بشر لامرین لکھا ہے کہ ۱۰۵۵ ہجری میں بادشاہ نے صوبہ الہ آباد و عداۃ الملک سے نکال کر صفدر جنگ
 کے سپرد کر دیا۔ اور خزانہ عاشرین لکھا ہے کہ ۱۰۵۵ ہجری میں عداۃ الملک اپنی ایک نوکر کے ہاتھ
 سے مار گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کر دیا۔ ۱۰۵۵ ہجری مطابق
 ۱۱۵۵ عین احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور و لٹان پر چڑھائی کی اور اس ملک کو دل بہو لکر
 لوٹا جب اس کو ملک سندھ کی بد نظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر ہوئی تو وہی کی تعمیر کا ارادہ کیا
 اور لاہور سے دہلی کی طرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام
 فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کو ساتھ لے کر کے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان
 اور ابوالمصور خان صفدر جنگ اور راجہ السیری جنگ و لدر راجہ جے سنگھ سوامی وغیرہ کو اسلئے
 سمرہ کر کے روانگی کا حکم دیا۔ السیری سنگھ نے اس وقت پر بادشاہ سے عرض کر لیا تھا کہ قلعہ
 رنچھپور مجھے عطا ہو جائے۔ اور اس قلعہ کے ملنے تک جانے میں دُشیل کرتا تھا۔ بہت
 امر کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے۔ مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ
 ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کبھی مخالفت ہو گئی تو راجہ چوتھے ہاتھ سے اس کا کھانا مشکل
 ہو گا۔ ۱۸۔ محرم ۱۰۵۵ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذوالفقار جنگ اور معین الملک
 وغیرہ کو بہرون بھر سے فتح پنج عنایت کہہ کے رخصت فرمایا۔ اور لوگوں کی دن چڑھے بادشاہ
 نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سر پرچ باندھا اور بادولہ کا طرہ اپنی دستار سے نکال کر

اونکی دستاویز لکھا دیا اور ابدالی سی جنگ کرنے کے لئے حصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلطین
 متاخرین ہند کی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہیں گئے تھے
 بادشاہ کے حضور میں رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تالم شکر اور امر کے ساتھ سرسند ہی گذر کر دیپت
 شیلج کے کنارے باجھئی داڑھی بن پہنچا اور احمد شاہ ابدالی کو دسپانہ کی راہ بالا بالاداخل سرسند ہوا۔
 اور ۱۳۔ بیج الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ بہ خیر شکر ابدالی کے نڈارک کے لئے
 اوسط طرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا ہڑاؤ ڈاکٹر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے
 گرد حندق کھدوائی۔ ۱۵۔ بیج الاول سے ۸۔ تک لڑائی جاری رہی۔ کس قدر رسد کی گھڑیاں
 اور بانوں کے جھکے اور توپوں کی گڑبان شاہزادے کے لشکر سے پیچے رہ گئی تھیں۔ اون پر
 ابدالی کے لشکریوں نے مقصد کر لیا۔ سندوستانی فوج اور بہر بہت تھی۔ نڈا فغانی فوج کے
 حلق سے حندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲۔ بیج الاول کو اعتماد الدولہ شمس الدین خان اپنے
 خیمے میں چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر میں سے ایک گولہ آکر انکی لگا اور وہیں رہ گئی
 ملک لقا ہوئی۔ راجہ السیری سنگھ وغیرہ تہمت سردار جنگ کے ساتھ میں میں ہزار آدمی تھے وزیر کی
 مقتول ہوئے ہی پہاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر سزا بن محمد الدین خان
 نے مع شاہزادہ کے بانداری کی۔ ۲۸۔ بیج الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج سند کے مورچے
 پر دھاوا کیا۔ معین الملک نے بڑی جواہر دی کے ساتھ مقابلہ کر کے مخالف کے اکثر آدمیوں
 کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر سندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ جو نڈا فغانی فوج قریب آگئی تھی
 اسلئے قریب تھا کہ سندوستانیوں کو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھ کر تھوڑی
 فوج شاہزادہ کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہو کر اپنی فوج کے پیچھے اور بلان اور
 جزائر اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ اور بڑی
 دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ او دھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدر دھڑا چلی تھی
 کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آستبار کے ساتھ آگے۔ اور اس گروا
 گرمی میں سندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے میں جا کر گرا۔ جس سے
 توپوں کی گڑبانوں میں آگ لگ گئی ہزاروں بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سی آدمی
 خاک بر لٹ گئے۔ اور اوسکی فوج کی ساری جواہر دی ختم ہو گئی۔ یہاں تک کہ میدان جنگ
 قدم اوٹھ گئی۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سے کوچ کر کیا محمد شاہ فرود فتح و فیروزی اور وزیر کی جان شاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کی خیر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان ہون علی تھی اسلئے شاہزادی اور صفدر جنگ کو عہدت کے ساتھ اپنی پاس طلب کیا میدان جنگ کے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دم بدم زیادہ ہوتا تھا اسلئے شاہزادہ سے اور صفدر جنگ کی طلب میں متواتر شے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلد ہی روانہ ہوئے ابھی پانی بت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ بمطابق ۵ اپریل ۱۷۹۸ء کو محمد شاہ نے انتقال کیا۔ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۱۱۱ھ بمطابق ۵ اپریل ۱۷۹۸ء کو جہانگیر شاہ نے مقام پانی پت میں جہر شامی اور لوازم جلوس آراستہ کر کے بادشاہ کی لحد سونے کی اور سلطنت سہوان کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائی۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت ملک مبارک ہوئے۔

صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنی باپ محمد شاہ کے جانشین ہوئے وہ احمد شاہ درانی کی قوت کی دہم دہم ہوئے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور انہوں نے فیروز مند کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست میں رکھنے کبھی من ہی وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کر دیا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اس فوج سمیت بلایا جو اسکی سعی و محنت سے فراہم ہو سکتی تھی۔ مگر پھر سے عرصے میں یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ درانی اپنی فکر کے مغزی حصے میں مصروف و مشغول ہو۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر احمد شاہ سندھ و ستانی کے اوسان درست ہوئے اور انتظام اپنی فکر و کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اسکی مدد کی کچھ ضرورت نہ رہی اسوقت جذبہ وزارت قائم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور خطر حلی کو پیشین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔ لواب علی محمد خان، پہلے کو جو امدادی کے حملے کے موقع بہ دو مارہ رو سہیلکنڈ کی حکومت پر قائم ہو گئے تھے ایک خط انہوں نے

۱۱۱۱ھ ویکھو مرآت آفتاب نمائ ۱۲ ۱۱۱۱ھ ویکھو لہنسٹن صاحب کی تاریخ ۱۱۱۱ھ

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوگی مگر اتناک عہدہ وزارت کسی امیر بادشاہی کے نام قرار نہیں پایا ہی لطاہر مد نظر بادشاہ کی میری طرف ہی۔ مگر اوسے تو رانی چاہتے ہیں کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو مرحمت ہوا۔ اگر آپ بھی تسلیم نہ لاکر ہمارے شریک ہوں تو ہم آپ کی اعانت قمر الدین سے زیادہ کر بنگر نواب علی محمد خان انٹون محمد شاہ کے مرنے اور سب سے بادشاہ کے مستنشین ہونے کی وجہ سے چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے کوئی آدمی دہلی کو بھیج کر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی جنگی بادشاہ کے حضور سے کرالین صفدر جنگ کی تحریک کو عنایت سمجھ کر اوکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استعقائیں مبتلا تھے۔ فوت سامعہ میں بھی بڑا غلغلہ مچا تھا دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جانے سکے حافظ رحمت خان کو ہزاروارہ دیکر دہلی کو روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا یہ دونوں سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی میں۔ لے گئے اور اُنکی دیر سے شہر جنگ کے باہر میں نصب کرائی صفدر جنگ نے تمام شکر کے لئے ضیافہ بھیجی۔ دوسرے دن صبح کو صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کر کے تو رانیوں کی مخالفت اور ایرانیوں کی موافقت کی ساری داستان بیان کی۔ حافظ صاحب نے صفدر جنگ سے کہا کہ میں آپ کی مرضی کا تابع ہوں آپ جو حکم دینگے اسکی تعمیل کروں گا۔ اور اپنی قیادت کو لوٹ آئی اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے۔ کئی دن کے بعد صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کر کے کہا کہ کل میں خدمت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو جاؤ لگا۔ پنج ہزار تو رانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور یہ چاہتے تھے کہ ہمیں سبقت کر کے انتظام الدولہ کو خلعت دلا دیں اسلئے کل صبح آپ اپنے سواروں کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائیں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ رجب کی چوتھی تاریخ اور دو شنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کر کے صفدر جنگ کو روانہ ہوئے پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کر کے حافظ صاحب کے منتظر تھے اوسکے پہنچتے ہی نہایت ترک و نشان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے۔ تو رانی قبل سے پنج ہزار کے قریب جمع ہو کر پہنچے تھے کہ قلعہ میں کس جا میں۔ مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اور نکلنے کے لئے دیا کہ تین صغدر جنگ کی سواری جا پہنچی
 توراتی صغدر جنگ کی جمعیت دیکھ کر دم بخود ہو گئی اور کچھ نہ بولے صغدر جنگ
 کے دروازے پر پہنچے اور ہم باقی الخا طربہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان خانان
 کا دروازہ کھول دیا اور صغدر جنگ کو ہتھوڑے سے خد متکا دون کے ساتھ قلعہ میں لے لیا حافظ
 رحمت دروازے پر توراتیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑے رہی۔ بادشاہ نے صغدر جنگ کو خلعت
 سعادت بارچہ جہیز وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے تحاہر کے دیا اور حجابہ الملک
 مدار المہام وزیر الممالک برٹان الملک ابو المصو خان بہادر صغدر جنگ سپہ سالار حطاب عطا
 کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا ہتھوڑی دیر کے بعد صغدر جنگ خلعت
 وزارت مہندوستان بہن کر قدسیہ سکھئے۔ اور اس جمعیت کے ساتھ ہی حویلی کو چلے آئے تیسرے
 روز صغدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار میں پیش کر کے خلعت اور نوبت
 اور حطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر ہاسم دوستی کا عہد و پیمان کر کے
 اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر حضرت کیا اور نواب علی محمد خان کے
 لئے تمام روپیہ لکھنؤ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سے جاری کر دیا۔
 میر آشتی کا خلعت صغدر جنگ پر بجالا رہا۔ اور ہتھوڑے دونوں کے بعد اوکھی استدعا کے
 موجب میر آشتی کی نیابت کا خلعت اوکھی بیٹے سٹلج الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صغدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور ان کا اس حادثہ کی
 صحیح و سالم رہنا صغدر جنگ کا بادشاہ کی روٹھ جانا بادشاہ کا اون کو
 منانے کے لئے اوکھی حویلی پر جانا۔ اکبر آباد اور پٹان اور اجمیر اور الہ آباد
 کی حکومت کا انتظام

سالہ چھ مہینے ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ نواب صغدر جنگ میر آشتی کو دن عید گاہ کو لے کر گھر گھر آ رہی تھی قلعہ کو باج

لے دیکھ کر شاہنشاہ نے ان کو اور تاج مظفر میں حملہ الملک کی جگہ فقط علی الملک ہی سے ملے رات آفتاب میں نکلا ہوا
 درجہ کے گھر مشہور دست عمن راہ یکسہ لغتہ چہرے سے دست راست آتش گرفتہ بان و گولہ و غنیمت و غنیمت الی الخ
 اور حاکم سلطین شاحب ہین یوں لکھا ہے۔ درانہ عہد راہ جہنہ لکھنؤ کی رگی آواز مان و طبیب و تندر و قیام و کوکھا
 احادیث و آتش و زینت اور تاج مظفر میں ہی۔ در کلمہ ساما کھڑے قلعہ بادشاہی ار زمین بر بلندی عاری ضل جہن
 اس صغدر جنگ محاذی کلمہ مذکور آمد آنا آتش داود۔ ساما طسین تہلہ مصوح الف ساکن اور باقی موصودہ معنی اور

حاکم عیسیٰ مسیحی الادب میں پوشش رکھ کر معنی میں لکھا ہے۔ تاریخ مظفری کا موصوفہ فقط جہنم کی جگہ بول ہے جہت اس
 رسد کو کہنے میں حوش ہوتا ہوا ہو۔ اکثر شہر زمین جہنم کے بازار ہوتی ہیں تاریخ مظفری میں ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اس جہنم پر

میں جو نکلود کی تمام سے مشہور مسند رسراہ مکانات پر چہرے اور نکلواگ لگ گئی اور اس
 آگ میں بان اور گولے جلنے لگے۔ صفدر جنگ کی سوار کچا گھوڑا اور دو تین حد متحضر اوکری صدی
 سے مر گئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے۔ مگر کوئی صدمہ نہ ہو بچا۔ بعد اس کے
 صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہونے۔ بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق
 راز نہ کھلا۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان تہانیچہ
 کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چند روز کے بعد اس صدمہ کے سرف کر کے لے ویر کے
 گھر پر معذرت کو آباگو ظاہر میں صفائی ہو گئی۔ مگر طبع کے دل صاف نہ ہوئے۔ اور
 مرآت آفتاب نامین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے دل میں بادشاہ کی طرف سے کدورت پیدا
 ہو گئی۔ اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے۔ بادشاہ نے مصطیٰ سی میں سبھی کہ صفدر
 جنگ کے مکان کو حوذ شریف لگئے۔ اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا۔ مگر چونکہ جاوید خان عوامہ مر کو باہن
 کے مزاج میں بہت دخل حاصل ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اس کو اب بہادر خطاب دیا تھا۔ بادشاہ
 کے تمام احکام اس کی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے۔ اس لئے صفدر جنگ کے دل میں
 کدورت پڑتی رہی۔ تاریخ مظفری میں بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے متعلق ہونے کے
 چند روز بعد چشمنہ ۱۲۔ رجب اللہ اجری کو اکبر آباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سید
 صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلعت سادات فرخ سپری کو مرحمت ہوا۔ اور ذوالفقار
 ۲۰۔ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستغنی کا قرآن اور غنائے
 اور تسبیح خانے کی وارد ہوئی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی۔ مگر پھر
 یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا۔ صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار
 جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہوا۔ کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قریب تھا۔ پس اودہ اور الہ آباد
 صفدر جنگ کے ہاں ہی۔ اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الہ آباد ذوالفقار جنگ کو مل گئے
 تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دو سرے سال
 صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نادر خان پسر دہلی عز الدولہ کو کر یا خان کو صوبہ داری
 ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ مبین الملک سے صفدر جنگ کو طلال تھا۔ شاہنواز خان

منبرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمیت سی لاہور کی طرف گیا۔ لٹان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑال کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قایم خان نگیش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جاتا۔ صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لیا۔ اور خاندان نگیش کی بربادی و نہریت بن فریب

اور حیلے کا مہین لانا

صفدر جنگ خاندان نگیش کے دشمن جاتی تھے اور ہونے لے ایک فرمان قایم خان کی طلبی بن جا رہی کر دیا قایم خان نے بادشاہ کو جو ابھی جا کہ مذہبی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہیں رکھتا ہے وہ اس کی خاندان کے دشمن ہیں۔ اس جواب سے بادشاہ اور وزیر و دولن سخت ناراض ہوئے۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اور وقت صفدر جنگ کو یہ سوچا کہ قایم خان کو روہیلوں سے لڑا وہ دو تین سے جس کو شکست ہوگی اور میں اپنا مطلب نکال رہیگا کیونکہ کوہاب صفدر جنگ روہیلوں سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنی ملک کے قریب ان کا جاوہونا ان کو پسند نہ تھا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جنہ تک رہی صفدر جنگ اپنی دل کا بھائی روہیلوں سے نہ نکال سکے جبکہ ۳۲ شوال ۱۱۲۲ ہجری مطابق ۲۷ ستمبر ۱۷۰۹ء کو کوہاب علی محمد خان کا آٹھویں مہین استعفا سے مرض سرطان سے جیسا کہ میلہ خاں نے ہی انتقال ہو گیا تو صفدر جنگ کی راہ سے روہیلہ ہند کی گوری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک بڑا حکم تمہارے ذمہ کیا گیا ہے یعنی بہت سی محال ہریلی و مراد آباد کے جو محمد شاہ کے زمانے میں تمہاری مدد سے حاصل ہوئے تھے انہر دوبارہ معدن سلطان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ ملک تمہاری حوالے کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اس پر قبضہ کر لو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد بہاوت خان برادر سلطان ہریان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کو

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر پھیلے قائم خان نے بڑے ترکے احدثا میں استقبال کیا فرمان
 او سکھ پڑ کر سنایا گیا۔ قائم خان ادب بجالایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازاں قلعہ
 کو واپس آیا یہاں شرفا اور عہدہ داروں نے آکر نذرین گزراشیں اور مبارکبادی قائم خان کا
 بلاکے و سہلکے ہنسی بالکل ملا ہوا تھا اس واسطے اوسکے اور روسیوں کے درمیان بہت مودت
 تھی۔ روہیلے نواب قائم خان کی طرف سے حملے کی بصورت دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ اور اس بلاکے
 ماننے کے لئے انہوں نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کجانب سے نواب قائم خان
 کی خدمت میں بھیجی اور عرض کر لیا کہ ہم ایک تم معقول نذر کر سکی اور جتنی برگئے و رہائے گنگا کے
 کنارے پروانچہ بن جوڑی گئی اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت عزت اعظم کو شفیع بنایا
 مگر نواب نے کجانبی محمود خان کے ہیکل سے صلح نامہ منظور کی اور روسیوں کی سفارت ناکامی کے
 ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے نواز آپجی فتح جے کر کے جسٹن کپس ہزار آدمی سے کم اور جاہیں
 ہزار آدمی سے زیادہ زمین بتاتے ہیں ذوری رسول پور کے باغات میں جو بدایوں میں جاریں حبوب
 و شرف میں ہی تھیں ان میں ہوئی نواب قائم خان بجاس ساتھ ہزار سپاہ اور بڑے فوج ماننے کے
 ساتھ فرخ آباد آگے بڑھا اور منزل منزل کوچ کرتا ہوا دیا گنگا کے کنارے قادیان میں
 پہنچا اور یہاں کشتیوں کے بل کے ذریعے گنگا کو عبور کر کے صلح بدایوں میں داخل ہوا۔ روسیوں نے
 راہ فرار مسدود دیکھ کر انہی زمینوں کے گرد و حندق کہوڑی شروع کی۔ نواب قائم خان نے ۱۵۔ ماہ
 ذی الحجہ ۱۱۸۱ ہجری کو علی الصبح حکم جنگ کا دیا اور جو لباس رزم میں گریں اپنی بہاؤوں
 اور خاص سرداروں اور رشتہ داروں اور اہل راجن کے جگمگاتے تھے انہی پر سوار ہوا۔
 روسیوں کی طرہ سے بھی نوح مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ
 دل چڑھے قائم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی مادہ سردار کچھ جمنی اور جنتہ و خرب و مانسے بھاگی
 اور روسیوں نے قائم خان کے کسب ہر فتنہ کر لیا اور قائم خان کی لاش کو تلاش کرنے کے بالکی میں
 رکھا اگرچہ بعد دن کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے
 روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکی باب محمد خان کے پہلو میں دفن ہوئی قائم خان کی تجہیز
 و تکفین کے بعد مالیک بیگ عرف بی بی صاحبہ والدہ قائم خان نے نواب محمد خان کے گیارہویں
 بیٹے امام خان کو قائم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قائم خان کی شکست و موت
 کی خبر دہلی میں پہنچی اکثروں کو سخت صدمہ ہوا۔ سوای ابوالفضل خان صفدر جنگ کے کچھ

وہ اس خبر سے بہت متاثر ہو کر اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ
 قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت
 کو چاہا تو دیوان عام میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور نجفی
 اور تمام اہل انعام خانے کے دروازے سے چاہے یا دیوان عام میں داخل ہوا کرتے تھے بے محمد شاہ نے
 قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا جیکہ صفدر جنگ اپنی بیٹے سے مطلب یعنی رہنمائی شکست
 سے مانگوں ہوئے تو انہوں نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یوں بڑا کیا کہ قایم خان مقتول
 کے ملک پر قبضہ و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود دولت بخش
 نفس مرخ آباد کی طرف نصرت فرمائیں تاکہ بقیہ سردارانِ ننگش کو کوئی عندباتی نہ رہے اور سب مطیع
 ہو جائیں۔ اور اگر کوئی جنگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اس کا وہی انجام
 ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب ہتھیار دے جائیگے اور اس کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دی جائیگی
 بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہوا تھا جو تہہ و تربوے پیش کیا سب پر بے تامل راضی ہو گئے
 اور سلج دی ایچہ سلا بھری مطابق وزیر صفدر جنگ کو احقر شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل
 پہنچی اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو یہاں سے دہلی کو لوٹ گئی اور وہ تہانہ دیا نگر
 کی طرف بڑھے۔ یہ تہانہ بگرنہ اعظم نگر ضلع ایٹھ بن مرخ آباد سے ۵ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال
 و مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ جالیس ہزار ایرانی حمل تھے۔ اور سب اونکی قراۃت اور ان
 مرزا نصیر الدین حیدر نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیرِ حکم تھے۔ باوجود
 اسکے وزیر نے رابطہ نول راہی کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے ملک ہو لاؤ گے
 سو ہوا وہ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶۔ محمد سلا بھری مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۰۷ء
 کو مع رام نرائن کے جو دستہ ہزار جوانوں کے ساتھ اس سے آگے چلا تھا دریا کی گھاٹ کو عبور کیا اور دوسرے
 روز کالی ندی کے کنارے کی طرف جو اس مقام سے چار ہلچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا۔
 دوسرے دن نول راہے اور تقارنہ ایک گھاٹ سے ندی کے پاس ہو کر باپا دہ کپڑے
 سے۔ اور اسے سیاہیوں کو مہم دلائے گئے کہ حزبِ قدیم ہمارے قاتل اور بڑی بہادری سے
 مقابلہ کرتا ہے۔ ندی اوس وقت بڑے جوش و خروش سے جاری تھی۔ پانی بہ نہایت برس پاتا تھا

۱۷۔ دیکھو فرح بخش ۱۷۰۷ء دیکھو تاریخ ہندوستان مولانا الفضل صاحب ۱۷۰

اور ہوا سے شمال خوب سردی چھا رہی تھی۔ اور رسد کی نہایت قلت تھی۔ غلہ زعفران کے
 ہواؤں تھا ایک ن کبرون اور اسباب کے مشک کر لے میں گذرا۔ بعد اس کے جب نے خدائے گنج
 کی طرف تین کوس کا کوچ کیا۔ یہاں افغان سے فوج تعدادی ۲۹ ہزار دو ہجڑا کے مقیم تھے
 نولائی کی فوج لے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا۔ اور فی الفور جنگ کی تیاری ہوئے لگی۔ میر محمد صلح
 اور راجہ برہتی پٹیش لشکر متعین نہ تھے۔ قلب لشکر خود نولائی کے رہبر حکم تھا۔ میر نور علی بالہ
 کے تحت میں اور سیمہ نام نرائن کے حکم میں تھا۔ کل لشکر میں کچھ ہزار سوار تھے اور ایک سو کا تھی
 اور متعلقین لشکر کا کچھ ہمارا ہی نہ تھا۔ جیسے پانچ چھ کوس کے میدان میں اساتذہ تھے۔ بلکہ جہانگیر
 نظر جاتی تھی جیسے ہی دکھلائی دیتے تھے۔ شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور بیچان فرخ آباد
 کو واپس گئے ۲۳۔ مجرم سلطانہ ہجری مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۰۰۰ء کو نولائی خدائے گنج کو پہونچا۔ قیست
 بہستہ ہو کہ قاب وزیر کا سنگ لین پہونچ گئے ہیں۔ اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی تھی۔
 اب یہاں فرخ آباد کے حالات مذکور ہوئے ہیں اگرچہ نایم خان کے جوئے بھائی۔ اور
 بہت سے کارآمد وہ جیلے زندہ موجود تھے۔ مگر بتداین کوئی تیاری نہ کی گئی۔ مگر آخر کا حیدر
 کشمیر خان کی کوشش سے کچھ آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے متصل خدائے گنج شہر
 ایل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کو گئے تاکہ نولائی کو بڑھنے سے باز رکھیں
 مقیم خان نام چلیہ شمس آباد کا عامل مقرر ہو کر دوسری سمت پہونچا گیا۔ داود خان سعادت علی خان
 اسلام خان اور دوسرے جیلے سب ولایت شہر کے گرد گشت کرتے تھے۔ اور بی بی جہا اور انام
 درگاہ باریقتا لین دست بد عار ہتے تھے کہ بار خدایا ایسا نہ ہو کہ بادشاہ بہ اندیش و زہر کی صلاح
 پر عمل کر کے ہمارا عقد کرے۔ اور محمد خان گلشن غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سے ہیں ہو
 ازراہ مہیش متی بطور تقدم با حفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابو المنصور خان صفدر
 جنگ کے نام نہایت عجز و انکس کے ساتھ روانہ کی کہ زمانہ سابق میں یہ قاعدہ تھا اگر کوئی امیر
 میدان جنگ میں مارا جاتا تھا تو اس کے خرابین ضبط ہو جایا کرتے تھے۔ مگر اس کے مراتب
 بدستور اسکی اولاد پر برقرار رکھی جاتے تھے۔ لہذا مراحم حسروانہ سے اسید کجائی کہ عذر
 زن بوجہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان شہر کجھو جراثیم سالفہ و عطلسے رسا
 انام خان مرحمت ہو۔ وزیر نے اپنے لشکر گاہ مقام دریائے گندے سے یہ جواب پہونچا کہ میں قبل
 انہا ایک عرضداشت ہمیں گذار من خدمت سلطان بن پیش کر چکا ہوں۔ اور جہاں نہایت

نے بغض نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت عطا سے ریاست بنام امام خان مرنج دستخط فرمایا۔
 عنایت فرمایا یہ وہ بن اپنے ساتھ لایا ہوں اور زمانے میں یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی
 غرض پیش آئی وزیر کے فیماں میں بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔
 وزیر کو کوئل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اور اس کو ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلیفہ سرفرازی
 بھی ملتے تھے اور مراتب و اسباق بحال ہو جانے تھے صرف اس وقت حسب مذکورہ بالا اپنی تین
 مطبع سرکار طابہ کرنے کی منظر تھی۔ خیر یہ اس وقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط میں
 اور بھی کرا و خوشامد کی لطافت تھی یعنی اوہوں نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سے محکم کمال
 صدمہ ہوا میں اور کو اپنا برا و جفتی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہن بازو لوٹ گیا۔ لیکن اگر
 فضل الہی مثال حال ہی تو میں روہیوں کا نام و نشان ملک ہندوستان میں باقی رکھوں گا
 بی بی صاحبہ نے او کی تحریر کو راست تصور کر کے اور ان کے موعید تقریبی پر پھر دسہ کر کے او کی
 لشکر گاہ میں جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شہر سوار شیر خان و جعفر خان کو حذا کج سے
 واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہاں یہ دونوں فوراً اسے گورو کے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو یہ
 بھی حکم بھیجا کہ فول راس سے بھی حتی الممتد و اس باب میں کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہی
 کیونکہ یہ شخص وزیر کے خراج میں بہت داخل ہے۔ یہاں فوراً اسے دیکھا کہ بے متکبر و جبار
 راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اس نے ایک تھریاں مصممن کی شمشیر خان اور جعفر خان
 کے پاس بھیجی کہ میں غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہوں۔ اور حروف میں وزیر کے پاس
 پہنچو لکھا تا ممتد و بخاری بہت کچھ سفارش کرو گھا۔ اور بہتاری منشا سے الی کے حصول میں
 کوئی وقت بوجھ نہ ہوگی۔ ان چیلوں نے اپنی صداقت بخاری کے سبب سے اسکی سختان قریب
 آمیز کو بھی سج بانا۔ اور چونکہ اس وقت او کو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر گاہ
 میں جانے کا مقصد رکھتی ہیں۔ لہذا اور بھی اس کے قرار و پیر بھر دسہ کیا۔ اور فی الفور خلیفہ کو
 کو ب کر کے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اس کے پہنچنے ہی بی بی صاحبہ نے اپنے چیلوں کے
 وزیر کے لشکر گاہ کی طرف کو ب کیا۔ حروف میں ان میں بھی سب بھان خدمت میں حاضر ہوئے
 اور حروف واپس روانہ ہوئے سب سب میں اس کے ساتھ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکر گاہ
 کے قریب پہنچیں سب بھان سرداروں سے وہاں مقام کیا۔ وزیر نے حیدم بی بی صاحبہ
 کے آسے کی فہرستی شہر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ حروف شیر جنگ

قریب پہنچا بسنے باغی سے اور کر بادب کھڑا ہوا اور آنکھوں میں آنسو بھرا لیا اور قائم خان کے
 قتل پر بڑا غم و غصہ ہوا کہ وہ خوب یاد دیا اسوجہ سے کہ وہ دونوں ایک طرح سے بھائی ہوتے تھے۔ کیونکہ
 اوہوں نے باہم بکڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ میں تم کو مجھ سے قائم خان کے سمجھتی ہوں
 اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ۔ اس نے جواب دیا میں بسیر چشم حاضر ہوں۔ جان تاک
 دیرغ نہ کروں گا۔ بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فروغ کاہ کی طرف گئیں اب
 متوسط شیر خگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوئے۔ تہوڑی دیر بعد نول راجہ دھان پہنچا۔ جب وہ وزیر
 کے روبرو حاضر ہوا اس نے اون قول و قرار پر بیان بالکل علی نہ کیا جو اس نے خلعت میں کہی تھے
 بلکہ جو کچھ وہ ان وعدہ کر آیا تھا یہاں بالکل اس کے خلاف گفتگو کی۔ اور بجز نرائی کے ایک بات بھی
 خاندان نکلیش کے حق میں سہلائی گئی منہ سے نہ نکالی۔ چونکہ اسکو مقابلے اور لوگوں کے وزیر کے
 مزاج میں زیادہ رسوخ تھا۔ پس جو کچھ برائی اس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اور سوقت شیر خگ
 سے کچھ کام نہ لیا اور معاملہ نول رائے کے توسط سے شروع ہوا۔ اوسنی شمشیر خان اور جعفر خان
 اور اور لوگوں کو بلایا اور اوسنی کہا کہ ملک معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کروڑ روپیہ
 داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے۔ بعد تہوڑی بحث کے شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جانکر
 باہم کچھ مشورہ کیا۔ اور اگر نول راجہ کو کہا کہ تم میں لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہیں۔ اس میں سے
 نول لاکھ فیصد بکلیت اور کچھ سبب کی قسم سے حاضر کرتے ہیں۔ اور باقی کہیں لاکھ تین
 سال کی مدت میں ادا کر دینی مگر شرط یہ ہے کہ فرمان شاہی عطاے حقوق ذات سابق خلعت سرخواری
 حاصل ہونا چاہیے۔ اسے مذکور وہاں سے یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہی ہے۔ میں میرے
 اطلاع کئے دیتا ہوں اور جو کچھ حکم ہو گا آج شام کو اس میں مطلع کروں گا۔ یہ کہہ وزیر کے
 پاس گیا۔ اوکل ماجرا بیان کیا اوہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو
 بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا۔ حسبوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اوٹکوا پتا چلے
 یعقوب خان و خان بہادر یاد دہیا۔ اور اس کو یاد کر کے خوب روئے۔ ناظر نے یعقوب خان
 و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی۔ بعد ازاں جس پیغام کے واسطے
 آیا تھا اس کا مذکور شروع کیا۔ کہا وزیر نے فرمایا کہ میں آپ کو اپنی مان کی برابر چاہتا ہوں
 منصف خگ اور قائم خان بڑے رشتے کے امیر تھے۔ اور ضرور ہر کما و نگو جائی شہوت کو
 بھی وہی مرتبہ حاصل ہے۔ بالفعل خزانہ شاہی میں ایک کروڑ روپیہ داخل کرنا چاہیے۔

بی بی جمیاس نے بے سببے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کی کہہ پا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری میں کیا کریں نصف کرو یعنی بچاؤ لاکھ روپیہ دیگی۔ ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ سبیل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع ہی شمشیر خان اور جعفر خان کو نہ کی۔ اور کاغذ مہر کر کے ناظر کے حوالہ کر دیا۔ ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا۔ اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھ دیا۔ اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ سرخ آباد جاؤ اور ناظر بیٹوپ خان، بھگل کشو کو روپیہ لائے کے لئے ساتھ کر دیا۔ نال راہی نے شمشیر خان و جعفر خان کو طلب کیا اور اُسے کہا کہ بی بی صاحبہ سے جو اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دی گئی کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ رقم خزانہ شاہی میں داخل کر دیگی۔ تم جواب دہ ہو۔ اس کے عوض لقب اور معافی حصول کا وعدہ کیا گیا ہے۔ شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے نو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا۔ آپ نے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیوں لکھ دیا۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس میں اصلاحیہ مقصود نہیں ہے۔ جو کچھ کہا بی بی جمیاس نے کیا۔ خود کردہ علاج غیبت۔ ناچار بی بی صاحبہ ہمراہی ناظر بیٹوپ خان و جوگل کشو سرخ آباد کی طرف روانہ ہوئیں۔ وہاں پہنچ کر جو کچھ از مشتم فتنہ و جاسر۔ ناٹھی کوشی اسب خانہ داری۔ بادرچی خانہ کے برتن وغیرہ مانتھ اسکا سب وزیر کے مختار و نجی حوالے کیا۔ وہاں خواجہ سراوان نے ہر چیز کو جانچا۔ اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اس طور سے منحصر ہوئی اس میں سے بچاؤ نہرا مہنا کر لیا۔ یہ سب اسباب ملے۔ لاکھ کا ٹیٹل۔ تب محتاجان نے باقی ملے۔ لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا۔ مگر وہ ہونے ہی نہیں جواب دیا کہ تین سال میں ادا کر دیجیے۔ ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر کا کھیلین جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہیں مو جائیگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ بیٹوں اور چیلون کے وزیر کے لشکر کا کھیلون روانہ ہوئیں۔ جب بیٹوں پہنچیں پٹان استقبال کو آئے اور وہاں سے انکی جلوبین ہمراہ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکر کا قریب پہنچیں وہاں اپنا بڑاؤ قائم کیا۔ دوسرے روز نولاسے شمشیر خان۔ اور دوسرے چیلون کو بلایا بھجا۔ اور بی بی رتھ کا مطالبہ کیا۔ اور تمام دن جکسی جڑی باتوں میں گزارا۔ اور ساتھ تک وہ اس میدان میں بیٹھے رہے کہ تصفیہ سب دلخواہ ہو جائیگا۔ اب نولاسی وزیر کے ہر کارے کے اول اطلاع پہنچ کر وزیر کے پاس گیا۔ اور کل حال بیان کیا۔ تب

اس بارہ ہزار سواروں کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام میں تھے۔
 چیلون کے مذکورہ سرورسے لڑا تو نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
 ایسا ہتھیاروں کا آویا ہے۔ اور وہ تینیلوں سے کھلا ہوا ہے کہ آج رات ہمیں ہوتا ہوا معاملہ کل پر
 ملتوی کیا گیا ہے۔ اور فوری راستے پر اس احوال کی خبر دینا کہ شاید ٹھکانے میں آئیں آئیں
 بی بی صاحب کے خیمے کے روبرو چند توہین بخیرین کی حکمرانی ہوئیں تمام رات قابو کھینچا کی
 تاریکی سے باہر ہے۔ اب بی بی صاحب سے یہ دریافت کر لیا کہ آپ لغرض نصفہ بنی ابط
 آئی ہیں یا مقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہیں تو صلح افغانوں کو جو آپ کے حملہ آفرین ہیں
 سکاٹوں کو واپس بھیج دیجئے۔ بی بی صاحب نے ہر ایک متن کے سردار کو مل کر حکم دیا کہ سب کو واپس
 جاؤ۔ چیلون نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہیں ہمیں ہو سکتا ہے کہ ابکو ہوا رات سے ہمارے
 قابو میں چھوڑ جائیں کہ تہا چھوڑنے سے ہمیں خوف ہے کہ کچھ سبب آئیں کہ نہ ہو جائے لی بی صاحب
 سے جواب دیا کہ کوئی عاقل، فہم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اٹھا دینا۔ اور اپنے لڑکے
 سب پٹھانوں سے دیکھا کہ بی بی صاحب کے غرض میں ہماری عمر کا گرہ ہوگی لاچار ہو کر واپس آئیں
 اور باغات بن لغرض حفاظت جی ہاں دادو خاندان کے قیام کیا اور یہاں سب ویرانہ کھڑے
 رہتے تھے۔ متمیز خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
 کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر قریح آباد کے پٹھانوں کو پہونچی کہ پانچ میلے گزرا ہو سکے ہیں اور
 وزیر مشرق کی طرف بڑھتے آتے ہیں سب سنگھ کو چھوڑ کر معافین کو آدھ گئے۔ اور
 ایک شخص بھی نہیں باقی رہا جب وزیر مع لشکر متوکے قریب پہونچے تو دل مای لے اجازت چلی
 کہ حکم ہو تو میں متوکو حاکم خاک سیاہ کر دوں کہ نام و نشان اس قوم میں نہان کا باقی نہ ہو۔ ہر چند کہ
 وزیر کی ارادہ دلی بھی یہی تھی۔ مگر راہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ منور پٹھانوں میں بہت زور
 باقی ہے۔ اور بہت کثرت سے ہیں۔ شاید انکو علیہ حاصل ہو جائے۔ اسلئے اسی جگہ کرنا خوب نہیں
 اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے۔ یہ بڑے لشکر کا مقام ہے کہ قائم خان
 مان اور اس عورت کے بیٹے اور۔ جلد ہمارے ہاتھ آگئے ہیں۔ جب وزیر متوکے قریب پہونچے
 تو جو ازبک کہ اوہوں نے اپنے دل میں رکھا تھا اس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان پٹھان
 کیا سوار سب شیر ببر۔ بان مہدوق سے مسلح پانچ سو صفین باندھے کھڑے تھے۔ وزیر اونس
 جنگ کی کوشش نہ کر کے مشرق کی طرف دریا کے کنارے گئے۔ جگہ گئے۔

یہاں تک کہ یا قوتنگ میں داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سی جہہ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہاں وزیر نے بڑا ڈال دیا لؤل راہی شہر آباد سی گذر کر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ میں داخل ہوا اور دن بوجہ جہڑ مقام کیا۔ جب اسی قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اوہیں مکانات کے بہرے سے پر بادن ہزاری بیٹے تھے اقلہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی زمین ہی اور اسی طرح کے الفاظ تھنکے میز زما نہر لایا۔ دوسرے روز کوچ کر کے یا قوتنگ میں وزیر سے جا ملا جیسی کہ جڑ مار پڑ پوکو، ام میں لایکی غرض سے دانہ ذاتی ہی اسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور جلیون کو طرح نصیحتیں کہلاتے تھے اور سرد و میرو با فرط مہیا کر دی تھی اور تصفیہ معاملہ میں کچل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید میں گذرنا تھا کہ کچل ہم بھلے خلعت و حجاب رخصت کئے جائینگے ان بیچاروں کے کتنے روز اس امید موہوم میں کئے ایک رات وزیر نے نولہارے سے صلح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اس نے راہی دی کہ جلیون کو با بڑ بھیر کر کے اپنی ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف روانہ ہوں۔ اور بعد آپ کی روانگی کے میں بی بی صاحبہ اور اڈکی باجیوں بیو نکو گرفتار کر کے الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دوں گا وزیر نے اس عزم کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز باجیوں جلیون یعنی شمشیر خان و جعفر خان و معین خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کر کے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد و سرسراے آگہت کی راہ سی دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی خبر لؤل راہ سے نے قایم خان کے باجیوں بہائیوں حسین خان اور اسماعیل خان اور امام خان اور غفر الدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اڈکی روہروا زناہ مکر اوکھی خاندان کی سخاوت و شجاعت و دولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی۔ اور بعد اسکے جو کسی حیلہ سی اوٹھا اور ایک معتمد سی یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادہ کو واسطے خلعت لاؤ یہ کہہ کر وہ توجہ لایا اور فی الفور میر محمد صلح جہڑ مسلح جوان اور ایک لوار لیکر مع زنجیر و کئی آموچہ ہوا۔ صاحب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صلح سے کہنے لگا میر صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کا فرنے یہ کام آپکے سبر دیکھا جیسے عجیب ہی گلاب یہ ہو کر ایسے نالائق کام کو اختیار کریں کاش ہمارے مسلح ہمارے پاس اس وقت موجود ہوتے تو تلواریں لطف دکھاتے۔ یہ کہہ کر باقوت بڑا دیا۔ ہر ایک بہائی نے بوجہ باجی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑا بن میرے باقوت میں ڈالو۔ بعد ازاں اڈکی زحمت کر کے الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دیا جب اڈکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو اڈھا نو نکو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول راسے کو قایم خان نگیش کے ملک پر اپنی طرف سے
حاکم کرنا۔ نول راسے کا پٹھا نون کو بڑی ذلت پہونچانا
بی بی صاحب کی رائی۔

نواب وزیر کے حکم سے نول راسے نے قنوج میں قیام اختیار کیا۔ یہ منہ فرخ آباد سے سمت جنوب
و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریا کے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے۔ یہ شہر
اسوجہی سپنڈ کیا گیا کہ صوبہ اودہ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط میں واقع ہے نول راسے
نے موتی محل میں سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سرے کے ہائیے تعمیر کروایا تھا
اس مکان کو نول راسے نے رنگ محل کے نام سے موصوف کیا تھا۔ خاص نول راسے کے
حکم میں چالیس ہزار سوار تھے۔ اسکے سوا بہت سی فوج نقار اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان
حاکم سابق علیہم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خاں کو جب و مرزا نجف بیگ و مرزا منہدی
و آغا محمد باقر و میرا قدرت علی صاحب دای بوری و میر محمد صلح میران بوری کے زیر حکم تھے وزیر نے
تمام ریاست فتح آباد کو فتح کیا کہ شہر فتح آباد میں صبح کو عہد فرخ پسر سے افغانہ کے آل نمائندے قایم
کی والدہ کے نام بجال رکھے۔ قنوج سے غالی و مناول روانہ کئے گئے کہ وہ کوچہ کوچہ
ہر ایک مکان میں افغانوں کی شکست و ذلت کی منادی کریں۔ ان ملازمین نے اس حکم پر
اور بھی حاشیہ جوڑا یا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ میں جو بستیاں میں
وہاں سے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط متواس ظلم سے مصطون تھا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے
حفاظت میں تھا کہ یہاں بیمار پٹان نگیش خاندان کے ازاقوام آفریدی و طوبہ و خٹک غلڑی
و ورکزی دگوجر خیل و مہندستان تھے۔ یہ سبش و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے
لہذا اس خوف سے اسی جانب سے جنگ کی امید مانہیں کرتے تھے کہ سب داؤنمن بی بی صاحبہ
کو ضرر پہونچائیں جو نول راسے کے اختیار میں تھیں۔ گبان پرکاش کا مولف اس مقام پر
نول راسے کے دہرہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہے کہ راجہ اکبر یار خان

ذرخ آباد چوڑ کر فوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چورون اور ڈاکون کے خوف سے شہر کو دروازے
 شام سے بند ہو جاتے ہیں ناچہ بنے منادی کرا دی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
 مقصور ہوگا۔ اور کو توال کو یہ حکم دیا کہ اگر آپ شہر میں چوری ہوئی تو سخت سزا دوں گا جب تک
 راجہ کا عمل مدخل رہا کسی شخص کا ایک بانی کا نقصان نہ ہو اب پٹانوں نے بی بی صاحبہ کی رانی
 کے لئے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب اسے قدیم ملازم مگیش کو جو تول اسے سے شناسائی بھی
 رکھتا تھا۔ تول راہی کے پاس روانہ کیا۔ چونکہ لال راہی اور صاحب راہی دونوں ایک قوم کے تھے
 اور صاحب راہی نے تول راہی سے دہلی میں شناسائی بھی چال کر لی تھی۔ اس نے تول راہی
 کے پاس پہونچ کر تھوڑے روز میں اسے قید کیا اور اندہ ہم ہو گیا کہ صحبت می نوشی میں بھی آنے جانے
 لگا۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل میں ہوا کرتی تھی۔ ایک دن صاحب راہی
 نے رخصت کے بارے میں عرصی لکھ کر ایک ذرا سی جگہ خالی چوڑ کیا ہے تاکہ میں لکیرات کو صحبت
 می نوشی میں راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درمیں ہی داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
 چاہتا ہوں۔ اس نے حکم دیا کہ رخصت کروں۔ اس طرح حکم لکھا کہ رخصت ہو کر اپنے ڈیرے پر
 آیا۔ اور عرصی میں جو جگہ ذرا سی سفید چوڑی تھی وہاں بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کا نام
 لکھ کر داروغہ کے پاس جا کر دو ہزار روپے بی بی صاحبہ کی طرف سے بطور انعام لئے دتی اور
 پھر ہیرات باقی رہی رختہ برہو کر کے روانہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو کر حکم
 کیا ہے۔ جب صبح کو راجہ تول راہی دربار میں پہنچا داروغہ نے پھر عرض کر کے وہ عرصی دکھائی راجہ
 حکم اور خط دیکھ کر دیا سے حیرت میں ڈوب گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہوں کہ معاملہ دیگر
 وخط کر لئے ہیں تو بدنامی ہے۔ اور میں شخص نے یہ کام کیا ہے۔ اس نے اپنی جان سے ہاتھ
 دھو کر اسی آقا کے ساتھ نکاح لایا ہے۔ راجہ نے صاحب راہی کو بلا کر کہا کہ تیری نکاح علی
 اور تو کہ جان کا خوف کیا ہے آدمی جہاں میں کم ہوتے ہیں۔ لگتا ہوں صاحب نے
 ملیح خنخ آباد میں اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ایک
 تول راہی بدست ہوا۔ اور گوکہ دہرم شاستہ کا اس کو ذرا بھی علم نہ تھا۔ مگر اس وقت
 حالت نشہ میں کچھ مذکور دہرم کا اور کچھ پڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راہی بھی

اوسوقت متوالا بنا اور اس حیرت انگیز گفتگو کرنے لگا۔ کہ یہ سب صحیح ہے۔ لیکن جب تک قول و فعل
 یکساں نہ ہوں تو سب دھرم ہیچ ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں تمھارے سب کام شاستر کے خلاف
 ہیں نول رائے نے جواب دیا کہ تیری آجک کوئی کام ایسا نہیں کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحب راے
 نے کہا کہ اچھا تیرا وہ کہ شاستر میں کہاں لکھا ہے اور کس مٹی یا ریشی کا قول ہے کہ بے گناہ بیوہ عورت
 پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا ٹکڑا معلوم ہو تو سناؤ۔ نول رائے نے جواب دیا کہ میں
 کسی حرکت پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا ٹکڑا معلوم ہو تو سناؤ۔ نول رائے نے جواب دیا کہ میں
 کسی عورت کو ایذا پہنچانے میں دی ہے۔ صاحب راے نے موقع دیکھ کر کہا کہ تیری ایک بیٹی ہے جو قیدیوں کی بیوی
 اور لوگ کہتے ہیں کہ اس کا کچھ بھی مقصود نہیں ہے۔ پھر یہ ظلم نہیں تو کیا ہے۔ اب جو تم دھرم کی
 باتیں کرتے ہو سب فضول ہیں۔ اور فرض کیا جائے کہ اس نے قصود بھی کیا ہے۔ لیکن اب تو
 تمام ملک تمھارے قبضے میں ہے۔ اور تم نے اس میں بھی قابض کر لیا ہے۔ پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو
 قیدیوں رکھنا کیا ضروری ہے۔ صاحب راے کی یہ تقریر نول رائے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی
 رات تھی اوسنے صاحب راے سے کہا اچھا تم جا کر اس کو جو پور دو صاحب راے نے کہا بغیر بیٹھاری
 تحریری حکم کے سیاہی بہرگز چھوڑ نہ گی فوراً نول رائے نے مذہبوشی میں ایک تحریری حکم لکھا تو
 اپنی مہر ثبت کر کے صاحب راے کے حوالے کیا صاحب راے نے فوراً چھانک کر پوچھا کہ کیا یہ سب سچ ہے
 دیکھ لیا اور اس کو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو ہانپنے کا لکڑا کیدگی کہ فوراً آجے رہتہ پر
 سوار ہو کر جلدی یہاں سے روانہ ہوا وہاں انہوں نے اس قدر جلدی کی کہ اسٹیشن میں کا فاصلہ نو گھنٹوں
 میں طے کیا۔ اور وہ پوچھ کر ایک پل گر کر مر گیا سب جنوج میں صبح ہوئی تو صاحب راے نے سب کو کوٹھ
 خانہ میں بکھیرنے کی غرض سے خود نول رائے سے بہت ترسے پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم لکھا ہے یا نہیں
 کی رات کی کا وہاں ہے۔ جب نول رائے نے اٹھ کر اوس کے حکم تحریری کا لکڑا دیکھ لیا۔ اوسوقت
 نول رائے نے صاحب راے کو بہت ملاحت کی کہ تم نے اپنی دوست ظلم کو فریب دیا اوس نے
 جواب دیا کہ حق تک حق دوستی سے بڑھ کر ہے اب نول رائے نے غصہ کر کہا کہ تمہاری سامنے
 سے چلے جاؤ یہ کیکر اوس نے حکم کیا کہ بائیسو سوار بیٹھائی کو گر خمار کر لائے کہ جسے نول رائے نے
 یہ سوار بیٹھائی گج وکال ندی تک گئی۔ لگوا اس کو کہیں نہ پایا۔ اب نول رائے نے کل جاؤ دیکھ لکھ لیا
 لگتا سطر جسے بنا کر کہا کہ سطر جسے اپنی اوپر حوت نہ آئی۔

نول رائے کی حکومت کی سختی سے پٹھانوں میں بغاوت کے

خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکاروں و ملازمین کا ظلم حد سے گذر گیا یہاں تک کہ عاجز آکر افغانوں نے
مقلبہ کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانوں کو مجبوراً آم
جنگ ہونا پڑا صورت اویسی یہ کہ ایک روز کوئی عورت بازار میں سوت چھنے کے واسطے گئی
ایک ہندو ملازم نول رائے نے اس کا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر جلا گیا عورت وہ رو بہ
اپنے خرچ میں لاتی جا رہی تھی کہ وہ ہندو سوت وہاں لایا۔ اور عورت سے کہنے لگا کہ
اچھا سوت لے اور میرے دام بھی وہاں سے عورت نے جواب دیا کہ تو میں وہاں نہیں دیکھتی ہوں
اور نہ زمانے میں ایسا دستور ہے کہ ایک بھینے کے بعد سودا وہاں دیا جائے اس پر ہندو نے
اوسے گالی دی اوس بھی جواب نہ کی ستر کی دبا متا ہندو نے ہانوں سے جوتا اوتا کر اویسی عورت
کو مارا متبہ عورت سر اور چھاتی مٹی ہوئی افغان ریشیوں کے پاس گئی اور کہنے لگی کا شیخ خاں
کو فسطیہ بیٹیاں دیتا لعنت خدا کی تیر کہ بگڑی بانہ پتے ہو اور بٹھاری کھے کچھ نہیں ہوتا کہ کو قوالی کے
ایک دلی ہندو نے آفریدی کی جو رو کو بونی سے مارا جب بچھاؤن نے یہ ماجرا سنا اوٹکوتا بٹھری
اور رستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو من کے سردار تھے سب ملکر بی بی
صاحبہ کی ڈیوڑھی برکتی اور عرصن کیا کلاب پٹے نول رائے کے جوڑے نہیں جانے بی بی صاحبہ
نے بوجھا کہ آخر یہ علاج کیا ہے۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ کلاب اپنے ایک بیٹے کو ہمیں سردار
کر رہا تو ہم نول رائے سے جنگ کریں۔ اوس نے جواب دیا کہ یہ خیال اب نہی دل سے دور کرو میں
نکمو کیسے لڑاؤں میرے باپ بیٹے تو لاکھ آباد کے قلعہ میں ہیں۔ اور خاص خاص چیلے دہلی میں معتز
حب رستم خان لے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہیں کرتی تو اوسے دوسری تدبیر سوچی۔

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بگٹس کی سند نشینی
اور نول رائے کے ساتھ جنگ کی تیاری

اچھا حال نواب محمد خان بگٹس والی فرخ آباد دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر بعد منطی ریاست
فرخ آباد دہلی کو واپس آئے تو اوس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشہ غایت
میں سکونت اختیار کی۔ یہ مکان فرخ آباد میں قریب اسوٹ اوسے صرف اس قدر معتد تھی

اوسکی خدمت میں فقط دو نوکرا اور ایک چوکلا رمضان نام تھے جولائی سولہ عین پندرہ
 جوان توسی اوسکی مکان کو گھوڑو نہر سواہ اور ایک ایک غلام ہمراہ لے ہوئے عین دوپہر کے
 وقت پہنچے اونکو دیکھ کر احمد خان نے مسخر ہو کر پوچھا کہ سوقت کس صورت میں آئے ہو اونہوں نے
 نولڑائے کے جاسوسوں کے خوف میں کہ سب وزور شہر میں گشت کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ
 ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہیں نواب نے اونکو واسطے کھانا تیار کر کے کھا
 حکم دیا بعد اسکی افغانوں نے کہا کہ ہم آپ کی حلوٹ میں کچھ کہا جاتے ہیں۔ دونوں خادم اور
 رمضان کو باہر کر دیا۔ اور باہر بات چیت شروع ہوئی۔ یہ سب زمانے مکان میں تھے
 اور زنجیر اندر ہی بند تھی۔ پانچ جگہ گھنٹی ٹنگ گئی رہی۔ آخر الامریہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُنسی
 کہا کہ مجھ کو اعتبار نہیں ہے جسے کھانے کا یہ نام کو میلان خٹک میں تھا چوڑا کما سب طرح
 میرا سا تھ چوڑو گئے اونہوں نے عہد کیا کہ ہرگز مجھ سے ایسا نہ ہوگا اور تھوڑے کر کہا کہ تم سہیلی
 میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان و نیکی کے پانچ حاصل کرینگے نواب نے اُسے قسم کھائی
 اونہوں نے قرآن مجید کی قسم کھا کر کہا کہ ہم اسی عہد پر ثابت قدم رہیں گے قریب غریب بھیمان
 حضرت ہوتے اور کہا کہ ہم کوکل موہو بخا طر زوری۔ دل بہت کم ہی اور سودا سلف کرنا ہے
 وہاں سے تریا بازار کو پہنچے جو جو شے جس جس کو مطالب تھی خرید لی بول راسے کو جاہوس
 اور سبھیوں نے اونہیں روکا اور پوچھا تم کہاں آتی ہو۔ اونہوں نے جواب دیا ہم بارہری
 کپڑا خریدنے آئے ہیں یہ سب رستم خان اور دوسرے بھٹان تھے۔ یہ رات کو احمد خان کے
 مکان پر رہی اور اپنے حسب فضا راویں کسی عہدو بھان کر کے منو کو واپس آئے تھوڑے دن بعد
 گل میان نام ایک قاصد قسے بی بی صاحبہ کے پاس ہوا احمد خان کے پاس آیا۔
 اور یہ پیام لایا کہ بی بی صاحبہ نے آپ کو بلایا ہے احمد خان کو کھلا دکان پنجابری بی صاحبہ کی
 خدمت میں حاضر ہوا اور ننگہ رانی شاید اس باب میں بی بی صاحبہ سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی
 تھی باوجودیکہ احمد خان اور دھمک کی بیماری رکھتا تھا۔ مگر رستم خان اور دوسرے
 بہنہانگی راسے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا اسوقت تمام بھٹان
 اسیر مستعد ہو رہے تھے کہ نولڑے پر حملہ کیا جاوے صرف اسقدر وقت تھی کہ ان

غزبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس قرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ مسجد ریاست واپس لے اؤں میں کی نصف حصہ مجھے ملے بد روپیہ بحسب ضرورت اویک ہاتھوں اور نمندار وٹمن تقسیم ہوا اس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت میں صرف کرے بعض اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سب سالار مقرر کیا۔ اور خلعت بہت بارچہ حشرت کیا۔ موضع فایم گج کے متصل موضع جلوی کے ایک دو تہ گھنٹہ گھنٹہ نامی لکھی گئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ مہد فتح موضع مذکور کی معافی اسے دیجاں گی۔ اور ایسا بھی کہنیمین کہنیمہ روپیہ اس سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو موت سے سو لہاں بہتھا لوٹ لایا پہلے شہر توت سے روپیہ کو اوز ایک توتہ اشرفیوں کا ملا۔ جب اس صورت سے کہہ روپیہ فراہم ہو گیا تو اٹھان نے جلوی کے پاس موتی باغ میں جہاں کا اٹھان قریب جہ ہزار کو جمع ہو گئی اور اٹھان یہ سنا ہوئی کہ بچاں ہزار فوج جمع ہوتی ہے۔ بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تھرا لوٹ لایا تھا کیا اور بھانوں نے پڑن کڈرائین۔ گھسا کور می شمس آباد کے تہا نے ہر جملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ شمس آباد موت سے پانچ جہ میل سمت مشرق واقع ہے۔ اس روز لوگوں نے جو خاص مقرر ہوئے تھے اول رات کے سب تہا فوج ہر جملہ کر کے اسکی ملازمتوں کو بٹھا دیا آمادگی سے لوزر کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ میں لا کر رکھا اور منادی کرا دی کہ جس کی سیکو نہایت اختیار ہو تیسرے فائے اس میں سی پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے اوجس کے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادوں کے جمع ہو گئے۔ جب یہ خبر اکبر بارخان کو پہنچی جو رگنہ کور ادلی ضلع میں پوری میں کافی ندی کے اوسط میں مقیم تھا اور صفدر جنگ اس فوج کی نیابت میں ہزار سواروں کے ساتھ مقرر کر گئے تھے۔ تو اس نے دماغ سے کوج کر کے علی گنج میں جو تیسری جہ سات کوس کے فاصلہ پر ہے بڑا ڈالا۔ ایک ہلکس سردار فتح مامور خان نامی صفدر جنگ کی سرکار میں چار سو سواروں کی فوجی پر مقرر تھا۔ اور اکبر بارخان کے ساتھ متعین تھا رستم خان نے ان دونوں میں فساد اور بظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون میں فتح مامور خان کے نام لکھا کہ آپ کے اس ارشاد کے بموجب کہ ”تم جو حاد میں غلہ صاحب اکبر بارخان کو عیور دریا کر کے لاتا ہوں اس طرف سے میں اور ادھر سے تم آؤ گے کہ کرکڑی لا، سب انتظام درست کر لیا ہے۔ جو وقت آپ لکھیں۔ سوار لیکر پہنچوں۔ اور اکبر بارخان کو گھیر لوں

رستم خان نے یہ خط اپنے ہر کار سے کو دیا اور اسکو ہدایت کر دی کہ اکبر یار خان کے کلب میں پہنچ کر اونچی ڈیوڑھی پر فتح نامور خان کا دیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہر کار وہ خط لیکر وہاں پہنچا اور اکبر یار خان کی ڈیوڑھی پر فتح نامور خان کا دیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہر کاروں نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھا دیا اوس نے زمین سمجھا کہ بیکار سیاحی ہوگا اور اسی وقت جو کی کنیل پر سوار ہو کر کوڑا ولی کی طرف چلا گیا۔ فتح نامور خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بھیج کر اوسنی دریافت کیا کہ اسطرح کیا کہاں کہاں جاتے ہو اور اپنی روئے لگی کے ارادے سے مجھکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہو کر میری پاس جلد چلے آؤ سب حال رو بہرہ کو سمجھا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح نامور خان نے روانہ ہو کر اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکھایا اور کہا کہ بڑھو فتح نامور خان نے بڑھ کر ہاتھ مڑا تھ مار کر کہا کہ زرگری ہو میں تمک نہ رام نہیں ہوں اب بغیر میرے مشورے کے کیوں روانہ ہوئے اب آپ لوٹ جلتو میں ہر اول ہوتا ہوں آپ مجھ سے جا کر کوس پیچھے رہتے۔ اکبر یار خان نے دل میں ایسا خوف جم گیا تھا کہ ہمیں لوٹا۔ اور اسی طرح کوڑا ولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سنی تو وہ ہر سوار و پادشاہ کی طرح کے ساتھ کہاں کوڑی بردہاؤ کر کے تمام بازار لشکر کو جو بھڑی کی حالت میں تھا لوٹ لیا اور وہاں سے منس آباد کو آیا۔ ثواب احمد خان سے مولیٰ ماع سے کوچ کیا۔ پانچ روز میں بھٹان فتح آباد پہنچے بہادوں کا مہینہ تھا بارش بہشت ہو رہی تھی۔ یہاں بہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے ہم ٹیلہ پر جیسے کسی قلعہ پر متعین کر لیا تھا حملہ کرنا چاہتے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظر کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس لہجہ و میں نہ بڑھو جب تک قاراے کو فتح کر لو پھر کوچ کر کے دوسرا مقام آمان آباد پر گئے ہو جو پور میں کیا جو فتح آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی طرف واقع ہے۔

جنگ خدایہ و قتل نول رائے

بھٹانول کے سر اوٹھانے سے تھوڑے ہی دنوں بعد نول رائے کو خبر ہو سچی کہ مو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں اور ہتھارے سب تھامے لوٹتے ہیں نول رائے نے کالیان دینا شروع کیں۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزوں اور کوڑوں کو مع انکی عورتوں کے بہرہ کر کے سبکو باھتی کے پانڈن تلے روندواؤ لون تو یہی یہ بھکر مع اپنے تو بچائے و لشکر کے قلعہ سی مغرب کی جانب کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیٹھا رفوچ اور چھوٹی بڑی سب ایکڑ تو میں ہتھین

اوسو حتی امتداد و برپا قیام تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا۔ اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے
 بائیں کنارے پر خد گنج میں بڑا وڈالا جو فرخ آباد کی جنوب مشرقی کیطرف تھا حملہ، اسل اور قنوج
 سے شمال مغرب کیطرف میں ہل کے فاصلے پر ہی فول مارے تو اب اسٹورخان صفدر جنگ
 کو تمام حال لکھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس ہی راجہ لویہ حکم ہو گیا کہ میں خود تانہوں
 جب تک میں پیچ نہ اوان جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنی خط میں یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانوروں
 یعنی افغانوں پر تانسی بعد جنگ زندہ بچ رہتے تو سب کے سب گروں میں بچہ بادھ کر ندی میں ڈبا
 دے جائینگے یہاں تک کہ ان کا تخم سرزمین سہن میں باقی نہ رہے تو اسے لے بیٹیں حکم اپنی بڑا و
 گر دختی کہدوائی اور خندق برکوں میں لگا دین۔ اور سب کوڑھیں سی ماسم جگہ یا اوٹھیں کو
 حکم دیا کہ جنبہ برجنہ وزیر کے حکم کی منادی کر دیں اور کہہ دیں کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کر گیا
 تو وزیر و راجہ کے عتاب میں بڑھکا۔ اس عرصے میں احمد خان نے حسبِ تجویز رستم خاں کی مشرق
 کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکی بیٹے محمد خاں کے زیرِ حکم تھی جسکی عمر اوسوقت
 صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و خانان خاں و جمال خان و
 بہادر خان و محمد ماہ خان و بارتخان و امی پوری و درویش خاں و عبدالرحیم خان و دارا بہیم خان
 کشمیری و مرزا اور بیگ کے تحت میں تھی اور محمد خان غصنفہ جنگ کے قبلے میں درجہ ذیل بھی
 شامل جنگ تھے۔ یعنی حاجی سرفراز خان و رستم خان و سرست خان و نامدار خان و گلان
 و نامدار خان و حر و شیر دل خان و نامہ دل خان و جواہر خان و عافظا اللہ خان و صلابت خان
 و بارتخان و بہاؤ خان و پنج بیٹے سمیشیر خان کے و صاحبیہ مقیم خان کے اور عثمان خان و لد
 اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان و جنوبی افغانوں نے فولی مارے کی فوج سی و پیل کے
 فاصلے پر بڑا وڈالا بہ بڑا وڈا ہے پورکی جنبہ معرکہ پر خد گنج سے بغا صلیہ میں شامل عربین
 واقع ہی۔ فول مارے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۷۷۱ء بمطابق
 ۲۷ و ۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء کو فوج تعدادی تیس ہزار ہاتھی نصیر الدین حیدر وزیر کا ہنزلف تھا
 و اسماعیل بیگ کا بیٹی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار وڈالا کا چیلہ مشہور تھا۔ اور راجہ
 دیشی دت فوجدار کوکل اور محمد علی خان و لد پانڈہ خلل اکثری کے روانہ کی حوکہ اسماعیل بیگ
 کو راجہ سے دلی بخش تھا اسلئے اوس نے پہنچنے میں تاہل کیا جب حسوت راجہ میں لورتی۔ لے
 سنا کہ یہ فوج سکیت پہنچی تو اسے نواب احمد خان سے کہلا ہوا کہ صبح غنیر میں پوری

ہینے گی اگر اسکے پہنچنے سے قتل ٹھننے نفل راہی کو سمجھ دیا تو بہتر درہ و طرف میں تہہ چلے ہوگا۔ صاحب
 نفل راہ کے کپ میں موجود تھا۔ احمد خان کے ہر کاری خیمہ اوسکی پاس آتے جلتے رہتے تھے
 اوسی بھی ایک بڑے دستہ لکھ کر احمد خان کو بھیجا **س**

اسے نہ جو رشید لٹا زود پیا زود بیا ۵ دیر کن ہر خدارد و بیا زود بیا ۶

یہ خبر سننے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اوسنی کہا کہ یہ ماجرا ہے
 اور اب تمھاری صلاح کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضرین۔ نواب نے کہا کھل تانبہ
 الہی برہر دسہ کر کے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جائے لیکن میان کہ بڑا قائل جا سوس تھا
 فقیری نہیں کر کے دشمن کا پیہ لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہاں آکھنے دیکھا کہ سب طرف
 توپیں بڑھ چکی ہیں۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہیں کہ حسرت حملہ کیا جاوے۔ صرف ایک
 طرف جھنڈ پر بائیں کی سید متعین کئے گئے تھے۔ اسباب و جہت توپیں۔ بہن بد بڑا کوئی پشت
 تھی اور اسی طرف کالی دی کا کنارہ تھا۔ گل میان نے فوراً آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک
 جانب ہے کہ جہاں صرف ہانسو بندوچی متعین ہیں۔ اور یہاں پہنچنے میں تین کوس کا جکر بڑے نکاح
 لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ میں و نا فک آبلو ضرور پہنچاؤنگا۔ ۶۔ رمضان سالہ ہجری مطابق
 یکم گشت سہ ماہی ۱۱۸۷ھ کو نواب احمد خان بسم اللہ کر کے عزت آفتاب سے تین گھنٹہ بعد

اپنی بالکی میں سوار ہوا اور پھر ساری بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا۔
 رستم خان اوسکی بائیں جانب تھا۔ مینہ شدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے بولیا۔
 اور نہایت ہوشیاری سے غنیمت کی فوج سے تین کوس الگ بچھا تاکہ گھوڑوں کی ٹالوں کی آواز دشمن کے
 کان تک نہ پہنچے جس صورت میں نفل راہ کی فوج کے سامنے کا جھوٹا کر ٹھیکہ اس کے
 عقب میں کالی ندی کے کسری جہاں ہانسو بندوچی متعین تھے جا بڑھ گئے۔ عقبہ ہلال سے
 ایک سلسلہ کیمپ سمت درمیان حدود دو صنعتوں کہتیا و گنگانی کے بہڑا واقع تھا طلوع آفتاب سے
 ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکھو تو یہاں سید ہیں۔ اور سیدوں نے آوار شکر
 آپس میں کہا کہ ایسا معلوم ہمارے کہ بچکان تیلے کے آرام سے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر جواب
 دیا کہ ہمارے۔ اب افغانوں نے حملہ کیا۔ اور وہاں نواب سے بند و قین۔ چلتے لیکن۔ اور
 ملواریں بھی نکلیں۔ کیمپ میں ساوی ہوگی کہ فعال ایک چاہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ
 اس قدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اور تاہی اس قدر بھی

کہ دوسرے دشمن میں فرق نہ معلوم ہوتا تھا تو میں فوراً دستے لگیں مگر بالکل بادہوائی مہمیں جس سمت کو لگی ہوئی تھیں اوسط سرکروی گئیں۔ سیڑوں نے اول حملہ میں بھانوں کو مٹا دیا۔ پھان کچھ دور جاگ گئی۔ تب احمد خان نے اول حملہ تلاشت کرنا شروع کی کہ تم بھانوں کو مٹا دیا تو میں تمکو ماروں کی طرح بہا گئے دیکھوں کل بھاری عورتیں بے آبرو کیجا مینگی اور تم برہنہ کو جاؤ گی یہ کیسا دہشتناک چہرہ نکالا اور جانا کہ اپنی نین ہلاک کرے کیونکہ وہ اول مقام سے واپس جانا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر رستم خاں وغیرہ مان ہوئے تب اس نے کہا کہ تم جان دی اور لڑے کیلئے من سے آئی ہو تو اپنے گھوڑے پر سے اتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ میں جانوں کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتی ہو رستم خاں راہنی ہوا اور سیلابتے گھوڑے پر سے اتر پڑے طاہرہ کی جب سوار میدان نہ دیکھیں گھوڑی دے دو ترہائی تو گویا جان سے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت پہاگنی کے ارادی بالکل متقطع کر کے سرکھت ہو کر لڑتا ہی پھانوں نے اپنے حامے کے دامن مکرر باندھ کر اور ڈھال تلوار لیکر گھسے۔ کچھ سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اور گھسے آئے اور نول رائے کے سرچے کے پاس جا پہنچے۔ یہاں فوج بھی کم تھی۔ کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے حبابہ جا منقسم تھی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ یہاں سیدوں کو مار کر اور بھگا کر اندر گھسے آئے ہیں اور آپ کے سرچے کے قریب ہتھیار جل رہی ہیں چنانچہ نول رائے بغیر ہو جا کے کبھی نہ کھٹا تھا یہ خبر سنکر وہ لو جا کے واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کہ کچھ مضائقہ نہیں میں ان کو بھڑوں کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر لاؤں گا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بوقوف تو یہاں بیٹھا ہی اور بھٹان تیرے دروازے تک آپہنچے ہیں۔ پھر نول رائے سے مل گیا اور ان دونوں ہاتھیوں میں سے جو ان کے دروازے پر بند ہے رہتی تھی ایک ہاتھی منگوا یا۔ ان ہاتھیوں پر شب و روز رہتا تھا۔ تقریبی حوضہ کسا جاتا تھا۔ اور حوضے میں دو کمانین اور ترکش تیروشی بھرے ہوئے لگے تھے۔ نول رائے نے دو تیر ایک ساتھ چلے میں رکھ کر اور بڑی مضاحبت یہ الفاظ زباں بہا کر پر لاکر مار مودی سارے کو بھڑوں کو جلائے۔ ۱۰۔ رمضان کو ہر جمعہ علی الصبح لڑائی جو ہورہی تھی اب احمد خاں اپنی بالکی میں سوار ہوا۔ اور اسکی حفاظت کو بھٹان ڈھال تلوار سے کھڑے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹھ کمان بالکی کے ساتھ تھے اول میں سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خاں اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار اور چار ہزار

بیدل کے اوس جگہ آ پہنچے جہاں لولہ سے بھرا ہی بن جا سو جوالون وجہ سات باہتیل کے
 باہتی بر سوار کھڑا تھا اس تھوڑی جمعیت کا کچھ خیال نہ کر کے لولہ کی تلاش میں بڑھ رہے
 وہ چند ہی قدم گئے ہونگے کہ لولہ سے بھرا ہی کے ایک پٹھان نے الغوزی کا رہنمائی پر
 سین کہا اسی کا درو کھان چلے آتے ہو خبردار یہاں کوئی نہ آنے یا کسی یہاں سرداران فوج کھڑے ہیں
 الغوزہ بچنے کی آواز تو سب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجھا۔ محمد خان کے یہاں نے چال
 میں اختتام پزیر کیا تھا لولہ سے کے افغان کے اوس جملہ کا ترجمہ کر کے اپنی ساتھیوں کو بتایا
 محمد خان نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ ہم اس جماعت کی طرف بڑھو۔ اور یہ لولہ کی کہا کہ بازہ مار
 دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہو گئے۔ مگر باقی آگے بڑھ رہے۔ اب لولہ کے فیلیان لے
 دیکھا کہ لڑائی سخت ہو تو راجہ سے کہا کہ یہ باہتی چالیس برس کا ہے۔ آؤ ہم جو بہائی
 نکال لے چلوں۔ لولہ نے اوسکی کمزوریاں ماری۔ اور کہا کہ باہتی بڑا جنگجو لڑائی سخت ہے
 سو باہتی بان لے باہتی بڑھا یا۔ اوسوقت لولہ سے لے گالی دیکھا کہ اے کوخرو میں مکہ قرار ہو
 سردار دیکھا کہ رفتہ رفتہ اس ملک میں تم میں سے ایک بھی باقی رہیگا۔ یہ کہہ کر اوس نے ایک تیر
 مارا جو محمد خان کے سینے میں لگا۔ محمد خان نے تیر کو ہاتھ میں کھنکھائی تیر کو کس نامہ کے ہاتھ سے
 آیا ہے کہ تجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا لولہ سے نے یہ سن کر دوسرا تیر مارا مگر جو فیقتیر سے ہر
 محمد خان کے نہ لگا۔ ایک سواری گردن میں لگا جو گھوڑے سے گر گیا اوسوقت ماری کے ایک
 سید محمد صلح نام نے لولہ سے کہا میں نہ کہتا تھا کہ پٹھان دینگے ایر دار رحمہ فکرمنا جاتا ہے
 اب جہاں تک ممکن ہو اوں نہیں جو درست کیا جائے۔ وہ اس لفظ تک پہنچا کہ محمد خان کے والد
 نے ایک غلام لے اوس پر بدوق جلانی۔ گولی میٹیاں برنگی اور وہ حوض میں سرد ہو گیا۔
 اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے لولہ سے گولی لگائی کہ وہ بھی مر گیا پھر پٹھانوں نے
 دس کو تلوار پر رکھ لیا۔ اور ہزاروں کو خاک خون میں ملا دیا۔ ول راہی کے فیلیان لے کر جب
 اپنے راجہ کو مرده پایا اوس نے باہتی کو مانگا۔ اور کالی ندی پر لٹا دیا۔ روضہ حایہ میں
 جہاں کی فوج نے لولہ سے کے باہتی کو نہ دیکھا اوسکے دلس خمال کد رہا یہ دو خانہ سو
 خالی تھیں ہمارے سردار تو جی ہوا۔ یا ما لگا۔ میں فوراً کل فوج بٹھادی۔ سرداروں سے ہوا۔ و بیا دوق
 پہاگنا ترمو کا جو شادری میں مشاق ہی یا جو گھوڑے برا جا مزیہ کرتے رہے۔ وہاں جا کر
 اور جو شادری سے ماہرے ماہرے سوار۔ بھی وہ دیا میں دو بڑی۔ یہ

افغانوں کو نول راسے کی غوجہ پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی۔ طبل فتح بجنے کے قبل مگر دوسن کی ہمت کے ۔ محمد خان اتفاق سی صرافہ کے ذیرون کیطرف جا بھلا ایک چوٹے سے خیمے میں چند موٹے موٹے بیٹے جو بچہ کہلے ہوئے تھے انہوں نے اسکو نول راسے کے ملازمین سے تصور کیا اور بوجھنے لگے بتا تو سہی بھٹان بھاگے یا ابھی موجود ہیں۔ ان بیچاروں کو فتح و نصرت کی کیا خبر تھی انکو تو خواب میں بھی ایسا خیال نہ گذر رہا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اسی جواب دیا کہ نول راسے مار گیا اور دوزخ۔ نواب احمد خان کی عملداری بہکئی۔ اور تم بھی تک سی خواب و خیال میں غرق ہو اور انہوں نے یہ غیر متوش نئی سب کا چہرہ زد ہو گیا۔ سننے میں چالیس بیچاس افغان اور آہنچے اور چاکا کہ انکو قتل کر دین۔ یہ گڑبڑ کرنے لگے کہ ہمارے پاس وہ یوں شرفیوں کے صندوق ہیں۔ ہم جو اسے کتے پتے ہیں۔ ہم کو کیوں مارے ہو۔ نواب صعدر جنگ کی رعایا تہو اب نواب احمد خان کی رعایا میں جمناؤں نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لیں پھر انکو قتل کر دین۔ مگر محمد خان نے انکو اس ارادے سے باز رکھا۔ حبیب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تباہوں نے اس غلام کو جسے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیوں کو کل نقد کی صفائوں کے واسطے مقین کیا اور بنیوں کو شک میں لے گیا یہاں آکر اس نے رستم خان کو اطلاع دی۔ حاجہ رستم خان نے تین سو جوان اس روپے کے لائی کے واسطے بھیجے۔ ان صندوق تو میں افغانوں کو رقم کثیرا تھائی۔ اس عرصے میں نول راسے کا ایک ماہی جیسے طبع کا حوضہ اور زربعت کی جہول تھی نظر آیا افغانوں نے جاہا کہ فیلیان کو قتل کریں۔ گلاؤں جلد ماہی کو نواب احمد خان کی بالکی کو قریب بھاگ کر رخ کی مبارکباد دی۔ اور کہا کہ آپ اس ماہی پر سوار ہو جائیں۔ یہاں ان نے اسات کو بہت پسند کیا۔ اور فیلیان کو لاہٹوں کے ہوٹ سے گرا دیا۔ اس صورت سے اسکی جان بچی۔ رمضان چھوڑا جو نواب احمد خان کے ایک بڑے خدمتکار کا بیٹا تھا اسوقت نواب کی بالکی بگڑے ہوئے ساتھ موجود تھا نواب نے اسکو حکم دیا کہ ماہی پر سوار ہو لے۔ گودہ کہی سوار نہ ہوا تھا۔ مگر اسوقت سوار ہو کر بخوبی لانک لے گیا۔ اب لوٹ شریعت ہوئی۔ نواب نے حکم دیا کہ ساری ماہیوں اور توپوں اور قتیوں اور طبل جنگی کے جسے جس کے ماہی آئے رہ اوں کا مالک ہے۔ مال عنایت اسقدر مانہ لیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا۔ اس لڑائی میں علاوہ نول راسے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطار احمد خان وغیرہ کے مارے گئے۔

تبصرہ ان نظریں نے فقط کلام کے سید و شیخ کے ۳۷۔ اعلیٰ عہدہ داروں کے اہم بیان کی ہیں جو جنگ میں کام آئے نواب قبا مراد اللہ خان جو بہات عملیت میں طلب ہوا تھا ۹۔ رمضان ۱۱۷۱ھ کو کمن پور روانہ ہوا کمن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے اس بات وہ قنوج رہا اور دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوئے۔ جب نول رائے کا لشکر چار کوس گیا ہوگا کہ ایک ملک سردار بن ابھو ابھو پہنچا شروع ہوئے رائے برتا جنگ جو رتی ہو کر بھاگا تھا اول اوسی کیفیت مشح اس مصیبت کی بیاں کی قبا مراد اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کر کے کہ با قنوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف دلیں چلا تا کہ راحہ کی سوارات و بچوں کو کہیں بچائے۔ ان کو جمع کر کے سب راحہ کی لاش کے اور جس قدر ہاتھی گھوڑے و اسباب و غفرل کا اونکو ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مغزور بن بھی اوسکی ساتھ ہوئے ان بن برتا بنگلہ و حسن علی خان بھی تھے جو دونوں زخمی تھے راستے میں جو کمن تھا یہیں سے ہمراہ لیا۔ روز شنبہ تاریخ ۱۱۔ رمضان ۱۱۷۱ھ مطابق ۳۔ اگست ۱۷۵۷ء کو مدھن پور پہنچے یہ مقام کا پور سی بہ سمت مغرب پنج میل کے فاصلے پر واقع ہے دوسرے روز حاتم میں پہنچے یہ مقام کا پور سی بہ سمت مشرق چھ یا سات میل لگتا ہے کئی دن پر واقع ہے نول رائے کی لاش کو صندلی کی لکڑیوں میں لٹکا کر کھارے پر چلا دیا نول رائے کے مارے جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے کالی ہے

۵

روان کرد خون پلان جو بہ جو + ادا کرد حق ملک مو بہ مو +

زیر دوان رسیدند جو رو ملک + میار و رو۔ ای نول سرخ رو

۱۴۔ رمضان مطابق ۶۔ اگست کو کا پور پہنچے۔ یہ کورے سے پنج کوس ہی بیان سے راجہ متونی کے گہر مار کو لکھو کو بھیج دیا۔ اور قبا مراد اللہ خان نے کورے میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز نواحہاں کے پاس ساتھ ہر ارفوج جمع ہو گئی۔ اس میں صاحبزادی اور چیلے اورنگزیں کے غاندان کے بہت سے لوگ اور بیٹھارنا جارا و گالون والے ہر قوم لے لوگ شریک تھے جب ہم ٹیلوں نے اس فتح کی خبر سی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑ کر اپنی اپنی کامن کو بھاگ گئے جنگ کے بعد احمد خان۔ نے پوروی خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانوں بند و محبتوں کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور اوسکو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل پر جا کر قبضہ کر لے اور دکانکی ہر چیز کی حفاظت کری۔ اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی۔ بیان ملا کہوں رو بہ توفیق تھے اور غلہ با و لوط تھا رحمہ ذان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے

حیدر روز بعد میرا پ دلا اور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب مال کے حاکم کے رنگ محل میں بھی
 اس وقت یہ مکان بالکل خالی بیٹھا تھا۔ مگر وہ پتو اور شرفیوں کے قوسے عاجز پہلے ہی تھے
 یہاں زلفیت طلکائی کے برے برے تھے دروازوں اور چھت برسوںے چاندی کے تیر
 چڑھے تھے ایک ٹینک جڑا و بچھا ہوا تھا اور سپر محل کے تکیے دھڑے تھے تو طباق اور صوفیوں
 سونے چاندی کے بعض بعض جڑا و بھی کہے ہوئے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت
 قلندر کے دہائے پہلے آیا تھا اس سے تمام عمر حبش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ
 اشرفیاں ایک برتن میں بھری ہوئی چوڑا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد میں
 داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی ماں کو سوتے بواہیجا اور نذر گزرائی اور ۳۰ محال کے
 ہتھوڑے بنو آدمی متعین کئے۔ اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا لیا۔ عطائی پور پر گند
 قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بہوتی نے اس موقع پر ایک گیت تعریف کر کے منایا جس پر
 نواب احمد خان نے خوش ہو کر ایک موقع بطور ناکار اقامت دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہے۔
 عجب وہ صاحب قدرت ہی جسے جگ سنوارا ہی خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگار ہے
 کہڑا باندہ کمر کسر غنیم او برے لشکر لگے اس کے عجب جگر عروسی کا خمار ہے
 نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات حاجی کو نہ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مار ہی
 نول ہو دی تو کھ موڑا۔ کہیں تھی کہیں گھوڑا نہ قبایل بھی کہیں چوڑا نہ سر چہر سنہارا ہی
 جلیں تو میں دھڑا دھڑے رکھلے بھی پڑا پڑے نہ شتر نالین پڑا پڑے تہور کا پہاڑ ہے
 جلیں تیریں شان سی جلیں گولی سنا من سے کہیں بکتر جہا جہن سے پری توارہ مار ہے
 بہوتی نام ہے میرا عطائی پور میں ڈیرا ۴ یہی ہی سوکا کہیں اتلے گنگا کا رہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑھائی

افغانوں کی آمد کی جنگ کی خبر توڑے ہی عرصہ میں دہلی پہنچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی
 خدمت میں عرض کیا کہ احمد خان مراد قایم خان گلش ملک نے پرگتات کی آبادی میں غلام غازی
 ہوتا ہے۔ اگر حیدر روز اسی طرح رہے گا تو اس کا مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے عرض
 سنکر وزیر کو باغبانوں کی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار
 سوار جو پختہ و خزانہ اور دو ستر اسلمان جنگ لیکر ۲۰ اشجان ستر چھٹی مطابق ۶ جولائی

ششم کو دہلی سے کوچ کیا اور دیاسے جہان سے اور کرچی تباری میں مصروف ہوئے۔
 وہ ۶۸۰ شہان کو انہوں نے کچھ فوج نصیر الدین بہادر اور اسماعیل بگ خان چیلے کے بیچ حکم
 فول راوی کی ملک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۷۲۲ ہجری مطابق ۷۳۰-۷۳۱ لائی شہنشاہ
 کو دہلی سے دہلی میں واپس آکر بارہویکر بادشاہ کی محنت حاصل کی اور خیمہ الدولہ محمد اسحاق خان بہادر
 اور میر نظامی اور میر تقی پسرانی اعلاء الدولہ قرا الدین خان اور غلام ناصر خان مہربہ دار کابل وغیرہ
 آمد اور دوسری فوج باوشاری اوکلی بہرہ وقت رہتی اور بوقت محنت وزیر و پیرا کو حشیہ اور
 بہرہ نگار خدمت فرما۔ اور خیمہ الدولہ کو فتح فتح مع شغبہ اور میر تقی کو فتح فتح عشاء ہوا۔ اور دوسرے
 پڑے لکھ کے ساتھ کوچ کیا اور مارا گیا جعفرہ کو جمعیت دہنہ اسوا لکھی انجی شال کیا اور کوئی سوچ
 ابن ہاراج بدین سنگھ الی جو تیور کو بہرہ حفظ مدد کے واسطے طلب آیا اور یہ بھی خبر کیا کہ میری
 اس خبر کو حاکمہ صفو بخترین بلکہ دشنامہ خیال کریں کہ سوچ چل بمقامہ سپہا و فوج انہوں نے
 مہاراج بدین سنگھ سے اجازت چاہی۔ مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب غلام جہانے کا
 مضائقہ نہیں مگر غلط دور اندیشی ہوئی رہتا جاہے اور مسلمان کے قول پر اعتماد نہ کرنا چاہی
 سوچ چل پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت کی بددست روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفضلہ ذیل
 حکماء تھے۔ خیمہ الدولہ محمد اسحاق خان داروئے نزول و شیر خنگ و نہ نامہ علیخان کو چاکر
 عیسیٰ بگ خان جیلہ و آغا محمد باقر میری، مرزا شہد ہی بگ نے نعیم خان۔ دہلی سے جگہ غن جبار
 وزیرین دومیزل لے لے گئے کہ انہوں نے نذرانے کی شکست کی خبر سن کر دیر سے پہنچے ہی
 کہاں غم و غم آیا اور کہنے لگے۔ انسان اس خود میں دایم احمد نے ملک کا اسطرح کیا۔ اگر تھوڑا
 بھی توقف کرتا تو ان کسانوں کو جمع نصیب ہوتی یہ کہہ کر کہتے کہ سے لہنگ برہا تھوڑا سا
 اور تکیہ برہر رکھ کر پہنچنا ہوکتی جب اترے تھکے سے سر اٹھایا اور ان کو غش سے افادہ ہوا
 تو ایک غشی کو بلایا اور کہہ کر کہ ایک بردارہ الہ آباد کے ولد واسکے نام اس معنون کا روانہ کرو کہ بغور
 صدور حکم ہوا محمد خان غصنفر خنگ کے پانچون بیٹوں کو جو وہاں مقیم ہیں بڑی عاقبت سے
 قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین بہادر کو نام جو عبدان شجاع الدولہ
 کے نام سے مشہور ہوا دہلی میں بھیجا کہ پانچون جیلوں کو قتل کر کے مسلمان کے میرے پاس
 محمد موجب حکم وزیر کے قلعہ دارالآباد مع جہد و فوج کے تبدیل کے پاس بارادہ معلوم کیا
 حیوانت ان مصیبت زدوں نے جلاوطن کو دیکھا تو امام خان نے قلعہ دار سے معاملہ

ہو کہ کہا کہ بعد وفات حاکم خان کے جن منتخب ہو کر جانشین کیا گیا جو کہ سزاوار ہوں تو میں ہوں ان
 چھ اہل کا کیا مقصود ہے۔ لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دواور تا حد و حد تک ان کا قتل ملتوی کر کے قلعہ دار کے
 ایک نہ سنی آخر جلاوٹ کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل میں مقابلہ اپنی دوسرے ہاتھوں کی پہلی دوستی
 جانتا تھا۔ غرض سب کی سقت ہو کر قلعہ میں مدون ہوئے حسب وقت وزیر کا حکم جلال الدین پر
 کو پہنچا تاریخ ۲۰۔ رمضان ۸۱۱ ہجری مطابق ۱۲۔ اگست ۱۴۰۸ء کو ان کو زن العابدین خان ابو غ
 مجلس سے کہا کہ پانچوں جیلوں کو ماہر لاؤ زین العابدین خان یا لکی نیکر محبس میں لگا۔ اور کہا غمخیز خان
 وزیر کو اس سے تمہاری تبدیل جائے کا حکم آیا ہے۔ لہذا میں یا لکی نیکر آیا ہوں شمشیر خان نے
 جواب دیا میں خوب جانتا ہوں جہاں تمہیں پہنچانے کا حکم ہے خیر چاہو تو تم بھاؤ اور بھی اتنی مہلت دو کہ
 میں غسل کر کے کپڑے بدل لوں اور اپنی جاز سے کی عمارت زہ لول زین العابدین شمشیر خان کو مہلت
 عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم کی بھورت تھا۔ شمشیر خان کو چھوڑ کر باقی جلاوٹ کو یا لکی میں بٹھا کر لے گیا۔
 جب یہ قتل میں پہنچے جلاوٹ نے جو کہ جلاوٹ کے سرقت سے جلاوٹ کی اس عرصے میں سزا خان
 نے نہاد ہو کر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی۔ اور اپنی جہاز کی ماہر بکر تلاوت قرآن میں مشغول ہوا
 زین العابدین خان یا لکی نیکر دکان پہنچا اور کہا یا لکی میرا ادھر ہو کر شریف لے جائے مت اوس نے
 قرآن مجید کو جزو دکان میں رکھ کر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور سب اہل مشرفان دین کہ کسی سید کے
 درجہ کی حضرت علی کریم اللہ وجہ کی حاضر کر دینا اور جو دہی پاؤں میں نکال کر دیا کہ یہ کسی عرب برہمنہ یا لکی
 دہن دینا اور اپنی مہر کی گشتی اوتار کر اپنے لوکر کے دوسرے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دینا
 اور اپنی شمع قرآن دی اور کہا کہ اگر شمشیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گھر میں ڈال دینا۔
 یہ سب واقعیتیں کر کے برہمنہ یا قتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے سرجہ کہا کہ یا لکی برہمنہ یا لکی
 گلاؤں سے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتر ہے میرے ضلیم یا لکی لیٹن کیا قیل شیون بھی ہو شمعین مگر کبیر
 کلاؤں سے صلیے اب ختم ہوتے۔ جب قتل میں پہنچا اور جلاوٹ لاشوں کو دیکھ لگا لگا بہاؤ
 انا ان شاء اللہ بکرم لا حقون جلال الدین نے اوس کو دیکھ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر سوخت
 کہاں ہے۔ جواب میں اوس نے یہ اشارہ کیا



یہاں شمشیر شمشیران ہم + جہاں کہ قبضہ نہ ملے وہاں + وگرہ تراخان دامن خلیص + یکدم تہ خاک کر دم دم
 یہ سکر جلال اللہ میں نے جلاوٹ کو اشارہ کیا کہ اس کا سرقت سے اوزادی جلاوٹ نے تلوار کا ماتھ لگا یا
 مگر جلاوٹ کی۔ دوسرا ماتھ لگا یا بھر بھی جلاوٹ کی۔ تب جلال الدین نے ایک محل سے جلاوٹ کو اشارہ کیا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو منسل متاں ہو لیکس اسکی اصرار سے تلوار ہاتھ میں لی اور ایک ہی ضرب میں ستر
سے جدا کر دیا۔ لاش ٹکڑے پڑتی ہوئی کعبہ کی طرف دس قدم چل کر کھڑی ہو گئی۔ اور چنگیان دولوں ہاتھ کی
اتیک دانتا ہے بستیج بڑھش کرتی تھیں یہ حالت دیکھ کر منسل اسکی طرف متوجہ نہ ہوا اور پیچھے ہٹا ہوا کہ
کہا کہ حالصاحب تھم بنگ شہید ہوئی۔ جو بہن یہ الفاظ اس نے زبان سے نکالے لاش اسکی طرف بھری
اور رو عین آئی منسل یہ حالت دیکھ کر مار زار روئے نکلا۔ اور جلال الدین سے مخاطب ہو کر کہا ای ملعون
تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کروایا۔ بھاری تلوار تھیر پڑو کر ادھر کبڑے بھاڑ کر محفل کو بھاگ گیا
شمشیر جان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے

خمر دست عدو گوہر جانش سے مست
سال تاریخ وفاتش رحد سر حشم

چو راگدیسوے خود خاک رہش رہے رفت
ہاتھے عذاب شمشیر ہما دوسے گفت

جلال الدین نے پانچوں لاشوں کو کنوئیں میں ڈلا کر کنواں پھرو لے پھا دیا۔ وزیر نے مقام ماہرہ کے
معات میں نبھاؤ لکھ کر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا۔ نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بگ جان
حورا جہ نول راسے کی ملک کے واسطے پہنچ گئے تھے جب کہ لوری کے قرب پہنچے تو جہاں موسون
کی زبانی لور راسے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی تو آواہاں ہو کر ویر کے سنگ سے آں ملے
جو اسوقت مارہرے کے قریب مقیم تھا وزیر کی پاس ستر ہزار سوار سے زیادہ جمع ہو گئی۔ اور جیاں جواں
کے موافق نے وزیر کو مہراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار چاہہ تائی ہوئی۔ اور اس ضمن میں
ایک عجیب ساٹھ ہوا۔

وزیر کی فوج کے ہاتھ سے قصبہ ماہرہ کا غارت ہونا اور خیرت شریف کا
بلا میں مبتلا ہونا

سفاح التواریخ میں یہ تاریخ واقعہ کی سب کے واقعہ کی لکھی ہوئی اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے اہل
سلاسلہ بھری من مارا گیا تھا۔ مگر یہ اس تاریخ کو شمشیر خاں کے واسطے مہتر جاکھی دوسری ایک نوید کہ شمشیر خاں
اسکے مادی میں آیا ہے۔ اور وہ شمشیر خاں کے سے ماس ہے۔ اور سرغایت کی اس میں کوئی بھی رعایت نہیں۔ وہ
سلاسلہ بھری میں دو مارہ صفدر جنگ نے چھانوں پریر شہ کی امداد میں حملہ کیا تھا تو اس لورٹ کے رسیاں میں راجا
کہا تھا۔ اور راجہ جاسی لادو نے سلاسلہ مطابق اصل لکھا ایک قواحد جاں کے ساتھ لڑا البتہ شمشیر خاں سلاسلہ بھری
میں شہید ہوا تھا۔ ۱۲ سے ۱۵ دیکھ سہر قلم میں ۱۲

۱۸۔ رحمان سید احمد علی کو کسی سس کے سارباں نے ملات خان کے دروازہ کا حوت کاٹا یہ شخص دیر
 سا کو کرا اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے بعد سپر سارباں کو سردی تمام
 سارباں سے ہو کر ایذا کے پاس فراڈ دیکر گئے۔ چونکہ وہ کھس تمامہ دار غلیہ تھا اوس نے حکم آد غلیہ
 کو کپڑا اور اسکی سوار پادری عنایت خان کے کپڑے روڑ پرے۔ یہ حال جبکہ وزیر کے دو سرے جاپان
 نے دیکھا تو وہ یہ بھی کہ شاید مقبہ مارہرہ کے لئے کاٹک ہو رہے تمام قوت غلیہ تیار ہو کر آہ کے
 وقت مقبہ برجا پڑی اور طرفہ بعین بن اوسکو سرا دکر دیا۔ اور عنایت خان کو اس کے فوجوں
 میں سالاہ کے فخر کر دلا۔ وزیر نے یہ خبر پلنے ہی نصیر الدین حیدر کو کہہ کہ مارہرہ میں
 پہنچ کر راہ کو دیکھتے تھاتے اور اپنی جو داریں اور ہیکاروں کو دیکھ کر کہہ کر دیا کہ مارہرہ میں
 جب تک یہ لوگ پہنچیں وہاں کا کام تمام ہو چکا تھا اکثر مبرا اور ستمان اور نہ جان کی غرض
 مقبہ پریش منلوں کے اتھو ستر آدمی مارہرہ کے نافرمان گئے۔ فعیلالہ حیدر نے تمام
 ان عرقوں کو پکڑ لیا۔ والو کیے۔ پلٹے لیکر عایدہ بیگم بن جمع کیا۔ اس ساتھ ہر اندہ بکٹ ملے
 ملوں رہی اور زار زار سوکھی اور کہا نا کہ کیا بیچ ہو سکتی ہے اس کے تو کو اس کے کھد پھینچ دیا۔
 منلوں نے لڑکوں وغیرہ کو آرمون پر لہا ہوا تھا اور نہ تاز کر کے اوکی والہ بن۔ کہہ کر لیا اور نہ
 مقبہ مارہرہ میں قیامت برپا رہی۔ اور سب کہتے تھے کہ یہ تو بڑی نصیب نہو کہ اور نہ کہہ رہے
 بھی مارہرہ کے مندرجہ بالا یہ اور بعد اٹھنا کلی مارہرہ بن اکہ سبہ تمام کرے مندرجہ کہ
 ہر تے

شکست وزیر پر

وقایع راجہ انڈس لکھا کہ گنہ سورت لڑائی میں کے ساتھ زمانہ کول میں وزیر سی آکر ملا فوجی وزیر فی
 اہمال بل گیا کو استعفا کے لئے بھیجا جب وہ اب وزیر سی ملاقات میں فواد میں نے غنڈا ملے تھا۔
 لہا کہ سب کچھ حجاز دیپ سنگھ اور سہارو والد سعادت خان کے درمیان قیام سے محبت تھی اب وہ زیادہ
 مستحکم ہوئی دوسرے روز۔ یہ ملاقات لاہور میں۔ اسکی حد کوٹ کر کے نو لکھا باغیں دیرہ کہا
 اور فوج کو بہالہ توصل فوج لا کہہ دی۔ یہ دیکھی۔ کالی۔ اسکو عبور کر کے رام چٹوٹی مقام میں
 قیام پذیر ہوئے اور گردن شکر کے خدات کہہ دیکر ساحل جزوی سہا اور سی میل۔ ستر وین اور
 لے تھے علامہ ۱۲ اب سادہ رساہ کو سہی سہی ملے رہے ہیں۔ اور پانی چھینلے وہیں ملے ہے

بنیالی سے پانچ میل، مغرب بن واقع ہی سوچ ل، اچھی فوج سمیت وزیر کو دہانے بازو برسن لشکر
 کے قذیب تھا اور اسماعیل بگ خان سوچ ل کے بائیں جانب تھا۔ اور سمیت علیگڑھ راو بھادو بھی
 وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سوچ ل کے پاس وکیل بھیج کر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے رولین
 کی جنگ میں ذوات پانی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس ملک کی منطقی
 کی عمارت لی تھی۔ اس بات کو شکرو اللہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئے۔ وکیل مال اسباب
 نذر کیا اور بادشاہ کا اذن دین معاملہ میں کیا وزیر نے خاں سوار کی سو خاطر ویشی کو کئے متم کہا کی مگر
 دوسرے کیسے سے نہ کیا اور مطلق رحم کر کے ہمیں لڑائی شروع کی ہو۔ آپ بسے، بھائی مدو کر تہمین
 بہ ناز پہلے۔ مناسبت یہ کہ ایسے نعلے سے آپ علیحدہ ہو جائیں۔ سوچ ل سے جواب دیا کہ آپ برسر
 مقامہ آگئے صلح کی گنجائش نہیں ہے اگر پیشتر سے کہنے تو ادا کیا ہا۔ احمد خان نے شاہجہان پور و قلم
 دہرلی و آٹھ و جنپور کے بھٹاہ شوالہ کی درخواست کی جو پور میں احمد خان کے حیندا جہاں آکر آباد
 ہوئے تھے۔ گل صاحب بن لکھا کہ احمد خان نے لی لی صاحبہ والہ قایم خان کی طرف سے ایک ایک
 روہیلہ کے پاس میں غصہ ہو پہنچا کہ وہ بھی مدو کریں۔ حافظ صاحب نے لکھا تو کی تباہی پر خیال
 پر مول خان اور دو خان اور دوسرے جہاد داروں کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی ملک کو روانہ
 کیا اور حکم دیا کہ کڑے کر کے صلح احمد خان سے حاصل اور آپ بھی روٹگی کے اردو میں
 شہر رٹے۔ جیسے ماہر نہ اگر کہہ رہے کراچی۔ گل صاحب کی تحقیق کے لئے کہ وزیر فرخ آباد کو دیکھیں
 یا نہیں تو لکھا اور سپاہ کی فراہمی میں مشغول ہوتے۔ احمد خان اور وقت میں رسم خانکے مغرب کی
 سمت روانہ ہوا کہ دونوں اسکر مقابل ہوئے تو فاب احمد خان یہ رسم خان کی کہا کہ پورہ لاؤں
 اور سوچ ل دو خان ایک ساتھ مہر جڑ پانی کے لئے آتے ہیں لہذا مناسب یہ کہ روح علی علی
 کرے۔ انجانا حریف سب بند کر لیں۔ تمہارا نے جواب دیا مان حزب لوار۔ خواب سے لرزے اور
 سبائی جان۔ میں لہذا میں سوچ ل کا مخالف ہو سکا۔ ۲۰ سوال سلسلہ بھی مطابق ۲۰ ستمبر
 شہداء کی شک کو وزیر نے یہ ہدایت ملی کہ جو کہ نجم الدین محمد، امان خان کی فوج کے سردار ہیں تباہ
 اور بریلی میں رہ کر بھٹاؤ کی لڑائی اور ان کی قانون گہات دیکھ چکا تھا مشورہ با اوئی کہا کہ یہ لوگ اکثر
 کیوں بگاڑ تیار کر کے دستوں پر جملہ کرتے ہیں۔ اگر دوست، طرفداری با تباری کرے تو خود مستلوب
 ہو جائے۔ میں اسلئے تین چارہ سپاہ اپنی سواری کے با حق کے سامنے سید و جرائی
 کے رکھنا چاہتے کہ ان کی خوش رکھے انہیں آپ کے سامنے ہمارے قاعدہ کے حملے کا تدارک کریں

اسماعیل بگ خان نے عروین آکر کہا کہ کل دیکھو کہا ہوتا ہی۔ احمد خان کو بخیر گرفتار ہوتا ہی۔ سید
ہدایت علی جانوش رمان ہوتے ہی بعد نماز دیر سے لڑائی کا حکم دیا اور توجہ ابی رور رکھا اور جو محل
حالت داسماعیل بیگ خان سے پچاس ہزار جو انوکے رستم خان کی جانب کا بیٹھ ہے اور محلہ شروع ہوا اور سکی
بائیں جانب ایک ویران کھانوں کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سوج مل اس بلندی کے دامن میں
مقیم ہوئے اور جو بیہر جہ توہین غایم کہیں جہان کو رستم خان کا دیکھ کر ٹھیک زد ہر ہتار رستم خان
نواب احمد خان کے پاس گیا۔ اور محلے کی اجازت چاہی۔ نواب کا مشاہدہ تھا کہ جنگ نہیں ہو تو اس وقت
ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ القوا غیور کہیں کیونکہ دشمن قوی ہے اس لئے اس کی لڑائی
شروع کر دینا قرین مصلحت ہے وہ اپنی بالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنی آدمیوں کو جنگ کے واسطے
آمادہ کیا جن میں بڑے کا حکم ہوا انہیں فوراً شمشیر بہت حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہنچے۔
اور توہین پر فتنہ کیا۔ رستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت فوج رکھی کہ صفت باندھے کھڑی ہو
اور سوج مل کے حملہ کو نوٹ نہ لے۔ یہ سوج مل کی فوج حاصل دسی کے زیر حکم تھی۔ سوج مل نے اپنے
ساتھیوں کو کہا کہ تم بھاؤں ہی دست دست لڑو کہو نکلاؤ کہو شمشیر زنی میں مہارت کامل حاصل ہو
بلکہ تیر و بدوق سے جنگ کرو اور اسماعیل خان بہت سنگہ بدھ رہے جو عقب میں بطور کمک کے مقیم ہوئے کہ انہوں نے
لگا۔ اذکی بھی صلح ہوئی کہ یہاں قریب نہ آئے پھر بلکہ ہم ان کو دہستے دہانتے طرف سے گلیں
اسلئے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کر کے بھاؤں کی طرف بڑھی۔ انہوں نے نواب اور بندوں
اور جس سے افغانوں پر آگ برساتنا شروع کی۔ رستم خان احم ہانے ہتاتیر و کان لیکر بالکل سے اوتریزا
اور تلوار لیکر اپنی فوج کے جو گھوڑوں سے اوتریزی تھی آگے بڑھا اور بہت سے دشمنوں کو قتل کیا۔ اور
بہترین کو ہلاک کیا۔ افغانوں نے اس فتح میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر جو کچھ غنیمت کی متذکرہ ہوئی
رستم خان سے جہ سات ہزار جو انوکے اس معرکہ میں قتل ہوا۔ سوج مل اعداؤں کی بیوقوفی سے باقی لوگوں
کا علی گنج کی طرف بہت دور تک تعاقب کیا۔ یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق میں واقع ہے
اس لڑائی میں سوج مل کے ہمراہ ملو سنگہ جو دہری لب گڈھو چیس سنگہ و صاحب رام و سکھام و کھوڑمین
دہری سنگہ و صورت رام و تلوک چند ترے کھان میں سے بلو سنگہ و صورت رام و کھوڑ و تلوک چند دہری سنگہ
مارے گئے۔

اوسی وقت رستم خان کے دہائی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان ویرے سے لڑتا تھا
ایک فاصلہ لے کر اوس کے کان میں کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار و

تاریخ کے چہرے برنایاں بنوئے دے اور عالم سکوت میں اپنے سرداروں کی طرف پھر کر دوسری
 بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور صوبہ کل و اسماعیل خان و سمیت سنگھ غنوں کو گرفتار
 کر لیا جلوس بھی کو سن کرین نہیں تو وہ بہادر ہی بن ہمہ سبقت لیگا سم وزیر سے جنگ کرتے ہیں
 اگر ہم اوس پر حالت سے تو چار ہزار نام ہو گا اور اگر باری تو ہم میں سے کوئی غیر کو منہ دکھلا کر قبول نہ کیا
 سرداروں نے جواب دیا اگر مفضل الہی سال حال ہو اور لوہا کا اقبال یاوری تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے
 ہم نہ کہلاتے دیتے ہیں جس کل موجبے یہی بات کہی تو اب بے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ناخدا ہوا کہ
 خدا سے دعا ملے اور اپنی خان کہ اوسکی حفظ و امان میں سب کو کر کے دشمن بوجہ آور ہوئے جب دنوں
 فوجیں مقابل ہوئیں نصیر الدین حیدر نے جسکی فتح آگے تھی تو میں چھوڑے کا حکم دیا مگر چھوڑنے
 اسی غفلت کی کہ اولاً کاجبہ بھی نقصان ہوا۔ جب وہ قرب ہوئے تو مصطفیٰ خان نے جو جنگ تنہا کی بن
 مستہو تھا اپنا سرد مقابل طلب کیا۔ نصیر الدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونوں مرکز گہوڑوں سے لڑ گئے
 اب نصیر الدین حیدر کی فوج نے ابے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے باؤں اوکھڑ گئے اور اپنے راہ فرار کی لی۔
 و سوف احمد خان اوس مقام پہا پہو بچا چہاں مصطفیٰ خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشیں رسی تھیں
 وزیر کو یہ شکست بالخصوص کا سکار طعن تلویح فوجدار شہر دہلی کی عداوت سے ہوئی اوس سے احمد خان کا مقابلہ
 کیا ملکہ پھر کر کھا کا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اوس کے آدمیوں نے منہ پھر لیا ہے تو اسی بھلت تمام محمد خان
 رسالہ داروں نے اس خان حمادہ اور لکھنوی وغیرہ و عبدالنسی خان جیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ طلب ہو کہ
 پیش لشکر کو کمک پہنچائیں۔ چونکہ غلامین ہر طرف بریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وار و فوجی
 کوششیں محض کیا ہوئیں محمد علی خان مائیں بار ویر گیا۔ یہاں تین ہزار فوج بیدل صف با دھو کھڑی تھی
 کہ اوکے سچے کچھ سوار بھی تھے۔ جب یہاں قرب آ پہونچے تب کورائیں خان ادا داس کے سپاہیوں نے
 کمان اوٹھائی اور عبدالنسی خان کے سپہ و فوجیوں نے بندوبست کر کے اس سے بہت سے یہاں مار گئی
 اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور جمع ہو گئے اور سردار بڑھتے چلے آئے تھے۔ محمد علی خان کے دہسے
 ناخدا میں گولی لگی اور کورائیں خان کے ماتھی کے پانچ زخم تیار کرے لگے۔ اس مقابلے میں میر غلام سی
 و میر عظیم الدین سید لکھنوی مارے گئے۔ اور ناخدا بھی کام آیا۔ جبوقت تو اس احمد خان میدان میں
 پہونچا معلوم ہے چوٹی بڑی سب تو میں یکبارگی کر کے او میں گو کھڑا اور دھسے کے ٹکڑے ہر ہی نہی
 اوکے آواز سے زمین توڑنا دھکی۔ مگر احوالوں کو کچھ بھی نقصان نہ ہو گیا۔ فقط رسول خان کی ایک
 انگلی کی کھال اوٹ گئی مگر زمین و آسمان دھوان دار ہو گیا بالکل تاریکی چھا گئی۔ احمد خان نے تھوڑی سی

وقت کا جب وہاں کم ہوا تو دھاک کے دھنوں کی آڑ میں بڑھنا شروع کیا سواروں نے گھڑیاں نسی
اور ترنگوں اور تھمیں لے لی اولہ گئے ہوئے۔ نواب احمد خان کھارون سے یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری بالکل
جہد بڑھائے۔ چلو اور دشمن کی دھمیں پہنچاؤ اور کان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب بھٹان فوج کی قرب
پہنچے عبد وقون غی کو لہذا زون کو بھٹکا دیا۔ زنجیریں لٹکے گا کی تلواروں سے کاٹے ہیں اور وہاں
حائیس ہے۔ جہاں وزیر کھڑے تھے۔ اور غیر گولی برسنا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کئی مچ بیکر
غوراً اسی آواز نواب وزیر کی طرف تک کہ بترنگا نہ تھا بھٹاؤں نے تلواریں مارتی تھیں اور کسے
بے لگاتار سے لاش پلان گئی جاتی تھی اس وقت تاہم ایک ردھیلے بھٹان وزیر کے ہتھ میں آ گیا
اور ڈھالی ہوئی دیکھ کر ادھی ایک ترسور پتھر کاٹ کے ولستے روانہ کیا اس کو کھانا کہ قلم صاحب کی
تھا کہ وہ صرف چند وار حوضے کا لہجہ ہی کہڑا اس بن وزیر سواروں اور اس طرف آدھی تھیں اس کی ایک بالی د
کہ کوئی ہمارا روک بھی نہ کر سکے گا۔ لہذا اٹھا۔ تین سو بھٹاؤں کے ساتھ اس طرف غیس آ گیا جہاں وزیر کھڑا
تھا اور کھیند و محمول۔ بے جہد و فتنہ لڑنا شروع کیسے وزیر کا قلعہ دار آیا اس کو اپنے اپنے
کا اور دھندل مرزا علی نقی بھی جو وزیر کے حواسی بن بھٹاؤں فری ہو اور وزیر کے بھی خفیہ زخم لگا لگا
چڑھے تو دن کو پہنچتی تھی داسے جہڑے کے بچے سے کل گئی اور وہ فتنہ کیا کر چڑھنے بن کر پڑے
اور کھانہ حوضہ نہایت مضبوط آہنی پتھر سے بنا ہوا تھا اور اس میں مدینہ تھا کہ قلعہ سواروں پر نظر آتا تھا اس
سبب وہ اور دشمنوں سے محفوظ رہی۔ پہنا بن نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر روکا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور دشمنوں کے ثقاف میں بٹھتے چلے گئے۔ فقط نواب جس خان و محمد علی خان اسے
حال میں رہے یہ دونوں مردانہ وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ کیا نا حکمت ویر نے کہا کہ اٹل
نیروزی بکھا دو۔ مگر اس میں کسے بچنے کے سوا اور سوچاؤں کے ایک منٹس بھی وزیر کے پاس
نہ آیا۔ اس بات پر غصے ہوئے۔ فب بھی خرابی تھکت زان کا بھائی بجائے ہدایت معقول کے وزیر
کے ہاتھی پر سوار ہوا گویا کا امداد و ایسی کا دھما۔ مگر یہ مجھ حوا میدان جنگ سے مارا ہے کی
طرف واپس چلے گئے تھیں کہ جب ولیہ کہ ہوش آیا تھا۔ داڑھی کے بال کھوٹے اور دانتوں سے
ہونٹ کاٹے اور دولان ہاتھ لے۔ وزیر کے ہاتھ سے تھوڑی دیر بعد موت مل جائے اور اہل
وراج ہمت سنگھ۔ رستم خان آفرید کی فوج کو شکست کا مل دست ہوئے اور وہاں خستہ ہوئے
حوضی دھجی وزیر سے ملنے کو آئے تھے نواب احمد خان سے جہد و فتنوں کے اس وقت وزیر کے
لٹکے کاہ برصیفہ کئے ہوئے تھا صاحب اور علی نظر لٹکے عظیم پر برسی نہایت پریشان تھا اور دیکھا غلاب

ماری کیطرت رجوع کر کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بدہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ سے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہے۔ دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینوں سرداروں کو پہنچی اونکو حواس جاتے رہے اونکی خوشی مبدل نہ رہی ہوئی اور ماری خوف کے ہانپتے کانپتے پہلی کیطرت راہی ہوئے احمد خان شکر خدہ اچلا لایا اشنے میں جو لوگ وزیر کے نقاب سے لڑتے ہوئے آتے تھے اونسی اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہو گیا اوس نے بہادری سے کہا کہ میں وزیر ابوالمصور خان ہوں یہ سنکر اغفالوں نے اوسے گھبرایا اور باقی بچے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے خدمت پر ڈال دیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے اب نواب نے اوسیر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سید ہدایت علی نے کل لشکر کو بھاگ جانے کے بعد وزیر کے توجہ جانے کی تو بہن حبقتہ رسالہ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیوں کو جمع کر کے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ ماسہہ میں ہو چکر جو میدان جنگ سی اکس میں کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہی سید اور احسن کو حکم دیا کہ نگہ زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکڑا شروع کیا اکثر معلول ہی سے وزیر کے لشکر کے آدمیوں کو لوٹا اور جو بچے اور کافوں والوں کے ہاتھ لگے تو انہوں نے اونکو لوٹ لیا۔ مان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہاں وزیر نے ایک سبب مقام کیا۔ اور یہاں سی دہلی کو روانہ ہوئے۔ مگر وہ بھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی سگست و مذلت کی خبر پہنچی امرا سے ملنے اور بادشاہ اور اونکی مان اور سہیلی اور جاوید خان وزیر کے مال اسباب کی مصیبت کی فکر کرنے لگے۔ مگر کجہ و شہت کہا کر انتظار خفین کر رہے تھے۔ جب سنا کہ وزیر زندہ نزدیک آہو بچے تو اونکو پہنچنے کے منتظر ہوئے۔ وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل اپنے بیٹے اور امیروں کو حکم دیا تھا کہ حقیقت آدمی جو وہاں اونکو سر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکھیں۔ ۶۹۔ سوال مسئلہ سہری مطابق ۲۰۔ شہر سہری ۱۱۰۰ کو وزیر دریا سے جہاں کے کنارے ساہ جہاں آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سی سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تھا کہ شہر میں داخل ہوں۔ قاضی نے فتوے دیا تھا کہ اگر وزیر ہندو سگست پاکو لٹے تو اہلی سے باہر نہ کرے شہر کے خارج کرنا چاہیے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ وزیر شہر میں داخل ہوئے۔ اور جب

امر اسے متانت کی حرکات سے اور دیکھو نواب بہادر جاید خان اور والدہ بادشاہ کو دیکھتی ساریں
 سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائیداد ضبط ہو جائے اور بچاؤ کی ذریعہ سیاق سے غلام الدین
 خان اعتماد الدولہ کا بیٹا اسحاق الدولہ خان قانان مقرر ہو (پیام دیا کہ جو زیر امر وہ زندہ
 باہر گراں ہے۔ اور مجھے سونچ بازو اور ہوا ہونے سے مدد کی۔ فرخ بخش میں لکھا ہے
 کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطر میدان جنگ میں پڑی رہی تھی۔ محمد علیخان جو باغیہ
 اگر بھی نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے۔ اور دہلی میں سالار جنگ اور
 مرزا علی خان کی رفاقت میں رہتا تھا اسحاق خان کی شہادت کا حال شکر اور معلوم کر کے کہ اس کی
 لاش اسی طرح میدان جنگ میں پڑی ہوئی ہو دہلی سے صرکہ میں آیا اور شکر کے لاش کو اٹھایا گیا
 اور سالار جنگ کے پاس پہنچا دی اور تجویز و تمین کی۔ وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے
 غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آئے
 تو کیا کرنا چاہیے اس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ اتناں کروں بادشاہ نے اس کو اجازت دی
 تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشروح بیان کی اور جنگش خاندان کی خدمات شایستہ عرض
 بیان میں لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آلودہ جنگ ہوا۔ ورنہ وہ
 مطیع سرکار تھا بعد گفتگو نے لہجہ اس کی کہ اب آپ ہی انصاف کیجئے اس میں کس کا قصور ہے
 بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غصہ فرنگ اور ادنیٰ
 خاندان سے کوئی لگتا تو سرکار سے نہیں کی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن بخاری
 کہا اسے ہے اگر اب احمد خان قابو کیا کہ صفدر جنگ کا ثواب کرنا ہو دہلی کا عزم کریں اور سو ف
 کیا کیا جائیگا۔ فیروز جنگ نے اتناں کیا کہ صلاح دولت بھی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان
 شاہی مع خلعت و تہذیب و اسب و شمشیر بھیج دیا جائے اور اس کو لکھا جائے کہ اب تک جو کچھ ہوا اس کا
 کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت ہی ہوا وہ اپنے کبھر کو دانگو پہنچا اب اگر تم مطیع
 سرکار رہو تو صفدر دہلی کا ترک کر کے فرخ آباد کو آؤں جاد یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسندائی تو ان
 شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیج گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان کے
 افسروں نے بھی اس جنگ میں بڑی دلادری دکھائی تھی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتیابی
 کے بعد حافظ الملک کے جامعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گھڑے اور نقد و جنس دیکر محنت
 کیا اور حافظ صاحب کو شکر گزاری کا خط لکھا۔ اور اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ اودہ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیر آباد تک جو آپ کے ملک کی سرحد پہنچے وہاں میں تو بہتر ہو حافظ صاحب نے
 شیخ کبیر اور پر مول خان کو سپاہ دیکر سرحد ملک اودہ کی طرف پورسین کر سٹھکے تھے پہنچا
 جنہوں نے خود مثنیٰ خیر آباد تک فتح کر لیا اودہ پر احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان جہاں خان
 چیلے کو مع دس ہزار سوار و پیشہ ساریاد و نیکے لکھنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ کرنے کے لئے پہنچا اور
 سادی خان احمد خان کے خان ولد تمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا محمد امیر خان
 کو غازی پور پر روانہ کیا۔ دہرائے کی شکست و موت ہی ادا آباد کے بڑے حصے میں بد انتظامی واقع
 ہو گئی تھی۔ سربوٹ سنگھ کھنجر جو پرگنہ کوالی پر قابض تھا جو زمانہ حال میں ضلع الد آباد میں واقع ہے وہ شیکھر
 ولد منہو سنگھ چندیلہ و گہشا سنگھ رکھنئی جو سابق میں بیٹھا لونگے دوست تھے اب ان سے
 مرہٹوں نے سازش کی اور قتل کر لیا لکنہ شاہ اب بھی مرہٹوں کو مذی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا
 ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری میں پٹانوں نے ملیج آباد میں قحطانہ قائم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵
 کس کے فاصلے پر واقع ہے سائنڈی کو جواب ضلع ہردوئی میں ہی گمہ بڑ کو دیا اور ایٹھی کو جواب
 ضلع سلطان پور میں واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سو دال ملو اور ساری بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان
 کیا۔ ۴

نواب احمد خان کی موت کی اودہ پر یورش

محمود خان ایچی نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو جلا۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۱۸۸ ہجری
 کو بلگرام کی مغربی طرف فروکش ہوا اس کی فوج کے پٹانوں نے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند
 لوگوں کو زخمی کیا وہاں کی رہایا شریف اور سپاہی پیشہ یعنی اونکو بھی تاب نہ آئی چند پٹانوں کو
 رجمی کر دیا۔ اور محمود خان کے لشکر کی دو سو اس بار بار روٹ لیکٹی۔ محمود خان نے وفود عزوہ کی
 مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اس کی کوششیں کا ارادہ کیا وہاں کے لوگ محلہ محلہ کے چہ کوچ
 مستعد مقابلہ ہوتے۔ مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ چاہد خان سے رابطہ و ضبط رکھتے تھے وہ
 محمود خان کے پاس گئی اودہ صلح کر کے اس فتنہ پر فاسقہ کو فاقہ پیش کیا۔ محمود خان نے
 پچا پچا ہندو کی طرف آگاہ کیے کسی بھی اعوام کو مع میں ہزار سوار دیا وہ کے لکھنؤ پر دھماکا کر دیا

۱۸ گنگا کے کنارے واقع ہے ۷

حاکم دیا اور اوسنی باچہ زار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنؤ روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر
 بڑا بڑا لشکر ایک کو ڈال اپنی طرف سے مقرر کر کے شہر میں پہنچا۔ شہر اس وقت صفدر جنگ کے
 حملے سے خالی تھا کیونکہ مٹھ سلطان صفدر جنگ خرسکت وزیر شکر فقار اللہ خان کے ہمراہ
 قلعہ آباد میں تھے اکثر مثل اپنا اسباب شیخ معز الدین کے گہرا منت رکھ گئے تھے۔ اوسکو اوسکی
 دوستوں نے منع کیا تھا کہ ان لوگوں کا مال گہر میں نہ رکھنا جائے۔ کیونکہ خافان کو دوسے پیدا
 ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہنڈ میں آکر نہ مانا معز الدین خان مقتصد نے
 وقت سردار آغا غنہ کی ملاقات کو بیرون شہر کیا۔ اوسنی بڑی عزت کے ساتھ ملاقات کی۔
 کو قوال نے شہر میں بیجا حرکات اور خبتان شروع کیں۔ شیخ نے اوس کو سمجھایا اسی ضمن میں
 کسی مفتری نے سردار خافان سے ظاہر کیا کہ شہر والوں نے آپ کے کو قوال کو بھرت کیا ہے۔

معز الدین اس وقت سردار کی پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کر سکتے ہیں مہاتما ہوں
 اور مقتصدوں کو سزا دیتا ہوں اور فوراً حضرت ہو کر شہر میں آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ
 آغا غنہ کی امان کا اعتبار نہیں پس شہر کے شرفاء کو طلب کر کے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہیں ہے
 انکی اطاعت سے بجز امت کچھ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو پہنچو بخالدین بعض خوف کھا کر
 جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معز الدین نے زبردستی کر کے رو بہرہ کیا۔ اور
 شیخ زادوں سے شہر کو جمع کر کے انکو کہا کہ کو قوال کو بخالدین۔ شیخ زادوں نے ایسا ہی کیا معز الدین
 نے کسی مثل کو مثل ہی پاس پٹنا کر اپنے رکھین بٹھا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کا دی۔ اور
 اعلان کیا کہ مثل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کو قوال ہے۔ اور ایک سیر جٹا علی کے نام کا شاہہ کیا۔
 جو اس جٹا کے بچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوئی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ دو سو
 بیس زادوں نے مقابلہ کیا دریا کی گونسی کی طرف سخت لڑائی ہوئی چٹان بہاگ تھکے وہ سردار بھی جسکے
 ہمراہ ہندہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا قدام تو بچا نہ اور اسباب شیخ زادوں کے ہتھ لگا۔ محمود خان
 جو بچا تھا انکے گہاں بر معیم تھا یہ خبر سنکر لکھنؤ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا معز الدین نے اوسکو پام دیا کہ
 آپ لوگ اپنی حماقت سے اہل درویش کو پیچھے اب بندہ خود ہی آکر پاؤں پہنچاؤ۔ بندے توقف نہ کیا
 ابھی محمود خان وہیں معیم تھا کہ یہ مفروغ اعلان جا پہنچے اور شیخ نامہ کی یہاں دسی کا حال بیان کیا
 محمود خان خوف زدہ ہو کر لڑی ملک کی طرف واپس ہوا شیخ زادوں نے تمام پٹانوں کو اودھ کی
 علامہ دی سے نکال دیا۔ یہ بیان سیر الماخرین کے متعلق ہے ان پٹانوں کی ترقی کو ہتھ

ریخ و تعصب کی نظر سے دیکھا ہی۔ حقیقت حال یہ کہ جو وقت لکھنؤ کے شیخ زادوں نے سر اٹھایا
 تو اس وقت میں وزیر نے مرہٹوں کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی
 اسوجہ سے انتقام ٹھکن نہ تھا یہ تو جوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا لیکن اس پر اس
 کا مولف کہتا ہے کہ محمود خان نے لکھنؤ میں بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی نذاری محل واقع لکھنؤ میں
 رہتا تھا اس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک مخلص تھا محمود خان اس کے پاس کبھی کبھی
 جایا کرتا تھا ایک روز اس بڑی جوش و خروش کے ساتھ آیا کہ تم میرے بھائی کے لئے کل کو شعلہ
 آتش اٹھائے گا جو صمد آباد میں کوہک کر چکا۔ اور اب تمہاری حکومت یہاں سے اٹھ گئی ہے جلد ہی
 یہاں سے چلے جاؤ جہاں دو سرے دن پٹانوں کے بارود نے زمین آگ لگ گئی۔ ایسا کہہ کر
 آواز ہوا۔ صمد آبادی اور گوی۔ تین تین چار چار کوس پر جا کر گرے۔ علی الصبح محمود خان نے
 لکھنؤ سے کوچ کر دیا۔

محاصرہ قلعہ آباد

بعد انتظام جہاں احمد خان بذات خود قوت کو گما ادسکی آمد عکرواں بقا را شہ خان ولد مرہٹان
 جو عہدہ الحاکم امیر خان تھے یہ بیتجا تھا اور اپنی چچا کے عہد سے کوری کا فوجدار تھا اور پرتاب نرائن
 اور خان عالم امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملے آئے تھے لکھنؤ کی راہ
 چھوٹی پہاڑی تھی۔ علی قلی خان داغستانی صوبہ الہ آباد کا نائب اس سے ملنے کو آیا اس وقت
 انہوں نے معلوم کیا کہ سادی خان میں ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے۔ علی قلی خان اپنی
 فوج اور کچھ راہ پر تاب نرائن کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو شہر آباد میں فوجوں کا
 کوریہ جہاں آباد میں مقابلہ ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ سادی خان شکست کھا کر لوٹا جب
 اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اس نے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک
 بھیجے۔ مگر صلاح کاروں نے کہا کہ آج جو دو ماں چلتے کیونکہ آپ کی آمد سرکار دشمن فی العزاد آباد
 کا قلعہ خالی کر دینے۔ بقا را شہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سرکار محبت تمام

۱۷ دیکھو آریں صاحب کی تاریخ ۱۲

۱۷ یہ علی قلی خان داغستانی وہ نہیں جس کا تخلص عالم ہے ۱۲ غنائہ عامرہ۔

دیا جسے پہرے اور آباد کی قلعہ میں پناہ گزین ہوئے انکے ساتھ راہم شنگ اور پسران
 راجہ نور لڑائے بھی تھے احمد خان نے کڑھ جہان آباد میں پہنچ کر حیدر کو قیام کیا اور یہ خیمہ
 کیا کہ خود دہانے گھر کو واپس آئے احمد جنگ ان تین سرداران یعنی منصور علی خان درستم خان گلشن
 و صفات خان آفریدی کے ہاتھ میں چھوڑے ان قیون سرداروں کی پاس بہت سی سپاہ لوگ رہتی
 لیکن مشرقی صوبجات کے حاکموں نے اپنی پرہی پت ولد جتواری ولد جسے شنگہ سوم شہی حاکم
 پرتاب گڑھ اور راجہ بلوٹ شنگہ حاکم ہارس کے وکیل جواہر کی پاس پہنچے تو اس کو آگے بڑھنے
 کی ترغیب ہوئی۔ معصوم نامجات کا یہ تھا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھیں گے تو ہم لوگ کوشش
 کر کے بہت جلد قلعہ خالی کرینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے میں آجائے گا
 ان ناموں کو پہنچنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑھا جہاں پرہی پت پرتاب گڑھ سے اپنی فوج
 لا کر لشکر کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اس کو قلعہ عطا کیا۔ اور خود اسکی درخواست
 پر اس کو پیش مسکن قیام کیا الہ آباد پہنچ کر نواب احمد خان نے دریائے گنگا کو عبور کر کے
 جہو سی کو پہنچا۔ اور جہان پور میں ایک بلندی پر قصبہ بنایا اس بلندی کا نام قلعہ راجہ بلوٹنگ
 تمام الہ آباد کو خلد آبا سے لے کر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا
 کوئی اہلیہ بچہ شیخ محمد فضل الہ آباد کی مسکن و دریا یاد کی لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونوں جگہوں پر شہان
 قایم تھے۔ بقار احمد خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرنے لگے تھے
 اور یہ دونوں دیوان گلشن کی اطاعت و عاری رکھتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی
 اسلئے قلعہ الہ آباد میں پناہ گزین ہوئے اتفاقاً اندر گھسنا سی کہ مہادیو پرست معاش باہنچرا
 برہنہ جنگ جو فیروں کے وہاں تیرتھ کو گیا اور پڑا نے شہر اور قلعہ کے درمیان میں ہیل بہ فقیر
 وزیر کے لوگوں کی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیوں نے اندر لڑ کر کوہستہ کہا کہ قلعہ کے اندر
 رہنا چاہئے۔ اس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقار اللہ خان خلب آزمودہ آدمی تھا
 اور جنگ میں مہارت کمال رکھتا تھا۔ ادنی دریا براہیک پل اس مقام پر بنانا جو درمیان
 تھوڑی جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ اراٹل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے واسطے گندے
 ہر گنگا و جہا کے شکر کے پیچھے ہے اسکی اپنا شکر گاہ قلاں قصبے میں چھوٹا اور خود مع فوج صبح
 و شام قلعہ کو نکال جاتا رہا۔ اور قضا خیل سے برابر تھوڑی نواب احمد خان پر چوٹی زمین اسکی جانب
 راجہ سرہتی پت اور اس کے حملہ داروں نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھ جی بذات خود آئے حکم ہوا تھا اس وقت جہولٹی کو بھیجا اور نواب احمد خان کے
 بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حکمورین حاضر ہوا۔ محمود خان حال بن کھنڈ سے آیا
 تھا۔ راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اسکی
 ریاست اسکی نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان و لاکنہئی جو ٹھہری نواب
 کی کسی بیگم کا رشتہ دار تھے۔ ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ
 ساتھ لیکر اراکھ کو جاؤ۔ اور دشمن کو دہلے سے ہٹا کر اپنی فوج کا بڑا ومان ڈاکو تاکہ قلعہ معروف
 کے اور باب رسد سد و دھوراجہ فی منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ مقام جہولٹی کو آکر ناوین مہیا کرنے
 کا حکم دیا۔ جب نواب بقار اللہ خان کے جاسوسوں نے اس ارادی کی خبر اسکو پہنچائی
 تب اوک نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگوں کو مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہی
 جس سے وہ جانب سی ہمیر حملہ ہوئے پائے۔ آخر بہر ایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز
 مقابل کی فوج سے جنگ کریں۔ بقار اللہ خان بڑی فوج لیکر بل سے بار ہوا۔ اور فوج قلعہ
 سے باہر آکر اس سے متفق ہوئی۔ اندر گرنیا سی بھی حکم پا کر شریک ہونے کے واسطے قلعہ
 کی آڑ میں آگے بڑھا۔ اور گنگا کے کنارے بڑے شہر سے قلعہ تک صف باندھ کر بغیر جنگ
 کھڑا ہوا۔ جبوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہو کر اپنی لشکر گاہ کے کنارے آیا اور وہاں کسی
 اوسے نواب مصدق علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر سخت کر کے کو بھیجا ہو جب حکم کے
 وہ آگے بڑھے۔ علاوہ ازیں انکو ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بکسر
 اور چار ہزار سادات خان آفریدی کی ماتحتی میں اور دو ہزار نکل خان کے حکم میں اور تین ہزار
 یکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرسید خان چلبہ کے حکم میں تھے
 اسکے سوا وہی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان براء وغیرت خان لوز خان ولد غلب خان
 متینا نامدار خان براء بہت خان متینا و عبداللہ خان و کرنی نواب احمد خان نے ان سب
 کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھ کر دشمن کو پہنچے دین راجہ پرتھیپت سی نواب احمد خان نے
 کیا کہ تمہارا مقام پیش لشکر سے دمان جا اور راجہ چلبہ میں آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔
 تین گھنٹہ توپ و تندوق و بان کا شکار گوم رہا۔ آخر کار راجہ پرتھیپت جو آگے تھا قابو پا کر
 دشمن کی سپاہ میں در آیا۔ یہ دیکھ کر منصور علیخان اور دوسرے سردار اسکی مدد کو بڑھے
 راجہ ماتحتی سے اور تر کہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اسکی ہمراہی اپنے گھوڑے لے کر کشمیر سے

دشمن پر چہینے اس مقام پر پہنچ کر مسعود علی خان بھی اپنی ماتحتی سے اور ترکہ راجہ کے آگے پہنچا
 بقا راہ خدا خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اور جب بقا راہ خدا خان نے
 دیکھا کہ فتح کی امید نہیں ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا۔ اور گولندار توپین قلعہ میں چھوڑ کر پل کے
 پار پہاڑی آٹھ اور پہاڑی وقت اپنی کنارے کی طرف پل توڑ دیا۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے
 یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان بر قابض ہوئے۔ اور جبکہ یہ لوگ متعین ہوئے وہاں سول تمام
 وکمال نظر آتا تھا۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان مسعود علی خان کی فوج سے آگے اپنی
 فوج کو پیش پر بڑھا لیگیا۔ جب مسعود علی خان کے لوگوں نے یہ حال دیکھا ازراہ رنگ جلدی شہر پہنچے
 اہل لوگوں سے آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جائیں۔ راجہ بھی بہت کی بھی راہی ہوئی
 لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی مٹی فوراً ایک شہر سوار نواب مسعود علی خان کو واپس
 بلائے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا چھپرہ سرورے مارنے کی برابر ہی حکم
 پاتے ہی مسعود علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا۔ مگر یہ مٹی بہت نے کہا کہ تیزی سے ایسا معلوم ہوتا ہے
 کہ قلعہ خالی ہو گیا ہے۔ پس اس میں کیا قیامت ہے۔ اگر ہم پل کے سرے تک جاؤ تو اگر قلعہ میں کوئی شخص
 باقی ہوگا تو بیشک ہکڑے دیکھ کر گولی جلا بیٹھا۔ پس اگر ہمیر گولی نہ چلائی اہلے گی تو قصد کر بیٹھے
 کہ قلعہ خالی ہے۔ اور اوپر مرتضیٰ کر لین گئے مسعود علی خان نے جواب دیا کہ میں خلاف حکم ایسا
 قصد نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر شاہ دہلے نے فتح کے بجائے۔ اور نواب کی خدمت میں واپس آکر
 مع دوسرے سرداروں کی فدا گزاری نواب احمد خان ابھی قلعہ آباد کا حاصرہ کئے بڑا ہتھکڑا تھوڑ
 عرصے بعد یہ خبر سن کر کہ مسعود جنگ اور مرہٹے فتح آباد کی طرف بڑھے ہیں اس طرف روانہ ہو گئے
 تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر کیا ایک پہاڑ سے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی
 اسلئے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر ورامی اور فرمان ہارٹی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر
 کھڑی کر کے شب کو رسالہ داران جامعہ دارون اور مصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان ہارٹی
 رو رہی۔ رات سے سوار ہو چکا۔ تمام سامان روزگاری کا تیار کر لو اس قلعہ سے واپس نہ کرنا
 جب وزیر کی چڑائی کی خبر مشہور ہوئی۔ راجہ پر تاب گئے بھی لوٹ گیا۔

نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سکھ راجہ کی گفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے میں مصروف تھا تو دوسری یہاں سے صاحبان خان

ولازاک جو پوری کو مقامات جو پور۔ اعظم گڑھ اکبر پور دیگر مقامات میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ بلوت سنگھ نے نصف ریاست کیے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اس کو ملک کی ہنگام دو۔ اوس کو ملک بھیجی گئی۔ اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڑھ اور مشا د جہان زمیندار مول اوس کے آکر شریک ہوئے مول اعظم گڑھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج اکبر پور میں جمع ہوئی اور ایک چوٹا سا قلعہ سرخان لور کا بندہ و درگڑ محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا ازاں بعد جو پور کی طرف ٹرسے اور جھہ کہنہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کر گہس آئے۔ اور اوس مقام پر قابض ہو گئے صاحب خان نے آب ہی چڑھنے میں تاخیر کی اور فوج آباد کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام جو پور سے تیس میل شمال مشرق میں ہے بلوت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دیائے گنگا کے کنارے تھا اس کی طرف واقع ہے۔ بلوت سنگھ گنگا پور سے جو نیاس ہی تھوڑی فاصلہ پر مغرب میں واقع ہے روانہ ہو کر مرہا پور پہنچا۔ یہ مقام جو پور سے بارہ میل جنوب میں ہے۔ اور صاحب زمان خان کو اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو تین مہینوں کا تھقیہ صلح پر منحصر ہوا بلوت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے مقبوضہ افغان یعنی صاحب زمان خان۔ جسے جنگ کرے سے انکار کیا۔ لاجاں ہو کر بلوت سنگھ نے معاملہ صلح کو ناتواں بنا دیا۔ صاحب زمان خان نے جاہل دی پور میں بڑا ڈالا۔ دوسرے روز اوس کی فوج میں بابت تباہی سے تنخواہ کے لئے ہوا اور وہ تنہا اعظم گڑھ کی طرف روانہ ہوا۔ بلوت سنگھ نے تب اوس کا گہ لوٹ لیا۔ صاحب زمان خان نے اعظم گڑھ میں اپنی آب کو محفوظ بنانا کر ملک بتا کر گویا اور وہاں کے راجہ سے اور ۱۰ ماہ دہر کھوڑے عرصے بعد وہ جو پور کو واپس آیا لیکن اہانت سنگھ نے پہلے سے مقرر کر دیا۔ قتل ہوتے کہ سب نیاس کی مہاندیاں نے چٹانوں کی آمد سے وہ پھول پور پر جو بارگ سے آئے اوس کے فاصلے پر ہی گئے اور لہا لہہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور معمول دہل کرتے ہیں اس شرط پر کہ بھان، ہار سے شہر میں نہ آئیں اس کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم بھان کو خواب میں کسی دہشتی میں تو کما پٹ لگتے ہیں۔ مرہنگہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور بھان واپس گئی۔

وزیر کا با دشاہ سی عفو قصور کرنا اور ان سے احمد خان پر چڑھائی کی

انبارہ نہایت بد مٹوں اور پھر توپ کے جاٹوں کو اپنی مدد کے لئے بلانا

وزیر رام چوٹی میں ٹسکت کہا کہ ۲۰ شوال ۱۰۰۰ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۰۰ء کو دہلی واپس آئی
اور یہاں پہونچ کر ادھون نے دکھا کہ بادشاہ مجھ سے سخت ناراض ہیں تو سخت غمگین ہوئے۔ ایک
عرصے تک وہ گہرے نہ گئے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھتے بیٹھتے تھے۔ آخر اللہ کوئی بیگم نے اولاد کو
دیا تو وہی۔ اور قرار کیا کہ جتنا وہ بیگم سے پاس ہو سب تم کو جیتی ہوں۔ یہ خبر ان کو پہونچ گئی۔ اور
ادھون نے راجہ ناگول اور بھی نرائن اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبدالملک کو بھی جو ادھون
دولن اجیر سے پہونچا تھا شریک مشورہ کیا اسماعیل بیگ خان نے صلح دی کہ افغانستان کو فوج
نہیں لے جاتا ہے۔ ناگول کی رائے ہوئی کہ وہ بیلون کو بلانا چاہئے۔ اور کہا کہ فایم خان کے محلے کے
سب سے روپیے خرچ آباد کے بچوں سے عداوت کہتی ہیں۔ وزیر نے اس خبر کو مایوس کیا۔ اور
کہا کہ اگر یہ اعلان باہم کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اور غنیمتوں سے ملے۔ ہائے تم سب متفق ہو جائے
تب ہیرو نے سید عبدالملک سے صلح پوچھی۔ اس نے کہا کہ ایک سو ساٹھ فوج سابق میں بھی کم تھی
اور اب بھی جیسے درکار ہو گیا ہو سکتی ہے۔ مگر سردارانی خنک دہہ و آڑو دہہ کو برف کرا چلتے۔ طریقے
کہا کرتے کون ایسے لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ سخت لشکر اور دہہ داران مرہٹہ اس کام کی یافت دیکھتے ہیں
اور راجہ بھی نرائن نے بھی مرہٹوں کی فوج کثیر لے کر کیا اور کہا کہ آبا سیدھیا اور ملہار کو کے پاس مشر
اسی ہزار فوج اس وقت کوڑے کی قرب و حوالہ میں ہے۔ ایک ہزار مرہٹے و سہزار افغانوں کے واسطے ہیں
اور پشمال سرحد کے نام سے چونک بڑے تین اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کو
دوسرا شراہم اہم بہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت کو رضامند کرنا چاہئے۔ اس غرض سے وزیر نے راجہ
جنگل کشور کو ملی مہابت جنگ کو فاضل ناظر وید خان کے پاس بھیجا اور اس سے امانت چاہی
اگر بادشاہ خان خواجہ سرکواہ شاہ نہا بن غرض رکھتا تھا اور حال بالضرورت سننے کے بعد بادشاہ خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث الملوامہ ہونی چاہئے۔ بدو بہار رنشینہ میں جو زمین ہاتھ جانی حمزہ
سلیمان المشان نظام الدین اولیا کی درگاہ میں باقی تھی۔ یوسف واپسی وزیر کے مکان پر آغل کا
ایسویں مرتبہ چمید گیون کہ وہ سمجھا لیا چاہیں مہمیں بیان کریں۔ جنگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اس کا پیام بیان کیا۔ چہار شینہ کو جوادید خان حضرت نظام الدین اظہار کے مزار کی نہایت
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا۔ اور اوپر کی باقی کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلا
کا فرارح تھادی طرف سے بالکل پہونچ گیا۔ کسی کو جرات نہیں کہ کوئی بات پہنری کی نہا۔ حق میں
معتور میں عرض کرے۔ اور لوہا پر روز جنگ لڑا احمد خان۔ کیم واسطے سہی کرے پر ہند

سقندری کہ کسی کی مجال نہیں کی کہ اس کی خلافت ایک بار تو یہی منہ سے نکال سکے ورنہ
 بعض الفاظ قریب النعم جاوید خان کی اور کہا کہ اگرچہ اس معاملے میں دست اندازی کو بہ اور
 بعنوان شاہیہ بادشاہ کلمات سے عرض محروم نہ ہو چکا ہو تو خوب ہو اور تاریخ مظفری سے
 معلوم ہوتا ہے کہ وزیر نے اس کو نہ لاکھ روپے بلکہ لاکھ روپے کے طور پر رشوت کے دینے پر مامور
 کر لیا۔ لڑا ناظر نے اپنی بات پر بہرہ ور نہ کر کے اور کیا کہ جب مقررہ حساب ہو گا تو تہا کی حق میں
 سفارت کر دیا۔ اور بادشاہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تہا کی طرف رجوع کر دیا۔ بعد ازاں
 گفتگو کے وہ سوہو ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز بعد ایک اخبار نویس کے پاس جو جامعہ خان کے
 لشکر گاہ میں مقیم تھا ایک خط اس مضمون پر آیا کہ صوبہ جات مشرقی کے زمیندار راجہ بھتیجی
 و راجہ بھتیجی سنگھ اور دوسرے زمیندار معز کٹر لڑا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تین
 لاکھ کا مطیع قرار دیا۔ یہ بھی الہ آباد کے محاصرے کے وسطے لڑا کے شریک ہوئے۔ بڑی فوج
 جمع ہو گئی تھی اور عہدہ و جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ حواری اور پیشاں پیل زیر لڑا کے لڑا
 احمد خان جمع ہو گئے ہیں۔ دیکھا جاوے ہے عہدہ قلعہ الہ آباد کے پر وہ عینب کی کیا ظہور میں آتا ہے
 لڑا ناظر نے موقع باکرہ بطرح وزیر سے اقرار کیا تھا کہنا شروع کیا۔ اور جو باتیں ازراہ
 دورانہ شبی اس کو کہلاتی تھیں اس نے بادشاہ کی بیان کیں۔ ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
 دل پر اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہوں تو مجھ کو سخت متروک ہوتا ہے میری
 نیند جاتی رہتی ہے۔ صعدہ جنگ کے شکست کہا کر اس آسنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
 فرمان گویا بصورت تہمت نامے کے احمد خان کے نام پر سفار ریاست لاروی بھیجا تھا
 اوسہ قناعت نہ کر کے اس نے ریاست شاہی خالصہ برہمپور متنبہ کر لیا ہے اور اپنی بیٹے کو بھرت
 لشکر ملک اودھ کے روانہ کیا ہے۔ اور جو لڑا آؤ کو خواہ ہے۔ کہتے ہیں۔ اس کے بعد نکال کا عزم
 کر لیا۔ اور اخبار نویسوں نے حضور عالی کو بڑی اطلاع دی کہ اس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہے
 علما یہ کہتے ہیں کہ کتاب دھون دروینہ معتمد مرشد دولہ افغانی چاہے کہ اس کے کوئی افغان
 و شریعت نامہ دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کہہ چکے ہیں۔ پھر اس درمیان احمد خان کے پاس ایک
 لاکھ کی زیادہ فوج تھی اور سات صوبہ قبائلی نے اپنے تہہ و ماوراء اس سے کیوں نہ لڑا
 رسوا کیا ہے جب دواوید خان نے اپنے ہاتھ لڑا لے لیا۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ لڑا لے لیا۔
 متروک ہو کر پہنچے۔ لڑا کر کے اپنے ہاتھ لڑا لے لیا۔ متروک ہو کر پہنچے۔

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا مقصور معاف ہو اور احمد خان کو طبع کرنے کا کام اس کو تفویض کیا جائے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہیں ہے کیونکہ وہ فتنہ کثیر بد وقت و باطن
پر سب کچھ دیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تہوڑی سی فوج سے اس کو شکست فاش دی۔ اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اس دل باری فحشے اب کیا کر سکتا ہے اور وہ اس
باید ز دشمن ہو جائے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری رائے میں تمہاری تجویز بالکل خیال عام کے
میں اسے ہرگز منظور نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ اچھی تجویز میں کبھی ایسی مفت نہ ہوگی۔ جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر ہیں آپا سب بند ہیا اور ملکہ اس وقت جو اس وقت
راجہ تانے میں ہیں وہ اگر طلب کوئی حاقین تو حضور عالی کی نوکری کر لیں گے۔ راجہ انقل کی امید
سے جو حکم ان کو دیا جائے گا اس کی تعمیل و فاداری اسے ساتھ عمل میں لائیں گے سو جمل عاشر
کی فوج بھی آجہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اس نے شکست سے پانی نہ منقشر ہوئی سو اس
حافظ رحمت خان رومیلوں کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان
اسی بات میں آگئی۔ اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا مقصور معاف نہ ہو۔ اور کل دربار میں
حاضر ہو۔ جاوید خان جو سکتر خوش اس پر گھر کو گیا اور دیات کے وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونوں
باہر بیٹھ گئے۔ بعد ازاں جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تھی اس وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جو کل گھر کے اندر بیکرا بنے مکان کو گیا اور اس سے کہا کہ وزیر سے کہہ دینا کہ کل دربار میں حاضر ہوں
اور فی الفور ایک فرزند رائے کی تیار کریں۔ خداوند رائے کی عیب لاکہ روپیہ سے کہہ گئے
جو کل کشتور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ عیب لاکہ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے طلاق
وقت دینا چاہئے۔ دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوئے دیوانہ میں
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس دیا اور اس کے راجہ سحر میر نرنگ حاضر ہوئے اور آداب بجا لاکر اس سے
اس پر بایں برکت سے ہوئے اس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بلا لے
سلطانی میں حاضر کرے۔ جو وقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا اس میں خان جو ہر بار چہا
ویشی کے اس کے روبرو پیش کی گئی۔ بعد معمولی انکار کے اس نے ان کو قتل کیا۔ بعد ازاں وہ
حضور میں حاضر ہوئے۔ وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھ دیا بادشاہ۔ یہ سارا دیکھا کر
چہاں سے ہلکا ہوا۔ وزیر نے عرض کیا کہ علامہ نے بڑا گناہ کیا۔ مگر مٹی عفو ہے۔ یعنی ہندی

منہ ہان بہ کہ زقصیر خویش عذر بد گاہ خدا آلودہ

ور نہ سزاوار خدا و دیش کس خوا ند کہ بحیا آودہ

بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیر کیا۔ نصف دہ ہارچہ مع نیل واس و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرود مارہ مقدار دیکھ کر لاکھ پنشن کی اور نصف ہو کر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گھر کو روانہ ہوتے حسب امتداد عالتے حاید خاں ملہاراد اور آبا سیند مہا کے نام ایک نوان سناہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹوں کے پاس یہ تحریر لکیرا جہ مہاراجا جو۔ وزیر کی سرکار کا مار علیہ تھا اور ستر سکاڑل درجہ کل کشور روانہ ہوئے ورا لورای کیل مرہٹوں کا بھی انکے ساتھ گیا۔ اس قاصد دن کو کوٹہ سی و پڑا واسطوں اور پٹی سے دو سو اسی تھیل جنوب من مرہٹوں نے اونہوں نے وزیر کی خط کا معلوم کر کے آپسے دو کروڑ روپیہ طلب کی۔ رام نرائن نے کہا کہ تمہاری نظر منین پچاس لاکھ روپے ریا دہین۔ ہم تو ایک ملے میں اسے لے لیتے ہیں ہماری نظر من اس قدر روپیہ ہے۔ ہم کو کیا ضرورت کہ پچاس لاکھ روپیہوں کے لئے ہار لاکھ بٹھاؤں کی لڑائی کریں۔ جنگ دوسرا روپیہ کیونکر بھیتیں ہی کہ ہم ضرور اوپر فتح پا ہو گئی ممکن ہے کہ ہر کوئی شکست ہو جائے آخر ملہاراد ایک کروڑ روپیہ راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر شاہ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کر لیا اور اپنے حقیقی بھتیجے کو کو بھی جو حسرت ملو کا بہائی ہے سنا ڈھلایا۔ اور سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ ملہاراد سیندہ ہار روپیہ یو مہ سورج ملے اور ۲۵۔ یا ۳۵ ہزار روپیہ تازمان جنگ مرہٹوں کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش میں بیان کیا ہے کہ مرہٹوں کے لاکھ سواروں کو جو باغی آپا ملہاراد روپیہ لاکھ روپیہ کوٹ اور پچاس ہزار مقام دیتے کا قرار ہوا۔ اور سورج ل خود اول سے شریک ہوا اور جو جملہ سالان جنگ مثل کوٹ و بان و جزائ و گولہ بارود وغیرہ ہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی محال

۱۵ دیکھو گیاں برکات اور عمارا سعادت اور آرون نے رام نرائن کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین میں بھی نرائن۔ ۳۰ دیکھو گیاں پرکاش ۱۲
۱۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۵ دیکھو عمارا سعادت ۱۳

مجاں نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کر لیا اور دشمن پر چڑھتا ہوا دیکھ کر قریب پہنچے تو دیکھا کہ وزیر کے وکیلوں کو رحمت دیکر صفدر جنگ سے پاس بہرہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت میں آنا کیا ضروری ہے ہم بالابالافوج لیکر جاتے ہیں اور یہ بھی ہوا چھتھین کا آب کی فوج گزالی میں ہماری شریک تری۔ بلکہ کوئی اس معاملہ میں دخل نہ دی۔ راجہ نرائن دغیزہ مرہٹوں کی رحمت ہو کر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روٹلی کو آمادہ ہوئی۔ لیکن خزانہ اون کا ایک کمزور روپیہ ہی کم تھا اور ہوائی مصارف فوج معلیٰ و منہ ستار کے افغانی فوجیوں کے مصارف بھی زیادہ تھے ایک کروڑ روپیہ مرہٹوں کو دینا پڑا۔ پھر اس لئے اون کے دلا کو فکر تھی لہجی زبان سے اس معاملے میں مشورہ کیا۔ اس نے عرض کیا کہ سر سچائی تو اس شرط پر خفیہ جنگ ہیلری کہ وہ بالکل بھٹانور کا ملک فتح کر اہل فوج و اس وقت بہتر رہ جائے گی جب آپ کا مقصد اس ملک پر چلے گا۔ تو کروڑ و بیتہ کیا جیر میں۔ بالفاظی جانچہ بہرہ آپ کے پاس موجود ہے اس میں سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرفین لائے۔ نائب وزیر اہل بات سے مطمئن ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مرہٹے دہلی میں آئے تھے اور جب وہ اہل کے قریب آہو بچے تو ایک عہدہ دار انکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا کہ وہ سرے روز دیکھا راؤ اور آبا بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور خلعت و حرمت ہوا۔ وزیر نے سوچا کہ حالت کو بھی بلوایا اور اس کو بھی خلعت ملا۔

وزیر کا یہ دوبارہ فتح آبا و پر چڑھائی۔ اور فتح کا حوالہ
وزیر نے اجازت کو چ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پر عنایت کر کے رحمت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو۔ اہل حمادی لالہ لالی سلطانہ پیری بن صفدر جنگ اپنی اور مددگاروں کی فوج لیکر دارالخلافت سے برآمد ہوئی۔ عماد السعادتین لکھائی کہ اس وقت صفدر جنگ کے ہمراہ دلاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چوٹی بڑی توپیں اور مہدوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے۔

صفدر جنگ نے دریائے جہناک عبور کرنے کے پہلے ایک عظیم مرہٹوں کو

دیا کہ شاد خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے ذرا ح سے بھگا دینا چاہئے۔ اور جب وہ
 فرخ آباد کی طرف بھاگے اوس کا قاف کرتے ہوئے فرخ آباد کی طرف بڑھتا چاہئے لہذا راوا اور
 آبلے نے ہزاروں لوگوں کو بھگا دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگانے اور وہاں کرتے چلے جاؤ بھگد
 حکیم کے لودھا شروع کیا اور چوبیس ہزار سواروں نے شاد خان حاکم کول و جالبیکسٹر جاگیر
 تہہ تر سے عرصہ میں طہار راوا اور آبا سیند بہا خود وہاں پہنچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شاد خان
 کے پاس مقابلہ غنیم کے نوح ہنایت قلیل تھی۔ مگر تاہم توڑے عرصے تک قدم چاہے رہا۔
 اور جہانگ ملکن تہا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی حب حفاظت کر کے اور دشمن کے
 بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہو کر قادر چوک پہنچا۔ یہ موضع برگنہ ادھانی ضلع جالپور
 واقع ہے۔ وہاں سے اوس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق کی سمت
 گنگا کے کنارے کی رتو فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی سکست سی چہ ماہ
 کے بعد شاد خان کا بسپا ہونا سر پٹن کے مقابلے سے سنا غالب نے راجہ برہم پتی کو طلب
 کیا اور کہا کہ وزیر کو زکے سینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف جانا ضروری۔ انشا۔ اللہ تعالیٰ اوسکو
 بارگشت سکست دیکرواں آتا ہوں اوس وقت اضلاع مشرق پر مقبضہ کرونگا۔ راجہ برہم پتی نے
 کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بعض فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
 وزیر کو قوت و تہ تیغ ہی چکے ہیں اب عین وقت پر پہنچے ہی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائے گی اسکو
 مجتمع کرنے کی ذقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہو کر صوبہ اودھ کو چلیں اور
 وہاں سے جانب مغرب روانہ ہوں۔ اس میں چند فائدہ ہیں ایک تو شتاب زدگی کو نہ ہٹے گی
 فوج بھی منتشر ہوگی۔ اور زمیندار لوگ اودھ کے جوابتے اپنے گہروں ہی بعد لڑائی بد عمل
 بھاگ گئے ہوتے وہ بے ہنگمے مدد روپے اور سپاہ سے دیں گے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ
 کہ بہت سی رز آخا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپ کے حکم میں جمع ہوتی ہے جب آپ فرخ آباد
 کو عجب روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چوڑو ہنگے غالب نے کہا میں اپنی سواروں کی مشورہ کروں
 دیکھوں اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رفعت ہوا تو آپ نے رستم خان کو، منگل خان، غازی
 و محمد خان آفریدی و سحاب خان و کرکزی و حاجی سردار خان و دیگر سرداروں کو طلب کیا
 جبوتے اویہوں نے راجہ کی صلاح مٹھی کہا علیحدہ ہاہم ضرورہ کر کے جواب دیں گے۔
 زائد ان لوگوں کی رائے قویہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوتارنا چاہئے۔ لہذا حاجی سردار خان کی رائے

اب کسی کی حالت کرنے تاہم وہی نہیں ہے اور بارگشت

اسکی خلاف قطعی سب افغان سردار لواب کے ہاں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار
جائینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف کی بہاگ گئی۔ ہم کو خوف نہ کرنا چاہیے یہ وہی
وزیر ہے جسے ہم ایک بار رک دے چکے ہیں اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس متبہ دشمن
کو زندہ نہ جانے دینگے۔ اور ہماری نزدیکی اور اسکی فوج کی یہ دھت کی جیسا کہ شل مشہور ہے کہ مرے
کو مارنا کیا مشکل ہے۔ لواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر بوجہ تمام کیوں خاموش ہو
اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات کی خوش تہنگی میری راہی راجہ پر سختی پٹ کی راہ سے موافق
ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اوس کی راہ سے بہت مناسب ہے۔ حسب صلاح سرداروں کے فتح آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا۔ اور جو کچھ منورہ قرار پایا تھا اوس کی اوس کو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھ کو کیا حکم ہو تا ہے لواب نے کہا کہ میں تمکو بالفعل اس ملک میں بطور اپنے نائب
جوہر سے جاتا ہوں اسلئے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اوہ کی زمینداروں کی کہو کہ انہی اپنی
گھر و زمینیں جابو راجہ کو اسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رحمت ہو کر مرے گنگا کو عبور کر کے
اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ لواب کا بیٹا جو اوہ کے فتح کرنے میں مدد دیا تھا اور اوس کا ارادہ
لکھنؤ اور کاکری کے شیخ زادوں کو مزادینے کا تھا۔ جنہوں نے سر اوٹھا کر مٹیوں کو نکال دیا تھا
جو نکلا اسوقت میں انتقام ملن تھا اسلئے یہ نوجوان لواب زادہ فتح آباد کی طرف لوٹا اور ساندھی پالی
سے گذر کر دیا کی گنگا کے کنارے اوّل مقام پر پہنچا جسکی دوسری جانب بمقام ٹھکڑا دھاکو
باب کا لشکر کا تھا لواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہو کر جبہ روز کی عرب میں اپنی دارالریاست
کو پہنچا۔ مگر اسکی ساتھی جو محض رز آشنائی کے ساتھ ہی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے عاصی
میں بجاہ گزین ہوتے صرف وہ لوگ جنگو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ چلے گئے پہلے اوس نے
بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار ستورات کو کسی موقع بجاہ میں پہنچا دیئے کی فکر کی یہ سب
یہ مشکل تمام دہانے آولہ و شاہجہاں پور کو روانہ ہوئیں۔ شہر کے بیتا سہی باشندوں نے
جب بی بی صاحبہ دہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا۔ لواب نے ہر سردار کو نام تمام
طلب کیا۔ اور اسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے۔ تمام رئیس و فوج کے سردار
و ماحر و مہاجرین اور بااثر رئیس بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ حوالہ دینے و مبالغہ کرنے لگے لواب کے
رو برو حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیتا ہے۔ اور لواب کی فوج
مقابلہ اوسکو گویا دال میں نمک کی برابر ہے۔ پہنچے بے کہ لواب کے آدمی تھوڑے تو ہیں

مگر بہا دین۔ لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل حریف سے جنگ کر سکتا ہے۔
اور نہ ایک ہزار سیس میں سک نہیں کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے راع کو مٹانے کے واسطے
منہ و نشان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے۔ حادثہ میں مورخ کی طرح ایک انہوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہیں لہذا اصلاح وقت یہی ہے کہ یہاں بھی مسیحیوں کے گناہات پر جو شہر سے تین میل
مشرق کی طرف واقع ہے۔ گنگا کے کنارے اور وہ چلتا جاتا ہے وہاں ایک چوٹا سا قلعہ ہی جہاں سے
ہتوشی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر پڑے غار اور خندقین ہیں لہذا اس مقام پر
بڑا وڈا ناخواب ہوگا۔ اس کا مذکور نہیں ہے کہ شہر کا قلعہ کیوں بیکار رہتا ہے اس وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روک دین اور رسد کی آمد بند کر دین۔ مگر تھوڑے کے پیچھے دریا ہی
ہے جس میں کشتیاں بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہیں۔ مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارے پر
تاجن ہوں بہ خوف نہیں ہو سکتا ہے۔ نواب نے سرواڑوں اور رشتہ داروں اور مشرکوں
کی یہ صلاح سن کر اسی مشورے پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر
دریا کے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر پہنچا اور وہاں لشکر کاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپیں لشکر میں داخل ہوئیں۔ نواب جو خندقوں و غاروں کی طرف جن کا مذکور ہو چکا ہے
گیا اور وہاں توپیں ریختی ہیں مگر بھیم کے لٹکے ہیں۔ توپوں پر اپنے ہاتھوں اور نہ داروں
کو متعین کر کے خوشگاہ کو آیا۔ اور نادوں کا ایک بل تیار کر آیا۔ جس میں تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی ماہن کنارے پہنچا۔ اور شاد دل خان غلڑی بھی
تھا درجہ سے آیا۔ اپنے پہنچنے سے دوسرے روز دہلی نے نواب کی طمانت حاصل کی
اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہیں کہ وہاں کیا گزری۔ جب وزیر کو جہر پہنچا کہ نواب احمد خاں
الہ آباد سے واپس آیا ہے۔ اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہے تو اوہنوں نے ملہا راہ
اور آبا کو طلب کیا اور بوجہ تمہاری کیا رائے سے۔ اوہنوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطلع
حکم میں وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خاں کے محاصرہ
کے واسطے بھیج دو کہ جا کر چاروں طرف رستہ بند کر دے۔ اور کہیں ہی کھانا پانی یا چارہ
نہ نہ پہنچنے پائے۔ بموجب حکم کے اوہنوں نے دنیا کو جمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

نور الحسن خان ملگرامی حکم دیا کہ کشتیوں کا بل تیار کرے۔ اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی
 اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم دیا کہ ذوقین بہادر سپاہی متعین کرے تاکہ وزیریل ہوائے
 پاتن۔ اس نوجوان نواب نے سیام لشکر ہراوریشہ جنگ جلیہ کو اس طرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے
 اوس مقام پر گیا دیکھا تو ڈاکٹل تیار ہو گیا تھا۔ اوس لے بیٹے گئے اور بان او نہر چوڑا شمع
 لکھی کہ دشمن بل چوڑا کر بہاگ گئی۔ اس سر نہ ڈاکٹل کو اس کوشش میں ناکامیائی ہوئی مگر وہ سری بار
 بھگت کام شروع کیا۔ اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ سرور ملہاراو اور آہاسیند بہاگ کے لشکر سے
 نواب احمد خان کے لشکر طلوع آفتاب و ناعروب برابر توپیں جلا کرتی تھیں۔ اور ہر شام افغان اپنے
 خند فون سے ٹھکر توپوں سے مرحلہ کرتے تھے۔ اور جو لوگ ٹوٹو کی نگرانی پر ہوتے تھے انکو بہاگ کر دو ایک
 چوٹی توپیں اپنے لشکر میں کینچ لائے تھے۔ تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خند فون میں پوشیدہ ہوتے
 تھے ٹھکر اپنے کہانے بکا لے یا کسی کام میں مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
 جاتے تھے ایک دور وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے۔ دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
 اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کر کے سرکی۔ اتفاقاً گولہ کاظم علی حال درہمیر خان کے پہلو میں لگا
 یہ اوس وقت عصر کی غارت بڑھ رہا تھا۔ علاوہ ازین نواب شادی خان لوہ محمد کے سولہویں بیٹے کا
 بازو اوس سے اڑ گیا۔ اور وہ ایک کونجی کیا۔ یہ سب دیکھے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
 پاکی پر سوار ہو کر روانہ کیا اور اوسکے کفن وہ فن کا حکم دیا۔ اور کہا بھی خدا کی ذات سے اس سید سے کہ
 اونکے انتقام میں دشمن کے چند فون کو ضرور ہلاک کروں گا۔ لاشوں کو دفن کرنے کے بعد پہاڑ لٹکا
 دست بجا اصرار میں ہی نکلا۔ اور مرہٹوں کے لشکر بروٹ بڑا۔ تمام رات ایسی ہی جاری ہوئی
 کہ مرہٹوں کے مذم ہمارے۔ جب صبح ہوئی پل جاتے ہوئے اور تلواریں کینچے ہوئے اور پہاڑ
 مرہٹوں کے سر نیز ویر لے ہوئے اپنے لشکر میں واپس آئے جب شبانہ حملات کی خبر وزیر کو پہنچی
 اوس نے منسل سردار ورنہ اور فزلا ستون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
 باوجودیکہ محصور بھی ہے تاہم کسی فون میں سے ہر شب کو کچھ سپاہی ٹھکر مرہٹوں پر حملہ کرتے ہیں
 اور اوکے سر نیز ویر لے لے لے لے۔ آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں توپیں تختہ دی
 ر اسی سر توپ دو تھیں۔ آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو۔ اور ان دونوں توپیں
 سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اونکی سر لاکر میرے قدموں پہنچا دیا اپنی جان دو
 یہ شیر بکے آکر مرہٹوں میں شریک ہوئے۔ اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ

کبیرف اوس جانب پڑھے جہاں تو بچانہ زیر حکم منصور علی خان تیرہویں بیٹی لواب محمد خان
 کے قایم تھا بلغ اور تو بچانہ کے درمیان میں کوی پناہ نہ تھی فقط نامہوار زمین تھی۔ تیرہویں
 بل سے نکلے اور ایک نچی زمین میں پناہ لیا پہری بندوبست چلائے گئے۔ اور اسید طرح
 دوسرا دناہ اگر کے تو بچانہ کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزاق سواروں نے دیکھا کہ شیر
 بچے تو بچانہ کے قریب پہنچے وہ اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور انکی مدد کو پہنچے
 اور سب نے متفق ہو کر حملہ کیا۔ یہاں جو دشمن کے منتظر تھے۔ اوہنوں نے پہلے ایک دناہ
 تو لوکی سرکی اور بان چلائے بعد ازاں تلواریں کینچ کھینچ کر اوپر چبے۔ اور بہت سے
 حملہ آوروں کو تیرہویں کا جو باقی بچے اوہوں نے مچا کر قاسم باغ میں پناہ لی یہاں تو
 اور سخت قاتل کیا اور بل سے اُن کو بھگا کر خود قابض ہو گئی اور انہی طرف باغ کے مشرق میں
 کچھ کسادہ سطح زمین سبب میں یہاں مرہٹوں کی بڑی فوج کھین سکاہ میں تھی۔ جب مرہٹوں نے
 دیکھا کہ وزیر کی فوج ہانگی اور یہاں اپنا مورچہ جو ڈکڑوں کے منہ قاتل بلغ تک بڑھ آئے ہیں
 بہت سے مرہٹوں کے سوار درمیان افغانان حملہ کناں اور انکی تو بچانہ کے در آئے
 یہ دشمن زیر حکم تانٹیا کے تھا۔ جب شجاعان قوم افغانان نے دیکھا کہ دشمن نے ہماری دایرہ
 راستہ روک دیا یہی باہم یہ کہا کہ مارو پہلے تیرہویں کے گھوڑوں کے پیروں پر چلا اور تلواریں بھی
 پہلے گھوڑوں ہی کے پیروں پر لگاؤ۔ جب دشمن گر جان پہراؤ نکو فٹ کر لیتا۔ باہم یہ تجویز تھا
 اسی طور سے مرہٹوں پر حملہ کیا۔ اور بہتوں کو مار لیا۔ آخر مرہٹے اتر پڑے۔ اور جنگ شروع
 ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر اوس نے
 اپنی تلوار لی۔ اور پیادہ یا دشمن کبیرف چلا اوس کے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اوس کے آگے
 ہوئے منصور علی خان نے اپنے ساتھیوں اور اوان لوگوں کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے
 جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب اکھڑا آدمیوں کے تھے یہ سب زیر کراخان اور مرہٹوں
 کے بیچ میں گھس پڑے اوہوں نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر باہم یعنی مشرقی
 سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ انکی کمک کو آ پہنچے۔ عبداللہ خان درکڑی
 دھنا بٹہ خان جھک داؤز خان گوجر اور دوسرے افغانوں نے ایسی شمشیر زنی کی کہ
 مرہٹوں کے قدم ادھڑ گئے۔ جب تانٹیا نے دیکھا کہ میرے لوگ پہا گئے پر آمادہ ہیں۔
 ایک نوہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا۔ اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہوں لیکن اوسکے
 نوکر اوسکو سوار کر کے بڑی تیزی سے لائے۔ جب مہمیں نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کیا۔
 سب مضمور علی خان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہو کر
 انکی نجات میں ماع کے مشرقی گوشے تک گئی یہاں سے وہاں لے دیکھا کہ مرہٹے نہایت
 پریشانی سے اپنے لشکر میں پہنچے مضمور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے
 کو داہنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کر باغ کے بائیں گوشے کی طرف آئے اور یہاں مقیم ہوئے۔
 نواب احمد خان اور شرف الدین اپنی گھوڑے پر سوار ہو کر توجہ کے قریب آیا اور تمنا اروں سے
 کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت بچایا کرو آئندہ مرہٹے
 تم کو زیادہ تکلیف نہ دیں گے۔ مضمور علی خان اپنے موقع قیام پر آیا احمد خان نے اوسکی
 بہت تعریف کی سب سرداروں کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہتھیار ہو سکے بعد احمد خان
 اپنی مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب
 احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹوں کے ہاتھ سے
 شکست اٹھا کر آلوں کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیوں کی بیدلی کی وجہ سے

نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا

آروں صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ جب اول اول دہلی کے واپس آنے کی
 خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسروں کے اوسکی
 حافظ رحمت خان وغیرہ سرداروں نے روہیلہ کو بھی طلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا کہ ہمارے
 اور بھارت۔ سے درمیان میں منافست ہے لیکن ہمیں جھگڑے سے ہونے پر ہنگامی۔ لیکن یہ ضرور
 نہیں کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روار کیا جائے امید ہے کہ آپ فوج مدد کے
 واسطے روانہ کریں گے تاکہ ہم اوس غنیمت پر جو ہم دونوں کا دشمن کی جگہ کریں۔ حافظ رحمت خان نے
 عذر کیا کہ اچھی تلو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تا وقتیکہ اوس کا تصفیہ نہ ہو گا

سکوائے آدمی ہمارے قبضے میں کرنے سے خوف آتا ہے۔ اس بیان کہ دیکھ کر ہکو وہ بات
 تعجبیت ڈالتی ہے کہ جو گل رحمت میں نکھا ہے کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہ مول خان
 اور جو رفاہی کی ماتحتی میں ایک فتح نواب احمد خان کی مدکور زانہ کی عقی حورام چوٹی کے
 مقام پر او سکے شریک ہو کر وزیر سے لڑی۔ اس واقعہ کو فرح بخش میں بوں میں کیا ہے کہ
 تباہ خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہلہ میرے ساتھ شریک نہیں ہوتے تو قائم جنگ کے
 خون کی ممانی کا ایک محصور تیار کر کے بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کے ہاتھ آلاؤ کو بھیجا
 محضر کا مصنون یہ تھا کہ ہمیں قائم خان کا خون صاف کیا آج سے تاقیات اوس کا دعوتے
 ہم نکمہ گئے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دودے خان بخشی سردار خان فتح خان خاں خان
 وغیرہ اکثر امرا کے ساتھ میر کین اور سب سے بڑی صنت وزاری کے ساتھ کہا کہ بس سخت فٹ
 میں احمد خاں کی مدد کرنا چاہئے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاں دیدہ جنگ آزمودہ تھے رفاقت و
 اعانت سے عافیت پہنچتی تھی۔ اور کہہ یا کہ قائم خان سے ہماری ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ
 اوس کے ننگ و ناموس کے اب ہم شریک ہوں بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہو کر
 نواب سعد اللہ خان کے محل میں گئیں۔ اور نگاہات کے اعوا کر کے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ
 اعانت کیا۔ مہمانوں کی بہادری کی شان اور ننگ و رفاقت کے قصے ایسے طرز سے بیان کئے
 کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہو گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔
 دودے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خاں خان کو
 طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اوس سے اتحاد تھا موٹا بیٹھے رہی
 اور دوسرے سردار بھی ان کی خاموشی کی وجہ سے بچہ نہ بوسے نواب سعد اللہ خان نے حافظ
 رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے ہیں تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخواب کا ارادہ کیا ہے
 انہوں نے جواب دیا کہ جو سب سردار دغی راے ہوگی وہی میری راے سے حافظ
 رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی میں کسی جانب شریک نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر
 فتح حاصل ہوئی تو اس میں سراسر نفع احمد خان بخش کا ہے۔ اور خدائے مستہ اگر فتح
 حاصل ہوئی تو اس میں سراسر نفع احمد خان بخش کا ہے۔ اور خدائے مستہ اگر شریعت
 مستہ اسلوم میں بھی بیگم کے آئے کا ذکر ہے اور روہلہ کھنڈ گزیر میں غلطی سے لکھا ہے کہ احمد خان
 روہلہ کی مدد حاصل کرنے کے لئے آلاؤ کو خود آیا تھا ۱۷

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہم پر نازل ہو جائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب
 رو پہلے سرداروں میں نمود رکھتا تھا بول اوٹھا بھرے سردار دستار کے عوض زنا نہ برقع کیوں
 نہیں اوڑھ لینے ایسے نامردی کے الفاظ کسی بھجان کے منہ سے نہ نکلے ہو گئے۔ اور لواب
 سعد اللہ خان کبیرت مخاطب ہو کر کہا کہ اگر گھوڑے کا حکم نہ ہو گا تو کل میں اپنا رسالہ دیکر بغیر حکم روانہ
 ہو جاؤ گا۔ اور جس بھجان کو اپنی نام اور آبرو کا خیال ہو گا اسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے
 یہ کہہ کر واپسے رخصت ہوا اور تینا ہی میں مصروف ہوا۔ لواب سعد اللہ خان محل میں گئے۔ اور جو محبت
 حافظ رحمت خاں اور بہادر خان میں ہوتی تھی لفظ بہ لفظ اپنی زبان سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ
 رحمت خاں کی بات سمجھوں یا بہادر خان کا شریک ہوں یا مان لے کہا کیسے امور میں ہم متور
 سے مشورہ لےنا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت
 خان وزیر کی جانب داری کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔ اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے
 واسطے یہ عزم کرنا ہے یہ گفتگو اپنی زبان سے لواب سعد اللہ خاں باہر آئے اور اپنی خاص غاص
 سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامعلوم کرنا میری نامردی کی بات ہے
 جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہو چکا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو احتیاج ہے
 تب انہوں نے بہادر خان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں حکم نادر کو جو اپنی شہن میری لازم
 جانتے ہیں تیاری روٹا لگی کی کرن نہیں آئیں سب کو بطرف گردو گھا۔ بہادر خان نے یہ
 حکم سنا دیا سو اسی حافظ رحمت خاں۔ دونوں نے خاں اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب
 روٹا لگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان حاکمان بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ
 ہوا۔ جب فتح خان کے محاصرے کو آ رہے تھے اسے زائد عرصہ گند گیا۔ تب یہ خبر مستور ہوئی کہ
 لواب سعد اللہ خان قریب آ پہنچے۔ اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سینہ ہیا کو نہایت
 تردد پیدا ہوا۔ ابوالفضل خان صعدر جنگ وزیر نے لواب سعد اللہ خان کو لکھا کہ سید دھوی
 اند خان سے تمہارا دوستی مدد کو کیوں آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ اور اطمینان کو ساتھ
 رہو۔ تھے بھی کوئی تعرض نہیں۔ حافظ رحمت خاں نے وزیر کو تحریر کیا کہ گوئی سعد اللہ خان
 کو بہت روکا۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں۔ اسلئے میری
 صلاح یہ ہے کہ جس خوبی ممکن ہو احمد خان سے صلح کر لو۔ کیونکہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے
 دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور آپا سینہ ہیا کے لشکر میں گئے۔ اور لواب سعد اللہ خان کے

کوچ کا حال بیان کر کے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہا راؤ اور آپاسینہ ہیالے اپنی خاص
 خاص سرداروں کو بلایا اور ان کو کل حال بیان کر کے متورہ پوچھا۔ مجلہ سرداروں نے باستغنا
 آپاسینہ ہیالے جو درپردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں۔ ہم نے
 پوچھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے ہمیں جو حکم ہوگا اس کے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر کے
 آپاسینہ ہیالے کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میان
 راچہ بیان جو کچھ ماجرا تک گذرا ہے اس سے سب واقف ہیں۔ یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ
 عاجز نہیں ہیں راوانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا۔ مگر اس کو کامیابی غیب نہیں ہوتی
 وزیر کے لشکر میں گو کہ چید فوج ہے۔ مگر اسکی جو کچھ حالت ہے اس پر وزیر خدواقت میں۔
 احمد خان دونوں کی فوج پر غالب رہا ہے۔ اور جب سعد اللہ خان اس پر یقین حاصل ہو گیا
 تو انھوں نے متفقہ کو شکست دینا منسل ہو گیا۔ وزیر نے سرداروں کو مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ
 رحمت خان لکھتے ہیں کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوئے
 ہیں۔ بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلح میں ہیں کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان پٹنیا میں
 صلح کر لیا چاہتے۔ اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا انہیں جو بہتر است۔
 اس سے دونوں جانب کی جانبیں یکگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھا ہے کہ اس عہد و بیان کی
 ابتدا کیونکر ہونا چاہئے۔ اگر ہماری جانب سے کوئی حرکت ہوگی تو اس پر ہماری کسر حال بعد آپا
 سینہ ہیالے کہا کہ میری رائے میں نواب عبرت خان اور مہتمم خان کے ہاں سے کہ یہ بھی
 بٹھان میں یہ چھٹے سرخ ہو سکتی ہے۔ ملہا راؤ اور آپاسینہ ہیالے دیگر سرداروں و ملاں سے
 اٹھے۔ اور دوسری جگہ جا کر جمع ہوئے۔ اور نواب غنیمت خان اور مہتمم خان کو بلوا بھیجا
 مرہٹوں نے اسے یہ کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنی ملک سے
 ہٹکا دیا جائے یا میدان میں اپنی جان دلوے۔ جو کہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح
 ہو جائے۔ اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ متزاید تجویز کریں۔ تب اردن دونوں ملاؤں
 نے جو جو ظم و زبر کے ماتھے سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تھے بیان کیے۔ اور مرہٹوں کو
 بھی ملامت آئی کہ تم میں اور غصہ فوج کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے۔ مرہٹوں نے
 تسلیم کیا کہ بیشک ہم سے سابقہ میں دوستی تھی۔ مگر ہم مجبور ہیں کہ شاہ ہند کا فرمان ہماری نام
 اس مضمون کا جاری ہوا۔ اسے کہ وزیر کے ماتحت ہوں۔ اور اب تک ہم نے بالکل بہرہ ادا نہیں کیا

جان پوچھ کر جنگ کی ہو۔ تب غیرت خان اور بہت خان نے کہا کہ ما شاہ نے سخت جھڑکیا
چو ایسا سلوک نصف جنگ کے بعد مان ہی کیا اور بہت سی اور جن کو بعد اس قیل قال کے پوچھا کہ
اب سویر کیا ہے۔ ہمارا واسطہ کیا کہ اس وقت آپ تشریف لے جائیں۔ ہم باہم سر اور اس سے
سزا دے کہ تھے ہو جو کبھی طے ہائے گا اس سے آپ کو اطلاع دی جائیگی دونوں بیگانہ رخصت
ہو کر اپنی جہتوں کو اپنے اور ہر بیٹے مشورہ کر کے لگے آخر لامر سے طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
بطور خونیہ عسقمہ سنگ کے بیٹوں کے ادا کریں۔ اور علاوہ ملک سو روپیہ کے وزیر اپنی دو محال
سانڈھی دیالی احمد خان کے حوالے کر دیں جب انہوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی
انہوں نے منظور کیا تب سرداران سرہٹہ نواب غیرت خان و بہت خان کے جہتوں کو گئے
وہیں شرائط محوزہ بیان کی اور انہوں نے ان شرائط کو سخت نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب انہوں نے کہا کہ کوئی مستحق دسٹے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے
پاس بھیجا جائے۔ نواب غیرت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے
منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور
سانڈھی مالی آپ کو دینا تجویز ہو رہی۔ چون ہی یہ بات احمد خان نے سنی اس نے کہا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
روپیہ میرے بھائی تک کے خنہا میں دین میں قبول نہ کروں گا۔ اور اگر وزیر کے پس بیٹے قتل ہوں
تب بھی راضی ہو نہ پانچ۔ اوسنی صلح کو منظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تو الہی طور پر ہو گا۔ اور یہ مصرع بڑا
عمدہ کہ شمشیر زندہ نہ کہ نامش خوند و دمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہیے کہ میں مجبور ہوں
کیونکہ میں ہر وقت اوسنی میدان میں لڑنے پر مستعد ہوں۔ وزیر کو جو بیوی نک وہی چاہی وہ ایک نسل
ہو گئی ہے۔ سو اب جی وہی ہی جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاء اللہ
تعالیٰ بعد فتح ان کو معلوم ہو گا کہ ذی عزت اور منصور لوگ کس طرح عمل کرتے ہیں۔ جبکہ تقدیر آرائی
لڑائی بری نہ صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش وہی ہوگی۔ اگر میں یہ مستعد
نکل تو اللہ مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر چون غضب جنگ کے بیٹوں کا بوجھ رز کے فروغ نہ ہو گا
یہ کہہ کر اہل خانہ کو حلفت و کشمیر اسب دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد
قاصد نے اگر خدی کی کل مواب سعد اللہ خان وہاں سے گنگا کے کنارے مقام کرن گے
تک پہنچا کہ محمود خان احمد وزیر خان ان کی پیشوائی کو حادین۔ طلوع آفتاب کی ایک گھنٹہ
قبل دو دن سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی۔ اور تلواریں کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو
 نظر آئی۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اس
 کام کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے قوسین داسنے لگی سید سعد علی شاہ بہت سے آدمیوں کو
 ساتھ دریا کے کنارے پر بھیجے ہوئے تھے۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ کر بھی
 جب شاہ محمود کی فوج اس فوج پر بڑی ایک کیفیت اور خطرناک ہوئی۔ اور اس حالت میں
 فرمایا کہ مقتول ہوئے۔ اور مغلوب ہوئے۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی
 و خوشی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھنے کے کل کپاٹش آتا ہے۔ ۳۔ حامی الاخریٰ ۱۲۵۲ ہجری
 کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے جنے دریائے گنگا کے بائیں کنارے اسلحہ کراہی۔ اور
 احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کھانا سببب خان درگزی کے ہاتھ بھیجا اور لوہا
 نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دربار اور تر آؤ کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا چاہیے ضروری
 یہ پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنی خاص خاص ضروری
 مشورہ کر کے جواب دے گا۔ تاکہ انہوں نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کر کے اون کے
 احمد خان کا پیغام کہا۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے بڑی
 سرفرازی جانا مناسبت نہیں ہے۔ احمد خان کو جواب بھیجا چاہیے کہ انشا اللہ کل آپ کے ہوا خواہ
 آپ کے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران حالات اور مرہٹہ کے سر بطور قلعہ پسین کریں گے
 سعد اللہ خان چونکہ فوج اور نا تجربہ کاری اور انہوں نے وہی پیغام بھیج دیا۔ احمد خان نے
 جواب دیا جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی سمجھو۔ اگر ایک بات کا ضرور دہیان ہو کہ کسی
 حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا۔ اور اگر مرہٹے منہ مؤثرین قواون کا تعاقب نہ کیجیو۔ اور
 اپنے سپاہیوں کو ان کے تعاقب سے باز رکھو۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدہ سے
 اپنے دشمن کو اس کی جگہ سے دور کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کو نہ پہنچ سکے۔ دوسرے روز
 سعد اللہ خان اور منور خان۔ اور محمود خان آمادہ جنگ ہوئے۔ اور اپنی فوجوں کی
 صف باندھ کر دشمن کی طرف بڑھے۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے بہت خوف زدہ ہو کر
 ہے۔ انہوں نے تلہاراء اور آپا سیند ہیا اور سورج لی جاٹ کو خبریں سنوئے۔ کے طلب کا
 نہ بخیر ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیج دیا اس سے قبل
 کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائیں۔ شکی را سپور کابل جو خراب ہو رہا تھا۔

جمادی الاخریٰ کو اوسکی مرستہ کرائی گئی۔ یہ دنوں نے بہت مزاحمت کی مگر گوئی پوچھا کہ
 بل کے قریب نہ آسکے پھر کھانڈ سے راوا وراثتیا گنگا دھرمیت بچاس ہزار سبائے کے دریا پار ہو
 جو اس سنگھ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بسیم سنگھ زمیندار گوالیار سے خالیس ہزار سوار و ہاتھی
 ادنیٰ ملک کو پہنچے۔ اور وہ پوینر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیوں نے انوں
 کا سینہ برسانا شروع کیا۔ بعد اسی بند و قتل سرکس رفتہ رفتہ انہوں نے بند و قتل سرکس
 رفتہ رفتہ انہوں نے بند و قتل بند کیں۔ اور تلواریں نکلتے کھینچ کر بند و قتل شروع اور ہوئی۔ اور
 انہوں نے فی الفور شہید دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے دریا پار
 ہو کر اور دشمن کے متعاقب بڑھا۔ بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے۔ یہاں
 چنبا کرتے ہوئے گئے کہ قلب سنگھ کے مقابل چاہیے۔ دشمن نے دیکھا کہ فقط ایک
 اور گھوڑے سے جوان ہیں۔ اور اونکی جیسے کچھ ملک بھی نہیں مگر جباروں طرف سے
 کو گھیر لیا۔ بہادر خان ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور اوسکی جوان بھی تلوار کھینچ کر
 دشمن کی حراہ ہوئے اور دشمن کو سبک کرتے کی کوشش کی۔ لیکن بندہ ان نے اسطرح گھیر لیا تھا
 جیسے شکار کو گھیر لیتے ہیں۔ اور تیر اور گولیاں اوپر برسانا شروع کیں۔ انہوں نے بھی
 تلواروں اور برجنوں اور نیزوں سے بعض کو زخمی و قتل کیا۔ جب تک بہادر خان کے
 جسم میں تیرہ تلوار تھکے سے نہ چوڑی اور اپنی نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوسکی
 مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنوں نے اس کا مہاکاٹ لیا۔ اور
 دو کچہرے باقی رہ گئے انہوں نے بہاگ کر جان بچائی۔ جب مذاب سعد اللہ خان نے
 بہادر خان قتل ہوا۔ انہوں نے فتح خان حساناں سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے۔ بہادر خان
 سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آؤ نے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان بے خفی
 فتح خان سے کہہ دیا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ میں آگے ہوگا۔ اسی وقت بیکرنا کہ کئی شخص اوسکو
 مدد دینے پائے۔ اور وہ مغلوب ہو کر مارا جائے۔ اور اس صورت سے اس خارقہ دور کرنا
 کیونکہ یہی ذاب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہیں احمد خان وزیر برغانٹ
 تو بیکرنا کہ کدھی کرے گا کیونکہ ہر کوئی اوسکو مقابلے کو اپنی نہ ہے گا۔ اور وقت قائم
 کے انتقام میں تمام رہیلوں کو ملک سے نکالے گا۔ جب ذاب سعد اللہ خان نے فتح خان
 صلاح پوچھی تو انہوں نے موقع پا کر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ انہ کو ہار دیا جائے۔

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جو احمد ہی مانے سے کہ نواب احمد خان کہ بہمن کے منہ میں جوڑ دیا
 فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں سی وہ بھی تو ڈری حصر میں
 آؤ لہ کو آئے گا وہ ان کو کچھ نہ سلاخ نہیں سے اور سرکل کوتا سعد اللہ خان فتح خان کی باتوں میں
 آگئے اور ان کو لہ کی طرف پھر گئے۔ نواب محمد خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پکھڑے دیکھا
 تو احمد خان کے پاس واپس آئے رانا بہیم سنگھ و جوہر سنگھ و بوج مل حاکم و دوسرے دریا سے
 کنارے فوج رکھتے کرتے تھے جسے موقع رہتے کہ صاحبزادہ و کوروس ٹکیں۔ جوہر سنگھ نے
 چاہا کہ سردار ہو لیکن رانے سے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا درخواہ تھا۔ میر خان
 جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور حیلہ تھا اوس کا چچا تھا رانے نے جب اس طرح جواب دیکھا کہ وہ راہ ہونے
 سے مخالفت کی تو صاحبزادی بخیریت در غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ خبر
 مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا۔ اور سعد اللہ خان آؤ لہ کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر میں ہل
 بید کے لڑنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر تو جانے کے قریب آیا۔ اور سر دیکھا
 کہ کیا کہ جاری لڑائی کچھ سعد اللہ خان کی لگ پر منحصر نہ تھی۔ اگر نہ لے جانا تو کس تو جانے
 نہ مار سکی رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کر دیا۔ اور بعد ازاں سہ رزاکو و شہید مار کر کہ خوب
 ہوشیار رہنا میں بہرات رہے دشمن برٹ خون مار دیا اس قسم کی دلداری کی باتیں کر کے
 وہ اسی جتنے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصرہ کو آب مہبتہ اور گیا روز
 ہو چکے تھے۔ بہرات کو مر ہٹوں اور جانوں نے سعد اللہ خان کے حیلوں میں مانگ لگا دی اور
 شعلہ استعدیلہ ہوا کہ احمد خان کے لشکر کا گاہ میں مثل روز روشن کے ماروٹا ہو گئی۔ فوج کے
 جن آدمیوں نے تمام عمر کھی ایسا غوغایا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے۔
 سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہ میں قائم رہے۔ ان سرداران نے فوج کا خوف
 دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے جو جہاں صلاح ہی ادھون نے جواب
 دیا کہ وہ دیا بار ہو کر بہاگ نکلتا چاہیے۔ پہلے تو اوسے انکار کیا۔ مگر بالآخر یہ دیکھا کہ کوئی دوسری
 صورت نہیں سی۔ وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنی بھائیوں مرتضیٰ خان و خد بزم خان و اعظم
 خان و سوز خان و صلابت خان و شایستہ خان اور سردار مل میں سی خان صاحب کو شل
 رستم خان نیکش و عنایت علی خان و مہتاب خان و شاد خان و مشکل خان و سعادت خان
 و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قطعہ سے نکلا۔ اور شب کی تاریکی میں حاکم پچھوہ اس کے کنارے

کناری جلوسہ تھے نہایت ہوئے مہمانان کے عقب لشکر پر مقام شکار بوجہ پہنچے یہ مقام ٹھکانہ ہے
 یاغی محل ہے۔ لوہا کمرل گھاٹ تک برابر رہتا جلایا حواس مقام سے ۵ یا ۶ میل اور واقع
 ہے۔ اور یہاں اس کا باہمی کالہ پھاڑنا ہی دریا پر نکلا۔ رضانی او سکولانکسا تھا بہت سے جوان
 نواب کے بچے گھوڑے یہ اسے چالے کی کوشش میں صنایع ہوئے۔ نواب احمد لوکی واہ سی
 تانا تھا بوریسیا۔ اور وہاں ہی آنولے من داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر
 پہنچی اور اسکے بچا ہونے اور اذرن کے دلو سرچ، تنک دور دراز کے مورجو بنرہ تھے خن طاری
 ہو۔ اور پھر تھلانی، خانی، اند بھلے نکلا۔ محض تو جھاؤ میں دریل کے کناری چھپ رہی۔ اور بعض نے
 گھوڑے دو باہن والے سے اس امید سے کہ پیر نکلیں گے مگر وہ ب ڈوب گئی۔

جنگ روسیکہٹ

احمد خان حکم آنے پر من داخل ہوا تو یہاں ردیلہ سردار وکی عاقبات کوئے۔ روسیکہٹ گزیر
 بن لکھا ہو کہ ویر نے روسیکہٹ میں ٹرے کے انماہن اسد بوری روسیوں کے ہاکم کے نام ایک
 تحریک اس مہینہ کی یعنی تہو کہ کچھلے میں اب لوکا خراج جو تمہارے دے واجب الادہ ہی وہ شاہی
 خزانے میں۔ حل کر داس پھر کے بھیجے۔ اور وہیوں نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ
 تیار کیا۔ مری بلے سروانی کے ساتھ اس کا کچھ خیال کیا۔ نہ یہ بات دہن میں آئی کہ اس جنگ میں
 نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوج کشی کی مخالفت مانی
 ساتے گی۔ لیکن اس مجاہد کے دینے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ انہی تہوڑی جماعت بیکر نواب
 سعد اللہ خان کی خدمت گیری کے خیال ہی او کی طرف روانہ ہوئی اسکے پیچھے سے بے صغیر جنگ نے
 اسلام نگر پر کنہ ملا ہون کے قرب احمد خان نگیش اور اسکی علم رہون راجا تک حملہ کر کے اسی شکست
 فاش دی کہ کسی کسے باؤن میدان میں نہ تھے۔ روسیوں اور نگیشوں کی تعداد مکرزب بارہ ہزار
 آدمیوں کے تھی ہاڑ آخر میں گجہ اور زیادہ ہو گئی تھی۔ مگر عاود السعادت میں بیان کیا ہی کہ ساتھ ہزار
 سپاہ احمد خان کی تھی اور پستے ہزار سپاہ روسیوں کی تھی۔ نواب وزیر فوج مرہٹہ و جاٹ کو
 بھی ان کے نقاب پر مقرر کر کے خصوصاً اودہ کو چلے گئے۔ اور وہاں ہی الہ آباد پہنچے اور
 وہاں ہو کر اودہ کو لوٹے۔ اور کوئی کے کنارہ پر مقام کیا۔ راجہ برہتی پت کو برباب ٹکڑے سے
 بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بعد خوف تھا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے میں ہزار سوار و پیادے اسکی ساتھ تھے غلطہ یہی کسی قدر کہتا تھا: تاب گدھ سے
 گوج کر کے وزیر کے لشکر میں پہنچا۔ جب وزیر کے درے میں داخل ہوا تو وزیر اسکی مزاح مخری
 کرنے اٹھ گئی۔ اسوقت علی بیگ خان خارجی نے بیچکر راجہ کو بکھڑا۔ وہ علی بیگ خان کو
 جیت گیا اسکی پاس ہتھیار نہ تھے۔ اسلئے علی بیگ خان نے رندوں کا گوشت دانٹوں کی کاٹ کر
 تھوکیا کہ تمام عمر اوجھلے گڑھارہ آخر کار راجہ مارا گیا اس کا سر کاٹ کر سرپردے کے باہر پھینک دیا
 اسکی فوج جا بجا بھاگ گئی نواب احمد خان بھی فوج کے آدمیوں سے قراجم نہوے۔ بعد اسکے
 نواب وزیر غرض آباد کو گئی۔ ادھر چھٹا دن میں نواب احمد خان اور روہیلہ سرداروں کے مشورے سے
 یہ بات قرار پائی تھی کہ باغعل کوہ کماؤں کے دھن میں پناہ گزین ہونا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے
 روز نواب احمد خان۔ نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سرداران خان۔ فتح خان جاناٹا
 دودھ۔ بے جان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجوں کے بہار کی طرف روانہ ہو کر مراد آباد پہنچے
 ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں حیدر روز مقام کرناٹرا جبکہ ان سرداروں کو یہ خبر ملی کہ وزیر شکی رام بارہن
 مرہٹوں کو جیوڑ کر اپنے صندوق کو گئے ہیں تو روہیلہ سرداروں نے احمد خان کی کہا کہ مناسب یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ آٹے کو واپس چلیں۔ چونکہ بارہن قریب ہی۔ ہم۔ بے کھنگے آرام کرینگے اور اپنے ہتھیاروں
 کو بڑھانے اور مرہٹوں سے جنگ کرینگے۔ یہ عمل سب نے پسند کیا وہ آٹے کو واپس لے کر
 روہیلے اپنے مکان کو چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر حیدر خان جہا۔ جب شہر کا موسم برسات
 ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی بیٹھاؤں کی طرف کشتیاں جمع کی گئیں اور رام گنگا پر پل
 بنایا گیا۔ یہ ندی بدھلیکھن میں بہتی ہوئی قنوج کے قریب فروغ آباد سے جالیں چل نیچے باقیین جانب
 سے گنگا میں داخل ہوتی ہے۔ جب مرہٹوں کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلوں اور دوسرے افغانوں
 کو ساتھ لے کر حملہ کرنے کو بڑھتا ہے۔ انہوں نے کہا نڈے ماو ولہ طھار ماو کو بیشمار فوج کے
 ساتھ اس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تا احمد خان۔ اور روہیلہ سردار اپنی
 رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنی سپاہیوں کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا۔ اسی لئے
 کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہاں مرہٹوں نے احمد خان
 کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا۔ دودھی خان جو پیش لشکر میں تھے۔ انہوں نے دشمن
 کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب میں دریا کے کنارے کنارے نہیں بڑھ سکتا ہوں۔ لہذا انہوں
 نے کوج موقوف کر کے دریا کے گھاؤں کے دونوں گوشوں یعنی مشرق و مغرب پر اپنا سورجہ چا

اس تدبیر سے اوہنوں نے دشمن کے پیچھے کی راہ مسدود کر دی جب کہا مذکورے راوے راہ ہر طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سی یون بیان کیا گو ہم حسب الحکم سلطان الہند کے اس خشک میں شریک ہوئے ہیں۔ مگر ہم دسے وزیر کی طرف سے نہیں لڑتے ہیں۔ محض وقت کا نیاہ کرتے ہیں۔ اس وقت جو کچھ ہمارے اور ہمارے دربار میں مخفی طور پر طے پا جائے گا۔ ہم قسم کیا کر اقرار کرتے ہیں حکم جنگ کیا یوں شروع ہوگی ہم تم کو بذریعہ کھنچرا طلوع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اونسوی مہرٹوں کی درخواست ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے باب محمد خان اور مہرٹوں میں اپنی حق امتیاز بھی تھا۔ بعد اس کے اس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دو دنوں میں خان کو حکم ہو کہ کھنچو کی راہ حوا اوہنوں نے بند کر دی ہے کھول دیں۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دو دنوں میں کسی کا حکم نہیں سنیں گے۔ یان اگر آپ خود، مان تکبہ جلنے کی تکلیف کریں تو شاید وہ مان اور میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ افغانوں کی فوج کی قریب تھی دو دنوں میں خان کے عہد میں ملک کے واسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اور انکی پیچھے فتح خان خانسا مان تھے۔ اور انکی عہد نواب سعد اللہ خان اور حافظ خان یہ دو لڑنے والے تھے پر سوار تھے۔ باب نواب احمد خان کا ہر اول تھا۔ نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان شکر دو دنوں میں خان۔ کہاں گئی۔ اور مہرٹوں کی درخواست سی یون کو مطلع کیا۔ اور کہا کہ اوہنوں نے ہمیں اقرار پر قسم کہاں ہے۔ دو دنوں میں جواب دیا کہ اس وقت تو مہرٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کریں گے۔ کیونکہ انکی حالت نہایت ناگوار ہو رہی ہے۔ تین طرف تو انکی مذی حائل ہے اور جو بھی جانب میں نے راہ بند کر دی ہے۔ اب ان کا ایسا حال ہے کہ بلا قصد و بے یقینہ اوقات ان کو ہم بہ آسانی شکست فاش دی سکتی ہیں ایسے موقع کی قسم محض تو ہے۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر یہ نواب اسلام میں امان مانگنے والے کو امان دینا جائز نہیں بلکہ سخت جبر ہے۔ اگر وہ ہونٹنی قسم کیا سینگے خدا ان کو نمرادے گا۔ دو دنوں میں خان نے مجھ کو یہ خبر منظور کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ کھول دیں سپاہی واپس ہٹ گئے۔ اور دشمن کے واسطے راستہ کھول دیا۔ نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر آپسے جتنے نصیب کر لیا۔ دوسرے روز افغان نادوں کے بل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی راہوں پر بندھوایا تھا۔ مسلمانوں کے پیچھے سے قبل مہرٹوں نے بل کو توڑ ڈالا تھا۔ جب نواب احمد خان اور دوسرے ومان پہنچے تو اوہنوں نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دو دن جا ہی سے تو میں چلتے لیکن جن
 مرہٹوں کا نازک حالت میں راستہ بھول گیا تھا وہ بھٹانوں کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئی مگر قریب
 نہ آ سکے قریب ایک مہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کر نیکی صورت نہ نکلی۔ نہ خوراک جو سپاہی
 اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم ہو چکی رد مہلہ سرداروں نے لواب احمد خان سے صلہ
 میان کی۔ اور کہا کہ اس وقت ہی مناسب نظر آتا ہے آگے جھکر سورج پور میں مقام کرتا چلے
 سورج پور پر گئے پہل میں ایک گھاٹ ہے۔ اور دو آٹا دی میں میل اور سنگی رتھ چالیں میں کے
 فاصلے پر واقع ہے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ماویں بھی مل سکیں گی۔ اور سردار یاسو بہ آسانی
 اور تر کر ہرسم لٹیا رہا راؤ کی طرف بڑھیں گے۔ کیونکہ سو فٹ لٹھا راؤ کے پاس تھوڑی سی
 فوج تھی اس لئے بل کی مرمت میں بعض اوقات کرنا خوب نہیں۔ اور کوچ کے وقت یہ مستہو
 کر نیگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کر لے کے واسطی دایں چلتے ہیں
 اور تازہ رسد ہم پہنچا کر پھر اپنے قدم موقع اگر جنگ شروع کر دیتے۔ لواب احمد خان نے
 اس تجویز کو پسند کیا۔ اور افغانوں نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے سمجھے سے تو میں داعی رہی
 لیکن اتفاق نہ کیا جب وزیر نے افغانوں کی کوشش کا مذکور کیا تو انہوں نے پیچھے محمد علی خان
 کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبوں کا کر کے اور بقا را اللہ خان کو واسطی ساتھ سردار کے حلقہ
 کو بخ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اور تر کر ۹۔ محمد حلالہ ہجری مطابق ۱۱۔ ویر طبع شدہ، کو
 لٹھا راؤ کی مقام سی رامپور۔ حالے مہدی گھاٹ پر گئے قنوج میں فرخ آباد کے نیچے چالیں
 میں کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر دھان دہل ہوئے کل تو میں سلامی میں سرہین اونکی
 آواز سے بھٹانوں کے لشکر میں بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سرداروں نے ویر کی آمد سستی
 سب نے مجتمع ہو کر صلاح کے آخر یہ بات قرار پائی کہ سید قلعہ شکر عرف یوسف مگر کی طرف
 کوچ کر چلیں۔ یہ مقام پر گئے ہوا میں افغانوں کے درمیان میں ہی۔ بازید خان حاکم
 توجانہ طلب ہوا۔ کہ اپنی سب تو میں بطور حلیہ سر کر کے روانہ ہو جائے۔ یہ نہیں اس حکم کے تو چاہے
 روانہ ہوا اس نے تجویز کی اطلاع باہر نکلو نہیں دیگی۔ جب تو میں نہ روانہ ہو گیا۔ کل فوج میں
 پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا رہے نقطہ عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
 اس خوف سے محفوظ رہے۔ جب عہدہ داروں نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متزدد ہو کر کہنے لگے
 کہ ہم کو بے جنگ شکست ہو گئی۔ لواب احمد خان سے فوج کے روپلوں کی صف سے نصف

کوں پر تھا اوسکو اصلاً نہ پختی کرد و پہلون کا کیا حال ہے۔ آفتاب طلوع ہونے بایا تھا
 کہ روہیلہ سردار نوایا احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس کی کہا احمد خان نے اپنی
 سرداروں کو طلب کیا۔ اور مشا دل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ اور
 بل توڑ ڈالو اور زنا دین سو بیچ پور گھاٹ لیجاؤ وہاں بل تیار کرو میں آج اوس مقام سے دریا کا
 عبور کروں گا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مسلح ہو کر تیار رہو۔ جب وہ خود روہیلوں کی طرف
 چلا اور انکو ساتھ لیکر ایک کھنگے وسیع میدان میں مقام کیا سرداران روہیلہ نے تلب لڑا ہے
 ملاقات کو کے اپنی فوج کا حال کہا کہ ٹوہنجانے کے روانہ ہو جانے سے اُنکے دلوں میں
 ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ اور سب کو سب بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور جب یہ حال ہی تو ہم میدان میں
 کیسے جنگ کر سکتے ہیں احمد خان نے کہا اُنکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کر دی
 ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کھجاتی ہے جنگ کئے ہوئے ہشتا بڑی حراب بات ہے۔ دنیا بھر
 میں کوئی اسکو پسند نہ کرے گا۔ روہیلوں نے سر نیچا کر لیا اور کچھ نہ بولے۔ بعد اُنک لمحہ کے
 کہنے لگے جو کہہ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد روہیلوں نے کہا کہ ہماری
 فوج دل مار گئی ہے۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اُنکے کو دس جاوین اور دو لاکھ تیسے خاندان کے
 لوگوں کو جمع کر کے یہاں کو عین۔ اور آب کو یہی ہی صلاح دیتے ہیں۔ نوایا احمد خان نے
 اس بات کو قبول کیا اُنک گھنٹہ قبل از غروب سب کے ساتھ لڑنے میں پہنچے۔ نوایا احمد خان
 نے شہر کے باہر ایک باغین قیام کیا۔ اور یہاں وہ گھنٹہ مقام بھی لگا جب صبح ہونے لگی
 نوایا احمد خان کو بلا بھیجا اور ہاٹ کی طرف روانہ ہوئی۔ دوسرے لوگ تمام رات بھر کے
 کام میں نقد ردیہ جمع کرنے میں اور دھنوں کرنے میں اور بان اور ٹوہنجانہ کے کام میں مشغول ہی
 تھے گھر دلوں کو چھوڑ کر ایسے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئی۔ اور گھر و عین آگ لگا دی ہر رات گئی رہو
 پہنچا اپنے بچے استاد کئی دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مراد آباد میں پہنچے۔ اور یہاں جب گھنٹہ
 ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مراد آباد سے بیس میل شمال میں ہے۔ اوسوقت ایک جاسوس آیا جن
 سیند سیا کے پاس ہوا احمد خان کے نام خط لیکر آیا۔ اوس میں لکھا تھا کہ جب وزیر نے شکاف
 پہاڑ کی طرف بھیجے تھے میں اوس پہاڑ کی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہو کر تین سو گرج کرتے ہوئے
 دشمن کے متعاقب جاوین۔ اور کہیں مفاد نہ کریں۔ لنگھا دھرتا سبھا جمیت تیس ہزار
 سوار و مثل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا ہے۔ وہ پہنچا ہی چلے تھے میں

اس لئے محمولانہم ہی بہت جلد بہار کی طرف روانہ ہو کر جایا سے امن تلاش کرو احمد خان سے اس خط کو پڑھ کر وہ پہلے سردار علی کو بلا کر مصنون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اسرفیاں دیکر حضرت کیا۔ افغان فی الفور جہت کوہ روانہ ہوئی اور دو سہرے روز جنگل میں پہنچ گئے۔ فوج محض بن یون لکھا ہی کہ ملہاراؤ وغیرہ نے افغانوں کے ساتھ اس فوج سے سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوح میں کیا کا فاختہ خیریت سے جنگل میں پہنچ گئے اگر ہر شے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو فاختہ میں سے کوئی بھی صحیح و سالم وہاں تک نہ پہنچ سکتا۔ اور منتخب العلوم میں کہا ہی کہ ملہاراؤ نے دوند سے خان کو کھلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ یہاں تباہ ہو جاؤ گے۔ ہمارے تمام خاندان خراب ہو جائیں گے اور انہوں نے جواب دیا کہ اگر جتنے یہاں کی کوہ کیا تو تم ہمارا تعاقب کرو گے۔ اس لئے ہم کو یہاں ہی تنہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہاراؤ نے کھلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل میں نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہیں کرینگے۔ تمام افغان جلیکا ہو چکے۔ یہ مرہٹوں کا احسان سمجھا جاتا ہے جیسا کہ یہاں کے مورخان کا بیان ہے۔ اور انگریزی مورخان کا قہر کہ روہیلہ خاں تعاقب کاہلی اور لٹاہل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹوں کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر میں ادھر اور ادھر شکستیں ہر تی رہی۔

افغانوں کا دامن کوہ کماؤن میں پناہ لینا

پٹھانوں کے پناہ لئے کے مقام میں اختلاف ہے۔ پہلیس کے بیان کے موافق اون لوگوں کا مقام گڑھوال کی پہاڑی بر مقام مال ڈانگ میں تھا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ یہاں آنولے سے نکل کر مقام جلیکما میں پناہ گزین ہوئے تھے اور بولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا میں غازیادی کاظم خان شیدا کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ابوالمصور خان سفدر خٹک سی پٹھانوں نے منہزم ہو کر جنگل جلیکما دامن کوہ کماؤن میں پناہ لی تھی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ خا عظیم سے نکالی تھی اور انشا اللہ وسیر المتأخرین و خزائن عامرہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ہزاریمین جو کہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افغانہ نے پناہ لی تھی، اور عواد السعدت میں بیان کیا ہے کہ کمتر کے ٹیلے پر پناہ لی تھی۔ اس جنگل میں تین طرف سے دشمنان گارخاستان تھا۔

اور ایک طرف جد ہی راہ تھی انخلافوں نے عمیق حذق کہودی اور برج نہالے اس یہ مقام
 بہت مستحکم اور بے گز ہو گیا کہ وہ پہلو نہر کا ایک حمار کرنا سخت دشوار اور خطرناک تھا یہاں لڑنے
 اس جنگ کے وسط میں اپنا لشکر بکھرا قائم کیا اور توہین فریسنے سے نصیب کو کے رہبروں سے
 کسوں میں۔ مدت تک یہ مقام لشکر کے نام سے مشہور رہا۔ باوجود ان سب کے وہ نہایت
 مضبوط تھے کہ کہیں کسی سامان کی رسد کا نہ تھا۔ اور کہا ناہو کہ پاس بالکل نہ تھا۔ تو وہ عرصے تک
 اونہوں نے لشکر پر بستی کی۔ اور وہیں سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت
 خان کو طلب کر کے کہا کہ قادیان سے ہم کو جاؤ اس قادیان سے عطا کی ہو کہ جہاں سے ہم شہادت
 افلیح سے بھی شکر کر سکتے ہیں۔ مگر غدا ہم پہنچنا نہایت ضروری۔ انہوں نے جواب دیا کہ لشکر
 کا حاجہ انہی دن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز کہتا ہے۔ اور سید موصوف
 ہماری قوم کا بھی ہوا خواہ یہ اگر آب سید کا کچھ تھنے تھلفے دیکر راجہ کی پاس بھیجن اور اس سے
 درخواست کی کہ ہم رسائی کی کریں تو بہت مناسب ہو گا۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا
 حافظ رحمت خان احمد خان کی رحمت ہوا کہ یہ بھی سید کی پاس گئی۔ سید مذکور نجیب خان کے
 قریب تو بچانے میں تھا اور جو تجویز کیا تھا اس میں بیان کیا۔ سید کو نواب احمد خان کی پاس بلالے
 نواب نے اس کو حوط و تحالف دی اور المور سے کھٹ کر رحمت کیا۔ سید کی پہچنے سے قبل وزیر کا
 وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ المور کے پاس آیا وزیر کا بیغام یہ تھا کہ ہمارے دشمنوں نے
 دامن کوہ میں پناہ لی ہے۔ ہم تمھاری دوستی سے امید کہیں میں کہ او کو رسد نہ پہنچے
 پائے۔ جو میں اسکے وہیلین کا تمام ملک تمھاری ربات مزین سائل کر دیا جائے گا۔
 جب سید مع تحالف داناں پہنچا اور نواب احمد خان کا حظ دیا۔ المورہ کو راجہ کے وزیر نے
 صمدی جنگ کے وکیل کو رحمت کیا۔ اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو چارے
 یہاں آکر پناہ لے ہم اوس پر کہا ناہو کہ میں اوس نے فوراً انہی کارہ زوں کو حکم دیا کہ جو گالوں
 والے پہاڑوں کے لشکر سے قریب ہیں انہی کو جلد غلا کر ادھر کی لشکر میں بھیج دیں۔ اور سید
 کو جواب دیکر رحمت کیا۔ سید یہاں پہنچے بھی نہ پایا تھا کہ ہزاروں بہاڑی غلہ سرو سپر لٹو ہو
 لٹو ہوئے۔ اور بچنا شروع کیا۔ بچاؤں نے اس غلے کو نعمت علی تصور کیا۔ بچاؤ سے
 بہو کھن مر رہے تھے۔ اوسکے بہت غنیمت جانا۔ جتنا جس کو نہ رہا تھا۔ جسکو درکار تھا
 خرید کیا۔ اور شکر خدا بجالائے۔ اور کہا نے بکالے میں مصروف ہوئے۔

حب وزیر گنگا یا رہو تو ادھنوں نے ٹھار را کو سخت تائبہ کی کہ ایسا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے۔ لیکن مرہٹہ سرداروں نے رافیا کو اپنے قول کے توقف اور غم کیا کہ تاقتا گنگا اور نعل افغانوں کے تعاقب میں گئے ہیں۔ لہذا مناسب یہ کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کی طرف کا ارادہ رکھتی ہیں۔ جب سبتر جبر ملے گی تو اس وقت کو پرہیز کرنا مناسب ہوگا۔ تھوڑے عرصے میں ضرورتی کہ بیٹان دامن کوہ کی طرف گئی مرہٹوں نے بغیر تمام کوچ کیا عماد السعادت میں لکھا کہ صدر جنگ آؤں نے میں پہنچے تو وہاں سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کو ادھنوں نے قتل کروایا اور دو روز تک آؤں نے میں وزیر کی فوج رہی تیسرے روز روہیلوں کے تعاقب میں کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اور کچھ انتہا تو ہے۔ سنبھان شہزادہ جی کو سل کی تیاری ہو رہی تھی کہ فرار ہو کر ہندوستان میں مفصل مذکور ہے۔ بہر صورت مرہٹوں کی فوج میں تعاقب کرتی ہوئی بیٹانوں کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہنچیں یہاں ادھنوں نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلایا میں ہالا اور بیٹانوں کے اسطرح کے تمام راستے بند کر دی گئے تاکہ بھوک پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر قبضہ میں آجائیں۔ مگر بیٹانوں کی بس نسبت بہادری کی حالت سے اوکو رسد پہنچے بھاگے۔ دہلی میں رہا۔ عماد السعادت میں لکھا کہ بیٹانوں نے پاس پہاڑی جو رسد آتی تھی۔ وہ انکی جماعت کثیر کو کافی رہی۔ اسلئے گوشت کھا کر سر کرے تھے۔ وزیر کے لشکر کے عریب آڑی یہاں ہی گوشت بچاتے۔ اور سیر بہر گوشت ایکل شرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کر کے یہ ترکب تھی کہ دوسری بیٹانوں کو گاؤں کا گوشت دکھایا جاتا وہ محبت اور برے ڈال دیتے۔ بیٹانوں والا محنت لیکر مہٹ جاتا۔ خریدار پہنچ کر گوشت اوٹھا لیتا۔ اور بیٹانوں کے لشکر میں رسد آتی تھی کہ رفتہ رفتہ ایک گاؤں اور بیٹانوں ایک ایک بستی کو وزیر کے لشکر بون کے ماتھے فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے میں اتنا واضح ہے کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہیں جنگل بہت گہنا تھا۔ اور راستہ نہایت ناموہر تھا اس وجہ سے وزیر کا بڑا تو بچا نہ بہت دیر میں پہنچا۔ ہر روز وزیر خود تو پہنچے رہتے اور مرہٹوں کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے۔ وزیر کا تو بچا نہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا۔ ہر دو تاسی طرح جنگ ہوتی تھی۔ ایک دن وزیر نے محلے ماٹھی پر سوار ہو کر اپنا تو بچا نہ نواب احمد خان کے تو بچا نہ کے مقابل لائے۔ وزیر کے تو بچا نہ لا لگا لگا اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خان کے تو بچا نہ کے اوپر سے گذر کر پہنچے میدان میں

جا کر گزرتا تھا۔ اس کو س پہر کے میدان میں اونے کبوتر گولے برستے تھے۔ صبح سے شام تک تو میں جلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہیں باقی تھی کہ وڈ برائی ٹوپین نظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کچھو لجاتے تھے۔ دو مہینے ہی حال رہا مگر افغانوں کو اس سے کچھ بھی ضرر نہ ہوا۔ ہمارے ایک نالہ جاری تھا یہ اور بھی وزیر کی تدبیر میں مایوس تھا۔ روہیلے اس نالے سے ہر کٹ لائی تھی اور اس کا بانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تھا۔ طہار راو اور سوچ میں جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کر کے کی مگر بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خطاؤ کی کارند کے پاس سے خود بار سناری میں متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسوں نے بادشاہ سلامت کو خبر دی کہ احمد شاہ درانی نے بڑی محکوم افغانوں کی۔ دو کو آتا ہے۔ اور درانی مذکور نے افغانان کو سہستانی کا اطلاق عدی ہو کہ میں آتا ہوں۔ سب کی سب دریلے سندھ کی کناری جھنجھو کر سیر کے منظر میں۔ حذ میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متروکہ ہو کر فیروز جنگ سے کہنا کہ صفر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر ہودہ جنگ کرے ادب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا کترین نے حضور عاتلی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا۔ چونکہ حضور نے اس امر میں جاوید خان سے صلح لی تھی۔ لہذا اب اس سے بوجہتا چاہئے کہ کیا کرنا چاہیو۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ فوج ہے۔ مگر خطا ایناں کے ہو رہی جاتی ہے۔ لہذا یہ لازم نہیں کہ وہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفر کے ایک لشکر روانہ ہونا چاہئے کہ احمد شاہ درانی اس حرف آتا ہے لہذا محکوم لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہ صلح دی کہ علی قلی خاں چنگا اس قاعدہ سے بڑھ چکا ہے۔

راجہ اندر گر گوشائین کے امینوں کا نواب احمد خان پہچمہ
اندر گر کا شکست پاؤ وزیر کا اندر گر کی شکست سے نہایت
خاطر ہو کر میدان جنگ سے کاشی پور کسٹٹ بہاگ جانا۔ مرنوں
کا اون کا تعاقب کر کے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدوں سے بھی مخفی رکھا۔ جو سرے رن و نہوں نے ملہا راؤ اور آپا

میں سے انکے یہی امین معلوم ہوئے کہ وہ افغان اور سولہ ہزار آفانہ بھائی ہے یہی ہے اب ہم کیا کرنا چاہیں

سینہ ہا اور گنگا دہر تانیا اور سورج کی عات کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر سوز
 رہا اہل ہی۔ تم ذرا بھی آگے نہ بڑھو اور نہ بچہ مدھی۔ آپا سینہ ہیلے سب سی ہیلے عا ہا دیا کہ
 ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی راہ اندر گر گشتا میں نے کہا
 کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے۔ خندق میں فقط بانی سدرہ ہے۔ دو گونہ میں
 مشرق و مغرب کی طرف بانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا تو پناہ ہے اور مغرب
 کی سمت غلاب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص بہڑی بھی تکلیف کرے قادیان سے حاصل کر سکتا ہے
 آپا سینہ ہیلے کہا کہ تم بھی تو فواب وزیر کے نوکر ہو۔ یقین اتنی تھکا دے کیوں نہیں کرتے ہو۔
 اندر گئے کہا کھل میں فواب احمد خان کو زندہ گرفتار کر لیا وہاں گئے۔ اور بے مدد و سبیر متبہ
 کر لو گئے۔ وزیر کے اقبال ہی احمد خان کو زندہ گرفتار کر لیا وہاں گئے۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا
 اس کو بہتر کر دیا ہے۔ سب سردار حضرت ہو کر اپنی اپنے مقام کو گئے۔ آپا سینہ ہیلے فواب احمد خان
 سے کہا اچھا کہ کل راہ اندر گر تیرے چلے کرے گا۔ اور بھی اس لیے کہ وہ با تو لہا ہے۔ گنا یا نہ گنت
 کہاتے تھے۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا پھر اندر گر سیدہ ہزار
 سوار و پیادہ کی جمعیت اسے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بدوق۔ سے ملے ہو کر وزیر
 کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قیل چل کر سنے کے راہ اندر گئے وزیر سے درخواست کی
 کہ بغل اور شیر تیرے کہ حکم ہو کہ اول وہ داؤن کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے موربہ سے پر کریں۔
 تاکہ کل پٹھان اور سونے متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی عا ہا خالی
 جوڑیں۔ اور کافی پٹھان اوس کا سلطان نری۔ اور وقت میں اوس سبیر حملہ کر دے گا وزیر۔ نے اوسکی
 حسب نواہ حکم دیا راہ اندر گئے بڑا کر نشیب میں مقیم کیا۔ اور منظر موقع کا ہوا اور مطلق
 نے نجیب خان کے موربہ پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مطلق نے حتی المقدور بڑی
 حوصلہ دہی کی۔ مگر نجیب خان نے جری دھیمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنی دوستوں کی کہا کہ ابھی
 گو کہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آئے تو تلواری مقابلہ کرتا۔ نجیب خان بخشی دراجان
 اور دندی خان کو کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں جوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ
 میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہو کر
 فواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونسکے پہنچنے کے فواب احمد خان باہری پر سوار ہو کر اپنے
 موربے کو جانچا تھا۔ حافظ رحمت خان نے فواب سے کہ کہا قلعہ خاص محلہ نجیب خان کے

تو بچائے کیطرت سے۔ نواب نے جواب دیا کہ سنجیدہ انسان ہر وقت ہوشیار رہے گا حملہ ہے
 اصل حملہ مجھے قوم امت کے ہاتھ سے ہو گا۔ اسلئے تم اپنے مورچے کو جاؤ۔ اور اپنی مددگار
 کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ دن ہی انیتو کی قوت میدان میں آئی۔ بیٹھان
 تمنا رکھنے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی۔ نواب احمد خان نے اولیٰ
 کہا کہ فاتحہ خیر پڑھ کر جنگ کا ارادہ کرو۔ افغانوں نے دونوں ہاتھ آسمان کیطرت
 اٹھائے۔ اور فاتحہ خیر پڑھ کر دشمن کی طرف چلے۔ دونوں جانب سے پیشتر بان و بدوق
 سر ہوئے اور ایک گھنٹہ تک اس صورت میں لڑائی ہوتی رہی۔ آخر لالہ مرید خان بڑھ کر دشمن
 پر جا پہنچے اور تلوار چلنے لگی۔ افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ میتھان نے تانے لاکر
 ہتھکڑیاں کیا اس وقت اندر گر کا جیلہ میتو نیز حکمران تھا۔ جب دھمکی دیکھا کہ ناگوان اور میتون
 نے منہ پھیر لیا تو وہ گھوڑے پر سے اتر کر لالہ مرید کو سمجھ کرنا چاہا۔ اور اپنی خاص خاص ہتھیاری
 کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اور انہوں نے اس کی حکمتی تعمیل کی۔ اور جو جانب باری سے بڑھے۔
 اون میں سے بہت سے مارے گئے۔ اور باقی منتشر ہو گئے۔ تب خود انیتو کا سردار نمیشیر پست
 سامنے آیا۔ اور ایک بیٹھان لفظ تلوار لیکر اس کی مقابل ہوا۔ تھوڑی دیر لڑ کر بیٹھان نے اس کی
 مار لیا اور اس کا سر تن ہی جدا کر لیا جب انیتون نے دیکھا کہ اون کا سردار قتل ہوا بھاگ کھڑے
 ہوئے۔ راجہ اندر گریہ کرکشتگی طالع دیکھ کر میدان جنگ سے پہا۔ بیٹھانوں نے ویر کو لشکر
 نکالے اس کا تعاقب کیا۔ اور غروب آفتاب کے وقت وہاں پہنچے۔ بعد غروب اس قدر
 تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کر سکتا تھا۔ نواب احمد خان نے فوراً قاصد
 روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آتے بیٹھانوں نے وزیر کی قوتوں کی کارروائیوں
 آگ لگا دی۔ اور کچ مال غنیمت اپنی لشکر میں واپس آئے۔ جب وزیر نے اندر گر کی شکست
 کی خبر سنی نہایت افسردہ نہ ہوئی۔ اور اپنی قہم سے بھلی کر مانتی پر ہوا ہوئی۔ اور کاشی پور
 کیطرت بہانے حب ملہارا را اور پاپا سیندھیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت ہی متوجہ ہو کر
 اون کا تعاقب کیا۔ اور کاشی پور پہنچ کر اون کو سدھارے۔ اور وزیر کی پاس پہنچ کر بولے کہ شکست
 تو اندر گر کو ہوئی آپ کی اس بزدلی کا کیا باعث ہو اس نے اسے غرور کی واقعی سزا پائی۔ غرض
 ملہارا را اور پاپا سیندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل معافی مانگی اس کے مرتبے کے ہتی
 باز رکھا۔ اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ میں قیام پذیر ہوئے۔ روزمرہ کی چلے تو پونے

ختم ہو گئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیاں اور مصالحہ چٹاؤں نے جلادیا تھا۔ ان جواہر دلوں کے ہنسا
 بیٹاؤں کا گیا ہو اور عرب لوگوں کے دلوں میں بیٹھا تا بہتادہ ہون کے دل بسی محاصرے سے
 اونکی گھوڑی کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور صحت کچھہ ناخن نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم
 کی تبدیلی اور آب و ہوا کی خرابی نے دونوں فریقوں کی صحت بن نقصان پیدا کرنا شروع کر دیا۔

ابولمنصور خان صفدر جنگ و پٹانوں میں علی قلی خان کے توسط سے

عہد و پیمان کی پتھر اور ادوں میں ناکامیابی

وزیر کو اس ہم مشکلات سے دوزخات تردد در بہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران
 کی اولاد ہی تھا وزیر کے لشکر میں بادشاہ دہلی کا ستھ لیکر داخل ہوا یہ ستھ خاص بادشاہ کا دستخط
 تھا جس میں یہ تحریر تھا! احمد خان سر قوراء صلح کر لینا چاہیے۔ ستھ وزیر کے حواسے کر کے علی قلی
 خان نے بادشاہ کا زبانی یہاں بھی احمد خان سر قوراء صلح کر لینا چاہیے۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح
 کی درخواست میری طرف سے ہوئی تو اس میں تمام غم کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے
 صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھے پیمان اور احمد خان غالب جنگ میں قدم سے
 رابطہ و اتحاد ہے۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو میں احمد خان کو ملاقات کر کے اسکو صلح کی طرف مائل کروں
 وزیر اس تدبیر سے بہت متحفظ ہوئے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اسصنوں
 کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ بلوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ
 رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مصنفین کہا۔ سب نے یہی
 صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے۔ لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب احمد خان نے
 جواب لکھا کہ آپ کے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان
 نے وزیر سے کہا وزیر تم سے قسم کی کہ ہرگز اشارہ صلح نہ کرنا چاہیے۔ علی قلی خان
 نے کہا کہ تم خاطر رکھو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تمھاری توہین میں بادشاہ کی امانت ہے۔ جب
 علی قلی خان نواب کے توہین کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کہ آیا۔ جب
 محمود خان دمان پہنچا۔ دونوں باہم شہنشاہ ہوئے۔ اور ایک ہاتھ پر سوار ہو کر امیر خان نے
 شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ نواب اوٹھ کر آپ فرزند تک استقبال کو آیا۔ اور اسکی شہنشاہ ہوئی۔

باخدا مینا باخدا دے ہوئے مسند تک گئی بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازاں
 علی قلی خان کو ایک خیمے میں بھیجا یا جو حاصل دسی کے اسامہ کے واسطے استادہ تھا اور کہا ہر قسم کا
 تیار کر کے بھیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات کا
 سامنا کر دے درمیان آبا علی قلی خان نے بادشاہ کا دخلی شفقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا
 نکالا احمد خان نے اس شفقے کو سرور کہا نفیہ کی خاطر اپنی حکمت سے اس شفقہ کو پڑھا اور دہلی
 کی طرف منہ کر کے آداب پڑھایا بعد ازاں شفقہ کو پڑھا اور اس کو مسنونہ بجز خاتون خاصہ ملوون
 کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ ستر ایشیائے شرق سے ہونے سے ہنوز سے ہی دن مبدی معلوم ہو گیا۔
 کہ بادشاہ نے صلح کرنے کا حکم دیا۔ احمد خان نے شفقہ شاہی کو پڑھا اور پھر اس کی بادشاہ
 کا غنا کیا۔ علی قلی خان نے کہا کہ تمہارے بیٹے محمود خان اور عاظمہ رحمت خان کو میرے ہمراہ
 بھیج دو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری میں کوتاہی کی۔ مگر احمد خان
 نے خود فرمان شاہی الامرو فوق الادب سمجھ کر اطاعت کی اور اپنی بیٹے محمود خان اور نواب احمد
 خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ اس میں دیر کی بھی آبرو دینی
 رہے گی۔ اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہیں گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس میں نیر مشورہ
 اپنے سرداروں کے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب احمد خان
 کی فرزند کا مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداروں کو طلب کر کے امر مذکور میں
 صلاح پوچھی ملا سردار خان جو ان سب میں عمر میں زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے
 نواب احمد خان نے پوچھا تمہاری اس کی کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح
 ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ بوت اور اختیار رکھتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے
 تو تقمیل ستر ایشیائے مغرب کرے اور در صورت منہج معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب تھا
 کہ صلح نامہ طہاراد اور کیا پسند ہوا کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال میں مجھے یہ منظور
 نہیں ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ میں جاوے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جائے
 یا نہ جائے۔ کیونکہ ان میں اور زمین محض اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ
 میں تمہاری صلاح کو بل پسند کرتا ہوں اور اہم سیر عمل کروں گا۔ بعد ازاں نواب احمد خان اپنی
 لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان نے کہا کہ مجھے خود بخبر دینا و کامل ہی
 مگر وہ پہلے سردار اور ہنوز کسی وسالت کے بغیر میرے بیٹے کے نہیں ہیں رہی ہیں قلی خان

چہ شکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ داؤد دہلیہ سردار بہاوت نوری جس نے اور درانیوں سے
 یہی میری خواہش تھی جو انہوں نے صلاح دی میری صلاح سے تھی وہ حاصل سے
 کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف رغبہ کرنا تھی۔ لہذا یہ احمد خان نے جواب دیا
 تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کا پتھر ہے اور اطلاق کے علی قلی خان رحمت ہو کر
 اپنے لشکر میں آیا اور دوسری ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا۔ اور کہانی احمد خان کو صلح
 پر راضی کر لیا۔ مگر بشرط یہ کہ صلح نامہ توسط طہار راو اور آبا سینہ ہیل کے ہونا چاہیے۔
 لہذا کہا کہ انڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے پہنچا جاوے۔
 طہار راو آبا سینہ ہیل کو طلب کر کے کہا کہ لو اب احمد خان کے بیٹے کے یہاں لائے کی تدبیر
 کرو جب وہ یہاں آجائے گا ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان وہ دن سردار دن کے منظور کیا گیا کہ
 کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پائے کہ بھر نکو دیر سے مخالفت پیدا کرنا پڑے۔ وزیر نے باوجود
 اپنے منہ کے مجبور ہو کر قسم کھائی کہ اس کی سیرا راو دغا کا نہیں ہی۔ تنہا راو نے اپنے
 بیٹے کہا کہ انڈے راو کو لو اب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر میں لانے کے واسطے پہنچا آبا سینہ ہیل
 احمد خان سے کہا پہنچا تا کہ اپنے بیٹے کو بھیجے میں کوئی عقدہ نہ کرنا۔ اب کہا کہ راجہ ہارن کے
 لو اب احمد خان کے درپے کے قرب پہنچا۔ اس کے آنے کی خبر لو اب احمد خان کو پہنچی اس نے
 اس وقت محمود خان کو طلب کیا۔ اور کہہ دیا اس کے کان میں کہا اور دوسو سواروں کو اس کی ساتھ کیا
 اور لو اب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو پہنچا۔ جب کہا کہ انڈے راو لے اٹھو آتے
 دیکھا اپنے ہاتھ سے اتر پڑا۔ اور بھگلیک ہوا۔ بعد ازاں جب بھر سوار ہو گئی کہا کہ سداوے
 اپنا ہاتھ محمود خان کے ہاتھ کے چمے رکھا۔ اور اس طرح سے مرہٹوں کے لشکر گاہ میں پہنچے
 طہار راو اور آبا سینہ ہیل اور تانتیا ٹکادھر اور دوسرے سردار پیشوا کی کو آئی۔ جب وہ
 سامنے پہنچے اور پڑے۔ اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کی بھگلیک تھیں۔ بعد ازاں
 طہار راو سے اور کو چھینے میں لجا کر ایک سہند پہنچایا اور مرہٹہ سردار گروہ بیٹھے تھے کن کے
 اتفاق میں کی گئی سپہ سالار محمود خان نے قبول کیا باقی گھوڑا داتا ہی وغیرہ اس سے
 واپس کر دے بعد ازاں سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر میں گئی۔ اور کہا اور اذی مرتبہ
 داتا تانتیا کو لانے کے واسطے روانہ کہ لو اب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جاوے
 حکم ہوا۔ سرداران مرہٹہ ان کی ہمراہ واپس آئے۔ جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صرف باندھ کر کھڑے ہوئے اوکھڑے آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان
 لشکر سے نکلے۔ اوکھڑے آنے دیکھ کر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہنچا اپنی
 ہاتھی سے اتر بیٹھا اور ادنیٰ بنگلیہ ہوا۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر میں پہنچے۔
 جب ہتھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھہر گئے۔ ملہار راؤ اور
 آپا سیندھیانے سب پوچھا۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر سے
 اجازت لیجئے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہوں۔
 وہ کئی اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جا کر کہہ دے کہ نواب کے
 آدمیوں کو روک نہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے میں لے گئے۔
 یہاں وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سر پرچے میں تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے
 گذر کر اپنے ہاتھی سے اتر کر بالکی میں سوار ہوا۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے
 ہاتھی سے اتر کر بالکی میں سوار ہوئے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنی
 ہمراہیوں کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اس کے بعد وہ اندر جا کر بیٹھ رہا تب
 ملہار راؤ اور آپا سیندھیانے آگے ٹھہر کر اس کو پانچویں سے اٹھارہ اور اس کی ساتھ چلے محمود خان
 لب فریش پہنچ کر آداب بجالایا وزیر نے کہا مر جیا اور دونوں ہاتھ ہٹا کر گلے ملے لگا یا
 اور بیٹائی کو بوسہ دیا یہ رسم بخون کی تھی کہ پوت ملاقات وہ حکم کو زیادہ عزیز کہتی اس کی
 بیٹائی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھ کر اپنی داہنی جانب کی منبر پر محمود خان کو بیٹھنے کو
 کہا محمود خان نے اس وقت جذبات فرمایا کہ تہمین بیکر نذر گزرا میں وزیر نے نہایت
 لطف و مہربانی کی نذر وہیں کی۔ محمود خان نے اصرار کیا تب اس بخون نے قسم کر کے
 نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بچھا وزیر نے اس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا
 اور نہایت شفقت سے بات چیت کرتے لگے ادھر اوپر کی باقون کے بعد وزیر نے کہا بچھا
 بچھا کا نہیں کرتے میں ملھا بابا کیوں اتنی دیر ہاگ آ جا۔ محمود خان نے نواب دیا آئی
 وجہ یہ کہ میرا بابا دو غلہ ہے۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا سنی محمود خان نے کہا کہ سیر
 والہ گی مان قوم منل سے تھی اور بابا بچھا تھا۔ چنانچہ جب وہ اصل پر رسی کی طرف جاتا
 بہادر رسی کو سیدال من آتا ہے۔ اور جی منل مادر رسی کی طرف رخ کرنا ہے یہاں گھڑا
 ہوتا ہے۔ اس جواب پر وزیر خاموش ہو گئی کہونکہ وہ خود قوم منل سے ہے۔ اس کے بعد

وزیر نے ملہا رراو اور آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہ کر کہا میں نے ابھی کچھ کھایا نہیں ہے
 آپ براہ عنایت بابا محمود خان سی رحمت ہو جو یہ رنکر دونوں سردار اپنے لشکر کو روانہ ہو
 وزیر ب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص جینے میں گئی۔ اور خاصہ طلب کی
 بقا راغفر خان نے مہا نون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کہا نے سے فارغ ہوئی وزیر نے
 اسماعیل خان کو حکم دیا کہ ہا سے سراجے کے داہنی جانب لٹکے واسطے جینے اسادہ کر۔ جب
 جینے کھڑے ہو گئے محمود خان و حافظ رحمت خان و وزیر سی رحمت ہوئی۔ جب ایک گھنٹہ بات
 گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار سونوں لے ان دونوں شخصوں کے جمیں کو گھیر لیا۔ جب
 محمود خان اور حافظ رحمت خان کے لاکڑوں نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فردا فردا جا کر اپنی
 مالکوں سی اطلاع کی مر سٹوں کے جا سوسوں نے معلوم کیا کہ مجھ دعا کا ارادہ ہو رہا ہی
 لہذا یہاں تہ مزد ہو کر اپنی سرداروں کو خبر دی کہا مذکور او یہ خبر سننے ہی بلا اطلاع آپے
 والہ کے وزیر کے لشکر کو گیا و مان اونہ دیکھا کہ ایک ہزار مغل سپاہی مہا نون کے چھٹے
 گرد میں فوراً اپنے پانی نو جھکو حکم دیا کہ ان نالایقوں پر حملہ کر کے انکو منتشر کر دو یہ حکم سنکر
 مغل بہاگ کھڑے ہوئے۔ سر کچے میں ہو چکر کہا نہ بے راو نے دیکھا کہ محمود خان
 و حافظ رحمت خان سب بہ ارادہ مقابلہ کھڑے ہوئے۔ کہا نہ بے راو کو دیکھا کہ محمود خان نے
 مسکرا کر کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا تھا کہ میں کسی صورت سے وزیر تک پہنچ جاؤں خدا نے
 میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کرو تاکہ وزیر کو ان کے قریب پہنچ
 جبکہ ان کہا نہ بے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی ہی بہرہ سے پرہا جینگے تو وہ آپ
 اپنے کئے کی سزا پائینگے۔ اب تم کو لانعم ہی کہ فوراً بیان کی نقل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور وزیر
 کے لشکر کو بائیں جانب چھوڑ کر کہ امن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مہا نون کے کچے
 قریب پہنچ گئے کہا نہ بے راو نے اکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کہا نہ بے راو کے
 واپس آنے کے بعد ملہا رراو اور آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئی اور کہا جب تمکو دعا نظر ہی
 تو ہم کو درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی کو گفتگو کی وزیر نے
 مڑی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہی کہ بغیر دریافت حال اس قدر سختی سے بات چیت
 کرتے ہو۔ جو اصل حال ہی وہ علی قلی خان سے جو اب احمد خان کا بڑا دوست سی دریافت
 کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان واپس آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ

اسی کیفیت مفصل بیان کرواؤں گی کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیوں کو افغانوں سے عداوت قلبی ہے مبادا وہ ان کو کچھ ضرر پہنچائیں اس لئے میں نے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار غل سواروں کا پہرہ مہمانوں کے حیون کے گرد کر دیا تھا۔

وزیر کے حکم سے افغانوں کے لشکر میں محبوب عالم کی سازش اور اس کا کھل جانا

جب صلح نامے کی اول کوشش میں ناکامیابی ہوئی۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص جس کا نام بادشاہ والہ محبوب عالم نام تھا اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہاں لاکر بھیجا گیا تھا اس کی ذہانت کی وجہ سے وزیر اس کی صلاح کی جیسی قدر کرتے تھے۔ ایک روز وزیر نے اس سے کہا کہ میں افغانوں کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا معنون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فتنة قليلة غلبت فتنة كثيرة باذن الله تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے میں اپنے دشمن پر فتحیاب ہو سکوں سید نے جواب دیا کہ اس کے انویش کے ذہن میں ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملائکان قدیم میں سے نہیں ہیں و نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آئے مومن عرص میں نہ لایا۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجھ کو ترجیح دیتی ہے۔ جو کچھ خیال بھڑا رہے وہ میں ہو ملائکے مے فطریاں کرو تب سید کو روئے دریافت کیا کہ کیا حضور کا منہ فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے۔ یا قلع و معامات افغانان کا قلع و معامات ملاحظہ فرمائیے۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے۔ مگر چونکہ دوسرے بھی اس کے نزدیک ہیں اس لئے مجھے تمام قوم افغانان کا استیصال کرنا پڑتا ہے اوسنی ہو جہاں اگر دوسرے بچان احمد خان کو چھوڑ کر حضور کے روبرو حاضر ہوں تو اوسکے واسطے کیا توجہ ہوگا۔ انہوں نے کہا اگر کوئی مرتبہ و غرت کے مطابق اوسکے ساتھ سلوک کیا جائے جو ذی رتبہ میں اوں کو مرتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جائیں گے تب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گزارش یہی کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بہ خط و مہر خاص لکھوا دیجئے۔ اور یہ پروانے مجھے عنایت ہوں اور ساتھ اس کے ایک حکم بھی جیسا مناسب اسے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ چارے منشی کے پاس چار احکم لجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم بروائے تیار کر کر
اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم بخت حضرت
ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ بروائے تیار نہ ہو چکے وزیر کی خدمت میں بغرض منظور ہی پیش
ہوئے۔ اور بعد ازاں میر قدرت علی کے جتنے مین محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔
ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت میں تھا۔ اس کا مکان
شہر گوالیار کے باہر غوث پور میں تھا۔ اس کے والدین ابو الحسن علی حضرت محمد غوث
گوالیاری کے ہمیشہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک بھائی کا بیٹا میر
سید معز الدین نامی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری بادشاہ کاکوکر اور اس وقت وزیر کے لشکر
میں حاضر تھا۔ میر قدرت علی اس سے بہت اعتماد رکھتا تھا۔ اور اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔
سبب اس کا یہ تھا کہ میر قدرت علی سید شمس الدین مستند داسی پوری کی اولاد ہی تھا اور سید
حسن الدین مستند میر حمید الدین کا خلیفہ تھا جو محمد غوث گوالیاری کے نام سے نہ ہوئے۔ اتفاقاً میر
معز الدین قدرت علی کے خیمے میں آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سید میر قدرت علی کے توسط سے
دوستی پیدا ہو گئی۔ عین گفتگو میں محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا حجاز
بہائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھو کہ جو کہ تم نے احمد خان کی بڑی عزت میں اختیار کی ہے۔ وہ تھوڑے ہی عرصے میں یا تو قتل
ہو جائے گا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہاں ہی یہاں چلے آؤ۔ اور کل اسباب
انبا وین چوڑو یہاں ہبیا ہو رہا۔ مہوش تم یہاں پہنچو گے اس وقت وزیر سی ملاقات
ہو جائے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھ کر
محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اس کی دوست و آشنا کو مطلع کیا
کے خیمے میں ان سب کے نام جہانگیر میں اسکا مضمون یہ تھا کہ میر وزیر سے تمہاری سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے لاری و منصب عطا ہوگا اور میر
مضبوطی کے واسطے شہ و زیر کا مہری لکھوا لیا ہے۔ مہنا تم کو لاندر ہے کہ فوراً وہاں ہی چلے آؤ۔
سب بروائے اور اپنی خطوط اکٹھا رکھ کر وزیر کے ایک قاصد کو لکھا کہ اپنی خاص نوکر یہاں احمد خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کرے۔ بسا ایداد احمد خان جنگ و محبوب عالم و لون مستند احمد خان
چلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکوائی کے سبب دو لون میں بڑی دوستی لہ گئی تھی۔ گویا

ایک تہاں دو قالب تہو اور اس بھروسے پر جو ہا ملے اس قدر حسرت کی تھی بھائی خان
خدمتگار صاحبہ ادا خان کے جنے پر ہو چکا۔ اور کل خطوط و پرواجات اس کے حوالے
کئے۔ اور وہاں سیحام الدین کے خیمے کی طرف جلا اور بھیج کر فرما دین کا خط حاصل دین
کو دیا اور جواب مانجا۔ سیحام الدین نے کہا کہ اگر اس خط کو پڑھا۔ اور یہ دہل جواب دیا۔ آپ
یہ خیال و راستے ہیں کہ من نواب احمد خان کی ملازمت میں ہونے سے خوف میں ہوں یہ تصور
آپ اپنی دوسرے دور کے۔ نواب احمد خان کے باقی کھموش ایک لکھہ جان ہیں اور یہ س
کے سب بڑے بہادر لیکن بدوین لڑے اور جان دیتی پرتار میں۔ بلکہ مان سے نا بھہ
دھوئے بیٹھے ہیں۔ اور اس کے مستقیم کہ یا تو فتح حاصل کریں۔ یا میدان میں مرین
آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جو شخص مرے نہ آتا ہو اس کا مارنا آسان نہیں ہوتا
ہر کہ دست خیشین از جانب نیست و خود جانود دشمن خود را کشت

جزہ می یا یہ پوجات از دست تو پڑ زندہ اور اتنا یہ حملہ نیست و
و یا با نفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر ہوڑے عرصے میں احمد خان بر غالب آکر اسکو
اسیر یا قتل کر بیٹھے۔ لیکن آپسی چوچتا ہوں کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھوں کی خوف میں ہوتے
اور میں کہہتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی محبت اس بات کو
قبل کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچا کر برو خاک میں ملا دیتے۔ میں سمجھتا
ہوں کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرنے ہر جہہ پر خود مٹی پسندی بردیگرے پسند
مجھے آپ سعادت رکھتی کہ ایسی نادانی کی تحریر میں منظور نہیں کر سکتا ہوں یہ جواب بہائی خان
کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبہ ادا خان کے خیمے میں آیا اور اس نے بھی جواب خط کا
دیا۔ اور پھر کہا کہ میں نے تمھارے پروانے اور خط و تقسیم کر دی۔ جو کچھ اس کا نتیجہ ہوگا
اس سے بعد ازاں اطلاع دیجائے گی میں قاصد کو نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اس میں خود
آفت میں بڑھاؤنگا۔ لہذا قاصد کو اس پہنچتا ہوں قاصد یہ دونوں خط لیکر اپنے لشکر
کی طرف واپس روانہ ہوا۔ و پہلے چار اور لوٹے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان
کے لشکر کو دق کبا کر رہے تھے۔ دزدی و ہزنی میں طاق تھے۔ اب اوہوں نے یہ اختیار
کیا تھا کہ تو بھلنے کی داہنی و جانب پوشیدہ رہی تھی۔ جب رات ہوئی وزیر کے لشکر
میں جا گئے۔ اور گھوڑا اور اسٹا اور سامان جو کچھ ملاوٹ لائے۔ اور اس کو

بجکر پھر اپنی مقام مسعودین مخفی جا بیٹھتے تھے۔ اتفاقاً یہ قاصد اُنکی قریب سی پہنچ کر گزرا اور انہوں نے
 اُسکو گرفتار کر لیا۔ اور نواب احمد خان کے رو برو لائے۔ نواب نے قاصد کو سامنی بولنا کر پوچھا تم
 کس طرف سے لشکر میں آئی تھے اُس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونوں خط جو
 اُسکی پاس تھے وہ اسے کہتے جب نواب احمد خان نے اُن خط کو دیکھا، اس نے حسام الدین
 کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہنچ چکی تھی کہ قاصد کو اغوا کرنے لگے۔ اور نواب کے
 رو برو لائے۔ جب حسام الدین رو برو نواب کے آیا نواب نے اُس کی مخاطب ہو کر پوچھا یہ
 سزا الدین کون شخص ہے جس کی تم خط کتابت رکھتے ہو۔ اُس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے
 یہ نواب نے پوچھا کہ اُس نے کیا لکھا تھا۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور
 کے رو برو ہے۔ اُسکی اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ رستم خان گلشن و حاجی سرفراز خان و
 سحاب خان اس وقت حاضر تھے۔ اُنکی طرف متوجہ ہو کر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین
 بڑا عالی نسب ہے۔ اس کی حق ملک جواب ادا کیا دیکھو اس نے کیا جواب دیا بنی بھائی کو لکھا ہے تبا غدار
 نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے لشکر حسام الدین کی بڑی تحسین و تعریف کی۔ یہ
 نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف بھر کر کہا کہ جو کچھ تمہیں مسیحہ اسیدہ نے دی تھی کیا انشاء
 بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ میں تمہیں اس صداقت ستاری کا عرصہ دوں گا بعد ازاں حافظ
 رحمت خان و ملا سردار خان و دودئی خان و فتح خان و سید احمد کو بلا کر نواب نے تمام حال کہا
 اسید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ امن کوہ سے نیکر پہلی بہت تک متعین ہیں
 میں اُنکو حکم بھیج دوں گا کہ اگر کوئی چٹان بہ ارادہ گزیر لشکر سے نکلے اُس کو فوراً قتل کر دو۔
 اور اُس کا اسباب ضبط کر لو۔ اب یہ تمام روہیلہ سوار حضرت ہوئے اور احمد خان نے
 حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکال دو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

تجدید شرائط عہد نامہ تکمیل صلح

فرح بخش بن لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے مصدقین کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا تھا۔
 بلکہ محاصرین وقت میں آگئے تھے۔ کیونکہ نہ اُنکو چارہ مل سکتا تھا۔ اور نہ غلہ آسانی سے
 میسر آتا تھا۔ تاکہ تھا کہ۔ اور چراغ کا نیل کبریت احمد کے حکم میں تھا۔ روہیلہ کی بیماری
 آدمی تھے۔ اور پیاہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و پہر جبلے غلہ لاتے اور آرام سے کھاتی

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہہ دینا کہ جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم بلا دود و گداز منظور کر لینا کیونکہ اس وقت بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم تمہاری بہر حال ۴۴ خواہ ہیں اور اپنی بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر میں بھیج دینا کہ وہ دونوں بھائیوں کے لشکر میں پہنچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں۔ مگر گنگا دہر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو میں کل جاؤں گا۔ علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا اور سارا دہر کی باتوں کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اہل کھانہ کے سرخوں کا دلیل گنگا دہر کی حاضر ہو گا تا مبادا دوسرے کو زلواب احمد خان کے پاس گیا اور دوسرے پہلے مراد طلب ہو کر ملاقات کرنا کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ بھاری اور آسائیدہ تھا کی رائے پر جوڑنا چاہیے اس پر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور زلواب کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ ہم تمہارا اور آسائیدہ تھا کو رضائے رکھنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادا و نذرانہ شامی ملکوں کر ستم میں۔ اور نذرانہ جو تیرا نذرانہ سرحد کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانیا کے حوالہ کیا ایک نفل پہنچا کہ نذرانہ تانیا کے دو تیرے کھنڈہ کی گئی تھیں۔ چھکو احمد خان اور سرخوں نے باہم تبدیل کر لیا۔ معافی زلواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور قرار یہ تھا کہ جب تک لٹا نڈان جنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہے گا اس سب حال میں سرخوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہ ہوگی اور محمود خاں اور حافظ رحمت خان سرخوں کی شک کو روانہ کرے اور جب ان کی لشکر کے قریب پہنچے بھاری اور احمد خان آسائیدہ سوار ہو کر تھوڑی دیر لگتی اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کو ویرے ملاقات کرانی اور نذرانہ صلح کی تکمیل ہو گئی۔ یہ بیان آدھون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ پس عالم شامی کے بولت کا یہ کہنا کہ سرحد کے معاملے کا کیسہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔ ناکان ملکوں میں آئے اور مداحات حاصل ہوئے کا ذریعہ باقی رہی درست نہیں معلوم ہوتا۔ اور فرج محمد بن لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ سے صلح کے لئے افغانوں کے پاس قریل بھیجے تو حافظ رحمت خان سید احمد عرف شاہ جی میان والد سید معصوم کو جو برہمے نیک حضرت اور عقل دانش من اسطوے فائدہ اور تھوڑے مردانگی میں لکھا نہ اور افغان کے ہر زادے تھے اور حضرت سید علی بابا کی اولاد میں تھے جو سادات مریدین سے ہیں۔ اور بریلی کے محلے ولے سیدون کے مورث اعلیٰ ہیں صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اس بات صلح ہو گئی۔ کہ احمد خان بچاں لاکھ روپے بابت خرچہ جنگ سے دیا بچہ احمد خان نے ادنیٰ کی ادائی کے واسطے ایک

مستک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ شک یوں اس روٹی کے مرہون کے جوا کر دیا جو نوکو
 اس فوجبشی اور امداد کے عوض میں دینا نہایت اور عمارت اسعدت میں بیان کیا ہی کہ طہار خان
 خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا اور کسی احمد خان سے کہا کہ میں مختار سے تجھے میں بیٹھا جاتا
 ہوں تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ۔ احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح و مسعودہ طفلانہ ہی
 مجھے سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مہندستان میں وزیر کے قوی دوست ہیں ایک بہتان دوسرے
 مرہٹے حب کہ میں رمان جاؤنگا اور وزیر نے مجھ کو مروا ڈالا تو تم کہا فٹ سے راوسی دست بردار
 ہو جانا انتہا یہی کہ میرے مختار سے دو قطرہ سی صلیع ہو جائیگی میں اور تم دونوں قوزہ و زبر
 طہار راوے یہ صلح پسند کی اور اپنی بیٹے کہا دے راو کو احمد خان کے بیٹے میں بھاگ کر خود
 کو وزیر کی پاس پہنچا دیا میرے گرد یک اس واقعہ کے معلق آموہن صاحب کا بیان زیادہ قابل
 لحاظ ہے اسلئے کہ انہوں نے حامی الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرہ آملہ آباد جنگ
 روہیلکندہ محاصرہ کماپون کے موقع پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اس نے حالات بہت
 مفصل اور دلچسپ اور حتم دید لکھے ہیں۔ سیر المتاخرین میں ذکر کیا ہی کہ نواب علی محمد خان روہیلکندہ
 کے محاصرہ بعد ملا گنداری کے اوکی اولاد کو دے گئے۔ اور وہ ہیکندہ گزیر میں بان کیا ہی
 کہ اس عہد نامے پر صلح کی گئی کہ روہیلوں کی جانب سے بجاس لاکھ روپے ہرجہ جنگ کے
 ادائیگی جائیں۔ اور پانچ لاکھ روپہ سالانہ خراج کے بے فیضی قائل کر لے۔ میں۔ اس عہد نامے
 پر حافظ رحمت خان شیخ دوسرے رستوں کے دستخط کئے اور عہد نامہ مکمل ہو کر مرہٹوں کے
 سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے مہنگام فوجبشی اسے روہیلوں کے رہی کا اوسے وعدہ کیا تھا
 مرہٹوں کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ سنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی۔ مگر وہ اس مار
 ایسے کنڈراے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکندہ کی جانب متنبہ نہ کین عہد نامہ
 چلکا کے مرتب ہو جائے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو ایک اقرار نامہ اس
 مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور انکی جائیں کہی کسی وقت میں پرگنہ پور پور اور سب
 برقیقہ نہ کرنے پائیں اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور
 محمود خان پٹانہ نے مورخ کو واپس آئے اور صفدر جنگ مہری عہد نامہ نوکھان کو دکھایا۔
 دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئی۔ اور اونسے کہا کہ اب یہاں سے

میں صلح کر کے کہاد میرا مشاخص و خان وزیر کے پاس چلا گیا اور میرے بھائی احمد خان راوے کے راجہ خان کے عوض میں لکڑیوں کے کریمہ ہادی۔ اگرچہ وہ خان سلاست

نوٹ آیا تو کہا ڈیوڑھی اور تمہاری پاس پہنچ جائیگا ادا اگر وزیر نے محمود خان کو قید کر دیا یا مار ڈالا

میں صلح کر کے کہاد میرا مشاخص و خان وزیر کے پاس چلا گیا اور میرے بھائی احمد خان راوے کے راجہ خان کے عوض میں لکڑیوں کے کریمہ ہادی۔ اگرچہ وہ خان سلاست

پر ڈال گیا اور اسکی ادا کی ضمانت کے واسطے بچلہ ۳۲ محال کے ملک فتح آباد کے ساتھ سے سو بہا محال مرہٹوں کے قبضے میں کر دی گئی صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھ حاصل ہوا۔ محمود خان و تانبا رحمت ہو کر حاکم فتح آباد دروانہ ہوئی۔ اور حافظ رحمت خان آٹو لے کر چلے گئے عداد السعادت میں لکھا ہے کہ بچلہ نو نیکے مالک کی لوٹ سی مرہٹوں کے ہاتھ دو کر روٹی لگے تھے اور کرور روپے وزیر سی بابت مدد دی جو پھر سے تھے وہ بے اور پچاس لاکھ روپے وزیر نے افغان کے سے اور پچاس لاکھ روپے بچلہ نو سے بیٹھے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھ دغا کر کے

قتل کروان

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے چلے ہلا دیا امرائے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنی صورت اور دھرم تھے۔ بہت اب الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ٹھاراد و ہلکار و سپہنہا کی فوج کو ساتھ لیکر بہت جلد شاہ جہان آباد میں آجائیں اور دشمن کی مدافعت میں کوشش کریں۔ وزیر کتھنوسی فوج آئے اور دہلی میں مرہٹوں کو بہت سے روپے کے وعدے پر سمجھ لیکر راہ انامہ دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہو گئی۔ اور انہوں نے ایک علی علی اس غرض سے روانہ کیا کہ شاہ سہند و ستان سے اس صوبے کو ضابطہ چل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہو گئی جس کو نادر شاہ کے ہاتھوں سے اٹھایا تھا اور اب تک اسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹوں کو لکھا یہاں چپ سہلا بھری میں دلی پہنچے تو انہوں نے اس انتظام یعنی پنجاب کی فوجوں کو کال یا انہوں نے پنجاب کی فوجیں کو اپنی شرکت کا بہانہ نہیں لیا جسکو نادر شاہ کی بڑی

بے عزتی کا باعث بنا یا تھا۔ اور حقیقت میں نادر شاہ کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اوچین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھند میں گئے تھے تو اعلان کارعب و دوا میں دربار میں جاوید خان مامی خواجہ سرا محاط بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اوکئی مان دونوں ہتھایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ نے آرزو نہ ہو کر کہا ہے کہ ہم ملکر کو بیاد بھگت

لکھ کے بہت سی روپون کی وعدے پر ہمراہ لائے ہیں اب اوس کا تقاضا ہے یہ لکھ کر
 کثرت پیدا مافی سے شہر میں بھی نہ گھسی شہر کے باہر جانے کی ناری قیام گزین ہوئے۔
 امیر الامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ حلف سلطان نظام الملک اطراف حاکم، المحرم
 ہجری کو ناصر جنگ کے ماتھے جلنے کی وجہ سے صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تھا
 اور امرائے حضور بدوین میں کش کے منظور نہ کرتے تھے۔ اب اس وقت میں اوس نے موقع
 پا کر بادشاہ و امرائے حصن تمبا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری سیدی کو عنایت ہو۔
 جبر سے ہو سکیگا بلکہ کوراہنی کر لوں گا بادشاہ و امرائے مری خوشی سے قبول کیا۔ اور وہ داری
 دکن کی سن لکھدی۔ فیروز جنگ اپنی بیٹے شہاب الدین خان کو جو عہد الملک کے نام سے
 مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سو لہا سال کی تھی لیکر عہد جنگ کے پاس آیا اور اوسکی
 سپرد کر کے ماہ شعبان ۸۸۱ ہجری میں دکن کو چلا گیا لکھ کر کو ساتھ لیگیا لکھ جائے
 فیروز اور لکھ کر کے وزیر املاک عہد رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔
 صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آرزو تھی خاص کر اپنی آرزو گی کا
 یہ بہانہ قائم کیا تھا کہ اس شخص نے بدالی سے صلح کر لی اور بادشاہ سی لاہور و سلطان اوٹکو دلا دیا
 اور عجلہ وجہ کسب کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
 ترغیب سے اپنی ماموں مان خان نوال کو سنس پزاری منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
 عطا کیا اور اسباب امارت عہد الملک کی جوبلی سے مرمت کیا اوسنی اس طرح کو پہونچ کر
 امر کی تمہری شروع کی وزیر املاک اس بات سے نہایت دلننگ ہوئے۔ اور نواب بہادر
 کی طرف سے دل میں بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر میں اوسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر
 امور اس سلطنت بہرہ کل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انہیں
 دونوں عبد الحمید خان محمد الدولہ دہان خالصہ مر گیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
 و اسباب ضبط کر لیا جائے و نیز کی مرضی تھی کہ اس بارے میں معافی کا حکم چاری ہو اس
 معاملے میں گفتگو نے بہت طویل پکڑا اور اس کا گھر ضبط ہو گیا۔ اور اتفاق و غبار دونوں
 کے دل میں اب بہت بڑھ گیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
 بات نہ سنہی تو وہ نہیں نے وہ مری طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کو چون میں غلط ازبام

ہو گئی یعنی اونہوں نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے
 کہ صفدر جنگ نے اپنی اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اول سورج مل حادث کو بہادی فوج
 کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے چلے سے اپنی پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر
 کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق توریش کرے تو راجہ اوس کا نادرک کرے بعد اسی
 نواب بہادر کو پیا حق آئندگی کا دیکھو اس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب
 اوس کو اس طرح غفلت میں ڈال دیا تو تقریب بصفیہ دعوت کے لئے اوس کو اپنی نگہ بلایا اور یہ
 دعوت ۱۷۰۰ء شوال بموم حبرات محلہ مجری کو دارالشاہ کی چوٹی میں بھی پہن نامی مسکان
 میں ترتیب دی وہ پہلے اپنی معتمدین کو اس چوٹی میں احتیاطاً جا بجا متعین کر دیا اور اندر اور
 باہر اپنے آدمیوں کو خال بندھوا کر کھڑا کر دیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اس
 تیاری کو اپنی نہایت خاطر دہری پر حمل کیا اور وقت بر جانے کو تیار ہوا بعض دوستوں نے
 منع کیا۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گھر پہنچا وزیر نے چند
 قدم پیشوائی کر کے کمال گر جو خنی طہر کی اور تکلف کیا نا کھلایا بعد اذاعت طعام کے وزیر
 اوس کا ہاتھ اپنی ہاتھ میں لیکر امور ملکی میں مشورے کے بہانے سے خلوت میں گئی بعض نے
 یہاں تہ خانہ لکھا ہے جون ہی کہ بردہ اٹھایا اور اندر قدم رکھا وزیر اعلیٰ دو میں حرف کتابے
 کے زبان پر لائی۔ اور پھر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات میں خل میں بیڑہ جہاں تین سختی سے
 کہہ کر ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنے زمانہ میں برف حاجت کے بہانے سے چلے گئے اور وقت
 علی بیگ خاں اور دوسرے محل افسرانے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان مستحق نے
 جس کا خطاب پنجاب جنگ ہی چھری میں ملاک کیا۔ اور سرکاش کردرواننگ باہر الدیاء اوسکی
 سواری کی جلو کے سارو ہوا یہی یہ حال دیکھ کر بہاگ گئی۔ اور دشمن دن کے بعد اوسکی لاش
 وزیر کے حکم سے متصل رودھنہ سفید حضرت شاہ مردان جہان او کو پنجہ مبارک کا نقش تھا
 دفن کر دی گئی۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب بہادر کا سرکاش کر دیا ہے جہاں میں ہمیشہ
 جوہر کی کتے ملے بہت سے سعادت آفتاب نامین اس واقعہ کا مادہ تاریخ فساد عظیم لکھا ہے
 اور ہم سابق اس میں بیان کر چکے ہیں کہ طبقات اشعار میں یہ مادہ افغانہ کی کوہ کماؤن میں پناہ
 لینے کی تاریخ بتایا ہے۔ بہر صورت دولوں ایک ہی سال کے حادثے میں اس لئے

۱۷ دیکھو مرات آفتاب نامہ ۱۷۰۰ء دیکھو فرح بخش ۱۷۰۰ء دیکھو تاریخ مظفری ۱۷۰۰ء مرآۃ المتعین

فناء عظیم دونوں کی تاریخ ہو سکتا ہے۔ صفدر جنگ کے اس قتل سے بادشاہ داہن بہت ہراساں ہو گیا۔ مگر بغاوت کوئی فطرتی طاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کر لئے لگے اور موتمن کے منظر تھے لیکن جبکہ نواب قدس علی حکیم والدہ بادشاہ فی نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہا اس پر اس معاملے میں میرا کوئی قصور نہیں حکیم عبدالغنی خان بادشاہ کا بہ بیام مہم دیا تھا کہ عادیہ خان کا قتل اور قتل کرنا بہتر ہے۔ انہوں نے حکیم عبدالغنی کو علم دے کر دیا اور حکیم غلام کو مصلح قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اس کے بیٹے

کو امیر الاملاتی کا منصب دلانا اور بیٹی سے اس کے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۲ء ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی میں مرگ مفاہات سے مرگیا اور اس کی تابوت کو اس کی رفقاء نے دہلی میں پہنچایا اور اس کا مسرد کہ نقد و منس جو کروڑ روپے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اس کی بیٹی شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سو ماہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حصہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنی حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان فاطمہ سے زیادہ متعلق نہیں رکھتا تھا اس لئے ہی صفدر جنگ کے دل میں شہاب الدین خان کی بے وفائی بہت گنجائش ہو گئی تھی۔ اور اس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اس کا گھر ضبط کر لیں بادشاہ بھی اس صلاح پر آمادہ ہو گئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا تالیق جلدی ہی راجہ بھی نرائن کے پاس آیا اور بادشاہ کو ارادہ سے باخواس انتظام الدولہ واقف کیا اسے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت میں پہنچ کر تمام حال اس سے عرض کرے۔ یقین ملی ہی کہ وہ بخوبی تارک کر دینگے مین یہاں سے دربار کو جاتا ہوں۔ تم اودھ رو سے لیکر آؤ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے دربار میں گیا۔ اور کچھ ہی نرائن بھی وہاں پہنچ گیا جب شہاب الدین آیا تو صفدر جنگ نے اپنی حاضری سے تعزیت کے لئے غدر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ میں خود اپنے

پاس تفریق کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ آپ کے یہاں نے فضا کی سوا اس کے کہ میرے عہد
 مر گیا مجھے کوئی اور نعم نہیں۔ آپ کو خدا سلامت رکھی آپ میرے مربی ہو چاہیں۔ لواب کی
 آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لٹکا کر تلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے
 اپنی حویلی میں بیٹھے رہو میں تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری
 شجاع الدولہ ہو۔ یہ بات کہہ کر شہاب الدین کو حلفت کر دیا اور خود سوار ہو کر بادشاہ کی خدمت میں
 پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد میں خدمات نمایاں کیں اور فیروز جنگ
 بھی ہمیشہ مرا سم غلامی بجالاتا تھا۔ اب شہاب الدین اس کا بیٹا بھی اس بات کا امیدوار ہے
 کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ رحمت میں پرورش پا کر خدمات انجام دے۔ پس حضور
 کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اس کو خلعت میرنجی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت
 کیا جائے۔ بادشاہ عرض کیا کہ ہو کر کہنے لگے کہ ٹکڑے نہیں معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے محراب میں
 اوہوں نے سلطنت کے پرزے ڈھیلے کر چاہے تھے۔ ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ
 کو خلعت میرنجی گری دیا جائے تم ہمارے خبر خواہ ہونے ہماری رضا کے خلاف یہ بات
 کیوں عرض کی صفر جنگ نے کہا میری کیا محال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی
 بات عرض کرتا لیکن کیا کروں کہ میرے شہاب الدین کا باپ دکن کی ردائی کے دفت اور اس کا
 بچپن دیکر روانہ ہوا تھا۔ اور فدوی نے اس کو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجھے یقین۔ کہ تمام تفضلات
 شجاع الدولہ حال بر میری خاطر سے ہیں اس لئے امیدوار ہوں کہ میرے مذکور کو بھی علاؤ الدین فرزند
 مقصود کے خلعت میرنجی گری عطا ہو جائے بادشاہ نے صفر جنگ کی خاطر خلعت
 امیر الامرائی اس کو مرحمت کیا۔ اور تلوار یمن پہاننگ مذکور ہے کہ لواب شجاع الدولہ کی مان
 شہاب الدین کو گھڑین طلب کر کے اس کی پردہ نہیں کر لی تھی۔

صفر جنگ کا انتظام الدولہ کو فرب سے قتل کرنے کی کوشش
 میں کامیاب ہونا بادشاہ کا صفر جنگ کو بچانے کی نیت
 کمال ملینا۔ بادشاہ اور صفر جنگ میں علیہ مخالفت
 صفر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور دکن پر

چل کر اپنے کی وجہ سے دل میں بہت دغہ نہ رکھتی تھی۔ مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہو گیا تو وزیر کو فی الحکملہ اطمینان حاصل ہوا۔ مگر انتظام الدولہ خان خانی ثانی سلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی میں حاصل تھا وہ بھی اذنی فطر و منین کھٹکا تھا اب بعد از جنگ اس فکر میں پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی چھین سے اذیت دینا چاہیے اور یہ کام لوہو نے انتظام الدولہ کو غفلت میں ڈال کر انجام دینا چاہا۔ اور اس کی رضا جوئی کر کے یہ پیام دیا کہ مجھ کو نہایت سلطنت کا بار عظیم نہیں اؤٹھ سکیگا جب تک کوئی ملاقات فائق تمھاری طرح آدمی مدد نہ کرتا رہی۔ تم میرے فکر کو اپنا لکر منظور کر کے بے تکلف یہاں آؤ اور ہماری مزید یک ہو کر سلطنت کے کاموں کا بوجھ اؤٹھا و انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب مناسب حال کھلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنیاد اصل میں یہ تھی کہ لوایب بہادر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ دیکھا کہ اس کی دل تنفر ہو گئی تھی اور اس کی توجہ انتظام الدولہ کی طرف تھی۔ اور یہ چاہتے تھے کہ صعد زنگ سے کام لے کر اس کی سپرد رکنی جا میں حالانکہ اس وقت میں انتظام الدولہ نے جو چھینی بیٹے کا یہاں نہ لیکر دربار کی آمد و رفت کم کر دی تھی اس خیال سے کہ تمام قلعہ میں وزیر کا انتظام تھا۔ بادشاہ ایک دن اپنی مجلس میں یہ کہہ بیٹھے کہ عسکری نے اور دیوان خانے کی خدمت اور دوسرے خانہ زادوں کا حق ہی وزیر الممالک کے لئے دیوانی محل اور منصب نوارت کم نہیں یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اذنی باس رہنا مناسب نہیں بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچ گئی اور اس دن سے اون کے مندرجین بڑا خلل پیدا ہوا آخر کار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے صعد زنگ کو پیام دیا کہ تو بچا نہ اور غسل خانہ ہمارے اعتبار پر چھوڑو کہ وزارت اپنے متعلق رکھو۔ صعد زنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر دربار کی آمد و رفت موقوف کر دی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور ایک مرتبہ اذنی حلی پر جا کر عذر خواہ ہوتے مگر کچھ مفید نہ ہوا۔ وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو ہاتھوں میں سوچی کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیج دیا جائے یا اس کو اپنی ساتھ موافق کر کیا جائے ایک دن انتظام الدولہ صعد زنگ کے گھر پہنچاے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا اشتہار تھا یعقوب خان اس حیدر بگ خان کا بیٹا تھا جسے امیر اللہ حسین علی خان کو سعادت خان بران الممالک کے ابا سے قتل کیا تھا یعقوب خان آیا اور تھوڑی سی دیر بیٹھ کر فوراً اؤٹھ کھڑا ہوا اور اپنے

گھر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ کون ہم وزیر کی
مان جانے کا ارادہ رکھتی ہیں تم کو جو سوسو علی رحمت جاتے ہو اوسو
جواب دیا کہ وہاں کئی مزار تھے دھوڑ کے انتظام میں ہیں جون ہی آپ وہاں آئی وہ معاملہ آپ کے
ساتھ بھی ہو گا جو اب ہمارے ساتھ ظہور میں آیا۔ جب تک کہ آپ کا بندوبست نہ ہو جائے
وہاں علما مہرگز مینا سنبھیں اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گھر جانے کا ارادہ فرما کیا اور وزیر کی خدمت میں مذکور کیا ہوا بندہ کو سوجھ بوجھ سے اصرار پیدا ہو گیا
اور انہوں نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیں اور ایسی ہیام و سلام کی گئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان جیسا کہ مراد دانا اور شیرین تقریر ہوا اس بات پر
مقرر کیا کہ جس پر اپنے انتظام الدولہ کو بیٹا کر اؤن کے بہان لاوی۔ جبکہ اوسکی فقیروں نے
بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے مان جانے پر آمادہ ہوا تو عہد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بھائی تھا ورنہ نے انتظام الدولہ کے پاس بھی کہہ دیا ہے ماموں کا اطمینان
کرنے بہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عہد الملک انتظام الدولہ کے گھر پر پہنچا دو فلک ماموں
بھائیوں میں مشورہ ہو کر ایک معدت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطافت اخیل کے ساتھ لکھ کر
بھجوا دیا۔ اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سر کو جو دو ہزار پادہ سوار کا اسرع تھا ایک عرصی بادشاہ کو لئے دی جس پر مضمون یہ تھا
کہ آج سب کو حضور کی خدمت مبارک میں کہہ گذارش کرنا ہوا اسید وار ہوں کہ تسبیح خانے
میں حاضر ہو جائے کی اجازت ہو جائے قدیم سی یہ دستور تھا کہ جب حجرا می رحمت
ہو جائے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ میں حاضر کی پیش آتی تو قلعہ داری کہتا۔ اور وہ
اول عرصی اوس شخص کے اندر آئے کی اجازت حاصل کر لے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیوں کے ساتھ اوسکو قلعہ کی اندر بلایا جاتا
اس وقت میں ہوسوی خان چار سو آدمیوں کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ میں نائب تھا اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تھا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سر کے لئے
قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور وہ تمام ہراسوں کے ساتھ قلعہ اندر گھس گیا۔ دربار میں مسعود خواجہ سار
اور خدمتگاراؤں ناظر حاضر تھے انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آج تک ایسی
گستاخی کسی میں نہیں ہوئی۔ کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ میں قدم رکھ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے
 مات کو بہانے مار کر نکال دو اور کوئی عذر مت سکھو بادشاہی نوکر قلعہ و اسکی مداخلت سے
 بچد جنگ تھے اوہنوں نے اس حکم کو بہت غنیمت جابا اور صفدر جنگ کے نوکروں کو
 مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکال دیا اور ان کا کوئی ادھی قلعہ میں ماتی نریا جبکہ یہ ساتھ شہر میں شہر ہوا
 تو ہر ایک منصب دار اور بادشاہی امیر تیار ہو کر قلعہ میں آگیا یہاں تک کہ ایک بہاری جمہیت
 اسی رات قلعہ میں فراسم ہو گئی اور قلعہ کے دروازوں کا انتظام کر لیا صفدر جنگ کو سوجہ
 بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر میں اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی
 حویلی پر حملہ کر چکی اور انکی دروازہ پر جمع سے شام تک سپاہ لشکر آرائی کے لئے جمع رہتی تھی
 اس عرصے میں انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی ہوا خواہ جمع ہو گئی اور منصب داروں کی
 ایک بہاری جماعت قلعہ کناسی کی حفاظت کے لئے ہی تیار ہو گئی اس جواب حکم کو صفدر
 جنگ کے قابو میں نہ رہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے۔ اور بادشاہی میں وہیں
 لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے حکم خواجہ سرا کو مسلح جماعت کر
 ساتھ قلعہ میں بھیجا اور اس نے نواب ناظر روز افزون خاں کو کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات
 بالمشاورہ عرض کرنا ہے نواب ناظر نے فرست سی اسکی ارادہ فاسد کو تاویل کیا۔ اور جواب دیا کہ ہم
 علاوہ اس کو ایسی بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہیں دو تین سخت کلاہی اور حجت ہوئی
 نواب ناظر نے اپنی مہر ہیوں کو حکم یا جنہوں نے تمہیں کوٹ اور کسی جمہیت کے دیوان خانے سے
 نکال دیا جمع کو یہ بات تمام میں پہل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام میں آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ
 صفدر جنگ کے آدمیوں کو یہاں سے نکال دو۔ چنانچہ تعینل ہوئی۔ مائثر الامرا میں لکھا ہے کہ وزیر
 طوڑ دوسرے دن بادشاہ کی خدمت میں بحالی میرا نشی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور
 بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا قلعہ حاکم ہوا اور وہ کام خانہ ملان کے
 بے شکے سہرہ کر دیا۔ اور میرا تاعزین و عجز میں صفدر جنگ کے آدمیوں کے قلعہ میں سے
 کھانے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جیسا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس میں شکہ نہیں کہ باؤ
 اور صفدر جنگ میں لگی جیسے جنگ سوال و جواب ہوتے رہے۔ ماہ جمادی الاخری ۱۱۶۵ھ
 ہجری سے کہ مدت ظاہر ہونے لگی جب چیمہ جیسے اس سال کے گذری نو طرح کے حادثے
 طوڑ بکڑے گئے صفدر جنگ اس منصب بے میں تھے کہ کچھ چال مٹی۔ کہو نہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنوں میں مشکل خیال کرنے لگے۔
 عمار الملک بھی اس وقت میں انتظام الدولہ کے بھٹوں میں گہس گیا۔ وزیر سے آنکھ جڑالی۔
 حقیقت یہ ہے کہ وزیر موصوف جرات و عقل نہیں رکھتے تھے اور نہ اونکو پاس چبے صلح کا بھی
 ور نہ عمار الملک اور انتظام الدولہ کو بکولانا کچھ دشوار نہ تھا لیکن تقدیر نے تو آگاہی نہیں دی
 کہ یہی بہترین اس سے پیشتر تم پر چھوٹے ہو کہ جب عمار الملک کا باپ دکن میں مر گیا تو صفد
 جنگ نے اوسکی مدد کر کے بادشاہ سی اوسکو مورونی امیر لاملامی دلا دی اور اوسکی وفات
 میں صفد جنگ سے دعا کی اور المصنوعان نے اس موقع پر بہت انوس کو ساتھ مصر پر
 طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شدہ وزیر کو بھالوں نے بادشاہ کی بہات ذہن نشین کر دی
 کہ صفد جنگ کا امادہ ہی کہ سلطان ملہذا خیر اور کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی سخت پر
 بٹھا میں اسلئے بادشاہ نے فیما کہ میرا دشمنی کی خدمت اوشی بٹھا میں یہ بات صفد جنگ کو
 پسند نہ آئی اور اونہوں نے فیصل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سرا لون اور انتظام
 و عمار الملک کے مشوری سے ایک شقہ فاص ویر کو نام لکھا۔ نائب توینا نہ کو جو وزیر کی خوشی
 مقرر تھا طلب کر کے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ بہتی دو اور زبان بھی یہ یہ بائیں اونہا کر
 کہو اوس نے جاننے سے ہڈ کر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عمل شقہ
 لیکر قلعہ سی بٹھا۔ اوسبوقت بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
 بند کر دیں اور وزیر کے آدمیوں کو یہاں سے نکال دیں جب انکے ہمیں کوئی صبح کو قلعہ کے روجہ
 توین بٹھا دین اور دارا شکوہ کی حوبلی کی طرف نشانہ باندھ کر استخباری پر آمادہ ہوئے
 وزیر ناچار ہو کر بعد سوال و جواب کے اوس حوبلی سے نکلا اپنی حوبلی میں جو قلعہ سی دور تھی
 چلے گئے اور چند روز متال رہے جب اونہوں نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہیں رہا۔ اور
 بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے میں بدنامی و شک حرامی کا شہرہ ہوگا۔ اسلئے اپنے
 صوبجات کو حضرت چاہی۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفد جنگ نے دہلی سے نکل کر شہر
 دہ کوں برقام کیا۔ اس ارادی سے کہ بے جنگ دیکھا اپنی صوبوں کو صلہ بائیں۔ واقعی یہ
 اونکی بہت تھی اگر کوئی امر نہ ہو جاتا تو انکو دہلی میں نشین کر کے آمادہ جنگ کر دیتا۔ لیکن فرج بخش

میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے عہد صفدر جنگ کو اونکی صوبوں کو چلے جانے کا حکم دیا اونکی
 دشمنی یہ تھی کہ دہلی میں رکھ کر مہات مسرت انجام دین اسلئے بارہ موداری انہوں نے کاغذ کہا بادشاہ نے
 اپنے ہاں سے دھڑا اور جنگ کے بھی دوا دے۔ نواب صفدر جنگ کے عیاں و اطفال اور سامان
 و خطوں کے دہلی سے نکل کر خبر و کے کے لئے جہاں سے بھاڑنا تھا اسے بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے
 کچھ اچھی صاف فرمایا۔ اور اپنی پاس نہیں بلایا۔ اسوجہ سے صفدر جنگ کی بہت حقیر ہوئی اور
 جہو کے کوئی سیات کر کے خضر آباد میں بڑا ڈالا۔ جاگش محمد شاہی سے یہ نواب ہوتا ہے
 کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تھا کہ اسی طرف سے کسی بر نیات وزارت مقرر کو کے اودہ
 کو چلے جاو صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے ماہر چنے کہڑے کر کرادین میں
 چلے گئے بادشاہ کے ہاں سے اونکی اکید پر تاکید کی گئی۔ کہ بلدی روانہ ہوں۔ اور اونکی باہر
 کئی سزا دل مقرر کو گئی کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرادین۔ اور تاریخ مسطری میں ہوں
 لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھ کر اجازت چاہی تو صوبوں کو جانکی رحمت
 عطا ہو جائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر عنار طال خاطر کے لئے کرنے کے لئے
 کچھ نوٹن کے واسطے چلے جائیں۔ بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور میں حاضر ہوں۔
 صفدر جنگ کو صاف جواب ہوا جانے کی توقع نہ تھی۔ اس حکم کو ہر حکم دو سرے روز تیار
 کر کے جوبلی سے سوار ہوئے۔ اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ طلحہ شاہی کے مقابل
 پہنچے سواری سے اتر کر ادب بجالائی۔ اوصوت ہتھوڑا سا شمشیر ہور ہا تھا۔ صفدر جنگ کی
 آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہنے لگی کہ صفدر جنگ
 جو جانے میں پہر نہیں لٹینگے۔ اور بادشاہ کے حق میں اون کا جانا بہتر نہوگا۔ بے شک
 یہ حکم اونکا بہت درست تھا جس کا پہل آخر کار بادشاہ نے بڑا پایا۔ صفدر جنگ شہر سے
 نکل کر دو آجین دن اس انتظار میں رہی کہ بادشاہ پہر بلا لیں شہر کے آس پاس رہی۔ کبھی میدی
 طرف سے اولی طرف جاتے کبھی اولی طرف سے سید علی طرف چلے آتے تھے انتظام الدولہ
 خاں خاں اور شہاب الدین المصطفیٰ بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہر بیاہ کو
 خوب مضبوط کر لیا۔ اور جنگی تیاری اسلئے کام کو پہنچا دی۔ جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب
 بعین ہو گیا کہ یہ دونوں گہڑ میرے کام کے حزب کرنے کے رہے ہیں اور اپنی بساط کے
 موافق جہازا برتائے میں مقصور نہ کریں گے۔ تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

مرات آفتاب نما من بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میرانشی کا
 نکالنا چاہا تو ادھونہوں نے اس امر کو نا پسند کر کے رحمت کی درخواست کی کہ من صوبہ اودھ
 کو جانا چاہتا ہوں وہاں کا ہندو بہت کروٹھا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنوں نے
 یہ بات نعمتات اور فتوحات غیبی سے حضور کی اور علیہ خلعت رحمت اور جلی پہ پہنچا دیا۔
 ادھونہوں نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور منہر من ہیر سے دی۔ بادشاہ فی قہا من شروع کیا
 کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برپا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سے کہ سباد اکبر
 کو ترائی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر جھکڑ کوٹ لین ایسا اسباب اور سامان بیکر اسماعیل خان
 کے باغ بن مال کوٹہ اور مقام خضر آباد تک مقام کیا اور یہ توقف اس واسطے تھا کہ سوچ ل
 جاٹ آجاسے۔ وفاق راجپوتانہ میں مذکور ہے کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے صرچی
 فوج طلب کی اور گنڈو سرج مل کو بلایا اس نے مع لالہ جہاں شیک کے صحبت پندرہ ہزار سوار لکھا
 سے کوچ کر کے فرید آباد میں دیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما میں لکھا ہے کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ
 نے بادشاہ سے عرض کرنا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرما دیں اور نواب
 قدسیہ کو کہہ دیں کہ وہ قلعہ سوٹھلہ کو حیدر خان کی حوالی میں سکوت اختیار کریں اسلئے کہ صفدر جنگ
 یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے اللہ اکبری بن عید الضحی کے دن مقام نگہد کے پاس کوٹان
 لگوائی تھیں۔ اور قدسیہ بیکر جاوید خان کے مارے جانے سے مہری دشمن جان میں۔ اور
 شہاب الدین خان بہر بخشی سے اسلئے رخ تھا کہ جب اوک اکا باب غازی الدین خان مرا تو وزیر نے
 بادشاہ کو مبارکباد اور معاذ کر کے اسکی حوالی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود ہنر سنی
 خدمت میر بخشی گرمی کی دلائی۔ اور علاوہ اسکی بیٹا بابا تمام معاملات میں اسکی حامی رہے۔
 اب وہ وزیر کی طرف اداری نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ کا شریک تھا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ پہلے
 صوبہ کو جانے کی رحمت لیکر گئے تھے۔ اور اب جاٹ کی لشت گرمی سے اس قسم کی باتیں
 کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ من جنگ

فتح بخش من ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان
 کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تھا اور اسکی جاگیر ضبط ہو گئی تھی۔ منصب چھین لیا

کیا تھا۔ اور بادشاہ نے اسکو سلام و مجرے سے محروم کر دیا تھا۔ اب بادشاہ نے اپنی والدہ
 ملکہ زماںی اور صاحبہ محل کو سادات خان کے پاس جو موسیٰ دروازے کی جوہلی میں مقیم تھا
 اگلی گزری ہوئی باتوں سے معذرت چاہی اور کہا کہ سابق کی بے توقہی خاویہ خان کے کھانا
 سے تھی اور اپنی پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوتر کر چلے سے دنگا یا اور
 بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تا کہ صفدر جنگ کو نکال دے ملک
 و دولت محفوظ رہے جس طرح مناسب سمجھو مذکورہ سادات خان نے فوج کی بہرتی شروع
 کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور لوکر ہونے لگی۔ اور صفدر جنگ کی جمیت کم ہونے
 لگی۔ عنقریب تھا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جائے صفدر جنگ کو سادات خان برباد شاہ کی
 مہربانی سے بچد رشک بدایا اسامیل خان ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے فرامین
 بہت رسائی تھی صفدر جنگ نے اس کو سادات خان کے پاس بھیج کر بطور اتحاد بڑھانے
 کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات مازاری ڈولی میں سوار ہو کر جزیرہ لواب سادات خان کے پاس
 خود چلے گئے اور اس سے عہد و پیمان کر کے بادشاہ کی خیر خواہی سے متخوف کر دیا صفدر جنگ
 سے اس کو کہا کہ بادشاہ لوٹا ہے اس کو علم نہ کر دین۔ وزیر جم دین۔ اور میر بخشی گری کا
 عہدہ تم لو۔ اگر تم کو سنس میں ناکامیاب ہے تو صوبہ اوڈہ بیلہ سے اور الہ آباد تک کو دیر کھا
 اس قول کو قرار پر عہد و پیمان کر کے اور خدا و رسول کی قسمیں کہا کہ قرآن شریف اور تختی پاک
 کو ضمانت کر دیا۔ یہ راز نہ کہ سب سے اسامیل خان کے کہ بانی سہانی اس سنا دیا تھا کسیکو
 معلوم نہ تھا۔ سادات خان ذوالفقار جنگ کو بھی یہ یقین تھا کہ صفدر جنگ ضرور غلاب آئیں گے
 اس لئے اوکلی پاس چلے جائے گا اور وہ کہا۔ اور جس رات کو صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا
 اس کے صبح کو بادشاہ سے عہد و پیمان کیا کہ اس علام نے حضرت شاہ مردان کی جناب میں منت و نیاز
 سے ایسا خرین بن کر ملکہ زماںی فرخ سیر کی بیٹی تھی اور محمد شاہ کو عقد نکاح میں تھی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دہریہ
 زوجہ تھی اور یہ دونوں خاندان دشمن تھیں محمد شاہ کی یہ دونوں بیویاں عالمگیر نانی کے عہد میں احمد شاہ درانی کے
 ساتھ افغانستان کو چلی گئی تھیں اور ملکہ آفتاب عین لکھا کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی جھڑپ میں کاتلم اور بیابانی
 تھا۔ احمد شاہ نے اپنی شہنشاہی کے بعد اسکو لواب بانی خطاب دیا پھر تھوڑی دیر میں لواب و قریب صاحبہ زماںی صاحبہ
 شاہ آثار الغدائہ بن لکھا کہ وہ بی بی شاہ مردان ایک مکان بنو اللہ خاں صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس اور اس
 جگہ پر پتھر پر قائم کائنات بنا ہوا ہے اور اس مکان کو امیر المؤمنین علی کم الدہجہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہیں
 اور اسکو صوبے اس مکان کو شاہ مردان کہتے ہیں ۱۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھ پر مہربانی ہو تو میں عیال و اطفال کے زیارت کروں گا اور اپنے
 بادشاہ کے حق میں دعا کروں گا اب اس کی ایفا کا وقت ہے امیدوار ہوں کہ رحمت ہو تاکہ اس بار
 کو میرے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرصہ میں مجھ کو لکھنیا نواب سادات خان
 کو بوجہ پیرانہ سالی کے عقل میں فخر تھا جو ملی موری دروازہ کے مستغنیس کے سوار ہو کر
 حضرت شاہ مردان کی درگاہ میں پہنچا اور اپنے دیر سے سے صفدر جنگ موافق عہد پیمان
 کے سوار ہو کر سادات خان کے پاس گئے۔ اور اوسنی ملے اور اپنے لشکر میں بجا کر بڑی خاطر
 کے ساتھ بٹھرایا اور ہر روز گرم چوستی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خان کی بدینتی اور
 صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین الحاطب بہ عماد الملک غازی الدین
 خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے ان کا مول کا کاربرداز بنایا اور اسکو سپاہ جمع کر کے
 حکم اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خان کو خلعت و اورت بخشا۔ اور میرانشہ کی خدمت میں
 الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر شکرانہ کے خواجہ مرکوہ کو عمر خوں بصورت وجہ تیرہ
 برس کا تھا اور شجاع الدولہ نے تازہ خربہ کیا تھا اکبر شاہ نام رکھ کر تخت نشین کیا اور خود
 وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امر بھی مقرر کیے۔ لیکن وقائع جہان
 میں لکھا ہے کہ صفدر جنگ کا ارادہ تھا کہ کیا رگی حملہ کر کے مسمومہ دہلی کو حرا ب کرے۔ اور
 قورانیوں کو سزا دے۔ کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی بن سے کسی کو
 اپنی طرف کر کے اسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہے۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر سے
 بنیرہ کا بخش بن عالمگیر کو بل کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اس کا نام عادل شاہ رکھ کر اسکی طرف سے
 لڑائی شروع کی۔ ۶۔ جب سلاطین ہجری کی لڑائی شروع ہو گئی۔ صفدر جنگ کے ساتھ
 بچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ نے
 ساکنان شاہ جہان آباد پر کچھ تو رحم کے خیال سے اور کچھ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ
 کم ہے خزانہ خالی و خود بخود مجھ سے اتنا س کر کے اطاعت کر لینگے اول میں صرف دیکھتا تھا
 اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہ جہان آباد پر دھاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف
 کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی جو بی بی صاحب اختیار کا ل تھا۔ اور

حافظ خجّہ ورفان اور لوب قہر والدہ بادشاہ کے اقربا تھے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی۔ اور
 باہر سے نوچین طلبہ کین اور ہر صنف جنگ سے بھی اپنے دوستوں کو بلایا سوچ مل جہت یور سے
 بندرہ ہر اسوار لیکر پہنچ گیا تھا۔ اور فرید آباد میں مقیم تھا۔ صنف جنگ نے حافظ رحمت خان
 روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ نگاہی اعانت کریں۔ چونکہ معاہدہ جنگ کے وقت یہ عہد و پیمان
 دولہان میں مستحکم ہو چکا تھا کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسکی حفاظت صحابہ
 چالیس ہزار سپاہ و سوار کے ساتھ صنف جنگ کی مدد کو مٹی سے روانہ تھے۔ جب منظم
 پانچویں پہنچے تو میر مناقب۔ اور راجہ دیپ دت اور سبست خان خاجہ سر بادشاہ کا فرزند
 حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جبکہ مضمون یہ تھا کہ صنف جنگ ہم سے نافرمان ہو گیا ہے
 گستاخان کرتا ہے۔ نمک چاہے کہ ہماری پاس فتح لیکر آتا ہو۔ اس من خدات کے پھل میں
 نمبر حضور کی غایات منہول ہوگی۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب ہیں پھر گئے۔ اٹھ ہی
 سفر و نسبی کہا کہ مجھ میں اور صنف جنگ میں عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقص عہد مجھ ہی نہیں ہوتا
 اور اسی مضمون کی عرضی لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی۔ اور جواب کے انتظار میں ہیں
 پھر سے رہے تھوڑی دلوں کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہماری پاس
 حاضر ہونے میں نقص عہد جانتے ہو تو اپنی ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت میں شریک ہونا دین اسلام
 میں مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اسکے دیکھتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹا پڑا۔
 اور بادشاہ کے مقابلے میں جانا مناسب نظر نہ آیا۔ اور صنف جنگ کو اس بات کا مذاق اچھا
 گل رحمت میں لکھا ہے کہ میر مناقب وغیرہ فرمان لائے تھے درپے اسکے تھے کہ کچھ قیمت
 یہاں سے صنف جنگ کے مقابلے کے لئے شاہ جہان آباد کو لجاؤں جب یہ دیکھا کہ حافظ رحمت خان
 اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہیں تو اونچی رسالہ داروں و جماعہ داروں اور سپاہیوں کو حقیقی ملانا
 شروع کیا اور روپہ کا بہت سالج دیا تاکہ حافظ صاحب کے بشکر میں سے ایک ثابتہ جماعت
 انکے ساتھ ہو جائے نجیب خان ولد امانت خان ولد منابت خان ولد عید خان ولد
 جہان خان ولد فیض خان علی اولاد نظر مل کر لاتی ہے ولد اسماعیل خان ولد عمر خان علی شل کو عمر خیل
 لے انہیں کی وجہ سے نجیب الدلہ عمر خیل کہلاتے ہیں اور لوب ملک علیخان ولی را پڑنے اور نکو اپنی ایک
 کتاب میں یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرزند میں یوسف زئی اور علی
 نام کے ساتھ مندرج تھا۔ اسی کو کچھ کر لوب نے بھی یوسف زئی لکھ دیا ہے ۱۲

کہتے ہیں۔ دو مذہبی خان کے داماد تھے اور انتظام علاقہات گمینہ و شبر کوٹ دیا گیا۔ وہاں لوگوں کو
 واقعہ ابن ردو دریا سے گنگ اوسنی مسلط تھا اور لوگوں نے جانے کا قرا کر لیا اور بہت سا دھوپہ
 سفیران سے لیکر مفلس و رطلع سپاہیوں کو دیگر متفق کر لیا جتنا چھ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ
 صاحب کے بغیر حکم دلی کو روانہ ہو گیا۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ جس وقت نجب خان سے
 گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی چھامت سے ٹھکرے آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت و جماعت تباہ
 اور خلیفہ وقت کی رعایت و حفاظت منظور ہو وہ میرے ہمراہ جے جسکو یہ بات منظور ہو وہ میرے
 امرا اعلان سے وہ دوسرے و صفدر جنگ سے دلی بغیر رکھتے تھے نجب خان کے ساتھ چوتھے
 اور چودہ سال صفدر جنگ کو مدد دینے کا خیال رکھتے تھے وہ جی خلاف مذہب ملتان کی وجہ سے
 اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ علاوہ ان روہیلوں کے مادشاہی ملک کے لئے اور بھی لوگ تھے بہت
 تہذیب و فضل بن جمال الدین خاں اوکن سے اولاد دارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور چٹا
 کو جرا درمیواتی اور سردار زادہ سے قدیم مانند محمد صادق خان و لہ صلف الدین صوبہ دار ٹھٹہ
 حضور علی بن آہنچے۔ اس سب قیامت دہلی کے نواح میں برپا تھا۔ بادشاہی اضلاع میں تو یہ
 فحش فیض کو شہر میں ٹھہرنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے شکر میں تھے اپنی جان و مال کی
 حفاظت کیلئے اس اور سپاہ لاری بائیں مذہب اور عقوقی کی وجہ سے شکر دہر سے یہاں سے ہٹا کر
 بادشاہی شکر میں منترک ہو گئے۔ اور عدا الملک نے سب کو اخلاص و اکرام سے مالا مال کیا۔ سعادت خان
 برہان الملک نے ایک سالہ بھرتی کیا تھا۔ اور اس کا نام داغ سین تھا۔ کیونکہ یہ حرف سلطان
 کے نام کے شروع میں ہے۔ صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ دوسری نام سے بننا چاہا تھا
 غازی الدین خان نے مٹادی کر دی کہ جو سوا صفدر جنگ کا ملازم جس کا گھڑا داغ سین رکھتا ہو گا
 ہمارے پاس لا کر آئے گا۔ تو سوار ہو کر مدد خراج کے اور ساٹھ ماہوار شاہرو پائے گا۔ سیر
 المتاخرین میں اسی طرح لکھا ہے۔ اور حرات آداب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار
 افتادہ کی مشرفی مقرر کی تھی اور سالہ سین شروع اول کا نام رکھا تھا۔ اور اسی رسالے کو عاقبت
 محمد خان کشمیری کے سبر ذکر دیا۔ یہ اعلان ہوتے ہی اکثر ترقانی لشکر وزیر سے ٹھکرے ملا
 سے جانے اور سالہ سین داغ میں ہزاروں آدمی جا کر نوکر شاہی ہوئے۔ اور ایک دوسری
 صورت کشمیری اور پنجابیوں کے بلے کی یہ ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہہ کر کے کہا کہ صفدر جنگ
 راضی ہے۔ خلیفہ زمانہ پر لشکر کش ہوا ہے۔ اس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے۔

اس صدا سے ہرaron سنی جمع ہو گئی جسکا ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم ہاتے بے عزت کرتے
 بلکہ مار دیتے۔ فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے جو گئے ہو گئے۔ چنانچہ
 سنی شیعوں کے رُٹنے والوں کا لقب اور بادشاہی ازاد کی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار بار
 اور شیعہ دم بچھن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے مک خوارا اختلاف مذہب کی وجہ سے
 اوکلی ملک سے دست کش ہو گئی۔ اور باوجود اسکے بوللی و جوابی صلح کے بھی جاری تھے۔ ایک
 بان قلعین بھیجا لوگوں نے اور آیا کہ محمد اسحاق خان کی جیلی سے آیا ہے۔ اس وجہ سے اوکلی
 جلی لٹوادی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پاکشان کشان لاکر قلعہ کے
 اندر کچھری خاں سامانی من وید کر دیا۔ اور اسماعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات
 بھی غارت کر دی جسکے عوض میں سوچل جات نے شہر کہنہ کو یعنی کوئی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد
 کی مقدار زیادہ تھی لوٹ لیا۔ اور رعایا کی جاں و مال اور ناموں کو ہمارا کیا تاریخ مظفری من لکھا ہے کہ
 صفدر جنگ کی جانب سے نوپ کے گوشے اور بندوبست کی گولیان اسطرح برتی تھیں کہ کبھی اور کچھ
 کا میدان معرکہ میں اور نام نہ نہ تھا۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے
 تھے۔ صفدر جنگ نے شہر تری کہ بہتے کشمیری دروازے کی طرف ما من مقرر کیا ہوا سستے
 ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازی کی طرف جمع ہونے لگے عجیب منہ تھا کہ شہر پناہ کو باہر
 جات اور قزلباش کو ٹٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ مہاراجاں وزیر کا گھر لوٹو سوچے
 معذرت نے بڑا تھلکہ ڈال دیا۔ محمد اسحاق خان کا گھر حبس میں لٹا تھا تو اس کے ساتھ ایک عالم
 یا خیال ہو گیا تھا اس لئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ کبیر
 وزیر کے سارے مہینے ہوا بادشاہ کے پاس حاضر میں اسلئے اپنی عیال و اطفال کو وہاں محفوظ کیا تھا اسطرح
 خواجہ باسط و بادشاہ محمد جعفر کے گھر میں جو وزیر کے بیرو مشدھی ایسا حادثہ وقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ
 کے باہر تھا۔ وزیر نے پیام دیا کہ حصرت خاطر جمع رہیں ہر وہ اپنے گھر سے ہیں نکلے تھے اور بہت
 آدمی یہاں جمع ہو گئے تھے حالانکہ نے جنگو نام دل کہتے تھے یہاں بھی دست درازی کی وہاں
 حسب قدر مال لٹ گیا اس قضیے سے حلال کو کمال بریانی پیدا ہوئی کشمیری دروازی کی طرف
 جس کو دارالامان جانتے تھے جا کر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے۔ اور اوکلی کہیں پناہ سوا
 خدا کے نہ تھی۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر میں آیا اور
 غرہ شعبان ۱۱۶۵ ہجری کو داخل خجنگ ہوا۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو بایں نام و ننگ

اسماعیل خان کا بی بی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تھا اور صلاحیت خان کی جو بی بی میں اس کا مورچہ تھا
 برج شہر شاہ میں کہ قمر الدین خان کی جو بی بی کے متعلق تھا اور اس میں سپاہ بادشاہ کا مورچہ تھا
 نقیب لگا دیا اور ۳۳ شیعبان کو اس میں آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت مہندہ مہنوی مگر بہت سی
 آدمی ہلاک ہوئے عمارت الملک کے نوکراور سنگ چٹان جو نقیب کو باطل کر رہے تھے اٹھا ہوئے۔
 اور خلیجے برج کی پتھر بھی اس برج کی طرف سے جس میں آگ لگائی تھی بہت ٹوٹ گئی جس سے
 بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے یہ کیا قریب تھا کہ اس کو غلبہ
 حاصل ہو عمارت الملک میر بخشی اور حافظ بختاوردخان اور نجیب خان وغیرہ نے ہاتھ باندھی کی اور
 خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔
 مگر وہ قائم رہے رات کے وقت اسماعیل خان اپنے موہوں کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر
 کو لٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدر سے رفاہ ملی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور ماں ہوتی
 بلائے ناگہانی کی مثل برستے تھے اور اسماعیل خان کے پیچا ہونے کے بعد بخشی اور بختاوردخان
 وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوئلہ فیروز شاہ اور قلعه کہنہ پر قبضہ کر لیا دقلیل راجپوتانہ
 لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلوں کے دریائے جمنا کے
 قریب ریگ میں مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندر گرو شامین اور۔
 اسماعیل خان نے کچھ فاصلہ بر مقابل میں اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کندھ سورجیل
 شاہراہ عادل شاہ کو لیکر اورانی دلی سے لڑائی برپا کر دی۔ سورجیل کی فوج کو حکم ہوا کہ نہر
 کو لٹے فوجی شہر میں داخل ہو کر ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ مکانات میں آگ لگائی۔ اور پل
 دروازے تک پہنچ کر لاہور روپے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی میں
 مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تحریک سے باز کہہ کر فوج کو لڑائی پر
 آمادہ کیا سورجیل مع اپنی کل فوج شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم طے ہوئی صد ہائی
 طرفین سے مارے گئے۔ چار گھنٹہ دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب غازی بن
 کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تھوڑی دیر کے بعد جنگ دیا کی جانب جدھر باد شاہی مورچے
 مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بائنا ملک الموت کوتاہ

روٹی بخشی میر بخشی وغیرہ بھی اودھر مورچے درست کر کے مقابلہ کرنے لگے اس لڑائی میں راجہ اندک
گوشتا میں نے جسے قلعہ الہ آباد میں احمد خان کے مقابلے میں تقارر اندھان اور علی علی خان کی وفات
کی بھی بڑی جرات دکھائی یہ شخص بادشاہی فوجا نہ میں کو نہ بڑھاتا اور اکثر ان کو ہلک کرتا یہاں تک کہ
لوگوں کو سحر و جادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ و فنگ اثر نہیں کرتی آخر کار نجیب خان
کے ہاتھ سے گوئی کھا کر مارا گیا تو تمام کا مشنہ جادو مٹ گیا ہوا۔ اور اس کو قید میں لیا گیا کہ یہ اوسکی صرف
پہاڑی تھی اسی طرح بخشی کو کل رام کمال دلا دی سے قتل ہوا اور لڑائی لا جملہ موقوف ہوئی
نواب وزیر نے امر اور گوشتا میں خیلہ اندک کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور جبکہ اس وقت سے بھی صفدر
کی فوج مشہور میں نہ داخل ہوئی تو تبدیل مقام کرتے ہوئے تیلہ میں پہنچا اور پھر آباد اور دیکھ
افشانی شروع کر دی اور شاہی فوج نے اوسکے مقابلے میں جراتی گرجی میں مقابلہ کیا اور اپنی پہلی
غازی الدین خان دکنی اور بدخانی فوج لیکر مقابلے کے واسطے نکلتے ہیں کے بہادران سے
بجوبی داوختا سردی۔ سوچ میں نے بدخانی فوج قلعہ آباد میں یا فوج شاہی مقرر ہوئی
سار دونوں گوبر اور گھنڈی بہت سے پہلی اور مالہ ملک اس کا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی
کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب ہوئے تو انہوں نے سمجھا کہ بادشاہی سپاہ مشہور کی وجہ سے
آرام میں ہے۔ شہر نیلہ کی آڑ ہے اسلئے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو بھیجے شہر کا غنیمت کو میدان
میں لائیں یہاں تک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور صفدر وہ چھوٹے آہستہ ہی علوا ملک کے
مورچے آگے بڑھے۔ اور اس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع میں ہزار سپاہیوں
فوجا نہ کے چھڑا کر گرجی سے کوچ کر کے میدان بدلو میں کہ پہلی سے آٹھ کوں ہی مقام کیا صفدر
کی اور بات کی نہ سنے وہاں جا کر مقابلہ کیا اور صفدر شکست کو یہ بات نصیب ہوئی کہ پچھلے سے
گھومکر عماد الملک کے مورچوں کو کھیرے۔ کیونکہ انہوں نے شہر کو بالکل خالی نہیں کیا تھا اس عرصے
میں سپہ سالار الدین باجہ اور موار کے ساتھ معین الدین حوت میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار
بجانب کا اور عماد الملک حقیقی شاہ من اور حوت تھا ملک کو آگیا جس کی بادشاہی سپاہ کو اور
تھوٹ ہوئی پھر فوج شاہی نے مزید آباد میں دبرہ کیا۔ وہاں بھی جانوں نے حملہ کر کے بہت کچھ

۱۲ مرآت آفتاب نامین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالوتہا اور نسل علی تھی اسلئے کہ میر
منو قمر الدین خان کا پٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی بھرپور لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس میں بہت کشت و خون ہوا۔
مقبول ہوا۔

بادشاہ اوصفر جنگ میں مصاحمت ہونا صفر جنگ کا بی

صوبوں کو چلا جانا

ان گرائیوں میں چہ ہنس پھل گدگدی۔ ٹانوی الدین خان نے باجراے شق بادشاہ مادھو سنگھ
بن سنے سنگھ سوانی والی چپو راو ریلوار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادھو سنگھ و سنے راو راو کی
جمیت کے ساتھ دہلی میں داخل ہوا۔ اور اس نے طرفین کے امیروں کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفر
جنگ نے آخر کار باقی آب کو کمزور پایا اور مرہٹوں کو زیرِ حکم ہلکر کے قریب پہنچا جبکہ غازی الدین
نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا تو پریشان ہوئے اور اس طرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور
الہ آباد ان کے قبضے میں رہیں۔ چنانچہ مادھو سنگھ اور اشٹام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہو گئی اور صفر
جنگ محرم ۱۱۷۱ ہجری کو اپنے صوبوں کو چلے گئے۔ اور قبل پہنچنے مرہٹوں کے صلح ہو گئی۔ سنا سنگھ
مخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یوں موزوں کی ہے

شکر اللہ کہ جاٹ و صفر جنگ ۔ صلح کردند با وزیر و شاہ

بالق غیب سال تارخیش ۔ گفت الصلح حتمیر قال اللہ

صفر جنگ اودہ میں پہنچ کر گوتمی ندی کے کنارے مہدی گھاٹ پر مقیم ہوئے اور ایک خاص
مکان اپنی آسائش کے لئے آرامستہ کر کے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی
میں مصروف ہوئے۔

سادات خان اوصفر جنگ میں یافت

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور عثمان ٹیلر۔ آخر صفر
جنگ سے سپاہ ہنسکا اور تمام عہد و بچان باطل ہو گئے اور کوئی ثمرہ اور نفع نہ ہوا ایک دن

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فروز آباد کی لکھو اکرمہ و صاوسے درست کر کے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا لہذا اوس فرد کو جاگ کر ڈالا اور وہاں ہی کو چر کر کے اکبر آباد کو بھلا گیا۔ سورج ل نے وہاں خاطر داری کی تہوڑے دفن کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت مہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے میں دفن ہوا

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی علوت

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر جنگ کو بکھڑا کہ تم یہاں آ جاؤ اور کئی شقے غنائی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات بھین ٹوٹا صفدر جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پامین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا یہاں تک کہ بیڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہو گیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شفا قلوں کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ اور فرح بخش میں طاعون بتایا ہے اعلیٰ نے علک کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو مہلی کو روانہ ہوں اور اون لوگوں کے ہاتھ سے بادشاہ کو بھاٹن کہ دانے کے صدے سے ۱۰ فی الحجہ سٹلا بھری کو متعام پچھڑ گھاسین قریب سلطان پور کہ تین منز لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب بائی خیز آباد میں مدفون ہوئے بعد انکی استخوان مرزا بھو کر بلا کو لے گئے اور طاق مثبت روضہ مقدس میں مدفون ہوئے۔

جیسا کہ تبصر التواریخ میں ہے۔ اور تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی لعش کو تہوڑی دفن کئے دہلی لے گئے۔ اور مستقل روضہ مقدس حضرت شاہ مردان دفن کیا اور اوس پر مقبرہ بنایا۔ اس مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے باؤن تک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اور جابجا سنگ مرمر کی دھالیں اوچے لگے ہوئے ہیں برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا قونڈ نر سنگ مرمر کا ہی اور اس میں ایک خانہ ہے جس میں اصل قبر مٹی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کچی ہوئی ہے ساور

ادنیٰ میں استخرا

۱۱۰ دیکھو فرح بخش ۱۲ صفحہ مفتاح التواریخ میں یوں ہے کہ تاریخ مظفری میں جو ادنیٰ کا نام لکھا ہے یہ مقبرہ بنانا لکھا ہے ادنیٰ کی تصحیف ہو گئی ۱۲

آراستہ کی چاروں طرف اس مقبرے کی چار بہرین بہت پاکیزہ بنائی ہیں۔ باغ کے تین طرف
مکانات و کشتابے ہوئے ہیں یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام میں تین لاکھ و پینے خج ہو کر
تیار ہوا ہے اور تختہ التواریخ میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں کہ تیس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر میں صرف ہوا ہے
مقبرہ کا اندازہ یہ تاریخ کندہ ہے۔

۷

جو آن صفدر عرصہ مردمی بہ زدار فغانست حلت گزین

جین سالتاریخ او شد رسم بد کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جمہان غامین بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ صفدر جنگ نے مرنے وقت میان من شاہ سے
کہا میان صاحب ہم جا رہے ہیں۔ دیکھتے اب سلطنت ہندوستان کی کون کرے گا۔ یہ کلمات کہہ کر دہلی
آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی میں بیان کیا ہے کہ عماد الملک نے نجیب نظام الدولہ
کو وزارت سے خارج کر کے خود یہ منصب لیا اور مصفاہ الدولہ کو امیر الابرار بنایا اور احمد شاہ کو نابینا
کر کے مع اوکی والدہ کے قید کر دیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو کھٹا کھٹو کہ من در پیرانہ سالی
سیاہ کردہ بودم بارہوے مار سیدہ بود آن فتح آن فرزند بروے خود کشید بدب صفدر جنگ
بہت اولو المزم عالی حوصلہ صاحب عنیت اور اہل فطرت جمع سخاوت و کرم تھی۔ سیر الما حزن کا
مولف باد بود یک صفدر جنگ کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ ایک موقع پر وہ لکھا ہے کہ وہ پوری پوری حیات
و عقل نہیں رکھتی تھی۔ اور آرون صاحب نے اپنی تاریخ میں اوکو بزدل کہا ہے اور تاریخ ہندوستان
میں افسس صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اوکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست
کو نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ اور تاریخ کی اکثر کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ
خدا در سولی اور قرآن و کتب میں کو در میان میں واسطہ کر کے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب
و عدم عدالتی کر جاتے اور جہاننگ دہو کے اور وعدے سے کام نکالتا تھا حرات و دلاوری سے کام نہیں
لیتے تھے۔ اور دوسری مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے۔ اور عماد السعادت میں مذکور ہے کہتے ہیں کہ
صفدر جنگ کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات نام کرنے کے بعد اسے پچاں شرفیان
عطا کرتے۔ اور یہی دستور ان کا ہمیشہ رہا۔ اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غرض دیکھتے
تو اسکی خواہشیں دس روپے امداد کر دیتی۔ اونکے عہد میں پیادہ و سوار تمام مرقہ الحال در اسلحہ
جنگ سے درست تھی۔ انکی سرکار میں سواران تغلیہ میں ہزار تھے۔ لیکن اکثر ہندوستانی بھی
صفدر جنگ کا ادھر میلان پا کر اونکا سالیاس ہیں کہ ابراتی زبان میں بات چیت کرتے تھے اور

تخواہ پاتے تھے اوکی سپاہ میں شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۳۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نہ کیا ہوتا اور متعلیٰ بجاس سے کم نہ جاتا تھا۔ اور اوکی سواروں کے گھوڑوں کی بہنوینہ ذراع حرف سین کا تھا کہ نواب سادات خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تھا وہ تورانیوں کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اور انہوں نے ایک بار چاکہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا میں اون لوگوں کے کہا کہ ۵ ہزار روپیہ مہاجن کا ہر قریض ہی اگر نواب یہ قریض ادا کر دیں تو ہم نواب کے شریک بن جیکہ اسماعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً لاکھ روپیہ سجدہ یا کہ یہ سوائے تخواہ کے ہے۔ اور انہوں نے اپنے نام سے مسفوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مسفوری میں ذکر کیا ہے کہ صفدر خجک سیرجی اور دوسرے مراتب امارت میں اپنے زبانی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ سوار ہمیشہ اوکی رکاب میں حاضر رہتے تھے۔ اور نکادستر خان نہایت برکھف کہاؤں ہی ایسا وسیع جانا تھا کہ اس وقت میں کسی بادشاہی امیر کے یہاں یہ بات نہ تھی۔ اور انہوں نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دیوم نام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہے کہ اگر احمد شاہ کے عہد میں اون کے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امر نے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر خجک اپنی وراثت کے زمانے میں چتے میں جو کچھ دکھاتا تھا اور ساہر کابانی اوس بھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ میں جاتا تھا پہنچے تو وہاں کسی خاص وجہ سے گھوڑا روک دیا مرزا غلامی اصفہانی اکسیر تخلص اون کے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑھو وہ نواب کی نیت کو نازگاہا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑھا

قد حمیدہ سدرہ گیرام شد * این آب رفته رفته زبالا بل گذشت

صفدر خجک بہت خوش ہوسے یا پختہ زر روپے اور ایک ترکی گھوڑا ساز تکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر خجک کے طفیل سے مسلمانوں کا یہی مہیا میں مبتلا ہو جانا

لے تاریخ مسفوری میں اتفاقاً گذرے ابوالمصور خان صفدر خجک درسا با طہ کچھو کچھو کہ آب ہزار بالا سے سا با ط مرقوم اندرون قلعہ میر و دیگر دید سا با ط سے مراد چہتہ ہے۔ مرآت آفتاب میں لکھا ہے کہ شاہ جہاں میں ایک چہتہ تھا جو کچھو کے نام سے مشہور تھا اور چہتہ ایسی راشی کہ کہتے ہیں جو دریا ہوا ہو۔ ۱۲

مرہٹوں کا جو قدم ملک مابین دو آہ نککا و جنائین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا عیض ہے
 چنانچہ عالم شاہی میں اوس موقع پر لکھا ہے جہاں صفدر جنگ اور بیچا لون میں صلح ہو جانے کا
 بیان ہے ازاں وقت رسم آہ مرہٹہ درین ملک جاری شد و عالمی ازموشی قدم او بیا درفت صفدر
 جنگ نے احمد خان بکیش کے مقابلے میں مسئلہ ہجری میں مدد دینے کے جلد میں مرہٹوں
 کو سرحد کول و جالیسرو و فرخ آباد و قنوج سے کوٹہ جہاں آباد تک ملک حوالے کر دیا تھا
 مرہٹوں نے رفتہ رفتہ لوح الہ آباد تک حاضریہ بد کا منتہی ہے اپنا ماتھے پہنچایا اور دس برس تک
 ایسی سخت گیری و خرابی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمان پھر بچہ مصائب گذرین۔ اگر
 نککا و جہاں کا پانی روستانی بن جائے تو بھی اون مصائب کا ایک نغمہ تحریر ہو سکے گا لون اور
 علیکن جو سادات اور مشائخ اور علماء کو سلاطین اسلام سے وقتاً فوقتاً دی تھیں اور انکی معاش
 اور حقین میں منحصر تھی ایک سخت ضبط کر لیں اور لوگوں کی نوبت یہ تک پہنچ گئی۔ اور بہمن فقر
 اسلام کو اس کا درنا بھی یا پ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیٹ پالنے کے لئے انکی سرکاروں میں
 نوکری تلاش کرتا۔ تو وہ بھی مستعد تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسوں کے دوسروں کو جگہ
 کم دیتے تھے۔ خاص کر مسلمانوں کو تو نوکری نہیں کہتے تھے۔ اور اگر کہتے بھی تھے تو سیاہیوں کے
 زمرے میں اقتدار کی کاہنیں دیتے تھے۔

عبارت خاتمہ

محمد خالق کردگار و غنت سید الابرار و منقبت آل اہلہ و اصحاب اختیار کے بعد ناظرین
 باتمکین یہ تھی نہ کہ اپنی دہن کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ چیکر تمام ہو گیا۔ ارباب تحقیق
 کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہو جائیگا کہ ہندوستان میں آج تک اس جامعیت
 اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہیں لکھی گئی۔ اور جن جن کتب تاریخ کا اس میں
 اقتباس ہے اور جن سے اکثر نظروں سے کم گندی ہوئی۔ اس کتاب کے مصنف ہماری کرم فرما
 اور محترم مولوی حکیم محمد اسحاق العفی خاں صاحب ساکن رامپور ملک و سیلکھنڈ ابن مولوی
 محمد عبداللطیف خاں ابن مولوی محمد عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہیں۔ مولوی صاحب موصوف ان دنوں مہارانا مائی اسکول
 اودھ پور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہیں۔ اونکی مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر میں درج کرینگے
 اس کتاب کی توثیق کے لئے اس قدر کھدینا کافی ہے کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ میں ۱۷-۱۸
 کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور بعض کتابیں مولوی صاحب نے زبان اردو میں ایسی لکھی ہیں کہ جو
 اب تک اس زبان میں تصنیف نہیں ہوئی تھیں۔ مثلاً اصول فقہ میں ایک نہایت مبسوط اور عام
 کتاب لکھی ہے جو چپکے چلے بنایا ہوئی ہے۔ ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے۔ خاتمہ
 اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور روشنگ کے لگا دیا ہے۔ جس سے فقہاء کو نہایت
 سہولت ہو جائیگی۔ کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی
 عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبیٰ پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ میں اب تک اردو میں کوئی کتاب
 نہیں لکھی گئی تھی اس فن میں ایک کتاب لکھنے والا ہوں تو انہوں نے فوراً اس سال کی فہرست
 میں اصول شافعی کے ترجمہ اردو کا استہارہ دیا حالانکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شائع نہ کر سکے
 اور مولوی صاحب زبان اردو میں فقہ اکبر کی شرح اس زمانے میں ختم کر چکے ہیں جو ہماری
 مطبع میں تاہم اودھ کو بعد چپکے شائع ہوگی۔

تاریخ اووه

جلد دوم

مفصل و مکمل حالات از ثواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اووه تا خاتم السلاطین جان عالم و اجد علیشاہ
تحقیق دستہ واقعات سن اولہ تا آخرہ

ہر باب

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب اسوی

ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالغنی ابن ابن مولوی

محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محمد مدرس

فارسی مہارانا مانی سکول اووه سے دور

مؤلف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات

بسم اللہ

ہای مطبعہ معلوم مراد اولیٰ ابن علی پور پرائیمر محاسب
اور شایع ہوا

مراد آباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیوار پائلی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہیں ہمارے
کارخانہ میں ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم - سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود ہیں
اور خاص فرمائش کی بھی تعمیل ہوتی ہے۔ بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے
اکمیت خرید کر کے دیکھئے آپ ہمیشہ منگوائیں گے۔

حاجی سیٹھ سید محمد و ضیاء احمد جولوٹ مراد آباد
ہمارے ذریعہ سے کہ معتبر و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے بلا کسی صرف کے رو بھیجا جاسکتا ہے

اخبار نیم اعظم مراد آباد

۴۰ سال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ رو بہ گنت میں سب سے
پُرانا۔ آزاد اور منہب پرچہ ہے۔ ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ہر مذاق کو موافق
ملک و ملک والوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ گوینٹ کا خیر خواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد۔
بیجا حمایت۔ چوٹی خوشامد سی پاک۔ مقابلہ بہتر۔ ۱۰۰ بڑے صفحہ پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت
ارزان - نمونہ - رکائٹ آنے پر مفت + المشر بنجر اخبار نیم اعظم مراد آباد

(۱)
علائقہ تاریخ اودہ حصہ دوم

صفحہ	نقطہ	صیغہ	منفی	سطر	فصل	توضیح
۸	۶۸	مناسب سمجھ کر	مناسب نہ سمجھ کر	-	-	اور اطفال کو معذرت سے بچنے کے واسطے مدد مانگی۔ حادہ
۹	۱	اینا چہ	اینا چہ	-	-	رحمت خان اس خوف سے کہ اوسکے ذریعہ سے
۹	۱۱	اور جن کی خاص	اور جس کی خاص	۴	۹	دو تین دن
۹	۱۲	بڑے	بڑے	۲۱	۴۰	ان لوگوں اور
۱	۱۱	بیا بی نہیں ہو	بیا بی نہیں ہے	۱۲	۴۲	ملاحظہ حضرت
۱۲	۸	مستدین	مستدین ہوتا	۱۸	۴۲	بلکہ حصول بھروسہ
۱۲	۱۱	اور خالی	اور اس خیال پر	-	-	جسے آنا متاع خان وہاں بھیجے
۱۲	۱۱	پڑا ہوا	پڑا ہوا نہ لین	-	-	استقبال کو گئے۔
۱۵	۱۳	تو اس کی	تو اس کی	۷	۴۷	بچے نے رہا ہو گئے۔
۱۶	۱۵	خارج تہذیب	خارج تہذیب	۵	۴۹	دفع کے پہلا لوگوں کو
۱۷	۱۶	ایک بار تواری	ایک بار تواری	۵	۴۶	وقت پہلا دن
۱۸	۱۲	مالدار کے	مالدار کے	-	-	ملکہ سہرام بھنگر
۱۸	۱۳	مقرر ہوا کہ	مقرر ہوا کہ	۱۶	۵۱	ہزاروں
۱۸	۱۵	مضامات مالو	مضامات مالو	۱۸	۵۲	اور میر جعفر کو
۱۸	۱۸	زبان بے بہن	زبان بے بہن	۱۶	۵۳	دریا کے کھن
۲۰	۸	خام طبع	خام طبع	۱۶	۵۳	موتیا کے موہن
۲۲	۱۷	احمد شاہ اہل	احمد شاہ اہل	۲۰	۵۳	بجلاواری
۲۴	۱۹	جنگ ٹوڑ کر	جنگ ٹوڑ کر	۱۱	۵۶	مطابق شہر اور پورن
۲۵	۱۱	سے	سے	۱۳	۵۷	اوس سے بہت ہی
۲۱	۱	لائے تھے اور	لائے تھے لے او	۱۶	۵۹	مرزا بیلول
۲۷	۱۰	فرمان ہوئی تھی	فرمان ہوئی تھی	۲۰	۵۵	سربراہ دیکھا
۲۸	۷	ہلکا سا	ہلکا سا	۲۲	۶۸	دنا کو آہٹا
۳۳	۲۲	وہ دونا کہ	وہ دونا کہ	۱۸	۷	لڑائی ہی
۳۴	۱۲	اال سے جہاز	اال سے جہاز	۸	۷۳	لگاری دینا
۳۵	۱	جانب شمال	جانب شمال	۲۰	۷۳	سعدیت مرقین کا
۳۵	۲	راجہ سہو دت	راجہ سہو دت	۲۰	۷۳	کیتان شیلپس
۳۵	۱۸	اور ایک حال	اور ایک حال	۱۷	۷۴	کمن جارا دمی
۳۶	۶	ساتھ شکت بائی	ساتھ شکت بائی	۵	۷۶	پاکر کو دیر کی
۳۶	۱۷	لکھو لے ہوا	لکھو لے ہوا	۱۶	۷۹	سی
۳۷	۲۴	فرخ کا دنگ	فرخ کا دنگ	۱۸	۷۹	معلوم ہوتا ہے کہ
۳۸	۱۱	ہاں احمد خان	ہاں احمد خان	۸	۸۷	اور مرصع سوئی
		خود لڑ کر اونی باس	خود لڑ کر اونی باس	-	-	اور مرصع لی ہوئی

صفحہ	سطر	عناص	صفحہ	سطر	عناص
۱۷۷	۱۷	عبدالکرم اور فرج	۲۰۵	۱۹	بہرے پر
۱۷۷	۱۷	سنی مذکورہ سے	۲۱۰	۹	اور حسن خان
۱۷۷	۱۷	ہو کر آخر دم	۲۱۰	۱۰	بہت تک
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	۲۱۰	۱۷	کھانڈے کے آکر
۱۷۹	۲۲	اور اس کے تمام	۲۱۰	۸	ولا کر سندھ
۱۸۰	۱۲	یہ لوگ گورنمنٹ	۲۱۲	۳	اور حقان ولد
۱۸۱	۱۲	لینبرج	۲۱۲	۲۲	اور سندھ پوری
۱۸۱	۲۵	پتہ سرورج	۲۱۳	۱۵	سندھ پوری
۱۸۳	۱۹	اوسے دن سے	۲۱۷	۲۷	ساٹھ ہزار
۱۸۳	۲۳	تخوہ دینے کا	۲۱۷	۱۰	مستوطن بنارس شہر خاں
۱۸۳	۱۰	ساتھ چھ لکھین	۲۱۹	۹	ہوئی اور آگے
۱۸۳	۲۲	تخوہ بھی لک	۲۱۹	۲۱	ملی ہے مل
۱۸۳	۲۲	عل کیا	۲۲۱	۱۲	دولاکہ ہزار روپیہ
۱۸۵	۳	مستوط کو غایت	۲۲۲	۳	اور ایک ہزار روپیہ
۱۸۵	۹	بھو ایک مختار والد	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۸۸	۲	جا آکر اور گھنٹات	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۸۹	۷	تالے سے نہ ملتا تھا	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۸۹	۱۳	اور سر پر جواہر	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	اکبر آباد کو جلا گیا	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	ہندو سے انتظام	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	کا بنانا کر کے آصف	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	الد کے سے حضرت	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	جس کے جلا گیا	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۲	۱۷	اور ہند کو	۲۲۳	۹	ایک ہزار روپیہ
۱۹۷	۲۵	اوس وقت سادات علیا	۲۲۵	۱۲	ماتھون لکھ سکھ
۲۰۳	۱۳	کو جلا گیا	۲۲۸	۲۷	کو سکھ
۲۰۳	۱۷	اور مول کی راہ	۲۲۹	۲۷	چالیس لاکھ
۲۰۳	۱۷	انہار جھن کیا کینو	۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان
۲۰۵	۹	اوباشی اور نوینی	۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے لوٹے	جس راستی سے گئے تھے	۲۴۱	۸	قسم کی بہنیں	قسم کی بہنیں
			اوی راستی سے لوٹے	۲۴۲	۷	بہن کی بہن	بہن کی بہن
۲۴۲	۴	معاملہ درست	معاملہ بیکار			اس کے اوپر یہ ہاشمہ بی	اس کے اوپر یہ ہاشمہ بی
۲۴۳	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علی خان			دیکھو جگتا مر معظم	دیکھو جگتا مر معظم
۲۴۴	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر نے			لو اب فیض اللہ خان	لو اب فیض اللہ خان
۲۴۸	۱۹	لڑین عقیقہ خ دم	لڑین عقیقہ خ دم			سے یا تکر	سے یا تکر
		شامستہ	شامستہ			بجاس سال سے	بجاس سال سے
			اگرین خانہ دولت آباد			خز اوڑا تھی	خز اوڑا تھی
۲۴۹	۵	آمدنی سے ہے	آمدنی سے ہے			اوٹکو تبا کر تھی	اوٹکو تبا کر تھی
۲۵۱	۷	گورنر کی	گورنر کی			سقیم کر دیا	سقیم کر دیا
۲۵۱	۱۱	رام کی جائز	رام کی جائز			آپکو چل رہے تھ	آپکو چل رہے تھ
		الماس خان	الماس خان			گورنر کی	گورنر کی
		اور مرزا داروغہ	اور مرزا داروغہ			اور تمام چلوں کی	اور تمام چلوں کی
۲۵۲	۱۰	اندرین خنبہ	اندرین خنبہ			سو بجاس	سو بجاس
۲۵۲	۲۲	ایک شخص کو	ایک شخص کو			اطراف کی طرف	اطراف کی طرف
۲۵۳		لی گئے	لی گئے			یہ دہرم کی کہ جو شخص	یہ دہرم کی کہ جو شخص
۲۵۴		باتی جماعت	باتی جماعت				
۲۵۵	۴	خانہ روبر	خانہ روبر				
۲۵۶	۸	جھانکے ہوئے	جھانکے ہوئے				
۲۵۷	۲۰	گرفتار آن	گرفتار آن				
		نام خجہ	نام خجہ				
۲۵۸	۱۲	جیلہ ترقی	جیلہ ترقی				
۲۵۹	۱۲	لنگر کے خجہ	لنگر کے خجہ				
۲۶۰	۲	میدہ خان	میدہ خان				
		اسکاٹ	اسکاٹ				

تاریخ اودھ خدوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شجاع الدولہ کی مستثنیٰ

نیکہ علیہ السلام بھارتی سلسلہ عوامین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اعلیٰ خان
کابلی اور کھارلا ملے۔ اسے چاہا کہ نواب کو صاحبزادوں کی طرح کرے۔ اور خود حکومت کرے۔ اسلیٰ
سر داران خلیہ کو متعلق کر کے شجاع الدولہ سے مخبر کر دیا۔ پس اومین سے کوئی شجاع الدولہ کی
خاطر خواہ اطلاع نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجھتا تھا۔ اور ہمیشہ
محمد قلی خان کے جوالہ آباد کا حاکم تھا دولت خواہ تھے۔ اور یہ چاہتے تھے کہ اوسی کو مستثنیٰ
کر کے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کر دیں۔ اور اس طرح انکی رائے تھی کہ دوسرے
عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیر مقرر کر دی جائے۔ چونکہ نوب کا بخت قوی تھا کسی کی
کوشش کا رگر نہ ہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ دن سے بالکل خرافہ کہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

عیاش بھی تھے۔ امرا و گراور بہت بہادر سی زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونوں نواب کی صحبت میں
رہتے تھے۔ اگرچہ امرا و گراور میں بڑا ہٹا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوبیس ہجری میں پیدا
ہوئے ہیں۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے

بدولت خانہ نواب منصور بد برآمد آفتاب از مطلع نور

جو کہ اس شعر میں چھٹا کر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اس کے
مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اوپر اپنی طرف سے لگا کر یوں تاریخ نام کی ہے
جو آن فرخندہ اختر نمایان بد بدولت خانہ نواب منصور
فلک برگشت تا پنج نوک بد برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر سنہ نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سہرا ایک کھڑی کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریقہ
اور نانگوں کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجا اوس کا پتہ
آٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلوں کا اونکی
مغزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکی سر سے
اس بلا کاٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ماضی پر سوار ہو کر شہر میں ایک ایسے سے نکلے۔ ایک محلے میں ایک
کوٹھے پر ابرس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اور سپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دل فریب صورت دیکھ کر فریقہ
ہو گئے۔ بعد اسکے مخبروں سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لکھتے ہیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ
وہ گھر ایک کھڑی کا ہے۔ نواب دہانے اپنے مکان میں پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے فلک پر چلے
رہے۔ اور رات بھر کچھ نہ کیا۔ دوسرے روز ساجد بہت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کشتیاں
نواب سے ملائیں نواب نے اونکو انعام و عنایات کا اسید دار کر کے اوس عورت کا پتا دریافت
کرنے کے لئے بھیجا۔ اوہوں نے سب حال معلوم کر کے نواب کی خدمت میں عرض کر دیا اور یمن

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی۔ مگر محمد قلی خاں صفدر جیک کا بہت بھروسہ تھا۔ لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ پہنچے سے۔ رام راین نے کہا کہ اگر صاحبزادی مہر علی خان چاہیں تو حاضر ہے۔ مگر وہ رویہ اونہوں نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک برلا ہو جاتے ہیں دوستا دشمن بن جاتے ہیں۔ یہ جو کچھ شور مچا تھی صرف اس سے یہ عقوہ تھا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت بخیر جس کی بدنامی سندھوستان میں ہوگی۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام راین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قافل معقول کیا تو اوس نے کہا میں تابعہ کارہوں اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہو گا تو کبھی تو کو پہلے ہی راضی کر لیتا۔ اب آپ اسماعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح تالیف کردین تو امید اصلاح کی ہو۔ چنانچہ اونہوں نے سب کو بلا کر سیدھے حکمت کلام کہی کہ سب مجھ پر اور مغربی کے ارادی سے باز آئے۔ گمان پرکاشن و سیر المتاخرین و طبع التوابع میں لکھا ہی کہ تجل الدولہ کی سند نشانی سے آٹھ مہینے کے بعد اسماعیل خاں جیلہ مر گیا تو نگین خاں خواجہ سرانائب ہوا اور رام راین و مہارنایں کاریات کے سوال و جواب میں رہتے گئے۔ شجاع الدولہ کو جوان لا باالی تھے مگر سبب شجاعت کے صوبہ اودھ کے سرکشوں کی نادید اور انتظام خوب کیا۔ اودھ عیاضی میں جہر شرف نشانی کے سہنہک تھے۔ اکثر عورتوں کی مبارکرت میں راضی۔ اور کھوٹے میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن مزاج میں حیا و شرم اور عفو و اغماص اور رحم تھا۔

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستا

شجاع الدولہ کو عدا الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکارتا تھا کہ سب اودھ بادشاہ کے مزارع کو اوکلی طرف سے نکل کر دی۔ اسلئے عدا۔ بدول عرف میر بجلیہ پسر علام احمد خلیف خاں بہادر کو کہ بھی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس پہنچا دے سستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی۔ نواب سعد اللہ خان نے اوکو جواب میں خط لکھا جس میں نہایت تباہ طرز پر کیا اور وہ خط بر مذکور کے حوالے کیا میر بجلیہ وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لگا اور جیسے دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستا سر بہ نواب سعد اللہ خان کو میر بجلیہ کے ہاتھ بھجوائی۔ اور اکیلی دستا سر بہ آپ

سنگو اتی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ دونوں رئیس دستار دل پہاڑی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ درج بحث میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دشار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے۔ جسکو ہم آگے جکر ذکر کریں گے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ
کا شجاع الدولہ کی مکرنا اور اوکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

شاہجہری بن احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور پل میں پہنچا تو شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک پتہ نہیں رہی۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بھیکوٹ کشش کے غلبہ کیا تو اس نے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیوری شاہزادہ کو میرے ساتھ کر دیجو تو ملک نصیب د ملک میں دو آہ جنگا و جہتا میں جا کر رہی طریق ندرانہ وصول کر کے لاؤں۔ مگر اس سے اس کا اہل شاہ تہا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے یہ ایستخون ولد عالمگیر شاہی اور مرزا بابر دادا عالمگیر شاہی کو فتح افواج دہلی پر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ کل محنت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے تمہارے لئے شیشک وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں غدر کرے تو عماد الملک کی مدد بھجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان شیش نے بھی لکھوٹے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پتہ ان بھی مدد کے لئے ساتھ کر دے عماد الملک نے جنگ کا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کو دہلی پر گتہ مہر آباد کے میدان میں دیر سے لڑے اور شجاع الدولہ کو پیام بھجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہئے۔ اور صفدہ جنگ کا تمام مال بھجنا چاہئے۔ اور شاہزادوں کے لئے جنگش حاضر کرنا چاہئے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوا۔ اور وہ بھی لکھوٹے سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادے سے ساڈھی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھوٹے سے ۸ میل ہے۔

فرخ بہمن کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میرٹھ کے نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجا کہ تم اس کی جیسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہئے۔ میرٹھ نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمارے بیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے تھی۔ اور صفدر جنگ کے تمام حزانوں اور مال کی صنعتی کے لئے بڑی بھاری فوج سے جرأت کی گئی تھی۔ ایسے وقت میں آپ مدد کریں۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائی کو ہمراہ لے کر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بھٹی سردار خان فتح خان خالسا مان عبدالستار خاں علی محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آٹھ سو کوج کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس پہنچا دیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ لکھا کہ جاں و مال اور ملک و ناموس کو جب اول عہد و مہمان کے ہمارے آگاہ کیا۔

آپ کسی قسم کا تردد نہ کریں۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہیں۔ نواب سعد اللہ خان میر فتح علی کی راجدگاہ کے بعد کڑے کرشمے کو بچ کر گئے کو دیوبند پہنچ گئے۔ اور دولہا و مندر کے درمیان میں قیام کیا۔ اور اپنے دربار میں زور سے بر ملا کہا کہ جو کوئی نواب سواج الدولہ سے مخالفت و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میلہ سر کائے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس سر سے میں عالمگیر نانی کے سوا اور فرماں نواب سعد اللہ خان کو پہنچتے رہے کہ شاہزادوں کی خدمت گزاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دیں۔ اور شجاع الدولہ کو نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کر لیں۔ اس خدمت کے صلے میں عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے۔

مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف ان احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے ملا کر پانچ سو روپے سے کاپ شاہ جہاں کو لوٹ جائیں۔ محل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پاسداری کی وجہ سے بغاوت عماد الملک کے جنم دہا رہے تھے۔ شجاع الدولہ نے ساندھی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہ ہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ میں ایسی تدبیر کریں کہ صلح ہو جائے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہ ہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش میں مصروف ہوئے۔ اس عرصے میں شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیج کر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی فائدہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کر سکتے تھے اور اس عرصے میں مہاراجہ کے قتل و پتھر۔ جو فی جہوئی لڑائی میں بھی شروع ہو گئیں۔ حافظ

حسرت خان، عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہو کر صلح کی فکر میں ہوئے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تجھے شجاع الدولہ کے دیر سے برہادر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچ کر تبدیل و تدارک کے احوال پیدا کر دیے۔ اور اپنے دیر سے کوٹ آتے حافظ صاحب نے نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب صلح کی تجویز پر باکر عباد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے تجھ ہی سے جو خرد سالی سما مشفق ہے شجاع الدولہ صلح کر لی ہے یہاں حال ہے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقتدر کے موافق رو بہ بینے کو حاضر میں۔ اور محکوم احمد شاہ ڈلتی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیش آئے اور کرنے میں حیلہ و حجت کرتے اور لڑائی برپا ہو جائے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر یہی حال ہو تو صلح کر لو ورنہ میں اپنے ملک کو لوٹ جاؤں گا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیج دوں گا۔ عماد الملک نے مجبور ہو کر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ سناہز ارون کو پیش کر کے صلح کر لی۔

دس برس بعد ان کے ایک نئے نئے نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیہ کے خداداد کر لے کا دے لئے دیا۔ اور زمانہ نام لکھ کر عماد الملک کے پاس بھیج دیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپیہ نواب سعد اللہ خان کے پاس پہنچا دئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے حریف سے یہ روپیہ باہر نئے حصوں میں شجاع الدولہ سے شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنوع و مشکور ہوئے اور صلح کے افادہ۔ جدہ شوال مسئلہ ہجری کو شجاع الدولہ نے سائنڈی سے کو بیج کیا۔ اور جباروں میں لکھتے ہوئے کہتے۔ اور نواب سعد اللہ خان ان آفس لے کو لوٹ گئے۔ مہر الماخرین اور مالدارانہ میں بیان کیا کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گناہیگم دختر علی قلی خان والہ اعستانی کے ساتھ نکاح کرنا

میرزا مظفری بن کھارو کہ علی قلی خان والہ تھلوس نے مسئلہ ہجری میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے۔ وہ عورت جو مستہ والہ برکت پڑاوسکی بیٹی کا بیگم نہایت حسن و جمال کہتی تھی شجاع الدولہ اسکی بواسطت کے غلام بن گیا۔ اور شیراز خان کو اس کی لڑکی کے پاس نکاح کا پیام لکھ بھیجا۔ وہ عورت رضا مند ہو گئی۔ اور اپنی بیٹی کو اس کے دہلی سے

لکھنؤ کو روانہ ہوئی۔ جب اکبر آباد میں پہونچی تو جو اس پر شک و سبہ سبوح لی جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن و جمال کا ستہرہ سنکر مغفون ہو گیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چسپن لین۔ کٹہ و زینار میں تیرا مندر حال کے آدمیوں سے اور جو اس پر شک و سبہ کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان سے یہ خبر سنکر جالبادی کی۔ اور تھوڑے دنوں لطافت اچھل میں بسر کر کے ایک دن موقع پا کر لڑکی کو لکھنؤ فرح آباد میں نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہاں غازی الدین خان عا د الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے مودو دہتا۔ اور اوس کے انجام کار کا خطر تھا۔ اس نے تمہ کے حسن و جمال کا حال سنکر چا پاکد اوس کو اپنے عقد میں لائے۔ اور نواب احمد خان ہراپنا مانی و نصیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گناہیگم کو اوس کے پاس بھیجا دیا۔ جنہوں نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والدہ اعشانی کی ایک بیٹی بوبیگم نام عا د الملک کے عقد میں تھی جس سے اوس کے ایک بیٹا نامہ الدولہ نامہ پیدا ہوا۔ بہر صورت گناہیگم علی قلی خان و اعشانی کی بیٹی ہے نہ قراباش خان اسید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبیحان بن غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عا د الملک کے خوف سے دہلی سے بھاگنا۔ اور اودہ کے ملک میں وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنی چچا زاد بہائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دعا و فریب کے ساتھ گرفتار کر کے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلاتے غازی الدین خان کے و ساد کی وجہ سے دہلی میں ہیشہ نامناسب سمجھ کر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے بھاگے۔ اور کچھ پورے کے راستے سے ہوتے ہوئے مہارنہ بدین نجیب الدولہ کے پاس آئے اور ہونے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی تیغ کے ارادے سے اودہ پر کوروانہ ہوئے۔ اور مراد آباد۔ راجپور۔ آٹولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کیرتی پور۔ اور ۱۵۔ بین انالی شہدہ العجریہ کو بنگرام میں پہونچے۔ اوس کے ساتھ اپنی زمیندار الدولہ و نواب خان بہادر علی خان

ریواڑی والہ بھی پہنچے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کر کے ملاوہ میں داخل ہوئے اور
 وہاں سے روانہ ہو کر قین میں قصبہ عین میں کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کو س
 پہنچے۔ جبکہ وہاں اودہ کی حد میں قدم رکھا تھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
 محلدار خان کی موت پر بچاؤ بنارہا۔ یہ نقد اور تحفے دیا حتیٰ و گھوڑے اور تحائف وغیرہ
 شاہزادے کے حصہ میں بھیجتے تھے اور اب بھی ۹۔ جمادی الاول کے کو منزل مقبل موہان میں
 حاضر ہوئے اور عین و سکوت سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کر کے اور یہاں نہ کر کے رخصت کیا
 حزانہ عامرہ ماہ شاہزادین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گنڈرائی تھی اور مد
 خرج کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دواہتی سود عاری سابقان دار اور نالکی مرصع اویات
 کو ہونے اور ایک ٹوان پر از جو اہر اور بہت شاپشمنہ اور حیفے اور برتن اور دس چھکڑے
 پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے فلوٹ کی اور خاص اپنے جہرہ
 مع سرپنج کے اور جن کی خاص بالکی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی
 وٹ بڑھے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا بچا زاد بھائی الہ آباد کا صوبہ دار تھا وہ شاہزادے کے
 پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فتح پور
 کرے شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اٹھارے راہین راجہ
 مہندر سنگھ برادری تھی سنگھ حاضر ہوا۔ اور غور حاد می الاخرے کو موضع جھوتسی میں سیرم خان
 نے ملازمت حاصل کی ۸۔ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
 اس موقع پر شاہزادے نے مرزا حیف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷۔ رجب کو
 دریا سے کرمنا سہ کو عبور کیا ۱۲۔ کو مخلص خان وغیرتے عرفداشت رام نرائین صوبہ دار
 عظیم آباد کی پیش کی۔ یہ صوبہ دار مذکور خود مخالفت وغیرہ بطور بند کے لیکر محمد قلی خان کی وٹ
 سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
 وزارت مبارک ہو۔ اس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اسکی عرض کے موافق
 وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور تختی گری محمد قلی خان پر قرار پائی۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
 الدولہ ہی نے شاہزادے کے ساتھ ہکر سنگھ کے متحضر کی ترغیب تھی کیونکہ وہ مدت سیہ چلتے تھے
 کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کریں۔

۱۲۔ تاریخ سلاطین شاہین شاہزادہ کی تہذیب و تمدن پر ۱۲۔ دیکھو سیر شاہین وغیرہ ۱۲۔ دیکھو
 مرآت آفتاب ۱۲۔ دیکھو سیر شاہین ۱۲۔

کو جو کہ محمد قلی خان سے دغا منظر ہتی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یوں کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور
 کسی طرح مدد نہ ہو متغافل بن آؤ سچا۔ مگر میں اپنے اہل و عیال کی طرف سے متغافل ہوں کہ اہل کو
 کس جگہ رکھو۔ بجا تھا ہوں کہ کسی محفوظ مقام میں اہل کو چھوڑ کر اپنے دوستوں یعنی عماد الملک اور
 احمد خان بگس وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کروں۔ اور انھیں کر کے منگے کی تسخیر کا ارادہ کروں
 مگر مجھ کو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہیں دیتی اور جہاں گڑھ میں قلعہ تو ہے مگر دھان کوئی عمارت لایق
 بود و باش بیگمات کے نہیں اور اوسکی آب و ہوا بھی بہاؤ و نکی وجہ سے جینڈن ساز نہ ہے۔ نہیں
 اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھ دو تو میں قلعہ الہ آباد میں کہ عمدہ اور پر امن اور مضبوط جگہ ہے
 اپنے اہل و عیال کو تنہا رہنے کے لئے عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھ کر ایک جگہ لکھ کر اعانت کروں گا
 محمد قلی خان اپنی ناہمتی سے شجاع الدولہ کے مصمون کو فریب کو نہ سمجھا۔ رقعہ مہری اور دستخطی
 اپنا مرزا نجف خان قلعہ دارالہ آباد کے نام لکھ کر شجاع الدولہ کے حوالے کر دیا اور رو برو بھی مرزا
 نجف خان کو مزید تاکید سے یرواگی دی کہ چونکہ لوہ صاحب سے کسی طرح بدائی نہیں ہے بجا زاد
 رہا ہی جن حاضر و غائب ہمارے ورے کے مالک ہیں۔ وہ جو کچھ کہیں اُنکے حکم کی تعمیل کجیو یہ حال
 شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام برابن صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے
 کی عنایت سے ممتاز ہو گیا تو بعض کوتاہ اندیشوں نے اوس سے محاسبہ چاہا کہ اس کا ادا کرنا اوسکی
 قدرت سے باہر تھا اسلئے باعی ہو گیا۔ اور عظیم آباد کے قلعہ میں مقیم ہو گیا۔ شاہزادے کی خدمت
 محاصرہ کیا۔ گیاں پرکاش میں لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے نچ کرنے کے لئے بڑی کوشش
 کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دیے اور برج شمالی میں نعت لگا کر بارود پہنچا دی۔ صرف یہ
 کام باقی تھا کہ آگ بجاسے۔ اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو۔ پردہ غیب سے ایک دوسری صورت
 پیدا ہو گئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ پٹی بہادر نے متفق ہو کر نواب شجاع الدولہ سے
 کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہو گیا تو آپ کی ولایت میں رخنہ پڑے گا
 شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کر کے الہ آباد کی طرف کوچ بظرف لیٹا کر گیا اور قلعہ کے حوالے
 کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہیں
 دے سکتا۔ اسوجہ سے وزیر کے کہیں زیادہ کدورت آئی۔ شجاع الدولہ نے سوچا کہ
 کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کر لیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششوں کو ناتمام
 چھوڑ کر عظیم آباد سے لوٹ آئے گا۔ سپرانتا خیرین اور مرآت آفتاب نما کے مولف لکھتے ہیں کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت خان نے جو مزاحمت کی تو بظالمت اچیل اونکو قلعہ سے نکال کر نظر بند کر لیا۔ جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے غاکر کے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ آما دھمیں لیا ہے اور خود قابض اور مستغرق ہو گئے ہیں۔ اور اوس کے اہل و عیال کو نظر بند کر لیا ہے نہایت مضطرب ہوا۔ اور اسی اثنا میں اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آما د کے محصورین کی مدد کے لئے سبھا نے سے لشکر عظیم آ رہا ہے تو اوسکی عمدت ہو گئی اور مقرر ہو کر شجاع الدولہ کی طرف حرکت کی۔ گیان برکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ ۷ لکھ کر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلایا۔ اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راجہ الاعتقاد دی کی وجہ سے وہاں سے روانہ ہوا۔ مگر شجاع الدولہ کا لکھ کر بلانا گسی دوسری کتاب سے ثابت نہیں ہوتا۔

بہر صورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان شگہر عبیرہ رہتا ہے اور اسکو سمجھا یا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے۔ مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہو کر وہاں سے کوچ کر دیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ۔ اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہیں تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑ کر اپنے نائب راجہ بی بی بہادر اور بلوت شگہر زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہو کر محمد قلی خان کے رہبر و جاد اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد میں نہ گھس سکے اور جھڑپ ممکن ہو اسے گرفتار کر لو راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق ہو کر مقابل بنارس دیا سے لگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلوت شگہر کا آبا و کبیلہ اور اوس کا وطن اصلی تھا ان دو ذن نے تو پہل محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگا کر مستعد مزاحمت ہوئے۔ شاہزادے اور مو شیر لاک فرانسس کو کہلا بھیجا کہ ہمیں آپ سے کچھ کام نہیں جد ہر عزم ہو چلے جائے مگر محمد قلی خان کو محال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھے۔ شاہزادے نے اپنا کھانا یہی لباس ناگہانی اور محمد نصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا مو شیر لاک کو اپنا رفیق بنا کر چہرہ

میں قیام کرنے کی غرض سے مرزا پور ہوتے ہوئے ملک بوندیکہ کی راہ ملی اور محمد قلی
 سید راجہ کی سرے سے کسی قدر قاصدہ برصہ میں رہتا تھا جو کوئی اس کے لشکرین
 سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم نہ ہوتا تھا۔ زید ارسل ابراہیم بلونت سنگھ
 کا سکار ہو جاتا تھا محمد قلی خان سے مل کر کے یہ امر تحریر ہوا۔ چاہا سی کے سوال جواب
 میں لبر کرتا تھا اور وضع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا۔ اور اسیدہ زہرا کہ شاید پہرہ بارہ
 حذا و مدیکم سے تائید نمودار ہو جائے۔ اکثر چہرہ میوں نے خصوصاً یہ بات تھے صلح
 دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے خلیج کرو۔ اور فی الواقع یہاں بہتر تھا کیونکہ جو کچھ
 معذربین عزت و ناموس سے ہوتا مگر یہ حواسی نے اس حواس باخبر کو برات نہ دلائی۔
 حیدر روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ایہیوں کے ساتھ مجھ کو
 شجاع الدولہ کے پاس چلا جائے جہتے مزارعوں نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر حجت
 دی۔ اور اس شخص نے صلہ رحمی کی اسیدہ اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے حجاز د
 یہاں ہی ہیں۔ بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا۔ اور شجاع الدولہ کے ہاں
 روانہ ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رعیدگی خاطر اور کچھ کی دل بر طرف ہو جائیگی
 یہ تمام فہم و دشمنوں نے ڈال دیا ہے۔ وہ مشافہین بالکل جانتا رہے گا۔ اور
 شجاع الدولہ کے ہاں سے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہوا اس کی روانگی
 کے چند روز بعد اس کے لشکر کا کوٹ کر تمام واسباب اس کے لشکرین حکم جدید کے
 منتظر رہیں۔ اس حکم قطعی سمجھیں۔ جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا
 عرصہ گزرا راجہ بلونت سنگھ اور بیٹی بہادر نے اس کے لشکر کے سامنے کے ارادے
 سے جرأت کی۔ ان کی دست و رازی اور مدد سے لشکرین ترخ و فرخ اور محشر
 آثار نمودار ہوئے۔ اس خلق کثیر بلاے حیدر مان میں مبتلا رہی۔ اکثر لشکر
 بے آبرو ہوئے اور بال واسباب غارت ہوا۔ چند بے نامہ ستان آدمی ان
 دونوں راجہ کی قزاقی و جیسے اس لشکرین جہاں کر محمد در سے اور بہت سے
 آدمیوں کو بارے کے ایک سید نے جو بیٹی بہادر کے لشکر میں تھا اسے انفرض
 محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہنچا اور انہوں نے بنگلہ لکیر کیا اور خیر و نیت جو چہ کر اور کچھ کھڑی
 ہو کر حاضر رہے اور اسکے لشکر کا خزانہ عامرین لکھا کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو حیدر کے لشکر میں لکھا اور کچھ لکھا

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئے مرہٹوں کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جہنکو اور اوس کا چچا دتا عید سہیا محرم ۱۱۸۱ھ ہجری میں دکن سے سندھ میں آئے اور ان دونوں نے اتفاق کر کے روسہلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بہار کے صوبہ اودھ میں مداخلت کا قصد کیا۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی۔ مسئلہ ہجری میں انہوں نے جہانکو مہور کر کے نجیب الدولہ پر چڑھائی کی۔ نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفرنگہ کے پاس سکڑتال میں جو میرٹھ سے شری و شمالی جانب ۴۸ کوس کے فاصلے پر ہے یاہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے **س** برے راستہ آمو کر دینا سکڑتال لفظ سندھی ہے سین مہلہ مضموم اور کاف تازی مشد اور رائے مہلہ ساکن اور تائے قرشت اور الف دلام سے) اور وہاں سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روسہلیکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہاں سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے میں دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اودھ میں آڈھ میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روسہلیکھنڈ موسم برسات میں کوچ کر کے لمبی لمبی منزلیں کرتے ہوئے امرتہ پہنچ کر ٹھہر گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کریں۔ حسین شاہی میں امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ آپ بھی اگر ہمارے شریک ہو جائے تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس بھتان یعنی نجیب الدولہ کو یہاں سے دور کر دیں اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کریں۔ شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ علی بیگ خان حاجی کو جو تہارت خریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیجا کہ لطف اچھل میں رکھا تاکہ مخالفت پر آمادہ ہو۔ اسی ایام میں نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ میں احمد شاہ درانی کو بلا یا ہوں مناسب یہی کہ سو قہقین آپ ہماری مدد کریں کہ یہ بات ہماری اور آپ کے حق میں بہت مفید ہو اگر مرہٹوں نے ہمارے ملک پر قبضہ پایا تو آپ کے ملک کا بھی

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جہنت سے کہ غاری الدین خان بدطینت اور مغسہ ہو کیونکہ مسئلہ
 ہجری میں شاہزادہ ہامیت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لئے فرخ آباد
 کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کر کے نواب سید اللہ خان
 سے بگڑی بدل کے اور دہلیوں کو متفق کر کے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
 سبب شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور غیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
 کیونکہ اس میں ادلو اپنے ملک کی پہلانی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کر کے
 ماہِ شوال ۱۱۸۱ ہجری میں لکھنؤ سے براہِ مہر سے اور شاہ آباد ضلع ہردوی میں پہنچ کر چند مہینے
 یہاں قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سے کھیتی باڑی میں مانع تھی۔ دتا سیندھیا کو اتفاق
 مذکور کا پرچہ لکھا اور گنگا کی طغیانی میں کمی ہوئی تو آفٹہ گوندراے بند بے کو اپنے لشکر سے
 مع نہیں ہزار پیادہ و سوار کے الگ کر کے روانہ کیا۔ اوس نے شہر کردوار سے کے پاس گنگا
 کو پایاب عبور کر کے جا ندپور لکھنؤ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع
 الدولہ اداں بیع الاول ۱۱۸۱ ہجری میں شہر سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوئے
 اور پٹری مندر لکھنؤ کے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہو گئے۔ سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
 طو پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مرہٹوں نے قریب تیرہ سو کا فوج اوقات
 امروہہ کے تباہ کر ڈلے۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ مرہٹوں نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر دہانکے
 اکثر سیدوں اور شریفوں کو قید کر لیا۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبوں پر رحم کر کے مرہٹوں کو
 اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپیے دینے کا وعدہ کر کے اونکو راکر ادا کر دیا اور روپے
 اور نواب شجاع الدولہ جا ندپور پہنچ گئے۔ اور انہوں نے جہد جا ندپور سے کوچ کیا مرہٹوں نے
 فوج راہ میں کم کم نظر آئی بلکہ کوس جیکر ملدوہ پر گنہ جا ندپور میں پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹوں نے اکثر
 مقامات پر زور پانڈھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج میں سے انوپ گرو شاستری اور مراد
 گرو شاستری کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر خجست علی خان کو باغیچہ
 سواروں کے ساتھ اور میر باقر مہموئی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ مرہٹوں کے پڑوں کی طرف روانہ
 کیا ان سواروں نے مرہٹوں کی خوب کوشمالی کی خاصکر انوپ گرو نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کئے
 اور دھوا بکٹو اور بہت سا اونکا مال اسباب اور پیشہ گروئے جہن لئے مرہٹوں کو بند بندت کی تھی
 میں آکر گئے پڑے گنگا کو عبور کر گئے۔ اس عبور میں اونسے بہت آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا میں گئے وہ

بارہ گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۷۷ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۱۹۷ھ بمطابق ۱۷۷۷ء صبح کو ملہا وہ سہو
 کوچ ہو گیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور
 جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے ہوئے سنرا اٹھاتے سیندھیا کی فوج اس ٹکڑے کے
 ٹوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بچھا گیا تھا ایسی کمزور ہو گئی کہ وہ صلح کا مذاق اڑا ہوا۔ مگر اس وجہ سے
 زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام بھٹاؤں اور ہندوستان کے راجن نے مرہٹوں
 اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت میں عرضیاں لکھی
 تھیں اور استدعا کی تھی کہ اب ہندوستان تشریف لاتے۔ چنانچہ احمد شاہ قدس ہمارے ہندوستان
 کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آ پہنچے تھے۔ عرضند کہ مرہٹوں نے شجاع الدولہ اور روہیلوں
 آسمانی کی شرطیں پیش کیں اور ان شرطوں کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف
 سے صلح کا نام کر کے ۱۷۷۹ء میں بالکل روہیلوں کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلوں نے شجاع
 الدولہ کے سامنے کشمیر، کپور تھل اور جواہر کی اور باقی گہڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان
 سرداروں نے شاہ کی آمد آمد کی خبر ملنے پر ہی سے شجاع الدولہ کو حجت کر دیا اس جواب سے
 کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو حجت حاصل نہ ہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول
 ۱۱۹۷ھ کو دارو بلگرام سے اور یوں کو لکھنؤ میں داخل ہو گئے۔ اور ان سرداروں نے
 عرضیاں اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھیں کہ اب شجاع الدولہ کسی قدر بلیل ہو گئے تھے اور
 اوکھے ملک میں سادہ پیدا ہو گیا تھا اسلئے اودہ کو حجت کر دتے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی
 سپاہ میں سے تین ہزار سوار علی بیگ خاکی ماتحتی میں احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے
 نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دئے تھے

جنگ یانی پت میں شجاع الدولہ کی کارروائی

دہاسیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ
 مرہٹوں کے رفیق جاؤں نے اس زمانے میں اوکھی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے انشی ہزار
 سوار جہاں کے لڑائی کے میدان میں موجود تھے۔ پورا ایسی دگرہوں میں منقسم تھے کہ ایک گروہ
 کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا ان میں سے ایک گروہ دہاسیندھیا کی ماتحتی میں

تھا اور دوسرے ملکہ اٹھارہ سال کے تخت میں تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سنا کہ مرہٹے روہیلہ کو لایا
 دے رہے ہیں اور انکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کی طرف روانہ ہوئے اور شمالی پہاڑوں کے
 قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے سہارنپور کی برابر جہلم سے پار اور تریکوہ صوبہ داران روہیلہ شاہ کی
 آمد کا حال سنا۔ مگر نال سے کہہ چکے کہ احمد شاہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹوں کی
 دست اندازیوں سے سخت ناراض تھے اسلئے احمد شاہ کے کوہ مخمور مقام سے اونکو واقف نہ کیا تھا۔
 کہ احمد شاہ نے سیدان بادلی میں کہ وہلی کے قریب سے دنا سیندھیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخری ۱۱۸۵
 بھری میں خود دنا اور اسکی فوج کے دو تہائی حصے عین سیدان میں مارے گئے۔ ملہارا اور ملکہ
 سکندر وہیں تھے اور اہل وہ جبل کی جانب چھوٹی ٹانگ میں بھاگنے لگا۔ یہ ٹانگ اسلئے سیدھی راہ ہی
 منحرف ہوئی کہ مسلمانوں کی رسدوں کو ٹوٹے کہوٹے۔ مگر مراد اسکی پوری نہ ہوئی کہ پندرہ ہزار
 درانیوں نے اس کا تعاقب کر کے اوسکو چاؤ پایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دنا سیندھیا
 اور ملکہ کی درانیوں کے ہاتھ سے کامل شکست ہوئی اور بارہ کن میں خبر پہنچی تو بالاجی پشیوا کا چھرا
 بھائی سمائیو مارا جو بہاؤ کے قبضے سے چارہ انگ سہوستان میں ملے ہوئے رہے مرہٹوں کے
 وبار سے مامور ہوا اس زمانے میں مرہٹوں کی قوت غایت عروج پر تھی۔ اور انکی قیادت کی وسعت یہاں تک
 پہنچی تھی کہ شمال میں سرحد اسکی کوہ ہمالیہ اور دیاسے لنگ اور جنوب میں جزیرہ نماے دکن کے
 عین سرے تک یعنی سمندر تک پہنچی اور حدود مذکورہ میں جو ملک انکی حکومت سے خارج تھے اور انکو
 باج گزار تھے یا انکے ہاتھ سے پامال تھے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبضہ و قدرت میں تھی
 مرہٹوں کی قوم کو جاہ و ثمنت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جہات میں تھی بجاؤ کی قدردانی
 وقاربٹ ماننے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف لکھتی۔ سیندھیا اور بھکر تباہی سنا کر آمادگی پر
 آمادگی زیادہ ہوئی اور کھجور ارادہ یہ تھا کہ بڑی جدوجہد و رسمی وسہت سے سندھوستان
 خاص کی فتح و کشا بل میں پھیل چوٹ ایسی لگاؤ کہ مقصد ہی پاک ہو جائے۔ بالاجی کا جون بٹیا
 اور علائہ وارث اوس کا بسواس رہے اور بڑے بڑے برہمن اور بچے جنے مرہٹے
 سرور اوس کے ساتھ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتوں کے گھروں کی امداد و اعانت
 کی غرض سے راہ میں اوس سے ملے گئے۔ بہت پرکارا راجہ سوچ مل بھی بھرا اور جنکو
 کے ذریعہ سے بہاؤ سے ملا۔ بہاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سوچ مل میں غلام
 جاؤنگے ساتھ اوس کی مدد کے لئے سہرا ہوا۔ سوچ مل نے ایک

دراز عرصہ سے مرہٹوں کی رفاقت میں لڑنے مرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ بہاؤ کو اس موقع پر بیستون دیا کہ آب اسے
 پیاوون اور بہاؤ ہی ہماری اس باتوں کو ہماری ملک میں جوڑ دین کہ وہ مضبوط قلعوں میں محفوظ و نامون رہیں گے اور
 سواروں کو چہرہ لٹکے کو باگیا و نہایتن جا اور مرہٹوں کے طریقے کے موافق اپنے دشمنوں کو تنگ کر دین اور لڑائی کو
 یہاں تک طے کر دین کہ دزانی لوگ جو کسی زمین سے ہندوستان میں آئے ہوتے ہیں ان کی ناموافقت سے محور
 ہو کر اپنی بہاؤ کو لٹکے جانے اگر خدا اور مرہٹوں نے تائید اس معقول سواری کی کی مگر بہاؤ سے یکلخت اوسکو روک دیا۔
 اسلئے کہ وہ اپنی جگہ کو جو اپنی سب سے چال ہو ان کو رے پاؤں کے حساب ان کو تہمتیں تہا بلکہ بہاؤ سے سورج کے جواب میں
 یہ کہا کہ تو ایک جہوٹا سازیندا ہی۔ بڑے بڑے ملکوں کی تدبیروں اور انظاروں کی قابلیت نہیں رکھتا۔ عاقل ملک بھی تو چل
 کی وساحت سے مہار کے پاس بھاوس ملا چل یہ کہ وہ شری دھرم دھام سے دلی کی عاصی ٹٹا حبیب توڑے
 دزانی اور سرکب اور کتا قلع و مستقر تھے۔ محیط شہر بہاؤ کے بڑے کول طویل ہوئے سے تو ب کے کسی
 سن کی خط و حرات سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹوں کا ایک گروہ اوپر بڑ گیا۔ اگرچہ محصوروں نے تہوڑی
 دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر توپوں کی مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مرہٹوں کا قدم نوی کے طرف طوفانی و نفرتی۔
 ارمیرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوار و مستعدان اور قیدیوں کو امداد کی آرا سن
 کے مانا ہوں کو اٹھوایا۔ دیوان خاص کی میاں کارفرمی حجت کو بھی اوکھڑا کر کمال میں ڈھلایا۔ اور تخت
 شاہی۔ بھی قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہی ریوروں کو بھی دبا دیا۔ ملکہ اوس نے یہ تجویز کی تھی کہ بھواس سے
 کہ ہندوستان کا بادشاہ شاہے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کر لے۔ مگر لوگوں کے سمجھانے
 اوسکو بہت تک کے لئے مانتوی رکھا کہ دانیوں کو ایک بار اوزار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے
 اوتا ہوا حواں تخت پر سر شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
 نام مقرر کیا۔ اس میں یہ تدبیر تھی کہ اخبار شاہ امدالی سماعت کر نیلے صوبہ متعلق الدولہ سے
 بہ گمان ہوں گے۔ مسلمانوں کی محبت میں تفرقہ نہ چھوڑے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا۔ لیکن
 ان کا مطلب بڑا تھا۔ مسلمانوں میں کسی طرح تفرقہ نہ ہو۔ ان تمام لاشا لیستہ حرکتوں کے دیکھنے
 سے سورج میں شہر ہو کر محبت کہہ لیا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
 صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بھی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
 کہ میں اسے وطن کو پہلا جاؤں تاکہ وہاں سے آپ کے لشکر میں رسد
 پہنچا سکیں۔ بہاؤ نے سورج میں کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اسے ملک کو چلا گیا
 مرآۃ احمدی میں لکھا ہے کہ جب سورج میں شجاع الدولہ کی صلاح سے بلب گڑھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہاں ہو خلعت اور فرمان چھوایا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو ادھر سے اپنے
 مان سے خلعت اور قیل سو رحیل کے واسطے پہن کر کھلایا کہ ہم سے نا انصافی کر کے بادشاہ سے
 اتفاق کرنا جو ہم دونوں کا مدببین مخالف ہے مناسب نہیں اب تم بہ کو روکراستو کی ایسی نگرانی
 رکھو کہ شاہ کے لشکر میں رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سو رحیل شجاع الدولہ کے اشارے سے
 بلب گڑھ سے ادھب کہ اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی سرسات کے
 پورے پورے ملک انوب سنہ میں پرشے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد
 و بھان کے بڑے محلے کی صورت سے خاص اودہ میں گئے تھے اسلئے کہ وہ کو اہتین کا ل تھا کہ سارے
 روہیلہ اوکھن تریک ہوئے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مترو دہی۔ شجاع الدولہ نے انوب مطالب و انوار
 کی ضرورت سے دونوں وریق سے الگ تہلک ہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ مؤثر
 عداوت بھالائی تھی جو انکے باپ عہد درنگ اور احمد شاہ میں مقام سرحد پر قائم ہجری میں غلامیہ
 واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسفر من سے الوب شہر تک ٹر گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اسنے رعب
 و داب سے دبا میں اور لوہا بہ حمد خاں نکش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
 مقرر کیا کہ مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت پہنچا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
 اودہ سے ہمارے پاس لائیں نجیب الدولہ براہ انا وہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اوکھن ملاقات کو
 مہدی پور مصنفات ماوہ میں پہنچے۔ دونوں نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
 نے کہا کہ احمد شاہ نے جنہیں بلایا ہے متبارے منتظر رہتے ہیں۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا میں
 کیون جاؤں کیا میرا سر بھرا ہے۔ میرے پاس نے سرحد کے مقام بہاؤ کو ٹنگے سے دی تھی
 کہ دوست اوسکی شاہ کے بلین منور ہوگی سوا اس کے ہم حاوہ بادشاہ دلی کے ہیں دوسروں کے دہر
 سرکب ہونے ہیں۔ مدببین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کسبلی عداوت ہے
 علاوہ اسلئے سرہو تیکے وکیل آئے ہیں۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اوس کے نباہ کو
 کہتے ہیں۔ اور قرار یہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کہیں مزاحم نہ ہو لیک عہد کیا تھا تا کہ فرما
 مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسروں کے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ بہد ہو
 تجھ میں تیرا ہمیں ہمارا حال پر چور ٹنگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہو گیا ہے

تھیں سو جو مرہٹوں نے بہت سرا دیا ہے۔ اگر ابھی اوکی سرا ہوگی فرمائے کوئی ریاست
 بچے گی۔ تم دیر کس کے ہو گے جب سلطنت نہ ہوگی لہذا وہی اطاعت کر دے۔ یہ غیرت تمہاری
 تھا خدا کرتی ہو۔ مان اس کامین فرمے دارہون۔ احمد شاہ تم سے کاوش نہ کرینگے۔ اگر بالفرض کچھ
 کاوش کریں بندہ تمہارا شریک ہوگا۔ شاہ کو تمہاری طرف آنکھ نہ اٹھائے۔ دیکھتے دو کچھ۔ بخل الدولہ
 کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے سے مرطان جائینگے اسے عداوت ہوگی۔ اور جب شاہ سے بھی نہ جی
 تو اسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑیں گے۔ دولون کٹ کٹ مرہٹے۔ مرہٹے بلاد و سرہمارا ملک
 لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ سیدین کہیں ہٹکا ناڑیگا۔ الغرض کھیل دولہ کی طرف سے چلنے میں امرارتا
 اور بخل الدولہ کی جانب سے انہر تھا۔ بخل الدولہ لاچار ہوئے تو بخل الدولہ کے روہر و تلوار کو
 میان سے نکال کے رکھا اور سر کو چھٹکایا۔ اور یہ کہا ضرر نہ آپ تشریف لے چلیں ررنہ تلوار حاضر ہے
 مجھے قتل کریں۔ بخل الدولہ لاچار ہوئے چلنے کو تیار ہوئے مرزا الی اپنے بیٹے کو جو گیاہ میں کتا
 نائب صوبہ نظر کر کے اور راجہ مینی بہادر کو مدارا ملہا ہم بنا کے آفری قعدہ سلسلہ ہجری میں دسہار
 فوج لیکر بخل الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوئے اور۔۔۔ دیکھو کوا شرف الوزرا
 شاہ ولی خان ویر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور میں پہنچا احمد شاہ
 مہربانی کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا بخل الدولہ سے معاملہ کر لیا۔ بخل الدولہ نے اپنی لوٹ بجائے
 کی لشکر شاہی میں استعفا کی۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے۔ بخل الدولہ نے کہا کہ
 میری لوٹ شاہ ہند کی بخشش ہوئی ہے۔ حصہ کی اور بندہ شاہ ہند کا لوکر ہے نہ ابکا آخر کار احمد شاہ
 نے امارت دہی اور لوٹ شاہی کے تمام ہونے کے بعد بخل الدولہ کی لوٹ بختی تھی گیان
 برکاشن میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے بخل الدولہ کے دیرے اپنے دست راست کہے کر کے
 باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی۔ مگر بخل الدولہ نے اس وقت سے محفوظات سلسلہ
 مرہٹوں سے قائم رکھا کہ صلوات کا مقصد ہی ہوگا تو صلح کہہائے گی۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اوکی
 وہ مفید و فیو بھی تھا کہ مرہٹوں اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پہلے پیام تے جاتے تھے۔ مولانا
 علام علی آزاد حراۃ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ ایک بہمن میرا گود تھا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا
 اوس نے جبکہ ایک خط میں لکھا کہ من بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جتنا کے اوس با بخل الدولہ

کے پاس گیا تھا۔ سلع الدہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یوں ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹوں اور دکن کے برہمنوں نے ملک سندھوستان پر تسلط کیا ہے۔ اب تمام جہاں اور ملکی بدعہدی اور طاعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہاں سندھ نے نہ کہا تھا راو اور دتا اور ہولکر اور ناتھیا کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور ان کے مسعودی کی زیادہ ستانی سے تنگ اگر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ برہمن کی بارشجاع الدولہ کے دربار سے شاہ کے لشکر میں آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام انجام کو نہ پہنچ سکا اور کئی بیاں تھا کہ صلح اسوہ سے نہیں ہو سکی کہ مرہٹہ سردار اب نوٹ منہم نہ دوسریں کم سمت عام صلح میں خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہیں۔ احمد شاہ بارس کی وجہ سے چلتے پھرتے سے معدودہ ہی۔ مگر پڑے پڑے تنگ لگی۔ یہاں تک کہ برسات اتنا گذرنے چکی تھی کہ انہوں نے جہاؤنی ٹوڑی۔ اور ان پڑے شہر سے دلی کو راہی ہوئے۔ نجیب الدولہ اور غیاپ احمد خان قبیلہ اور مرہٹہ رمت حال اور دوسرے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اوکلی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب انہوں نے یہ سنا کہ بہاؤ جیدہ جیدہ فتح لیکر کچ بپورہ واقع ساحل چینا کی طرف روانہ ہو اسے تو انہوں نے بڑی ستانی سے کڑے کڑے کو چ کئے۔ احمد شاہ جیلہلی کے قریب بمبک کے کسے پہنچے تو اوس کو بڑی طعنائی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش میں کنارہ کو نہ دی چلے گئے یہاں تک کہ کچ بپور سے محاذات پر پہنچے۔ اور وہاں اس بڑی خبر کے سننے سے تہایت اذہ ہوئے کہ مرہٹوں نے کچ بپور سے برقیضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیوں اور روسیوں کو گھر کھانے لگا۔ عرصہ تک احمد شاہ اس لے عربی سے کہ گویا وہ ان کے سامنے واقع ہوئی ایسے ہڑ کے کہ وہ ان کو پیرشتہ امر کو مبارک باکت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال و عربی جانب ۱۲ کوس کے فاصلے پر ہے مشیخ الدولہ کی رہبری سے ایسے راہ سے اترے کہ کہیں سے پایاب اور کہیں سے تیرے نہ کر قابل تھی اگرچہ اس نے بہت سا تھی اس لیے کہ کامین مان سے گئی۔ چنانچہ دُبر سو کے فریاد دیو کی لائین اور چو پاٹو رام کہاں کے مقام پر نکالے گئے۔ اس طرح ادھ گھاٹو نہ نکلتے۔ مگر دشمنوں پر اونکا ایسا رعب ہوا کہ وہ ان کے رسائی سے باہر چلے جانے مجبور ہوئے یہاں تک کہ تمام تو جبارہ بادشاہی بھی دلی سے ادھ اگر پانی پتہ کو چلے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے وہ سے

اور مورچے ہائے اور لڑائی کا سامان درست کیا۔ اور ایک چوڑی گہری خندق سے دو سکو گھیلے اور اپنے بہاری توپخانے کی صف و حمایت میں رکھا۔ بہاؤ کی فوج میں تنخواہ دار بہادروں کی تعداد دس ہزار تھی جن میں سے فہرہارا اور فوجیہا ہزار باقاعدہ بیدل تھے باس جہاں قیام دار بند و قین بہین۔ ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے۔ اس کی فوج قواعد دان ہونے کی وجہ سے اس کا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے۔ یہ شخص فولانیسیوں کی ملازمت جو کر چلا آیا تھا۔ اس مردار کے اختیار میں منجملہ دوسو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جن کے ذریعے سے شہر اور قلعوں کی مفصلیں توڑ بجاتی تھیں۔ اور بہت سی بالوں کے ذخیرے تھے جو مرہٹوں کا بڑا پیارا ہتھیار تھا۔ اور لیسے سو اور کئی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی۔ مگر کاشی رائے شجاع الدولہ کا مارم جو کئی بار مرہٹوں کے لشکر میں خطوط بیکر گیا تھا سلمی جہمیت کو باج لاکھ بتاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بہاؤ کی فوج بہت سے ہمارا ہوں سمیت تین لاکھ تھی۔ درانیوں کے بیان احمد شاہ کی اس فوج کی تعداد چار لاکھ سے بار اور ترائی تھی۔ مگر لیسے ہزار قایم ہوتی ہے مگر نادر شاہ اور پچھلے وقتوں میں ران شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے۔ اور ایشاد الگنی قیامات افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس میں آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے بہت سی تحقیقات اور قلعہ بند گروہوں کے ہونے سے اصل افواجی فوجیں واقع ہوتی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ احمد شاہ جو کر آئے تھے۔ اور کسی قدر لڑائیوں میں مارے جانے اور لگتی ویرسات میں مرنے سے بھی فوجیں کمی بڑی ہوگی۔ غرض کہ قیاس میں یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ بچان جو اس جگہ بزرگ و شامل تھے قرار نہ دے جائیں جتنا بچہ گل رحمت میں بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افواجی فوج تیس ہزار سو تھی۔ اور تیس ہزار بہادروں و سوار سرداران رو بہ لکھنڈ کے تھے۔ اور پندرہ ہزار فوج نجب الدولہ کے ساتھ تھی۔ اور آٹھ ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ چھ ہزار فوج احمد سعان بکاش کے ہمراہ تھی اور سیلہتا فرین و حزانہ عامرہ میں شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد سہ ہزار بتائی ہے۔ عماد سعادت میں جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور سہ ہزار سپاہ سے تھے یہ تعداد مبالغہ آمیز ہے۔ بلکہ کاشی رائے نو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار بہادروں اور دو ہزار سوار تھے۔ اور انہی کا بیان ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس توپیں لے کر درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بھی بہت فرق کی اسے یہ کہتا ہے کہ درانیوں کی فوجیں تیس ہزار تھیں

قریب تین سو مختلف مقدار کو لٹسی بھری طاق تھیں جن میں سے اکثر ہندوستانی رفیقوں
 کی بہترین - علاوہ انکے چند تو میں مفصل نکلن بھی تھیں - اور اس لئے کہ احمد شاہ کی فوج تعلقہ
 میں قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ ادھون نے بڑا وڈالا اور فوج کے
 عیاروں ظرف خندق کھدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اس طرح ملتوی رہا تو بھادو کی
 اسیدو کی صورت معقول طرح سے نہ بدھی - چنانچہ اوس نے گوہندلے سے سیدیلے کو یہ حکم دیا کہ چنانچہ
 کے نیچے کی دیوار پر فوج اوس سے فراہم ہو سکے وراہم کرے - غرض کہ وہ سرداروں میں ہزار
 سوارا تھے ہزار لیکر دایوں کے پیچھے سے پہنچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور درستی کے باعث
 آفتوں سے محفوظ اور بامول رہے اور مرہٹوں کی مانند ایسی طرح ملک میں پھلا کہ تمام سرداروں کو روکنا
 شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بہادر نے اور بھی گروہ اپنے سواروں کے ہمچو کہ مسلمانوں کی طرف
 رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اس لئے کہ بہت عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر
 رسد روکنے کی کوتاہی سے نہایت تلعین اوتھاسے نکلا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
 کے عادی تھے جیسی مرہٹوں دوزد ہو پستے پیش ہوتی تھی - مگر ادھون نے اس نقصان کو
 اپنی فوج کے ٹکڑوں کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامہ اور سیرالما خیرین لکھا ہے
 کہ ۶۸۰۰۰ سواروں کی لشکر بھری کو احمد شاہ نے مرہٹوں کے توپخانہ پر حملہ کیا جہاں خان اور
 شاہ ہند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر میں مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
 اور احمد خان بکشل اور حافظ رحمت خان اور دو بندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
 کو مقرر کیا - اور انکے عقب میں احمد شاہ ایرانی جو پنج دہر کے رہے رہے مقابلے کو کھیلے
 اور ایک ہان کی زد کے فاصلے سے کہڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - پہلے وقت سے
 لڑائی شروع ہوئی - توڑا دن باقی رہے - نجیب الدولہ کے ہمراہی مذہبیتن مارنے ہوئے
 مرہٹوں کے مورچوں میں گھس گئے - بلوت را و بھاؤ کا سالارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا
 مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہو گئی - اور وہ پہلے جیرو کستی کے مرہٹوں کے لشکر
 میں سے لشکر اپنے لشکر میں داخل ہوئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
 سے قریب تھا - احمد شاہ نے جہاں خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹوں کی رسد روک
 کر فہار کرے - اور شاہ ہند خان کو چھ ہزار سوار سے کہ حکم دیا کہ مرہٹوں کے گردہ پیش
 کرے کہ سب سے پہلے رہ چنڈرہ کو کس تک بہاؤ کر دی - تاکہ مرہٹوں کے لشکر میں خوف و ہراس

پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر سکھ دیا کہ وہ مرہٹوں کی نگرانی کرے کہ خندق
 باہر نہ نکل سکیں اس سواروں سے اور ان مرہٹوں کے جو سردار لائے گئے تھے کئی بار
 مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور ہتھ ہو کر خندق کے اندر بہاگ گئے اور آخر کار ادھار خندق سے
 کھٹنا بہت کم ہو گیا۔ تاریخ فرخ آباد میں آردن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
 کہ جو کوئی ایک مرتبے کا سرکاٹ لائے گا اسکو ایک وید نام ملے گا۔ ہر روز رانیوں کو مرہٹوں
 کے جو آدمی ملے اوںکو بکرو کر اوںکے سرکاٹ لائے اور ایک دیر فی سرانام ملے۔ جب یہ جبر
 نواب احمد خان بنگس کو معلوم ہوئی تو اس نے اپنے عزیز بگی شرف خان کو حکم دیا کہ جو
 کوئی ایک مرتبے کو زندہ پکڑ لائے اسکو تین دروہہ فی قیدی دو ٹکات درانی زندہ قیدی
 لائے لگے اور دروہہ لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اس کو جوڑ دیا کرتا تھا۔ جب
 یہ لوگ بھاگ کے لشکرین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ
 اور سید الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اس روز شاہ نواب سے تاعوش
 ہو گئے۔ نامہنی بڑا نے بگی عرص سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
 باوجود اسمیر الامر و شاہی بخشی ہونے کے نہایت محقر روح لب کر آیا ہے۔ بادشاہ نے
 کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو فادان بنگس سے تھا نواب احمد خان
 کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اسکی پیشوائی کو اٹھا۔ اور اس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
 اسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم سنہوستان کے بڑے امیروں میں
 سے ہو۔ مگر حقوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگس نے جنگبار خان
 بنگس کی زبانی سب جزائیان سنیں جو اس کے دشمنوں نے بھی نہیں۔ شاہ ولی خان
 وزیر کو جواب دیا کہ میں بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس نصیخ آباد میں گہری حفاظت کے
 واسطے جوڑ آیا ہوں۔ کھونکے گوں درائے بیڈت روح لیکر جانا اور تکر دیا کے کنارے
 چیمہ دن ہوا ہے۔ اگر میں فوج دمان نہ جوڑ آتا تو میری دارالریاستہ اور میرا مکان دمان
 لوٹ لیا جاتا۔ سو اس کے سینے اس محقر فوج سے ایک مرتبہ صعدر جنگ کو مع سورجیل
 دہشت شگہہ دیکر احاذن کے شکستہ دی ہے۔ اگر میں جاتا تو وہی بڑھ جاتا مگر صرف
 بادشاہ کی عزت کا پاس کر کے اس مقدسے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
 جو سنجہ مئے اسوقت بیان کیا میں اسکی خبر کامل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔

میری مختصر فوج کا حال بزدلی سے معلوم ہوگا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ گیان پرکشش میں جو کھماکی
 کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سیاحانہ سے حاصل کر کے یہ کیا کہ شام اسیر مرہٹوں کو دس دس
 روپے دیکر رجعت کر دیا احمد شاہ انکی سخاوت سے حیدر اصفی ہوئے۔ اور فرزند علی خان بہادر
 کا خطاب دیا۔ یہ میان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوہر پند پٹنہ میں بارہ ہزار
 سواروں کی ساتھ بہت سا خزانہ اور سدا اور غلہ بھرا لئے ہوئے جمنا کے اہل پانشاہ درہ میں محاذی
 شاہ جہان آباد کے پہنچا ہوا اور اہل کا ارادہ ہی کہ کچ بڑے کے مقام پر عبور کر کے بہاؤ کے لشکر میں
 داخل ہو جائے احمد شاہ نے پانچ ہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانچ سوار رسالہ عنایت خان
 حلف حافض رحمت خان کی رہبری کے لئے انکی ساتھ مقرر کر کے اپنے وزیر اعظم کے ہاتھ
 عطائی خان کے زیر حکومت کو سب پندت کی تباہی کے لئے روانہ کیا جو شاہ کے لشکر سے
 فوجیہ پہرہوں رہے روانہ ہوئے۔ اور راتوں رات چالیس کو سب جگہ سرچ کے نکاس پر
 گوہر پندہ کے کی فوج کو بچا یک جا دیا اور اہل کو تہ تیغ کر ڈالا یہاں تک کہ خود گوہر پندہ کے
 مارا گیا۔ دوسرے دن بہرہ رہے واپس آ گئے اور جبکہ درانیوں کو لپکے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
 بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹوں کے لشکر میں رسد
 پہنچنے کے سارے ذریعے سدود ہو گئے۔ اور جبکہ انہوں نے پالی پت کو کہا پیکر صاف کیا
 جو ان کے لشکر میں واقع ہوا تھا تہا تہا کے ہونے سے بڑے بڑے صدے اٹھائے جبکہ
 حال ایسی بے لوث کو پہنچا تو سب جگہ و فوج و فوج کے کوئی و فوج اور نازک وقت کے ظہور و وقوع
 میں سبھی کو شش کر کے قاصر تھا جس میں پورا ہیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ دونوں فوجوں کی
 کچھ کچھ جہیز جہاز اسپین جاری تھی۔ مرہٹوں نے درانیوں پر تین بہاری دھاوے کئے
 جن دشوار کو بہاؤ اٹھائے جاتا تھا انکی وسعت اور رفتی روز افزون کا حال اوس کے
 دشمنوں پر مخفی و مستور نہ تھا۔ کہانی کے سامنے ایک لال ڈبرہ احمد شاہ نے قائم کیا تھا جس میں
 سوچ کے نکاس براسراف کی غماز بڑھتے تھے۔ اور شام کو کہا نا کھائے تھے۔ اور دن بھر
 گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے بہرہ کو مختلف مقاموں میں دیکھتے بھاگتے۔ اور دشمن کو جھڑنے
 جھڑاتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں سدایلی و پریشانی کے
 سبب کم شدت سے محسوس ہوا و اس قدر تنگ ہو گیا تھا کہ اوس نے
 حیدر بارہ کاشی رائے کی مفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوس کی

درانیوں سے صلح کر دے اور جبکہ درخواست اسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ
 میں صرف محمد دہلوی سے صلح کرنا چاہتا ہوں۔ ان لڑائی بہت قیور کہتا ہوں۔ اوس میں
 دوسرے کو دخل نہیں۔ منہ دوستانی سواروں کو اختیار حاصل ہو کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
 صلح و کتابت جاری کریں۔ چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح برآں ہوئے۔ اور شجاع الدولہ نے
 یہی صلح ہی کو نہایت پسند کیا۔ مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستوں کا ہمیشہ مقابلہ کرتے گئے
 اور اوس پر ہادی کو باقی لوگوں کے دل و چہرے میں کامیاب ہوئے جو احمد شاہ کی ایسی صورت میں
 جیلے جیلے پر پڑتے آئے والی تھی کہ مرہٹوں کی قوت کمال کو پہونچ گئی تھی۔ اب سوچنا دشوار ہے
 کہ مرہٹوں کے بڑے بہادری گروہ کی اوجہ میں کیا حالت ہوگی جبکہ وہ مصار کی سخت عفوشت
 میں مرہٹوں کی مانند ایک کہا پیچھے میں محصور تھے اور مرے ہوئے اور مرہٹوں نے جالوز اور پوک
 پیاسے بنگیاہ بہیر میں پڑے تھے۔ اور ان خرابیوں کی نگاہ کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے
 جسکو وہ ابھی دو ہزار سے بہت تھے۔ یہ جہادی اللہ بی سہلے پوری جہار شہنشاہ کی شہید سردار اور سپاہی
 جمع ہوئے۔ اور بھاؤ کے ڈر سے کسے گروہ کھڑے ہو کر کہا کہ اب کہا پیچھے کو پانی نہیں ملے گا جو کچھ
 کو دام تھا وہ سب مٹ ہو گیا۔ بہو کون مرنے سے لڑائی کی جو کہہوں اور پانی آسان ہے۔ بہاؤ نے
 اتفاق کیا اور اپنے ہاتھ کہا کہ مرنے تک لڑنے کی قسم کھاتی۔ بعد اسکے ساری فوج کو حکم
 دیا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا۔ بہاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ
 کے کارندے کا سنی رائے کو خاطر کیا نہ تھا کہ لکھنؤ کا کاب کراؤن تکبیلہ لبر ہو گیا۔ اور
 ایک بوند کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر کچھ بن پڑے تو اب کرنا سب سے ورنہ صاف جان نیا ہے
 بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت ہو چکا کا سنی رائے ان وقت کے معقول کو پہلی رات میں اپنے آقا
 شجاع الدولہ کو اشارہ کیا کہ کا سنی رائے کے پاس میں خبر لے کہ مرہٹے صلح ہو رہے ہیں شجاع الدولہ
 فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے گئے۔ اور چونکہ پہلے سے کہا کہ بادشاہ کو بھگانا جائز ہے۔ احمد شاہ
 اندر سے ہتھیار رکھائے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے۔ چنانچہ اوس گھوڑے پر بٹھ کر احمد شاہ
 اوکو دروازہ پر تیار کھڑا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور ابی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم
 دیا۔ احمد شاہ پہلی پہلی اوٹھو لے گئے وہ یہ تھی کہ کا سنی رائے کو انہوں نے ملایا۔ اور اس
 خبر کے معجز کی نسبت سوال جواب کر لے گئے۔ اور یہ گفتگو انہوں نے اوس وقت کی تھی کہ آگے
 بڑھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کسے ایک میل کے قریب ان سے کئی درانی کے

جو غنیمت لاد لے لائے تھے اور اوہوں نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے سال سیر ہو بہا گئے
 احمد شاہ نے یہ خبر سکر کاخی راس سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہو۔ مگر اس کے درمیان
 ہی بن مرسلوں نے توپوں کی مار مار سے اپنے اپنے کی تیر و محارہ کے کائنات میں بہو بجائی اور
 اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے مقہ بیٹے تھے کہ توپوں کی آواز سے جو کتا بہ لڑتے دوڑ رہا۔ اور پھر
 اطمینان اور شانت سے سچلے الدولہ سے یہ فرمایا کہ غور سے ملازم کی خبر کو جتا یا تاہوں۔ بعد اس کے
 جو جھوٹے اعلانے پڑنے کا حکم سنایا اور چکیں جمع کھلنے لگی۔ اور کچھ کچھ جن جن نظر آئے میں تو مرسلوں
 کی فٹاروں کو ہر ہر کھتے ہوئے آہستہ آہستہ مساق و مضاہیے پڑتے دیکھا کہ تو سچا۔ آگے آگے
 جلا آگے احمد شاہ نے ان کے مقابلہ میں فوجوں کو آراستہ کیا اور آپال پر دے میں جا بیٹھے
 جواب جو چکے بچھے رنگیا۔ مسلمانوں نے توپوں سے بہت کچھ کام دیا۔ اور جبکہ مرسلوں کی توپوں
 بہت قوت گنت تو ان کے گولے مسلمانوں پر گزرنے لگے۔ اور ہمیں خان کار دہی نے لڑائی کو
 شروع کیا جسے ہواؤ کے پاس آ کر یہ عرض کیا تھا کہ اب اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ میں
 اپنے سپاہیوں کی جابریتوں کو دلا نے میں ہمیشہ جگہ نما تھا اب آگے ملاحظہ فرماتے کہ وہ تنخواہ
 آپ سے بیفادہ نہیں لی گئی۔ لہذا اسکے اوتنے ایک نشان سبہا لانا اور اپنے سپاہیوں کو گولیاں
 مارنے سے روکا۔ اور سنگینوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ جہاں جگہ و رو جھوٹے حملہ آور ہو کر جیتے
 قاعدہ دل نہونے سے اونکی دیر سی و رلاوری نے خود اوہیں کو خیر ہو گیا یا نہا تک کہ قتل عظیم
 کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان دو پہلوں کے چھ احمد خان کٹن تھا ہلکے ہوئے روہیلہ و سکی
 طرف پہنچے کہ احمد خان نے لمن وطن کر کے اونکو روک لیا اور قاب نے داروند مشرف خان کو احمد شاہ
 کے پاس طلبید ہو گیا۔ جب قاصد پہنچا تو سچلے الدولہ اور خیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
 مسائل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہیں ہو سکتے غایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
 کی بہت فوج ہے۔ اسلئے احمد خان کو کوئی ضرورت ملک کی بہترین البتہ غایت خان کو زیادہ حد
 کمک کی ہے۔ روہیلوں کے شکست کھانے سے وزیر کاوانا باز نہ کھل گیا تھا۔ جو درانی فوج کے
 قباب پر حکمرانی کرتا تھا۔ اور بہاؤ و سیواس راس نے اوپر تازہ فوج نہ ملے کیا تھا۔ اس
 قلعے میں وزیر کاہرا زادہ عطائی خان اسلئے برابر ملا گیا۔ اور درانیوں سے ہانوں کو کھر دیا اور
 اپنے گھوڑے سے اوترا اور جیتہ ہمارا ہی درانیوں سمیت اپنی جگہ پر قابو پا اور مریکا راہوں کا
 ورنہ کے بجائے قباہ الدولہ کھرے سے نکلے مگر اس کی اور دوسرے فوجیں نہیں ہوتا تھا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ انہوں نے وزیراعظم کے آدمیوں کی بولی اور اونٹنی گھوڑوں کے
 ہتھکنڈے کے نالک کم ہونے پایا تو کاشی رائے کو نفی میں دیکھ کر اسے آگے کو بھیجا۔ چنانچہ
 کاشی رائے نے وزیراعظم کو زہر لکھنے پر بھیجا اور نہایت غضب ناک پایا کہ وہ اپنے لوگوں کو
 اویس کے ہاتھ جانے پر برا بھلا کہہ رہا ہے۔ اور ان کو صفوں پر لے کر منصرف ہو گیا۔ جبکہ وہ
 نظر کاشی رائے پر پڑی تو اس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت میں پہنچ کر کہتے ہو
 یہ بات کہو کہ آج شجاع الدولہ ہماری مدد اس وقت کریں گے تو میں جان سے مارا جاؤں گا۔ مگر
 شجاع الدولہ نے انہیں نہ کیا دس کے ہوتے۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی رہتا چنانچہ وہ فوج
 جو انہوں نے بنائی تھی وزیراعظم کی رہائی و تباہی کی روک تھام کے لئے عین وقت پہنچی
 اور اب لڑائی نہ ہونے لگی۔ مگر یہ وصف اس کے اب بھی مرہون کا بدلہ بھاری تھا یہاں تک کہ انہوں
 نے اسے بگڑوں کو گھبراہٹ کر جمع کیا۔ اور ان میں سے جنہوں نے لڑنے سے انکار کیا ان کے
 قتل کا حکم سنا۔ بعد اس کے خاص بی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھی یہ ہارت کی بھاری
 فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائیں بازو والا گھوم کر نکلے اور جس کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تباہی
 اس آئی اسلئے کہ اگرچہ میں قلب لشکر میں بڑے زور و شور سے لڑتی ہوئی تھی جہاں ہمارے
 رائے گھوڑے بہرہوار کھڑے تھے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزوں اور تیرن ملک پر بڑے
 کہا نڈوں سے اٹھتے بھڑکتے۔ اور راتے ملتے تھے۔ مگر ایک سخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی عظیم
 کے زور سے سارے سر پہنے قریب دو بجے دن کے پہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے بہت کشتوں کی پشتوں
 سمجھو گھوڑے۔ تیر و زندوں نے بڑے جوش و خروش سے بگڑوں کا چھاکا۔ اور کسی تباہی
 اسی باعث ایسا بھاری قتل ہوا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو بند و بندہ بیس
 بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جب ہر نظر کرتے تھے تو مرہون کی لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں اور
 جو مرہونے فاتحہ ملی مارے بچے رہے وہ دھاتوں کے ٹکڑے سے مارے گئے اور جو رانیوں اور عورتوں
 کے پالے بڑھے۔ نہایت بے رحمی سے قتل ہوئے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترتیب سے جہنوں سینہ سپا

۱۷ دیکھو تاریخ ہندو کہ افشن صاحب۔ مگر مرآت احمدی میں لکھا ہے کہ درایوں کو غریب
 شکست پہونچنے والی تھی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہون کی کمر بھری
 کیا۔ اکثر سرداروں اور مرہون ہلاک ہوئے ۱۷

کی جری ڈھونڈ بھال کرائی جسکو ایک دڑائی سر واد نے چبار کہا تھا اور گرفتاری کے اندیشے سے
 اوس کو بھگا دیا تھا۔ ابراہیم خان گار دی شجاع الدولہ کی دارمگیرین مقبہ تھا جس کے حوالے
 کرے پر اوکو پنجاب الدولہ لئے محبوس کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنی سائیں بلایا۔ بعد اس کے
 وزیر اعظم کی سپردگی میں رکھا گیا۔ جہان زہنون کی خلیفہ سے ایک ہفتے کے اندر اندر مر گیا بسواں را
 کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دھڑ بڑہاؤ کی لاش پھینک لی گئی۔ مقتولوں کی کل تعداد
 دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہے۔ بڑے بڑے مرشد شہزادوں و اشراف کے سوا کام آئے یا زنجی
 ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی میں چھوڑ دی گئی تھی۔ مہاجی سیندھیا بعد اس کے
 ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا۔ عمر پھر کے لئے لنگڑا ہو گیا۔ اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
 سننے کے قابل ہے۔ تابج ہو پال میں لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ کا ایک
 درانی سوار نے اوس کا پیچھا کیا۔ ساتھ کوس پر جا کر گھوڑی کھڑی ہو گئی۔ درانی نے برابر پیچھا کر لیا
 تیر مہاجی کے گھٹنے میں مارا کہ اوس کا گھٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان سپ و ہتھیار و لباس وغیرہ
 چھین کر بہر ساتھ کوس بھر گیا۔ اور لانا پھر نو بس جسے سپیشوالی حکومت کو ایک مدت تک پالے
 سے گھٹنے نہ دیا سزاوارد ستاری سے جان بچالے گیا۔ اور ملہاٹا و ہلکڑ کا مورچہ نجیب الدولہ کے چوڑے
 کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغناس کی وجہ سے بھل کر کرائال کی طرف چلا گیا۔ کیونکہ اوس سے اور
 نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تھا کہ اگر فتح مرہٹوں کو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے
 قرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانوں کی فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے قرض نہ ہوگا۔ جیسا کہ فتح بخش
 وغیرہ میں لکھا ہے۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے سببہ افقت قدیم ملہار راو
 بلکھڑ سے کہا کہ اس معرکہ میں ہم اور تم دونوں موجود ہیں۔ لیکن مخالف فریقوں میں ہیں۔ میں اقرار
 کرتا ہوں کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا مضمین کوئی نہ تائے پائے گا۔ تم بھی اقرار جمی کرو اگر
 فتح بھاؤ کی ہو مجھ سے کوئی مزاحم نہ ہو۔ ملہار راو نے خوشی سے یہ منظر کیا کسی نے یہ لکھا ہی کہ
 جب ملہار راو بلکھڑ نے بہاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ سنگر کھدو اگر اوس میں فید ہو جانا اور مسلمانوں سے
 صفت جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسلئے عثمان جان و مال ضروری۔ مناسب یہ ہے کہ تم
 مقابلہ شاہ کا لٹریز قزاقی کرو زو سے علی دہر کہ گھوڑے اور سینہ بیا اور سرواروں کو حکم دو کہ
 شجاع الدولہ اور پٹانوں کے ملک میں جاؤ اور اوسکو لوٹن شاہ کے لشکر میں رکھ
 نہ آئے دین۔ ہر طرح تنگ کریں۔ امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

جلے جائینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے۔ اب کے سپاہ بڑا لشکر ہی جا رہا نظر سے شاہ کو گھیر لو گے
 ہر طرف سے تنگ کرو گے۔ جب شاہ عاجز ہو گا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سنکدن۔ سناپٹے
 آپ کو صلیب کرنا ہے۔ اس میں تو مجبور ہو کر مرنا ہے۔ بہاؤی جواب دیا تو گدڑ پہرے بچھا سمین
 دخل کیا۔ بہار رائے نے بہاؤ پر نفوس کی اور شجاع الدولہ سے فدا قرار کیا۔ اور مرہٹوں سے
 جدا ہو گیا۔ مگر موت بخشش کا بیان اس بارہ میں نہایت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دوس کا
 مصنف شیوہر شاد اس جنگ میں لواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم
 ۷۔ جنوری ۱۷۷۷ء مطابق ۵۔ جمادی الاخریٰ ۱۱۹۷ھ بمطابق بدھ کے دن واقع ہوئی تھی۔
 مرہٹوں کو ایسی بھاری شکست کھنی واقع نہیں ہوئی تھی جس سے بڑی اعزازی و بڑھوتری
 اومنین پہلی۔ اور سارے مرہٹوں پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورت مرد
 باندی غلام تھانے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دو لاکھ بیس ہزار اونٹ اور پانچاٹھ
 غلامہ تو بچا نہ اور نقد بخشش کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مرآت احمدی میں لکھا ہے کہ قریب
 سات سو کے ماتھے۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اس طرح پہلے آٹھ اور دوسرا ساٹھ
 اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکرد میں اعلیٰ ہوا جو کئی گورو پیکٹ مال قابض ہزار
 مرہٹے جانوں اور راجپوتوں کے ملک میں تنگ پر پہنچے بہیک مانگنے پھرے۔ آخر کار
 سوار حمل جاتے۔ ہر ایک کو ایک کس اور دو روپے دیکر دکن کو روانہ کر دیا۔ اور دوسرا راجپوت
 سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی میں بیان کیا ہے کہ ہزاروں گرفتار شدہ مرہٹے
 قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی غارتش سے بادشاہ فیاضی جان بچھڑکی۔ آرمین صاحب نے
 تاریخ فیخ آباد میں لکھا ہے کہ دایم خان پہلے کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان ہنگش
 خلعت سے واسطے طلب ہوا میں خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے ثواب کی تلوار
 کو لیکر میان سے کہنچا تو بالکل باڑھ اوس میں نہ تھی۔ نہ تو لگے کسی خاص ترکیب سے وہ
 اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ دسترخ کی ماہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں
 احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی
 اوسے صعدہ جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دوست
 نے تلوار مانگی۔ اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کبھی احمد خان
 نے کہا کہ اب ہی لے لیجئے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا مفت نہیں لیتے ہیں۔ اس لئے

اوہوں نے ایک پیسہ منگوایا اور سچے۔ یہ بن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو روٹوں کا تھوپہ
 رکھ کر احمد خان کے روبرو پیش کیا۔ ادب نے اس پیسے کو اٹھایا اور کہا اعتباراً نذر دیا بجا ہے
 اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق بن میرے باپ کے نوکر تھے۔ مگر اموی بن لکھا کہ بعد
 اس فتح کے احمد شاہ دہلی کو گئے۔ کچھ دن یہاں رہے۔ اور سورجیل جگہ سے ٹیکس وصول کرنے
 لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آکرے کی حوث جانے کا حکم دیا۔ یہ وہ دن روانہ
 ہونے لگے۔ شاہ کے ساتھ کی فوجیں مومن کیا کہ حضور کا ارادہ بھی یہاں بیٹے نے کا سلو ہو گیا
 چلو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ مہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹنے جاتے ہیں
 آخر صلح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم مومن۔ اس عرصے میں غازی الدین خان ویر کا پیشکار
 دلیر سنگھ بہاراجہ ناٹرٹل کے ساتھ آیا۔ اور دوسری شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
 عرض کرایا کہ وزارت سندھ وستان عاری الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکھ روپیہ کا جو اہم
 اور رفتہ بدر کر گیا۔ شاہ نے منظور فرمایا۔ اور ۱۳ شعبان کو دوبارہ کے وقت شجاع الدولہ
 رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ اور بلخ شالار بن دو مقام گئے۔ پانی پت کی راہ میں مرزا جوان بخت
 و لیچہ شاہ عالم مشائیت کے لئے آئے۔ شاہ نے اونکو باج نامی اور پانچ گھوڑے اور دو
 لاکھ روپیہ کا غلہ جو کٹہ دہلی میں جمع تھا دیا اور خلعت اور سلطان اور قلمدان و رات غازی الدین خان
 عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اوس سے ٹیکس مقررہ وصول کر لے
 اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کر کے خود آگے کو کوج کیا۔ دلیر سنگھ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
 یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زمین محل لئے کہا کہ غازی الدین خان۔ اسی
 کسی تک حرمیان و قو عین آتی ہیں۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہیں۔ اگر بادشاہ کو زر
 مطلوب ہے تو ہم ٹیکس پہونچا دیں گے۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
 غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہئے تو مجھ رہو کر اوس کا روکنا مناسب سمجھا اور
 ۱۷ شعبان کو بالکل روانہ ہوا۔ اور ایشیا سے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہونچا۔ اب
 غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس جمہول شخص کو جسکو صفدر خیل نے
 اوس وقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اوہوں نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
 اپنے ہمراہ لیکر دین پرور بنیہ کامیش بن عالمگیر مشہور کیا۔ مگر مرزا جوان بخت و لیچہ اور
 بادشاہ کی مان زمین محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی ذہانت کو تسلیم نہیں کیا اسلئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا۔ مگر تاریخ مغربی اور سیرالہ حرین۔ اور ماترالا مراوٹو میں اس طرح لکھا ہے کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی تہ سکا لے میں اپنا قدم جما دیا ہے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور بھیلہ دولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی۔ اور دولہان سے سفارت کی کہ اس میں صلح اور موافقت کہیں اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی میں بیڑہ۔ اور یہ کہ شاہ شاہ شاہ سے واس نہوں مرزا جو اہل کو اہل کا نائب کہیں اور شجاع الدولہ کو نصرت و احسان اس کے بڑے بھائی کے دیکر صوبہ اودھ کو حفت، فرمایا۔ اور اپنی جمعیت سے زادہ ادرہ لے کر اپنی قوم کو چلے گئے۔ شجاع الدولہ نے احمد شاہ حفت ہو کر جاہلوں میں چند مقام کئے۔ اور شکار کھیلکراہ رمضان میں لکھا۔ ہجرت میں اسے صوبہ اودھ میں راعی ہوئے۔ گہان پرکاش میں ہو کہ اس وقت بن نیاں راجہ بی بہادر کی چمک گئی اس کے من انعام سے سپاہ کہ ماہ ماہ خواہ ملے لگی۔ مینی بہادر لکھی خبر گیری کو کرتا تھا رعایا شاد بھٹی۔ اور مال دولت سال سال بڑھتے لگا۔ خیرات بہت کرتا تھا۔ برہمنوں کی بہت خاطر کرتا تھا۔ اس کے اجلاس میں عرفی عبارت فارسی میں لکھی حروف میں لکھ کر پیش ہوتی تھی۔ اور وہ اس میں ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی میں حکم لکھتا۔ ناگری کا دفتر اسے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا۔ مقصد یونکی روزی حوت کہیں لکھی تھی۔ اور ہر ایک خوش حال تھا۔ ۴

شاہ عالم کی رکاب میں شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکنا بہتے ملک میں جاری کیا۔ اور کسی قدر روپی و اشرفان سے کی بادشاہ کی خدمت میں کہیں۔ اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر۔ اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کر کے اس مہمون میں عریض کئے کہ حضور منجائے سے یہاں تشریف لے آئیں۔ شاہ بھی اس ملک میں رہنے سے ہیرا تھے اور انہوں نے شجاع الدولہ کی محتررات کو عینت تصور کیا۔ اب انگریزوں اور رقیسہ نے بھی شاہ عالم کی اٹھ کر کے رراور اسباب مذکر کیا تو بادشاہ منجائے سے معاہدہ ہوئے۔ شاید کہ شول یا اول فیقتہ لکھا۔ ہجرت میں کر دھ بانڈو کی طرف کوچ کیا اور کاندھلور، لاہور، ریوان سعلقہ کھیلکراہ میں قیام کیا۔ یہاں چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اصل ایک بیٹ پیدا ہوا جس کا نام بڑائی کہلے۔ راجہ پرنسہ۔ سنگھ کھیلکراہ والی ریوان خدمت فرمانہ

بجلا لایا اور اپنے دو بہا بیوں کو بانچہزار سوار دیکر ان کے ساتھ حضرت کیا اور ان کو دیکھا بادشاہ کو
 دہلی لے کر تخت پر بیٹھا میں۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس آئے اور آپ بھی چلے منزل شام
 کی اور آلہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ حضرت ہو کر اپنے مکان کو لوٹے بادشاہ نے
 آلہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ پانی پت کی ٹرائی سے واپسی کے بعد ہی ملک
 توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج ایک ماہ رمضان ۸۵۷ھ ہجری میں شاہ عالم
 کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانپلی میں اختلاف ہو گیا ان پر اس سے معلوم ہوا کہ
 کہ وہ فیض آباد میں تھے وہاں سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامہ میں لکھا ہے
 کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور میں ان کے عرصے بنارس کے متصل سید پور میں پہنچے
 اور یہاں سے دریائے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر و قریب کوپن کر کے پیشوائی کی۔ تاریخ
 ۱۶ ذیقعدہ ۸۵۷ھ ہجری کو ایک پہر اور چار گھنٹہ کی دن چڑھے سرے سید راجی اور آپ کرم ناسہ
 کے درمیان میں کہ دونوں میں باہم دس کوس کا فاصلہ ہی شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
 مشرف ہوئے۔ اونکی ساتھ سالار جنگ اور مرزا غلی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دو آستان
 کے بعد تخت و چتر اور دو میرے اور پیش کئے اور خود مہات وزارت کے سرانجام میں مصروف ہوئے
 اور ایسی خدمتگداری و اطاعت سفاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد
 سرسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا مذولیت خاطر خواہ کہے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے
 اونکی عرض کے موافق چھاؤنی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران بنگالہ کو اس وقت فوجی سے بادشاہ
 کی بغاقت سے دل برداشتہ کر دیا کہ ان کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت میں ہرگز
 کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے ان سے اختلاف کر کے دوستی پیدا کر لی۔ اور بکری بی بی۔ جو بادشاہ
 بادشاہ کی حیانت کی ادا ہے۔ میرے پرے گئے۔ بادشاہ میرے وزیر کے تھے میں داخل ہوئے
 تو وہ دون سرداران بنگالہ بدستور کھڑے ہوئے ہاں نہ ٹھاکر رہے تھے۔ وزیر نے

۱۲ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
 ۱۳ دیکھو مرآت آفتاب ۱۳
 ۱۴ دیکھو حیرانہ عامہ و سیر المتاخرین ۱۴
 خزانہ عامہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرآت آفتاب نامین شجاع الدولہ اور
 بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۴ ذیقعدہ لکھی ہے ۱۵

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کر جس سے یہ دونوں راہبوت خفیف ہو جائیں۔ جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونوں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہوں تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اسی طرح دیر سے کھلے اور اسی سواری پر اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ بادشاہ نے بہت ہی معذرت کی مگر نبول نے کہی کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہر کام اپنے صہبے کو روانہ ہوتے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ یا چلپین چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سواری ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سواری نہ ہوتے۔ جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہاں سے سبقت کر کے بادشاہ کے چنے کو کھڑا کرنے کے لئے آگے پہنچے اور اوکو انتہا میں تین پہر کھڑے رہے۔ اور ایک مالیشان خیمہ بر سر پیش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۴۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ میں کہ سواری ہونے کے لئے حکم صادر ہوا تذکرین۔ جب حدود بنارس میں پہنچے تو یہاں آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا۔ اور میرانشاہ کی خدمت عطا کی اور تقریبی رنگ دان بخشا۔ مرآت آفتاب نماین اسی طرح لکھا ہے۔ مائلا ماراوسیر المتاحرین میں بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بند ہو کر بادشاہ اور شجاع الدولہ۔ دیکھو کہ عبور کر کے الہ آباد میں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نماین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو ملایا تھا یہ صحیح نہیں بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لے کر آئے تھے۔ یہ بھی ہے۔ یہ صورت ۲۰ دیکھو کہ جاجپو میں داخل ہو کر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے زبانتا مریٹو کی سبقت کی وجہ سے جواب ہو رہا تھا اس پر یقین و قنوت کر کے کار ارادہ کیا اور جاجپو میں باقی کر کے اوس طرف سے مریٹو کے تمام افسرین اور حاکم کو بخالدیا۔ اوکی جگہ بادشاہی محل مقرر ہوئے۔ موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳

حیات شمال پہنچکر مقام یاراج گمان سنگھ باساوالہ نے اپنے آپکو بتا دیا خونِ نواب وزیر کمرور
سمجھکر راج ہندو بہت دانی چاؤ دیکر سرداران بوندیکہ ہند سے اعانت چاہی۔ چنانچہ بہت سے دیوتوں
بالا تھاقت مقابل کیا اور ایسے فوٹ کر اُسے کہ فوج مخالف سپاہ مغلوب ہو گئی دو تیک قناعت
کر کے بہت آدمی قتل کئے۔ اس لڑائی میں نواب کی روح کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول
و مجروح ہوئے اور دونوں سردار گھوڑوں سمیت حمزین کو کراچی حجاز کراہ بھلا سے کنا عافیت
پر سلامت لے گئے۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فوج آباد پرنو عکشی کی کوشش
بخیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرف داری کرنا۔ اور سرداران
روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فوج آباد کی مدد کو آمادہ ہونا
بالا شرنواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح

ہو جانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہاسی سے قسمت الہ ۱۷۱۰ء میں آتے وقت سرسید لاہوری
مطالعہ کرتے تھے عین قیام الدولہ نے برو شاہ کو یہ سرعہ دی کہ فوج آتا دے کہ نواب احمد خان
نوعکشی کی زمین اور وہاں کے مائیں ہوئے بہترین کہ نواب احمد خان پرنو عکشی کے قریب وہاں
و جہاں تو شخص مادہ کو برا لگتا ہے کہ اس کی فوج سے بھی۔ یعنی ایک چار دہائیوں سے
حالی احمد خان کا شجاع الدولہ کو سخت برکیا اوسے لکھا کہ مدد مان پا لکھیں سوا یہاں سے ہاتھ پھینک
لڑائی دیکھتے رہے۔ گلال باڑی تیار کر لائی ہے اور جہت سے مراد شاری اختیاریہ کہتے ہیں شجاع
الدولہ نے یہ حال سنے کئے مشہور کہ سچ و تاب کہنا یا اس ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مدد
کر دیا اور کہہ دیا اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ مدد مان کہ انقلاب تختہ برقم رکھنا باقی ہو۔ بادشاہ
کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غصہ آیا اور وزراء الوردہ کے ساتھ فوج آباد کی مہم چلائی
کو مستعد ہو گئے۔ دومنی وجہ ہو گیا اہل وجہ بھی بھی آجہا قین میان ملک و آب جو مرچوں نے پانی پت
کی شکست کے بعد ضلی کیا تھا شجاع وادف ہتھارے کہ نواب نے شکست تھیں اور نواب احمد خان سے کل

برگشت جو سابق میں اوس کے خاندان میں تھے اپنے قبضے میں کر لئے اور شاید کہیں نہ بھی جبر اور مسکو
 بچہ تھی نہ پہنچا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اس قدر تک پہنچ
 قاضی ہے جو اوس کو موجب صلح نامہ صفر جبک وزیر ہو تو وہ شجاع کے قویوں سے وابستہ اور اس
 بانی ملک جو مرہٹوں سے واپس ملا ہے اور پہلے نیا حق ثابت کرتے تھے۔ ریاست فتح آباد کے
 ۳۳ سال میں سے سارے سولہ تو مرہٹوں کے قبضے میں، اوس وقت تک تھے جب اوہدانی سے
 پانی بیت کے مقام میں جنوری سن ۱۱۸۷ میں ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور سارا ۱۰۱۸
 حال احمد خان کے قبضے میں تھے اور انکی بابت دونوں جانب سے ایک ایک ونا اورتا بہ کے
 بہتر بہتر ہوئی تھی۔ اور ایک نے دوسرے کو دی تھی۔ پانی بیت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
 چھوڑ کر حین بارہو کو گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خاگی جہگڑوں اور زبداس کے
 جنوب میں لڑائیوں میں مصروف رہے اس میں کل کلک اپس ملنے کا موقع ملا جو جانب سندھوستان
 مرہٹوں کے قبضے میں آ گیا تھا۔ شجاع بھری مطابق شجاع سے سلاطین ملک شجاع الدولہ
 میان دو آب کے نیچے کے حصے سے اس کے مقامات کو بالکل ہٹا کر دیا اور بوندیکہ ہند میں جہاں
 تک بڑھ گئے۔ اور لوہاں احمد خان نے کل بہ گئے جو کسی زمانے میں اونکے باپ کے قبضے میں
 تھے لے لئے اور سکھو آباد اور کڑا اور کڑا اور ناوہ اور پھوپھو نڈا میں پوری برہوہیلوں نے
 احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ
 ملال تھا کہ احمد خان نے امر اوگر گوشا میں کو پناہ دی تھی۔ امر اوگر شجاع بھری میں لوہاں
 شجاع الدولہ کی ایک دستا طوائف کو لکھنؤ لے بھاگا اور مارہ ہزار ناگہ سپاہی لکھنؤ آنا
 میں چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے مقفل ایک باغ میں چھپ کر رہا۔ اور محمد الدین خان کشمی
 کے توسط سے ملازمت لوہاں احمد خان کی حاصل کی۔ لوہاں کے مشیر کاردن نے لوہاں کو صلح دی
 کہ اسکو تیار نہ دیجئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اس قدر
 روپیہ بھی نہیں ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیتا اوسکو میں ہرگز نہ بھگاؤں گا
 یہ مجھ سے کی طرح ممکن نہیں ہے اور امر اوگر کو کاسنگ میں روشن خان چلبہ مورو بہ میان تھا
 حکمے پاس جو اس وقت سارے آٹھ سال کا حال تھا بہو دیا۔ امر اوگر کے بھائی بہت بہادر رہے
 امر اوگر کو سنایت لکھ بھئی کہ تنشاہر مالک کہ جوڑ کر بیٹے تھاری پرکوش کی تھی ایسے حاکم کی رفتار اختیار
 کی جو تھاری فوج کو تنخواہ بھی نہیں دے سکتا۔ امر اوگر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو بیٹے کی مرصفت

ھینے یہاں حیدر میٹے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے
 نکل تو نہیں اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگوں گا۔ بہت جہاد کرنے یہ خط شجاع علی خان جیلہ عرف
 میان عیسیٰ کو دکھایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط
 غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے جو رکو ورا اپنے ملک سے نکال دو اور
 اگر آپ ایسا نہ کر گئے تو حق دوتی کے خلاف ہو گا اور اس سے فتنہ بڑھ اُٹھے گا نواب احمد خان نے
 جواب لکھا کہ میں سوائے خدا سے کچھ کسی سے نہیں ڈرتا جو کچھ آپ کے دل میں ہو کچھ میرے
 امر اور اگر کو خط بھیج کر پہنچایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دے گئے کہ کیا یعنی شجاع الدولہ نے
 اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا۔ مگر چند ہی دن میں اس کا کچھ حال یہ نکلا اس عرصے میں احمد خان کے
 امر نے امر اور گئے کہ کھانا پھارایا یہاں سے جلا جائے مناسب ہی کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی
 تو زمانہ یہی کہو گا کہ امر ایک گھر خاندان نیگلس کی تحریک کا باعث ہوا۔ امر اور گئے اور کئی بات مانکر
 وہاں سے چلے گئے۔ کا مقصد یہاں احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہوں تو تم کو
 میرے ملک سے نہیں نکال سکتے کیلین اگر تمھارا اپنا ارادہ جیلے کا ہے تو تمھارے پانچوئیں
 کسی نے زنجیر پہن ڈالی ہے امر اور گئے اگر سے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دو یعنی ایک ہی منزل
 گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سکر اور سکو پھیر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر ہو گئی تھی کہ
 فرج آباد میں فقط جابر پاشہ ہزار آدمی ہے اور بانی فوج جابہ جابر گجرات بہتین ہی۔ اور وہوں نے
 مستہور کیا کہ میں ملک گیری پر جاتا ہوں یعنی جن زمینداروں نے زنا گنداری نہیں دیا ہے۔
 اُن سے وصول کرنے جاتا ہوں کچھ فوج دو آپ کی طرف بڑھی اور اُٹارے راہ میں ریاست فتح آباد
 کے عقبہ موئی نگر کچھ دور پائے جتا بروئے ہی کوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ بل
 کی سر میں قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فوج آباد ہو آہستہ آہستہ اپنی ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے
 پر گئے پھر رشتہ میں مانا مو گھاٹ تک پہنچے۔ لشکر تو اوڑھ کر فوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقہ میں
 تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ کن پور میں ایک جنگل اور باغین میں مقیم تھے۔ یہ بارش احمد خان کا تھا
 اور مدار بارش کے نام سے مستہور تھا جو مواصداں کن کن پور اور فوج کے آس پاس تھے سب لوگ
 کہے۔ اختیار فوجوں نے احمد خان کو یہ خبر دی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی تھی
 جب شجاع الدولہ کن پور پہنچ گئے اور اوہوں نے دریافت کیا کہ یہاں سے فرما کا بادشاہ

ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لکھنا ہے اس کا حال کہہ عہدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا غلام دست تھا
اوس وقت شہنشاہ ان دوسک ساتھ تھا اور میں نے احمد خان کو اطلاع دیا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے احمد خان
کو قہر کا پیر کر دیا اور خطاؤں کے حوسے میں رکھا اور کہا کہ لو اب احمد خان کسی مقام اور کسی حال میں ہو سکے
یہ خط پہنچا۔ وقتاً صدر انہوں اور اسی رات گذری احمد خان کی دلوری بھی پر پہنچا۔ شہنشاہ احمد خان داریہ
ذیور بھی کو اپنے آئے کی خبری اور وقت فایا کہا کہ اب کب کب سورا تھا اور کسی کو خیال نہ تھی آخر
میان صاحب علی خان انہ رگیا اور فایا کے پافون اب کر خطا سکودیا قاصد کو ایک سورا میدافاسم یا
کشتی جہت تمام طلب ہو گئے اور ہوں نے کیا کہ ہایت قبل فوج موجود ہے۔ اب فایا نے حکم دیا کہ محمد خان
کو بلاؤ اور ہر سال اور تھہار کے نام یہ دہانت جاری کر دو کہ دور بلا وقت فرخ آباد میں آکر حاضر ہوں۔
اور بریلی اور بدایوں اور سونپور اور جہانپور اور اتر پردیش اور اٹک اور رام پور اور شہر اور
شہر آباد اور عطائی اور اورنگ آباد اور شاہجہان پور کے رہائے فون سے بھی مدد کی۔ اوس وقت حافظ جہان
والی بریلی اپنی دوسکے قرب پرستہ آبادین جو اب صیغہ سلمہ انجور میں ہی مقیم تھے لو اب احمد خان نے

ہرگز نہ خان بہاؤت ہوئی دوسرے اور دوسری خان کے علاقے کو جو میان دو آب میں واقع ہے یعنی آباد
 و شکوہ آیا۔ چھوڑ کر نہایت نضر کا اندیشہ ہی۔ احمد خاں کو مدد دینے میں سب سے گری تمام مستعد ہو گئے اور ہوتا
 جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ اور اسی واسطے حدود و رعیت ہونے سے خارجہ شریعت
 کے واسطے حاضر ہوں۔ مگر میری سپاہ کو کھانا نہیں ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو میں کو آب سید اللہ خان
 دہ بندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روپہ کو بھی طلب کروں اور اگر روپیہ نہ ہو سکے گا تو میں فوج سے
 تو حاضر ہوں۔ جب بخشی سے چوٹ کر اہل احمد خاں سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اس نے جتنی مذکور کے
 باقہ دلاکھ روپے بھیستے۔ اور کہا اسیجا کہ ہم اب اسے صرف میں لاء اور اقرار کیا کہ جب کو آب سید اللہ خان
 وغیرہ آجائیں گے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا۔ مسوقت روپیہ بھی۔ اس وقت حاکم حضرت خان لے
 کو آب سید اللہ خان وغیرہ سے کہا اسیجا کہ بلا توقف ایک لاکھ کے اس طرف روانہ ہوں اور اپنے نائب
 مستقر ٹانہ شیخ کبیر کو بھیجا کہ اپنی اہل قوت لیکن فی اللہ کو ال مذی کی طرف روانہ ہو اور وہ ان کے نیچے
 مقام کرے۔ ان دونوں کو آب سید اللہ خان بس علی محمد خان روپیہ کی طلبت ملتی تھی۔ سب کے عاضی
 میں مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ تھے۔ مگر اب فیض اللہ خان اور دہ بندے خان اور بخشی سردار خان
 کو بھیجا۔ آرون صاحب کی تاریخ درخ آباد سے ذاب سید اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے بخشی خیر اللہ کو
 حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہو کر جو کچھ گذر رہا تھا کو آب احمد خان سے بیان کیا۔ اس کے بعد
 ذاب احمد خان نے غازی الدین خان عداد الملک کے نام خط لکھا کہ موصوفہ کا مواضع کیا کہ اگر مدد دیکھتے
 وہ پر مذکور اس وقت سوس ہل حالت کے ملک میں تھا خط خواجہ خان عداد الملک کے وکیل کے حوالے کیا
 اور کو آب سے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سوبہ مل کو اس کا حال معلوم ہوا تو وہ سوال کرے کہ مجھے
 کیونکہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہئے کہ سابق میں تینے حق کہا گیا اور نہ تم صفر رنگ
 کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہے کہ صفر رنگ کے بت شجاع اللہ کو لکھی جا کر مدد کو بھیجی تھائی
 مدد کی چند ان ضرورت نہیں ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو میں شجاع اللہ کو بھی دینی ہی خدمت کروں گا
 جیسی صفر رنگ کے انہی۔ جب خواجہ خان ونگ کو پہنچا اور خط لکھا عداد الملک کو دیا عداد الملک نے
 فوراً ویرمہ لکھا کہ اس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ہے۔ یہی
 راجہ نے بوجہا۔ جسے واسطے۔ بلا یا ب خواجہ خان نے لفظ لفظ کو آب کا بیجا ام اس سے کہہ دیا

راجہ نے کہا خود کچھ نواب نے کبھی بچ ہی مگر مٹے مٹے اس میں بے مانگے مدد دیتا ہوں اور تین ہزار
سوار حیرت دجالک روانہ کرنا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ حا کر کوئی میں مقیم ہوں۔ اگر شجاع الدولہ
آگے بڑھے تو وہ کوچ و کوچ چل کر احمد خان کے مشرک ہو جائیں۔ علاوہ اس میں چند ہزار سوار
علاء الملک کے ہمراہ روانہ کروں گا یہ سب روانہ ہوتے۔ جب علاء الملک سمہ فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان
اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو حمید حیات باغ میں لے گیا سب جواب پر و اجابت احمد خان خود چین
دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد میں آنا شروع ہوئیں۔ اور مع افغاناں شاہ بھاپور شاہ آباد صلح
ہر دوئی وغیرہ کو کل شمس چالیس ہزار فوج جمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان دلی بریلی آئے اوس دن کہ
حمید فرخ گدھ کے قلعہ میں استادیہ ہوا۔ ذوالفقار گدھ کے نیچے ستر کے پاس ایک بل کشتوں کا تیلہ ہوا
اور علاء دار خان اور دودھ سے خان اور لوہا فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے وزیر
سے اور آئے۔ تو بچانہ ماہر نکال کر درست کیا گیا۔ بعد ازاں یا قوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس ماہر
بگا رندی کے کنارے پر بھیڑیا۔ اس مقام پر کل جتنے جو صفدر جنگ اور فلول راسے کی کوٹ سے
ناقدین آئے تھے ٹکڑے ٹکڑے۔ تب نواب احمد خان سے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر
کوچ کیا۔ ایک رات بھر ریکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو داخل آیا۔
روشن خان و امرا و گروہ حکم ملا کہ با پچہ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی نڈی کے کنارے قلعہ گنج
کے نیچے شیخ بکیر کے جا کر مشرک ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں شجاع الدولہ کن پور
میں پہنچے۔ اوس کا ایک خواجہ سہرا فرخ آباد میں آیا اور لال سر میں بھیڑا۔ یہ شخص
اوس حصہ ملک کا دعویٰ کرنے کے واسطے آیا تھا۔ جس پر حال میں نواب احمد خان نے
فقہہ کر لیا تھا۔ نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلوں کے حملہ سردار اور
ناصر خان صوبہ دار معرول کابل کو جمع کر کے خواجہ سہرا کو طلب کیا۔ یہ خواجہ سہرا نے

سلا آرون صاحب نے اس مجمع کے حاضرین میں ناصر خان صوبہ دار معرول کابل کا نام بھی
لکھا ہے۔ حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ اس وقت زندہ
نہ تھا۔ اور اس کی اسنت کہتے ہیں یہ شخص سلا پوری مطابق سلائیہ میں کابل میں صوبہ دار
تھا۔ فرخ آباد میں رہتا تھا۔ تین ہزار روہیلہ و خلیفہ تھا وہ فرخ آباد میں قبل سلائیہ
کے فوت ہوا اس کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار میں نہ کرتا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرماں شاہی نکالا اور لواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ میں دیا جس نے اس کو بہ آواز بلند پڑھا۔ نواب نے اس کا جواب شجاع الدولہ کو مٹھے غیظ و غضب سے لکھا جو تندر سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکھتے تھے اور ان کی دوستی کا دم ہڑتے تھے۔ اور ان کو یہ گمان تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہیں۔ شجاع الدولہ نے ان سرداروں کی تحریروں کے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سلسلے سالار جنگ کو مارج گھٹا کے لئے کہنے کے لئے بیٹھا تو ان کے لشکر میں بھی بھید سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹنوں نے اس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جائوں روہیلوں کی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے دیرے کو گھیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجھ گئے کہ سالار جنگ کو خدشہ کیا ہے۔ عماد الملک نے اس وقت بیٹھوں کو یہ صلح دی کہ دشمن یہ حملہ کرنا چاہتے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عد رکھا اور کہا کہ اگر اوں حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ مادناہ اسوق شجاع الدولہ کے شریک ہیں لوگ یہی کہیں گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کونک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھ دیکھیں کہ کہیں کیا جواب آتا ہے جیسا کہ ہم جو اپنے گے دہلی کا رووانی کی جانب لگی ایک عرصہ تیار ہوئی جسکا مصنفین یہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے گھر سے تاحق عداوت پیدا کر لی ہو۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی شکایت بارو سی تیار کرنے اور باقی

بقیہ کا مشیہ ص ۴۱ ایک روز شجاع الدولہ نے اس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فتح آباد سے بلالو میں اسکو اپنا نائب مقرر کروں گا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ میں نواب احمد خان کے تین ہزار روپے تین لاکھ کی برابر جاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہوں جہاں عظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اگر میں شجاع الدولہ کی نوکری کروں گا اور کسی روز اس کے دروازے پر جاؤں گا فادم کہیں گے کہ ذاب صائب آرام میں ہیں۔ اور اس وقت مجھے دروازے پر افتخار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخر اللام لاچار ہو کر اس کا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سلعاء کے قس مرجھا تھا تو شجاع الدولہ نے اسکو اپنی نیابت میں لینا کیسے چاہا کیونکہ سلعاء میں تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخین میں یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سلعاء میں صفدر جنگ کے ہمراہ رام چٹوٹی کے مقام پر احمد خاں سے ۱۱ اور ۱۲

لڑائے اور بے اجازت بالکی میں سوار ہونے کی سخت محصورین کی ہر شجاع الدولہ سے ان کی شکایات
 کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست یا بھی رنجیر توڑ کر جنگ کو پہاگ جائیں اور وہاں جا کر ٹرین تو
 اس میں کسکا تصویر ہے۔ کلال باغی کی نسبت عرصہ یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ یہاں چونکہ
 قاعدہ ادب و ادب سے واقف نہیں ہیں۔ لہذا چند لکڑیاں کپڑی کر لی ہیں وہاں ان کو قطار سے
 کھڑا کر کے قتل کیا۔ سلام وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ اور بالکی اس عاجز کو خود حضرت قلدستان عالم
 ثانی نے عطا کی ہے جس زمانے میں کہ غلام کو بھی۔ ملت مقرر فرمایا تھا۔ اور شجاع الدولہ خاکسار
 سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ
 کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور تھا مگر بھوری حاکم
 اور ہم دونوں باعث حکم سخت کے محور تھے۔ اوس وقت سے شجاع الدولہ کمترین سے بچ رکھا ہی
 سبب الدولہ جو کہ سابق میں کمترین کے باب کا ملازم تھا اب اس قدر بڑا ہے کہ دوسرے مہم
 رکھتا ہے۔ اور چونکہ کوئی اسے مہم تصور نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہے۔ اس
 عرصہ داشت میں احمد خان نے ان لوگوں اوس سازش کا بھی مدد کیا خواہ ہوں نے احمد شاہ
 درانی کو ثواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازاں اوس نے انصاف چاہا تھا
 کہ شہنشاہ خود امور تذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمائیں۔ اور تھوڑی دور اس مقام سے کیسٹ
 نہشت فرمائیں تاکہ ہم تنہا صمیم میدان جنگ میں باہم تصفیہ کر لیں جو باقی رہے طاعت غلامان
 حضور سے شرف اندوز ہو۔ یہ عرصہ داشت مہتاب خان کے ماتھے ارسال ہوئی ایک سو آدمی
 اوسکی جلو میں جانے کے لئے متعین کئے گئے تھے اور ثواب احمد خان نے اس سے یہ بھی تاکید کر دی
 تھی کہ اگر تین روز میں جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہاں پہنچ کر خدمت شاہی میں بلا یاب
 ہوا۔ منشی نے بہ آواز بلند عرصہ داشت لفظ بلفظ پڑھ کر سنائی۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان
 کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جائے
 خاموشی بہتر جواب ہے۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو بلا اجازت
 وہاں سے چلا آیا۔ اور فرخ آباد میں پہنچ کر کل حال بیان کیا۔ دوسرے روز لواء احمد خان
 اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا۔ عماد الملک کی یہ صلح ہوئی کہ بلا وقف بڑھتا چلا
 اوس وقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج میں آ پہنچے ہیں۔ بنی گنج چھوٹا سا قصبہ میں
 بلوچ جہپرا مو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ نجیب الدولہ جو

دہلی میں تھے۔ راہ سکیت ملک و و آہ کی طرف برہم بلغار کہہتی کو چلاتے اور مواضعات کو سمار
 کر دیتے۔ بوسے بڑے سے تجیب الدولہ شجاع الدولہ کے لکڑی بدل بھائی ہو تو اب جو خان نے اڑھائی مغان
 کہا ہے کہ ایک سو بچیں کبار و پیر ہمراہی شاہ محمد خان جامعہ دار و نگشیر خان سونے والے کے بھیج
 اور پیام دیا کہ تمام تجیب الدولہ کے خراج کے واسطے ہے۔ اور ملک اوکی سپاہ کے صرف کے لیے تھے
 کیونکہ بھائی بہاؤ بخشیم سخت نہیں ہو کر تیار ہو۔ تجیب الدولہ نے غصے ہو کر کہا کہ کہانا یہاں سے اٹھاؤ
 اور اس پر اپنی لٹاپ کا فاقہ بڑھو کہتے ہیں مقام پنی فتح میں چہ نہ اڑھائی سواروں نے تجیب الدولہ
 کی نوکری چھوڑ دی۔ تو اب احمد خان نے اوکی بڑی خاطر و مارات کی خلعت دے۔ اور روزانہ
 کہانا مقرر کر دیا۔ دوسرے روز تجیب الدولہ وہاں کو کرج کر کے کالی مذی کے کنارے خدانگہن میں
 شیخ کبیر و راہ امر اور درویشن خان سے ایک سیل کے حاملہ پر خیمہ زن ہوئے۔ تجیب الدولہ نے
 شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اور انہوں نے جواب دیا کہ میری عہداری ملاقات
 مستحضر ہے۔ ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور اسے ملاقات کی تیار کہتی ہو۔ دوسرے
 روز تجیب الدولہ غیر ملاقات کئے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور قونج میں پہنچے۔ شجاع الدولہ
 تجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور میں لے گئے۔ اور مذاہر کے دفتر پہلے۔ تجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
 کہ افسوس ہے کہ ہماری تاجہ سے احمد خان کو موقع تباری کامل گیا۔ اور اس نے قونج جمع کر لی اور کہنے لگے
 کہ اگر لڑائی نہیں، حاری کی قبیلے میں سیدان میں جاؤ گا۔ گویاچھ اندیشہ ہے کبیر سے اشفاق و سیلون کی
 دل سے نہ لڑینگے۔ اور باقونج لڑائی شروع بھی کر دی تو چونکہ آپ کا قدم در میان میں ہی قوم و مذہب
 کے متعلق کی وجہ سے جو آپ ہیں اور ان میں موجود ہے دیدہ و دانستہ تصور کرینگے۔ اگر آپ کی
 مرضی ہو تو سواران رو سیکھ ہند کو معنت ملاست کر کے راہ راست پر لے آؤں اور اس شرط پر کہ
 امر اوگر کو فروغ آباد سے رجعت کر دیا جائے اور سالانہ جنگ کو بہانہ آپ کے پاس پہنچا دیا جائے
 احمد خان سے صلح قرار دہل و اب شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔ دو تین روز کو بعد تجیب الدولہ
 فروغ آباد کی طرف رُہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اوہیں پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا۔ مل میں
 عہداری کچھ مارات کرنے والا ہوں۔ تجیب الدولہ نے جواب دیا کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں
 میں صرف حافظہ رحمت خان سے ملاقات کرے آیا ہوں۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ میں
 صورت میں اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ تجیب الدولہ اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑھے
 اور کالی ندی اور تر کر اپنے پیچھے رہے کر آئے۔ دوسرے روز بہر روانہ ہوئے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہنچے تو دہشتوں نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور
 اسکی تمام فوج جمع ہادی ہے ہوئے آمادہ جنگ تھی تجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے
 گدگد کر - انکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج میں حواذ کی فوج کی نسبت
 زائد سوار فیل نیٹن تھے - تجیب الدولہ نے سلام علیک کی ٹاکر کسی نے اور اسکا جواب دیا
 بڑا بکریج الدولہ کشتیوں کے بل سے درپاسے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد احمد خان
 اور فتح خان اور ملا سردار خان اور فطر رحمت خان اور دوند سے خان سے ملاقات کی
 تجیب الدولہ کے سسر دوند سے خان نے انکو ملاست کی کہ تو تمہان کے برہماتہ تھے
 شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا ادھون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹوں نے سر
 نالین مجھے حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال میں میری مدد کی تھی -
 پھر دوند بخان سے تجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتھ کہا کہ تم نے سالار جنگ کو کیوں
 قید کر لیا ہے - تجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر دوسیلے نواب احمد خان کی
 مدد سے کنارہ کشی کریں تو بعد فتح انکو بیکس کا ایک ٹکٹ ملکر رحمت ہوگا - بعض کہنے میں
 کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی - مگر حافظ رحمت خان نے
 جواب دیا کہ میں اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھ - جوڑوں تھا - آخر نصیب اس پر سرکار
 شجاع الدولہ اور احمد خان میں صبح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امر اور گروا پئے
 یہاں سے علاوہ کر دے اور تجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
 لیجائیں حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل بن نواب احمد خان کی ملاقات کو جانکا - جب حافظ
 صاحب نواب کے پاس پہونچے تو انہوں نے اسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچھا
 کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میں بے شک فتح نصیب ہوئی ہماری
 تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف - کہا کہ اگر تجیب الدولہ کو نواب سعد احمد خان کے پاس صبح کیونکر
 پہنچا ہے - احمد خان کے پاس صلح کیونکر سے پہنچا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کہہ
 تمہاری رائے ہوگی میں تو اس پر راضی ہوں - مگر اسباب میں عداوت ملک سے مشورہ لینا ضروری
 ہے تاہم وہ سب غازی الدین کے لشکر میں گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کا میابی کی ٹاکر
 مانگ رہے صلح ہوئے ہیں - یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب کہی موقع ملا انکے نزدیک نقص عہد کوئی
 بات نہیں ہے - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صبح ہے مگر اب اتفاق ہوگا تو انکو بھی

اس وقت سزا دی جاسکتی ہو اور سوت میں بھی ممکن ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ صلح مبارک کا
 سبب عماد الملک نے کہا کہ اگر مختاری بھی اسے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہو۔ اب معاملہ صلح کا
 ہونے لگا ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
 کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے احسان صلح منظور کرتے ہیں ورنہ انکو
 کسی زمین صلح منظور نہ تھی محکمہ لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور بیٹاؤں کی حدود سے چلے جائیں
 نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو۔ حافظ رحمت خان
 نے جواب دیا کہ میں نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت اس کے کہے جاسکا ہوں نجیب نے
 کہا کہ تم نے اسی ذلت کیوں اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
 سے ملازمین نواب سعد اللہ خان اور انکی کل حق کی مدد احمد خان نے خرید لی ہے اور انکے
 کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کئے ہیں۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہے
 خیر میں کل احمد خان کے پاس جاؤں گا۔ اور اس سے اجازت حاصل کروں گا۔ احمد خان نے کچھ
 قریب نہ کیا۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوئے اور سالار جنگ کو
 اپنے ساتھ لیتے گئے۔ اول خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہوئے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے۔
 اور ان سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ۔ عرض کیا کہ شجاع الدولہ اور
 بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے دقت
 چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکر گاہ کو واپس آئے دوسرے
 روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رحمت
 ہو گئے یہ بیان کروں صاحب کی تاریخ فتح آباد کے مطابق ہے۔ لیکن فرح بخش کے موافق
 بیان ہے کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بدایوں سے آگے نہیں بڑھے تھے
 اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب میں مذکور ہے۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
 کو یہ خبر پہنچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوتے طریقین نہیں رکھتے کے تو صلح کرانے کے
 لئے خواہ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ آفٹے سے چلکر بدایوں پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
 بدایوں سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہیں مناسب یہ کہ جنگ ٹال دیا جائے
 اور اپنی ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب میں لکھا کہ میں آپکی رائے سے باہم نہیں ہوں
 مگر دونوں سے جاگو پہلے یہاں پہنچنا چاہیے۔ نواب سعد اللہ خان نے سکات کی حالت میں

دو مند سے خان کو کلبا بلکہ ملازم رسول خان کے بیٹے اور نٹھی سینہ مول سے خان کے پاس پیام دیکر پہنچا کہ اب شجاع الدولہ کے پاس جا کر نزع باجمی کو مذاہن دو مند کو خان ایک تحریک کے بموجب دوسرے سرداران دو سہیلہ کو دای لیکر دریا سے گنگ کے ساحل سے کوچ کر کے شجاع الدولہ کے پاس قنوج میں پہنچے تو اب شجاع الدولہ نے تین چار کوس ہی استقبال کیا اور وہ خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کو دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے میں بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اسے بیٹے عثمانیت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کر دیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ حیدر تہا نے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے ادبہ گئی ہیں وہ بھلا سے جانتے عثمانیت خان ملک کے تہا نے ہٹاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنؤ کو گیا اور وہاں سے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا قاسم علیجاہ والی بنکا لہ کا مددگار ہو کر انگریزوں پر چڑھائی
 شجاع الدولہ نے جبکہ انگریزوں نے اعلیٰ آباد کو فتح کر لیا۔ اور میر قاسم علیجاہ کی جگہ حیدر خان کو مستنشین کیا تو میر قاسم علیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب ستی اپنے سرداروں سے اس باب میں مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ کی واقف تھا اس کے پاس جانے کی صلاح دی اور کہا کہ اور ہر خیال سے بیکہ خود ہیئت مع متعلقین قلعہ رتھاس میں رہتے اور انگریزوں کی ہمہ میرے بہرہ کچھ کوفہ منتخب کر کے انگریزوں سے جنگ کروں اور انکو محال آسام اور فرطت مذون عالی جاہ نے آپ کو رتھاس کی ناموافقیت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہو تو براہ بند بلیک ہنڈ عازم دکن ہو جو اور مرہٹوں کی مدد طلب کیجئے عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور انکی باغی اور لیسے بن کی وجہ سے اس مشورے پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایک دن صبح کو دیر ہو رہے تھے اور بادشاہ باقی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی تھا دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزوں کے قلعہ کے خوف سے دریا سے کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اور دکن بند بلیک ہنڈ کے بندہ استین سے کرم ناسہ کے میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت ان کے پاس پہنچا اور انے نے یہاں آکر راجہ بینی بہادر

اور ملی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام غلی سے وزیر کا اتالیق تھا مع دیگر علما اور ارکان
 ۱۰۰۰ات کے رابطہ پیدا کیا۔ اور ان کو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ محکم کر کے دلجوئی کی تحریک کیا عیاجہ
 کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے پہنچنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریک نہایت عفویت
 اور استمال سے کے ساتھ تھی اور اس میں قرآن کی قسم بھی تھی لیکن ہتا چونکہ بادشاہ اور شجاع
 الدولہ آباد میں بندھ لکھنے کے انتظام میں مصروف تھے۔ عالی جاہ بھی حسب طلب اور دوسری کورن
 ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تن کو اس کا فاصلہ تھا شجاع
 دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیکو عیاجہ کو حجب دربر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی بلبلوں
 کو آگاہ کر کے سوار پردے کے دروازے سے دور تک دور وہ کھڑا کیا۔ اور ایک عادیان جیمہ
 استداد کیا عالی جاہ کے سردار اور عاید بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تھے۔ جب وزیر پہنچے تو لب
 دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باجم معانقہ کیا اور ایک مندر پر
 بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عیاجہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ میں اپنے ہمراہ لکھنؤ آ رہا ہوں کہ سلام
 بادشاہ سے کروں گا۔ عیاجہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑوں کی کہیں کستان اور بہت سا جواہر
 اور ماضی بطور تحفہ کے دئے۔ بہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عیاجہ کو لے گئے
 اور قاضی اپنے ماضی برائے ساتھ بھجایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہو کر دونوں قاضی
 اپنے اپنے لشکروں میں چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی مازوید کو روانہ ہوا۔ اور نہایت
 بھی متلیہ ملازموں کو حکم دیا تھا کہ بانا تی لباس پہن کر دربار میں ناظرین لیکر دستہ دستہ
 سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجائش ہو کرے ہوں۔ حسب الحکم تمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی
 اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے۔ جب عیاجہ سرپردہ وزیر میں داخل ہوا وزیر نے لب فرشت
 استقبال کیا اور عالی جاہ کا لاکھ بکڑ کر اپنی مندر برابر بیٹھا پا اور نہایت اشفاق کے ساتھ
 فرمایا کہ صد بجات سبغالہ اور عظیم آباد انگریزوں کے ہاتھ سے خاک لگ کر ہمارے حوالے کر دیا
 وزیر کو قریب تھی کہ عالی جاہ کی امداد کے پہلے سے وہ خود قابض ہو گئے ہو جائیں گے نہ
 جبہ روزین عیاجہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت لکھن کی ایک جوڑی جو لاکھوں
 روپے کی قیمت رکھتی تھی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بھیجی اور اس کو اپنی جان بنایا شجاع الدولہ

ہندیکہٹھ کے معاملہ کا تصفیہ نہ نظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگندری منظر رقی بنانچہ
 راجہ مینی بہادر کو پیشتر ہیکر منظر حصول مراد ہو مگر ہندیلے طبع ہوتے تھے۔ اس سے زیادہ سوجھ بوجھ
 اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو منجائے کی طرف ذریعہ کے کدب کرنے کی جلدی تھی وہ جانتا
 تھا کہ انگریزوں کو قدم چالنے کی فرصت ملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اور دوسرے حاکم کدب کرنے
 کی خواہش کی تو انہوں نے یہی عند بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار سے
 تو مجھ پر فراتے میں جا کر بندیلوں کو مسخر کر لوں گا وزیر نے قبول کر کے رحمت فرمایا عالی جاہ جب اوتار
 ملک ہندیکہٹھ میں داخل ہوا اس کا تو چنانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی مینی
 بہادر سے پیشتر ہیکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہنچا بندیلوں
 نے عالی جاہ کی خوب جی نریب مہندوستانی فوجوں کے خلاف ہیکھی اسلئے ردواجی کے ادا کرنے پر
 راضی ہوئے اور مرزا سخت خلع کے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے تمام سے رحمت ہو کر راجہ ہندیلہ
 کے پاس چلا گیا تھا ملے کا تصفیہ ہو گیا۔ اور وصول زر خراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالی جاہ
 اس جہم سے فرصت پا کر لشکر وزیر سے آگڑی ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ معہ ہوا۔ شجاع الدولہ نے
 حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دونوں انگریزوں نے قاسم علیخان صوبہ دار بنجالیہ
 کو شکست دیکر اس کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ہے اور قاسم علی خان اعاذ کی امید پر ہماری پاس
 آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عہدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجیں جب
 کہی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ کلکتہ
 رحمت میں مذکور ہے سارے قبول مولف سیراٹا خیرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد المسعود کی
 روایت کے مطابق پانچ ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ قطع الا جاس کے مولف نے غلطی سے یہ لکھ دیا ہے
 کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار ادا اسی قدر پیادوں کے ساتھ اپنے باپ سے روٹھ کر شجاع الدولہ
 کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد میں تھا
 جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ مینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا
 اور خود بھی سوار ہو کر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
 روز یہ تمام فوجیں تیارس کی طرف چلیں۔ سیراٹا خیرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیوں کا
 اتنا جوہ تھا کہ جہانگ نظر کام کرنی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسروں کی بے خبری
 اور ربط و ضبط نہ ہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر میں ایک دو سو سے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا جبر گریہ نہ تھا اور کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ نہ ہوتا تو وہ ٹھکانا
 ملکہ جان سے ہی جاتا۔ راستے میں عنایت خان کی فوج کے ایک بیٹان نے مگھائے فوج کی اور اس کو
 اپنے دیر سے پر لے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے نانگوں نے اس بیٹان پر حملہ کیا اور اس کا
 گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سیکر دوسرے بھتان مدد کو پہنچ گئے اور اس بیٹان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
 اپنی فوج کے نانگوں کو حکم دیا کہ نانگے کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت بیٹانوں
 پر گزرے جو اس کا تین سو نانگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہے تھے بیٹان اون نانگے کے قتل پر پہلے پہلے
 نانگے ہی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار معلوم ہو کر بہانہ لگے۔ اس موقع پر اراکائی سو نانگے کام آئی
 بیٹانوں کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت بن مذکور ہے۔ اور اراخان میں
 کہا ہے کہ پچاس بیٹان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جیسا واقعہ کی خبر راجہ مینی بیٹا
 کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدارا ملہا تھا تو وہ اسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے دیر سے
 پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ مہلت گر کو جو گوسا بیٹوں اور نانگوں کا
 سرور تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے دیر سے پہنچے اور صفائی کرادی۔ اور یہ قرار پایا کہ آئندہ
 سے نانگے بیٹانوں کے لشکر سے ایک منزل پیچے رہیں۔ نانگے گوسا بیٹوں کا فرقہ جو برہمن رہتے ہیں
 یہاں تک کہ شہر عورت بھی نہیں کرتے اسی لئے نانگے کہلاتے ہیں اور اپنی جانوں کو خطرے ہونے میں
 شمار کرتے ہیں اور سپاہ گری کا پیشہ کرتے ہیں۔ بارہ ہزار نانگے شجاع الدولہ کے لشکر میں فزائی
 کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۷۷۱ ہجری کے وسط میں شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور بیکرم
 عالی جاہ بنارس میں داخل ہوئے۔ اس مقام میں راجہ بلونت سنگھ رہینار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
 پاس آیا اور ملکہ کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی معذرت جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہیں کی تھی
 مگر زخارج ہمیشہ ہیجتا رہتا تھا۔ اب اس کی استدعا کی کہ شجاع الدولہ سے آپ اس کی ملاقات کر لیں
 عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
 میرے دربار میں حاضر ہوا۔ اس لئے انہوں نے مجھے اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
 بلونت سنگھ عنایت خان اور مینی بیٹا کے اہتمام دہلی میں کا متوسط سپہ سالار محسن بلنگر بھی
 ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگوں کی دولت کو کروڑوں سے

سچا دیکھتا ہے۔ یہ بھی دو تین ہزار سوار سپاہیوں کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
 ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو حراج اور کڑا جاتا۔ مگر حکومت سرکار وزیر سے خواہش کی گئی کہ وہ کہتا ہے
 کہ جہاں جالی خدا کی برابر ہیں۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ وہاں نہیں آتا۔ وجہ اس کی یہ تھی
 کہ برتہی پت زمیندار پر نواب گدھ صعدہ رخ برگ کے حکم سے لایا گیا تھا بنارس میں عدو رام سنگ کی بنیاد
 اسی بلوٹ سنگھ نے قائم کی ہے۔ اور غلام نے گڑھ میں جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ
 رکھتا تھا۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اس وقت سے کہ وزیر جنگ سے
 پارا ورتن گئے اس وقت تک کہ مالک شرفیہ پر مقبضہ پاؤں کا دون گاہا۔ اب انگریزوں
 اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان میں جو پیغام و سلام ہو رہے تھے ان سے معلوم ہوتا
 تھا کہ میر قاسم انگریزوں کے حوالے کیا جاتے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
 ہو جائے گا۔ مگر جب انگریزوں کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہی تو بھوکا رنگ کو
 حکم ہوا کہ کرم نات سے پردہ شتون کو جاکر روکے اور دریا سے اترے نزد سے۔ مگر اس وقت
 کبھی کی سپاہ کا جو حال تھا کہ اس کی خدمت گزاری پر کچھ اعتبار نہ تھا ان میں نہادوں کی
 بو آتی تھی۔ ان میں سے سپاہی بہاگ حاکم کرد شتون سے جاڑے تھے۔ اس آتش و جنگ
 کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ مویشی لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزوں کی رہتی
 اور ملازمت میں تھا۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے ان سے وعدہ انعام کیا تھا
 اس نے بعد فتح کے انعام کا زبوعود نہ دیا اس پر مویشی لاک کا کچھ انگریزوں سے بگاڑ ہو گیا
 وہ اپنے سوسو اسو آدمیوں کو لیکر انگریزوں سے جدا ہو گیا۔ اور وزیر کے پاس پہنچ کر
 ان کا تذکرہ ہو گیا۔ انگریزوں کی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ سندھوستانی سپاہیوں نے بھی
 لڑائیوں میں سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام کا کچھ روپیہ انعام اونکو دیا
 گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
 طرف غلے کی قلت تھی۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی۔ یہ سب باتیں ایسی جج ہو گئی تھیں
 کہ انگریزوں نے آگے بڑھ کر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ اور لشکر کے بڑھ کر
 بٹنے میں اور کٹا چلا آیا اور بہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تینوں لشکر یعنی بادشاہ
 اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی خاں کی خدمت میں بنارس کے متحد حاضر ہو کر تھے
 شیخ کے محلے کھانہ سے انگریزوں کی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وزیر کی زمین

نہ انتقام تھا اور نہ قواعد ران بھی کبھی شمع کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہیں پہنچ سکا
 منزل گردی کر کے غریب لوٹ آئی گئے۔ بہر حال دریائے گنگا پر کشتیوں کا باندھ کر عور کیا اور
 تہوڑے سے لاٹھ کے بعد کوچ ہوا۔ لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری
 جگہ حرکت کر رہا تھا جو کچھ دارالسلطنت شاہ جہان آباد میں کہ او سو فتن میں سندھوستان کا چشم و چراغ
 تھا یہ ستر تھا۔ وہ اس لشکر میں بھی موجود تھا۔ بعض ہوشیار شخصوں نے وزیر کو سمجھایا کہ انگلیزوں سے
 اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ جبکہ یہ لوگ ضعف باندھ کر کھڑے
 ہو جاتے ہیں تو گو باسد سکندر قائم ہو جاتی ہو۔ اگر وہ دس ہزار ہوں تو پچاس ہزار ان کے مقابلے
 میں عمدہ برا نہیں ہو سکتی۔ چونکہ مدت سی چنپا ولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب لے
 بھی اس جن میں مشق بہم پہنچاتی ہے جو انان خوش اسبہ معتمد اور سرداران جانشان منتخب
 ہمراہ لیتے اور عورتوں کو تہہ پیر اور بنگاہ کے اس جگہ جوڑے سے باقی فتح سے گذر کر بے اسکے
 کہ حضور کی شہرت ہو جریہ انگلیزی فوج بروجوں وقت گمیر کر یکسر سے جاتی ہے دھاوا کرنا چاہتے
 اول صبح قبل اسکے کہ مسعود ہو کر رہی ہوں اوپر چڑھائی کرنا چاہتے۔ اگر ان کی جمعیت پریشان ہوئی
 فتح حاصل ہوئی درہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہتے۔ اور سپاہ مذہ اسباب ملکہ کے اصرار میں اور
 بار برداری کی گاڑیوں خراب کر کے تمام کھڑاؤں کا قاقب کرنا چاہتے۔ اور رات کو ایسی جگہ مقام
 کرنا چاہتے جہاں شیخوں کا ادبیشہ ہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک چھا کئے جاتے۔ اگر اس رہرو میں
 اکھا خاتمہ ہو ابتر ہے۔ ورنہ قلعہ سے نمرق نہ کرنا چاہتے۔ بلکہ شہر ہم بھجکر سے زبردست فوج کے
 مقام سمجھتے اور کچھ فوج کو نہایت لائق اور بہادر سرداروں کی ماتحتی میں مقرر کر کے سارن یا آرو
 کے مقامات سے گنگا کا عبور کر کے اوں کو مار کر کچھ اور ہر ضلع کے لئے حکام لائق اور ایماندار
 مقرر کر کے اونکو وہاں بھیجتے اور اونکو تاکید کر دیتے کہ رعایا کی دلوئی کریں کہ کسی کو تکلیف نہ
 پہنچائیں اور محاللات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھ کریں تاکہ زمینداروں اور رعایا کی
 ہالیف قلوب ہو اور لوگوں کو متوحش نہ کر کے تمام قلعہ و بنگالہ میں جو بہت دور بندوغل و دخل کر لیا چاہتے
 اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیج کر اسی طرح اور ہر محلی حاکم مقرر کرنا چاہتے اور یہ دونوں
 فوجیں دریا کے دونوں طرف گشت کرتی رہیں تاکہ جو کشتی کھلکتی کی طرف سے عظیم آباد کو آئی
 اور جب طرف سے ملے۔ ایسے جہاز ہوں اوسط طرف کی فوج اگر اوس کی طرف کو لوٹ لے اور رے عظیم آباد
 کے قلعہ میں داخل نہ ہونے پائے اس صورت میں انگلیزوں کو بڑی پریشانی پیدا ہوگی۔ اور

بجز سلطنت کو بہا گئے اور قلعہ عظیم آباد چھوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کر سکیں گے۔ عبدالازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمایا۔ وزیر پر گشتہ نقدیر کو یہ تدبیر کافی الحقیقت نہایت مناسب تھی بسند نہ آئی اور جنگ کے باب میں جو کوئی کچھ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اسے ہرگز نہ سنتے۔ چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اس لیے آپ کو اوپر مقلد و متین ہی جانتے تھے اور جواب دہ تھے کہ جنگ کو میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہئے۔ شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجاویز کی اس وقت میں شہرت بھی بہت تھی۔ شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد میں داخل ہو کر نہایت خوشوقت منزل بمنزل راستہ طے کرے گئے۔ اور اوکھی لشکر کے غارت کر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ سوں تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تھے۔ عامہ حلیہ کو اتنی ایذا پہنچائی کہ سہارے معقد روزیر اور بادشاہ کے دروہی خوش فہمی اسی قدر عاجز ہو کر انگریزوں کی فتح کے لئے دعا میں کرے گئے۔

کیونکہ انگریزوں کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہیں ہوتا تھا۔ اور کسی شخص کو سزا نہیں پہنچاتا تھا۔ سیرالٹا حزمین کا مصنف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر مکران میں دریا سے سوہن کے کنارے پہنچا تب وہ چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزو مند تھا چو پاسے میں سوار ہو کر دو تین حد تک راہ اور اسباب کی کاروباری لشکر میں آباد کی جانب روانہ ہوا۔ جب دریائے پار تھا محمود خان اپنے رفیق کو سے دو تین آدمیوں اور بار برداری کے چھوڑ کر آپ آگے کو بڑھ گیا۔ موضع شیخ پور میں جہاں کے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گھاؤں کو خالی کر کے بہاگ گئے تھے پہنچا اثر نام نظر آیا کہ گھوڑوں کا ہنسا ناسنکر عجیب ہوا کہ یہاں گھوڑے کہاں آئے آدمی کیونکر گئے ہیں اور سوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطع اطراف میں خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ گرد و غبار اور اس میں سان کی کچک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی۔ بعد اس کے دیکھا کہ ہزاروں اور قریب دو تین سو سوار مثل اویافغان درانی جو وزیر کے ملازم تھے ان کے چھپے چلے آتے ہیں ہند سے کو اس جھگ میں اپنی اور اپنی زمین کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اس لئے دھمکین یہ قرار دیا کہ ابھی دور میں شاید بھی نہ دیکھا ہوگا۔ کناہ دریائے اور ترکیب کی طرف سے ریگ سوہن میں ہو کر اپنی ملک کو جالاجا ہے۔ کہاروں کو حکم دیا یہ لوگ جہاں سے لوگرتے ان کے معہدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب پہنچے اوہیں دیکھا ہی۔ اوہوں نے بھی ہمیں ضرور دیکھا ہوگا اس وقت کو ہمارے نامزدی پر خیال کر کے زیادہ دیر نہ ہو گئے۔ پس مناسب سمجھا کہ ان کے درمیان میں دلیری کے ساتھ جائے۔ بند سے بنے سمجھا کہ بچ کہتا ہے۔ اس کی صلیح کو پسند کیا۔ جب پاس

پہنچے ایک محل نے صف سے باہر نکل کر بندو ق کے ڈوڑے کو گھوڑے پر رکھ کر میری طرف رخ کر لیا چلا اور کہا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ مجھ کو کیا کام ہے وزیر الملک نے سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو دامن قلعہ رہتاس میں رہتا ہے پہنچا ہے۔ وہاں کو جانا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے بیٹے جواب دیا کہ میرا رفیق ہے اور میری باربرداری پیچھے آتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ ہوا اس نے میری دلیری کا جواب سن کر میری بات کو سچ جانا اور اپنی ارادے سے باز رہ کر صنف بن لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق کو کچھ قلعہ میں نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک سستلا۔ نگاروں نے کچھ چیمڑ چھانڈ کی جابو لفظ گھاٹوں میں آگ لگی ہوئی اور دیوان چہا یا ہوا نظر آیا۔ مہم بابخ میل رامٹے کر کے موضع مہوا میں پہنچے تو گاٹوں کو دیران بایا وہاں دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُسے دریافت کیا کہ آگے بھی شہر کوئی قدم بڑھے جواب دیا کہ نہیں بلکہ آگے نہیں۔ اور گاٹوں کو لوٹ مار کر جلا دیا ہوا تمام مویشی اور سامان لٹکے ہیں۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات بن خبر پہنچا دو کل وہ یہاں سے بھی آگے کو جانا ہوگا ہتوڑی دیروہاں شہر کے لئے روانہ ہوئے۔ انگریزوں اور میر جعفر نے عظیم آباد میں بہو بچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو ویدر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑھایا۔ مگر اپنی فوج کو، مقابل نہ سمجھ کر قلعہ میں داخل ہوئے۔ اور چند توپیں دیوار قلعہ پر چڑھادیں اور خود پچا بہاڑی کی سہرہ جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی شہر سے اور یہاں مورچے بنائے اور ایک توپ بھی پچا بہاڑی کے ٹیلے پر چڑھائی اور یہ جعفر کو سہرا میں منہوستانی کے سہنڈ کو پر شہر سے جنوب رو بہ جگہ دی اور اپنی چند کھپنیاں لٹگوئی اور سکی محافظت پر چھوڑیں گا یا میر جعفر خان انگریزوں کی مدد پر بغیر تھا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ دریائے کوہن کے کنارے کنارے کو بھ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدنا راستہ جو ہو کر بہاڑی میں جو عظیم آباد سے چار کوس پر پہنچا وہاں اس مقام میں کھنڈ سے کنوین تھے۔ مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوین بھڑاے ایک روز بہاڑی میں آرام کر کے دوسرے روز جنگ کے واسطے علی جاہ اور گل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شیخ الدولہ کا انگریزوں سے لڑنا ان کے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہ ہو سکتا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

شکر کا منہ پھر جاتا۔ اوجپ دروز لڑائی میں توقف کرتا

۳۱۔ مسیحی لشکر ۱۶ مطابق ۱۰۰۰ ذی قعدہ ۱۰۰۰ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مورخ کی مانند جیسا بقی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنی مقام سے روانہ ہوتے ہیں اس جنگ میں انہوں نے راجہ بھنی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو مہینہ پر رکھا اور عنایت خان اور لالو گپے ملحق بہ راجہ مہت گر بہادر اور امر کوکھ کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع علی خان مشہور بیان ہمیشی اور شیخ دین محمد اور شیخ عکرم خاؤر کو ہراول میں معین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر فیض خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میوئی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشر بیگ خان و فتح علی خان و تائی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنی ساتھ لیکر قلب لشکر میں کھڑی ہوئے اور بھنی بہادر کے سید پر ماتھ کی طرف اوس کی تختینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علی خان نے اپنی فوج جمائے اوس کے ساتھ پانچ پلٹین شہر کی ماتحتی میں ج توپ کے انگریزی فوج پر جھماقہ دارینہ توپ کے ساتھ آراستہ موجود تھیں اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے۔ قاسم علی خان کی فوج بچا پھاری کے مقابل جب ہر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک گولہ کے ٹپے پر کھڑی ہوئی تھی۔ اور شاہ عالم بہان سے کئی کوس پر صفوں کے پیچھے رہے۔ اور قدم عقبہ آگے بڑھنے نہ دیے۔ شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے ہاں پہنچے۔ اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیرین فوج کے اعتبار کر کے قدم عقبہ آگے کو چلے انگریزوں نے بھی گولہ باری شروع کی۔ انگریزوں کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شہر کی فوج میں گرنے لگے جو عالی جاہ کے ہراول میں اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا۔ اور لنگے زخمی ہوئے۔ اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شہر کی فوج کے اوپر سے گزرا کہ عالی جاہ اور شہر کے درمیان میدان میں گرنا تھا۔ شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شہر کو کو ہیچ نہ کرنا۔ مگر اوس نے لیت و مل کیا اور اپنی جگہ سے نہ چلا۔ ظہر کے وقت گوسائین نے حملہ کیا۔ مگر انگریزوں کی توپوں نے نہ بڑھنے دیا

۳۲۔ معین تلکین بن اسکا بیان نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے آگے بھی لکھا تھا۔ ۱۰۰

دو گھڑی کے بعد غایت خان نے دھاوا کیا۔ انگریزوں نے منہ و قوت کی بارش نہیں
 مار کر تو پون سے گرا پ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسے لگے
 اور غایت خان مغلوب ہو کر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی
 تمام فوج نے ہلہ کیا۔ اور جلادوت و کھائی یہاں تک کہ انگریزی صفوں تک پہنچ کر اومین
 اضطراب ڈال دیا۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھ آگے جن کے ڈھول اور
 طمبور چہین لئے۔ مگر انہوں نے بڑا استقلال کیا برابر بارشیں مارتے رہے جس کی
 تاب فوج وزیر کو نہ ہوئی۔ اور سب کا منہ پھر گیا۔ لیکن موت شگہ اور مینی بہادر اپنی
 اپنی جگہوں پر قائم رہے۔ شیخ دین محمد سپر تبا سے شیخ محابد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ
 مارے گئے۔ اور اب تک بچھو ہوا اچلتی تھتی کہ پکا بک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے چھو
 لشکر وزیر کے سامنے آئے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا ٹا بند نا۔ اور سو فٹ
 سب نے دیکھا کہ تیسری بار دھ مارنے کے بعد انگریز اپنی قوت کو آگے بڑھلائی
 وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بیج کر اوس کے متاہل اور
 عدم یورش پر منت ملاست کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھو
 کا وقت نہیں ہے۔ کل تدارک یافت کیا جائے گا۔ گل رحمت من لکھا ہے کہ
 غایت خان انگریزی مورچوں کے قریب پہنچ کر ایک نشیب میں گھوڑے سے اتر گیا تھا
 اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جبکہ انگریزی توپوں کی آتش باری
 سے نالگوں کا منہ پھر گیا۔ تو مغلیہ سواروں کی ہمت آگے بڑھنے کو بندھی۔ غایت خان
 نے کئی بار کہلا ہیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کوین اور ہر سے مین حملہ کروں۔ اور شجاع الدولہ
 نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دھاوا نہ کیا۔ بلکہ پہلو اڑی کی طرف
 جہاں کب قائم ہوتا تھا گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھ کر کہا
 کہ میری رائے میں بھلاؤ کی کو چلنا چاہئے۔ غایت خان بھی مجبور ہو کر دو گھڑی من
 رہے اپنی جگہ سے جلا آیا۔ اور کئی بھاری توپیں جو سپاہ مغلیہ سے چوٹ گئی
 ہتھیں وہ اپنے ساتھ پہلو اڑی کو لے گیا۔ اور ہر عالی جاہ نے شہر کو

وایسے ہی کی اطلاع دیکر بلا لیا۔ خراج الدولہ اس سے پیشتر پہنچ چکے تھے۔ عالی جاہ نے نصرت راستے طے کیا ہوا کاشاں کو شام ہو گئی۔ انگریزی نوجوین سے ایک کھنڈان سے دو تین کہنی کے، نکلا جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ اودھر کھڑا ہے چونکہ انگریزوں کو اس سے محنت عداوت تھی ایک بارشہ ماری جس سے لوگ بچے رہ گئے تھے۔ اس جہاز کو دیکھ کر ہلکا سکلے۔ دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے، بادے کی خبر سنہور ہوئی۔ لیکن ظہور میں نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اڑ چکی کہ وزیر کے ذیل نکل آیا ہو۔ اور معین کہتے تھے کہ اس ڈرائیمن وزیر کے کوئی نکی بھی مکی سہرت ذیل کے نام سے کردی۔ شغابی کے بعد وزیر نے مہار عظم آباد کے جنوبی طرف دریائے پین پٹ کے پاس کھپ قائم کیا۔ ہر روز تانہ خبریں اور اگر قی نہیں کہی یہ خبر سنہور ہوتی کہ یہ جعفر قاضی کے مورچہ کی طرف یورپ ہو گئی کہی سہر کے مغربی طرف سے دہاوا جوسے کے جہاز و قی تھی اور دوسرے جہازوں کے جہاز ہر اس نے قاضی کے مطابق شہر مورچہ بن گشت کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی میں محصور ہونے سے بال بال بچ جانا۔

ایک روز انگریزوں کے چند انسریع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا لوکر تھا۔ لیکن اس سے علحدہ ہوا انگریزوں سے متفق ہو گیا ہوا اپنے حصار سے ٹھکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گھومتی تھی اور چند ہرے تنکوں کے بھی سمراہ تھے۔ وزیر اس وقت نہایت حیریدہ ہوا تھا۔ یہ ہے کہ ساتھ جنگل میں بھر رہے تھے۔ انگریزوں کی جماعت کا ظہور سے مقابلہ ہو گیا۔

دوڑائی ہوئے لگی۔ گویا ان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے۔ جب یہ دونوں جماعتیں کسی لہر میں ہوئیں تو مہدی علی خان نے وزیر کو ہر گز میر کا رنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شہزادہ الدولہ ہے اس نے بہت مہلت سے وہ سری فوج طلب کی۔ اور آپ وزیر سے ملنا دیکر تار مارا۔ جب نئی فوج حصا سین سے نکل تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر میں جبر پہنچائی کہ وزیر انگریزوں کے جنگل میں پھنسا چاہتے ہیں اور وزیر نے اپنی گرفتاری کے خوف سے اس جنگل سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت داناتی سے واپس ہو کر اس گرفتاری سے بچ گئے۔ لیکن جب خبر لشکر میں گئی۔ عجیب انقلاب برپا ہوا۔ عالی جاہ اپنے وقتوں اور کل قلعے وزیر کے حصار کے حاضر ہو سکے قلعہ مذکور کو جاہم تھا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزوں سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکس میں جا کر ہوائی ڈالنا

اس اثنا میں بادشاہ اور وزیر نے انگریزوں کے ساتھ صلح کی گفتگو شروع کی۔ انگریزوں کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور محرو کو حوالہ کریں۔ اور وزیر کہ اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت صوبہ بہار جدا ہو جائے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔ اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ لڑا اور آخر ہاجن میں سخت الدولہ، جاوہی لٹری اور تمام لشکر لیکر بکس میں جا کر یہ مقام پہنچا۔ وہ مقام کے معنی دریا کے کنارے غازی پور کے مقابل واقع ہے اور غازی پور راجہ خاں کے تحت کین تھا۔ یہ باخراج گذر تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلئے وزیر نے بیٹے کو کہہ کر کہا مصلحت نہ سمجھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھ کرنا ہو گا کیا جا سکے اور عیال، ناں رخت ہو کر روہیلکھنڈ چلا گیا۔ حافظ وقت خان نے حیدر کوٹ آنے کی حکمت اس کے وزیرین و اہل آئے براعظم کا۔ علامہ حسین موکف سیل لٹا خرن اور اس کا باب سید ہدایت علی یہ دونوں وزیر کے مشکین مقیم تھے۔ جو کہ لے۔ اور بعض انگریزوں خصوصاً ڈاکٹر فلرین سے اول بہن ہی دوستی تھی مستر ڈاکٹر نے کئی خط علامہ حسین کو بھیجے۔ اور انہیں سکھا کہ بادشاہ کو انگریزوں سے موافق کر دے۔ علامہ حسین نے باب سے کہا کہ یہ صورت ظہور میں آجائے تو انگریز بہت نمون ہونگے۔ وزیر کا حال معلوم ہوتا کہ ان کو فتح حاصل ہونا دوسرے اس صورت میں انگریزوں سے دوستی پیدا ہونا مصلحت کے مناسب۔ پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اسلئے شفق لکھوا دیجئے۔ سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور میں سلسلہ جو پڑا چونکہ بادشاہ بیب خود سری وزیر کے اوکے پاس ہنسنے سے رنجی تھی فوراً اسی ہوئے۔ ایک شفق اپنی ماہت سے لکھ کر دیا۔ اور اس میں یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شفق علامہ حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے۔ اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شفق پہنچے تو سمجھنا چاہئے کہ بیاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس بخیر سے بادشاہ کی غرض

لے کہ وہ آباد ہو نہیں سکے تھے۔ موکف مارا لار کی غلطی کو کہ اس نے لکھا کہ وزیر الہ آباد کو جتنے اور جتنے ڈاکٹر انگریزین بکس میں لے گئے ۱۷

یہ جی کدرا و شتاب رائے متوسط نہ ہو کیونکہ وہ وزیر کے منسلون اور بی بی ہمارے کے رفاہ میں
 تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شفقے کا مصنون کسی برہم گھر نہ کرے۔ یہ شفقہ
 حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھتے کہ اوس زمانے میں ڈاکٹر فرائز
 اور مہاجر کارنگ سبب لارڈ شکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی۔ جب غلام حسین بادشاہ
 کا شفقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے مہاجر کارنگ کو مطلع کر کے
 اوس سے محافظوں کے نام عظیم آباد میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے پہونچا۔ غلام حسین جب
 ڈاکٹر کے گھر پہونچا تو مہاجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
 کر دی کہ اس شفقے کا مصنون سادہ و رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
 منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قیامت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ میں جی تو اسے انعام میں کو سٹیشن
 کر دے گا لیکن میری رائے پر عمل ہونا ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز مہاجر کارنگ نے غلام حسین
 کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور کھلے دین میں غلام حسین اور ڈاکٹر نے باہمی جھگڑا
 خان سے ملاقات کی۔ اور شفقہ دیا اوستے شفقے کو سر پر رکھا کہ کہو لا اور تنہائی میں میر جعفر خان
 اور مہاجر صاحب نے سنا اور مصنون کو مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار میں
 نہیں بلکہ وزیر کے بس ہیں اس حالت میں تم اونکی ایلیجی گری نہیں کر سکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے
 اور سبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہ و رام کو طلب کر کے شفقے کے مصنون سے مطلع کر دیا۔
 اور اوس نے ادنیٰ نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس پہونچی۔ اور مہاجر نے غلام حسین کو حجت
 کر کے شفقے کے جواب میں عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مصنون پوچ پر نظر
 کر کے بادشاہی جا سو سونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہونچا دی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ہمارے اوکو مالک مشرقیہ پر
 منقبہ پائے ملک دیا جائے گا۔ عالی جاہ نے دیکھا کہ سبب قلت روپیہ و تقاضا کے وزیر کے ہر
 چہ نہیں اونکے حال سے کھانا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھ کو مرشد آباد کی
 جانب رحمت فرماتے تاکہ وہاں جا کر عمل و دخل انگریزی میں نفع امانی کروں۔ افضل اونکی فرمائش
 کم ہے نہایت خوش ہوئے۔ اور اوس طرح اپنے آپ کو وزیر کے زیر تحویل حاصل کر لیا۔

کروں جو کہ اس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہوا سلتے یہ کام آپ کے درمے متوسلون کی بنسبت میں اچھی طرح انجام دینگے۔ یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیکھا تھا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو جو آپ کے در دولت کے اور جاے پناہ کہاں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر ہو تو کیا معافیہ ہے۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھ حاضر رہنے میں کوئی عذر نہیں مگر زبردستی کا ضمانت نہیں۔ ان جہاں عالی جاہ کے عامل جاوین وہاں کیسے سزا دل بھی ہمارہ ہوں۔ جو حق پسند حضور میں ارسال کرتے ہیں۔ وزیر نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر سو فیصد اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالی جاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہے۔ اب وہ فکر کرنا چاہئے کہ اگر اسے سلطنت رہے وزیرین کو قوت مستغنیہ نہ ملتی مگر پھر بھی متاثر ہوئے ذرا یا ہم ادروگوں کو مقرر کرتے ہیں علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا۔ اور لہو و لعب میں مصروف ہوئے۔ اسلئے وہ کام فراکش ہو گیا علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا۔

عالی جاہ کے خاندان میں سلیمان کا وزیر سے مل جانا۔ اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بھولہ اور بی بی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے ساز و باز پیدا کر لیا تھا اور ایک ہارنگ لباس نمبر کے گوشہ نگریں کا یہاں نہ کیا عالی جاہ نے اس کے دیر سے یہ جا کر نئی پوشاک پہنائی۔ لیکن اس بخش بوقت اور بے سبب کا کتب تک علاج ہو سکتا تھا۔ اکثر اچھا ہے بخش پیدا کرتا رہتا تھا۔ اور عالی جاہ اسکی حرکات سے بد مزہ ہو کر اپنے دربار میں اسکی شہیت کیا کرتا تھا۔ اور کہتا کہ فلان روز جو بی بی بہادر کے سر پہنچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہاں تھا شاید میر سلیمان نے اس کو دیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تجھ لدا ر تھا۔ فلان اگلوئی فلان شخص کے ساتھ میں تھی۔ ایسی ایسی باتیں میر سلیمان تک پہنچیں اور اسکو عالی جاہ کی طرف سے کہہ دیت

جڑستی تھی۔ یہاں تک کہ ایک رور عالی جاہ کے لکارتے، اوہہ کر مرزا پہلو اور علی بیگ نان
 نسفی ملازم وزیر کے پاس جا کر بٹھ گیا۔ اس واقعہ سے باب خجہ، وزیر کے بعد وزیر نے عاصیہ سے
 اس رزمیہ کا تقاضا کر لیا۔ عالی جاہ نے ملگستی کا عدریا اور لکارتے عالی جاہ، وزیر کی
 ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا۔ علی براہیم خان اس کو منع کرتا تھا۔ اور میرا تو عینہ جو عالی جاہ کے
 لو کر اور علی الدولہ کے حیر طلب تھی ان باتوں کو وزیر کے گوش گزار کر کے اونکی طبیعت جلد جو کو
 بٹھ کاتے تھے۔ آخر کار وزیر نے کہنا بھیجا کہ بادشاہ اب سے تقابلے سوہ بخالہ وجہ طلب کرتے
 ہیں اور میرمصل لوگ مقرر کرتے ہیں۔ اب جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی براہیم خان کو سوال و
 جواب کے لئے وزیر کے پاس بھیجا۔ اس نے وزیر کی حدت میں پہنچ کر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید
 اعانت حاضر ہوا تھا۔ جو کچھ پیشتر تھا اس کے پہنچانے میں میں نہیں کیا اب تہیہ سب واد تقاضا
 بادشاہ بموجبی۔ جناب عالی میں بہا۔ کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرمائیں جو اس کے ذمے
 برآمد ہوگا۔ اس کے ادا کرنے میں قاصر نہ ہوگا۔ اور اگر محض ہمیں جب ہوا اسیدوار شہنشاہ ہے۔
 وزیر نے آکر رہ ہو کر جواب دیا کہ مجھے کیا عرض تم جانو اور بادشاہ جانیں۔ یہی بہادریوں ہوتا ہی
 ہم کل سٹار لو جاتے ہیں۔ بادشاہ کو احتیاط حاصل ہی جو جان کرین اس نے یہ جواب مانجا کہ
 بھیجا دیا۔ اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر دوبہ آئے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہئے۔
 نہیں تو نمان خود تھا جا کر کہا چاہئے کہ ہم آپ کی توقع ضمانت پر آئیں جو کچھ چاہئے سمجھئے۔

عالی جاہ کا پوشاک امیری اختیار کر لیا فقیری پہنا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض یوقوت مصاحبوں کی صلاح کے لئے سہیے سمجھے دوسرے رور ۱۰ بجے
 شہلاہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور سند پر پہنا۔ وزیر کے صحن تہہ میں بولیا بھیجا کر بیٹھا۔
 اور اسکو میں مصاحب جو ہم سے بالعل عاری تھے گہرا فقیرانہ لباس زیب تن کر۔ اس کو ساتھ
 ہوئے۔ جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کہ یہ نیک عالی جاہ کی فقیرانہ اونکی طاقت میں
 بددیانتی کا موجب ہوا اس لئے ان کو کچھ بوم عرفہ کو دیکھی اور عذر خواہی کے لئے علی باب خان کو
 اپنی طرف سے یہ راہی مان لواب بیگم کی طرف سے ہر صفر خجہ کی بی بی اور برنان الملک کی بی بی

تھی بھی اوس نے پہنچ کر رگین ملاست اور شیریں عدرات دونوں کی طرف سے کئے عالیجاہ کو
 بات حیات کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو ملایا۔ علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
 لباس نہ کیا تھا۔ مگر مدگو یوں کے خیال سے ایک حقیر سی بگڑی سر پر باندھ کر اس کی سطح کے کپڑے
 پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو لو اب وزیر نے بلایا ہے علی ابراہیم خان
 اسی حالت سے علی بیگ خاں کے ہمراہ ویر کی خدمت میں روانہ ہوا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اس
 لباس سے ویر کی پاس جاؤ گے اوس نے خواب دیا کہ جب آفا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
 لباس کے کھلے گی کیا صورت ہے۔ اور اوس طرح علی بیگ خان کے ہمراہ ویر کی خدمت میں
 پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تفریباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے
 سابق سے معدت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوس کو ہم سے ظاہر کر دیا۔ اوس کی تدریس
 معدت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے سمجھے بدنام کرنا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور
 پاس بامید غیبتا اپنا خانہ امید سمجھ کر آئے ہیں۔ جب بادشاہی بیگام سے حضور نے اس کا
 جو نہ بجز حضور کے کوئی آئے امن نہ تھی۔ اور حضور نے اوس میں کد کی ماباد دنیا سے ماہتہ
 ادبھایا وزیر نے سنی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خاں سے گفتگو کرو وہ دونوں علی
 ایک مقام میں بیٹھ کر اپنے اپنے آفا کی طرف داری اور بیکانی کے باب میں پیروی کرنے لگے
 سنی بہادر جاگتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنا بت بچو۔ اور علی ابراہیم خان
 راہنی ہو کر بچال استغما اپنے آفا کی ترک نیوی میان کرتا تھا۔ بعد ہتھوڑی دیر کے وزیر نے
 دریافت کیا کہ کیسے ہوا سنی بہادر نے کہا کہ دونوں طرف گفتگو سخت ہے۔ وزیر نے علی ابراہیم
 کو اپنے حق کے نیے میں مل کر جو کچھ معلوم کر رہا تھا دریافت کیا۔ اور جو کچھ کہ سنی بہادر اور علی ابراہیم
 خان میں سوال و جواب ہوئے تھے سننے کے بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے عالی جاہ نے
 اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
 لاچار ہے یہ امر پسند ہوا ہے۔ اب جو کچھ مناسب ہو آب بدو بہت فرمائے۔ وزیر نے کہا ہم
 جو فی سمجھ گئے تم جا کر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہیں۔ علی ابراہیم خان نے یہاں سے
 جا کر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کئے۔ اور کہا کہ وزیر الما لک بھی آتے ہیں۔ ابھی یہ گفتگو
 ختم ہوئے پائی تھی کہ وزیر بھی پہنچ گئے۔ اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
 درویشی کو دور فرمائے۔ اور لباس زور و رمزہ مثل سابق کے پہنئے۔ عالی جاہ نے منظور فرمایا
 اور وزیر کی بات کو قبول نہ کی۔

وزیر کے اشارے سے شمر و نکلحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمر نے اپنی بلشٹون کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تخواہ کے لئے مایجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہاں سکد راج کہاں تھا اشرافیان اندر سے نکلوا کر دلاؤں اس ماجرے کے بعد مایجاہ نے شمر کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی لو کر کہتے کا مقدمہ نہیں ہو۔ سپاہیان بلشٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کیے تو بلشٹن اور حتمائی بندھن خاندانی میں داخل کر دو صرف دو بلشٹین رکھ لے جو کچھ یہ نکلحرام وزیر سے مل گیا تھا جواب دیا کہ اب تو میں اور بندھن میں اسکی بین جس کے پاس ہیں اور ہاتھ تو پختانہ اور بلشٹین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جہنوں نے اسکو ذکر کر کہ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو یہ فرانسیسیوں کی سپاہ میں ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہاں فوج کا مہر دار بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موشی لاک ڈائیس جب پہلے عالی جاہ کا ذکر کرتا تھا۔ اور بعد برطانی کے وزیر کا ذکر ہوا تھا علی براہیم خان بہت دوستی رکھتا تھا پانچ جہا آدمی اپنے ہتھوم ہمراہ لیکر علی براہیم خان کے پاس گیا۔ اسکا کدل شجاع اور دل کی فوج عالی جاہ کی گرفتاری کوئے گی۔ خدا جانے اسوقت کی کو اور دیگر میں کس پر کیا گذرے۔ اسنے میں یہ آدمی تہا رسی حفاظت کے لئے مقرر کرنا ہوں۔ انکی وجہ سے کوئی تھے معترض نہ ہو سکے گا علی براہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر محکمہ نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ ملازمین مبتلا ہو گا تو مبتلا بھی کسی کی حفاظت نہیں چاہتا۔ دوسرے روز پھر میں چڑھے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالی جاہ کے خیموں کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دہارہ موشی لاک اپنی فوج سے طلوع ہو کر علی براہیم خان کے پاس آیا اور کل اہلی باتوں کا اعادہ کیا۔ اسنے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیموں کو گہر کر حرم اور دو سرے کا رختاؤں پر بند و بست قائم کر لیا۔ جو سرور کہ اس کام پر مامور ہوا تھا وہ عالی جاہ کے خیمے میں گیا۔ اور اسکو باحق ہر سوار کرا کے خود خواہی میں بیٹھ کر اپنے لشکر میں لگیا اسکا ایک خاص مقام میں قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن میں وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے دیر سے پر آئے۔ اور اسکو حراست میں لے لیا۔ علی ابراہیم خان ان وفوں سخت علیل تھا۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلیٰ ارکان وزیر سے مل گئے تھے۔ مگر حافظ اسرافان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہو کر وزیر کے نوکروں کی حوالات میں تھے علی ابراہیم خان کے ایک دست نے اس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو۔ اس نے تھوٹا سا مصنوعی اپنے حال کا وزیر کی خدمت میں لکھ دیا اور اس وقت وزیر مجلس راہ میں تھے۔ حرم سرے وزیر کی محافظ جو عورتیں تھیں وہ اس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تھیں جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی جان کیلے دیوڑ لیکر گیا تھا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب بنا دیا تھا اور عورتوں نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئیں۔ اور عرصی وزیر کو پہونچا دی۔ خواجہ سر نے وزیر کی طرف سے آکر سواروں کو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہیں اور وہی نہ کریں۔ اور عرصی پر لکھا آپ سے قریب نہیں چننا اور آپ سے دریافت کرنا نہیں بھیجیں۔ دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور تھا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمہیں وزیر طلب کرتے ہیں۔ علی ابراہیم خان کمرہ اور دشار سے بالکی میں سوار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا۔ سواران ہمارے کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اس کی بالکی میں عالی جاہ کی جانب لیجائے۔ اور کبھی کسی اور طرف۔ جب عورتیں مرتبہ ایسی حرکت ہوتی۔ خان مجبور تھے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیج کر کہلا یا کہ ناحق سواران ہمارے حق کرتے ہیں۔ جہاں جھک ہو پہونچا دیں۔ اس نے ایک آدمی بھیج کر سواروں کو بتا دیا کہ خان صاحب کو چارے پاس لے آئیں۔ وہ سواران کو برا بھلا کہتا رہا۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے پاس دیا اور ان سے کہیں جہاں بھیجے۔ بیشہ مرزا مانی کا کتبہ تھا لے گیا۔ اور وہاں سے وزیر کے حضور میں لے گئے۔ اور وقت سپہ سالار خواجہ سراج الدولہ قلی خان عالی جاہ اور حافظ اسرافان منشی وغیرہ علی جاہ وزیر کے سامنے کھڑے تھے۔ علی ابراہیم خان نے حضور میں جھک کر بے شرفی نذر کیا اور اجازت مانگا۔ پھر وہاں سے قلی خان اور یانوت خان ناظر بھی جو خان کو کوٹ لیکر گئے تھے۔ وزیر کسان

رنوت سے سیر راہ تھے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کون صاحب بیٹے قیاسم
 خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ حوا سے بے یقینی پڑی کی لڑائی کے دور غمرو سے کہ کہ بہت
 بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے بچے وہ ہم پر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اس
 صدمہ میں افسوس کہ اوس کے واسطے اپنے یہ تکلیف گوارا کی چیز اللہ کے سے اوسکی مسدستی کے لئے اور
 قدر بخیر کیا اور وہ آپ کے حق میں ایسا بخیر نہ کرے وزیر نے آشفہ ہو کر کہا کیا میں دروغ گو ہوں مگر وہ کو
 طلب کر کے مقابلہ کرادوں۔ علی ابراہیم خان نے آرزو نہ کر رہیں کیا کہ بیسے اپنی مخبری میں
 کی ہے۔ اب کو چھوٹا نہیں بتا تا ہوں اور حوا نے مگر کے مسالہ کو دیا اس وقت میں مایہ جاہ کا وہ
 مرتبہ نہیں رہا اب سفر کیا ایک خدمتگار بھی مقلدے کو تیار ہو گا وزیر نے جمل ہو کر کھانہ لدا رہی کیا
 کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بی بی بطن تھا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ بہتر
 دربار میں میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری ایانت نابینہ تھی مخالفت کرتے تھے افسوس میں جانتی
 کہ تم جیسے نیک حلال چیز خواہ سے کون بطن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ میں نے اوسکی
 خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے بھگنے وقت اختلاف رہے تھا اور
 رفقا کہتے تھے کہ مرہٹوں کے پانچ اسدے کے لئے جانا چاہیے اور بدہ حصول کی طرف اسے کو
 اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر میں آپ کے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی حاسے امن و پناہ عالی جاہ
 کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے۔ حرم سر کی جانب
 چلے گئے۔ مقربین نے دروازہ تک شایع کر کے سلام گزارا کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان
 کی طرف اشارہ کر کے کہہ لیا کہ مقربین سے کہا ہے شجاع قلی خان و بیڑ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
 مکتب میں لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہیں کہ تھیں اپنا مصاحب بنائیں اور حکم
 دیا ہے کہ آپ کا مال اسباب کو کچھ جاتا رہا وہ حاسوں تلاش کر کے آپس لائیں۔ حوا خواہ سب
 مال اسباب آگیا۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانہ خانے کے پاس بھارے لئے
 ڈیڑھ کھڑا کیا جائے۔ اور وزیر نے فرمایا ہے کہ تم عالیجاہ کے گھر کے عہد ہوا اور اس کے راز دار ہو جن
 رفقا سے عالی جاہ کی حیات کا مال بنائیں گے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن عتھاری اور
 عالی جاہ کی امانت کا حال تنگ نہیں کہلا وزیر کہتے ہیں کہ عالیجاہ سے چالیس ہزار اسدے فرما

تھوڑے حوالے کی بہنیں۔ اگر بات و امی ہو تو جس کے پاس تھیں رکھدی ہیں اوس کا حال بتاؤ
 اور ان لوگوں نے کہا کہ ان اشرفیوں کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی تمہیں زیادہ ہوگی
 علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتنا کیسی باتیں نہ سے سے دریافت بہنیں کی بہنیں انکے
 آپ دریافت کیا جاتے ہیں جو غیب محکم معلوم ہو عرض کرونگا اور لوگوں نے شبنو شکر ہر کار سے کو
 ۵ سیکڑوں کا حوزن کر لیا تھا اور سفر کی موخہ کا بال ہوا تھا اور اس اشرفیوں کا حال بھی
 اوسنی بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کھڑا کیا۔ علی ابراہیم خان
 نے جواب دیا تھا کہ لوگوں کو اشرفیوں کے ملنے کی اس بندھتی تھی۔ اور جا کر شجاع الدولہ سے عرض
 کرا دیا تھا کہ اشرفیوں کے حصول کی امید ہوتی ہے جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
 کہا شروع کیا کہ آپ ارفا نے سے جو ارفا نے تک سفیر و جس منور کے بہرہ کے سپرد تھا لاکھوں
 اشرفیان اوس کو حوالے ہوئی بہنیں مگر وہ سرکار میں بہنیں نہیں۔ لوگ شبنو شکر کی طرف متوجہ ہوئے
 اوسنی انکار کر کے کہا کہ میں بے اسلہ ہوں۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو محمد
 اور میں ہوں۔ یہ اسلہ ہوا ایک کینو، یہ اعتبار آدمی کے کہہ کر اعتماد کیا ہے یہی بہادر اس بات
 کو کہ کمر چلے کے دروازہ پر گیا۔ اور سب معیت وزیر کو کھلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرا یا کہ جو شخص
 جواب دینا۔ ارام سے اور وہ سرکل کی نادانی ثابت کر دی اوس سے معارضہ کرانا بجز مذمت اور
 شتم و تہمت کے کوئی طریقہ نہ ہوگا۔ پیر نے علی ابراہیم خان کی معاونت کے لئے حکم صادر کیا اوس
 شجاع تکی سے کہا کہ اس بارہ آدمی شکست حال میرے ہمراہ ہیں اور دیوان خانے کے بروس
 آرام نہیں لیتا اگر نہایت کہے آپ یہی جہاونی بن جگہ میں نہ ہوتے تو مستحکم قلی خان نے ہر سرگے
 دروازہ جاکر اسکی ہمتی اجالت جس کی اور اسنے ہمراہ لجا کر تھپایا اور ہایت حاکم کرنا رہا۔ ڈیڑھ گھنٹہ
 تک کہ زخمہ رہا نہ تھی دقیقہ و مجوز کا باقی چھوڑا۔ علیجاہ کا مال جہانگ عورتوں اور خواجہ سرا لای غیہ
 ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی منبٹ میں آیا المیتہ کی قید جو اسرات میں بہتا جو اس ساتھ
 شجاع اسے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک میں بھیج دیا تھا وہ منبٹ سے محفوظ رہا۔
 اس منبٹ میں دیر نہ رہی حروت اور اسانیت کو نہ برتا۔ اگر میر فاسم کی کہیں ایک کڑی
 بھی معلوم ہوتی تو نہ لیتے۔ اگرچہ وزیر نے وفاداری بہت استوار ہی اہل ایمان بہ خود اسکی

ساتھ نہیں کی مگر یہ اونکی پرے دسجے کی فرت اور موت تھی کہ ہر چند انگریزوں نے بار بار باہر
اولے یہ درخواست کی کہ تیر قاسم کو اونکی حواسے کر بن۔ مگر وہ نہیں نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے
ساتھ نہیں کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوتا

اور واپس آتا

جبکہ عالیجاہ اسیر جاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور میں رسوخ چل کہا۔ اور
شجاع الدولہ کے مقرروں نے ذیلہ سے عرصن کو لایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کیدان اور ساہل و مانج
قلعہ دار میرے متوسلین ہیں اور دنیا حال وغیرہ سب مجھ کو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کر کے اس قلعہ
پر وزیر کا قبضہ کرادوں وزیر تو ایسی باتوں کی خواہش اور تجویز جتنے ہی میر سلیمان برہنہ مہربانی کر کے
اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسہلم اور ساہل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار
لکھوادے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ اور ہر مہر منزونے جو
انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط علامت میں مولف سیلتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ پہنچا
کہ معصوم یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ میں آجائے تو آپ کی مزید دوستی کا موجب مقتضی ہو
علامت میں ساہل کے ساتھ پہلے سے احسان کر چکا تھا اور ساہل کے اقربا علامت میں کی جاگیر کے
قریب بہتے تھے۔ علامت میں نے یہ راز ساہل سے کہا اور اس کو سمجھا یا کہ انگریزوں کا پلہ جاری ہی
بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا جہلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزوں کے ہاں نہ رہے تاکہ تمہارے اور تمہاری
اولاد کے حق میں بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ علامت میں کی بات کی تہ کو پہونچکہ علامت میں کی
گفتگو اور میر سلیمان کی عرصن کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو جیلے میں رکھ کر علامت میں کو جواب بھیجا کہ
کسی انگریزی فوج کے مع فوج جلد بگالو۔ اور اپنے مطالب ایک کا غنیمت لکھ کر بھیجے گا میر انگریزوں
اٹھتیاں کے لئے دستخط کرادو۔ علامت میں نے ڈاکٹر اور میر منزو کو لکھ کر انگریزی فوج کو اس کی رسی
مشکالی۔ اور ساہل کی اور اپنے مطالب کی فرو پر خط بھی کرا سکا ہے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزوں کے
قبضہ میں آ گیا۔ میر سلیمان انگریزی فوج کے پہونچنے کی خبر سکر وزیر کے لشکر کو لائے گیا۔ اور شجاع الدولہ
سے علامت میں کی بڑائی بیان کی۔

مہجر منز و کا بس من سہاج الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور اور وزیر کی فوج میں شکست پانا

مہجر کا رنگ کی جگہ مہجر منز و آیا جو سب سے پہلے بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہونے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہئے۔ وزیر کے ہاں کثرت غفلت سے چلتی تھی کہ کچھ فکرمبرا خاتم حرب و جنگ اور ملاحظہ تو بخاند کی نہ تھی۔ مذکور کی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگلیزوں کے انتظام کی خبر نہ تھی جو خبر کہلنا۔ کہو تروٹا تا ہی معمول تھا گویا اپنے ملک میں باطمینان سیر و شکار کو آتے تھے۔ البتہ استدعا کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑے دریا کے لگا لگا تیار کر لیتے اور اوس کی پناہ میں لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵۔ ستمبر کو انگلیزی لشکروں کو حکم تھا کہ وہ اپنی جھانڈیوں سے وزیر سے جنگ کے لئے چلین بھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریا کے سون کے کنارہ پر انگلیزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہیں۔ ایک طرف مہجر چین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف مہجر منز و خود آیا شہاج الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کی طرف سے برگندہ تھا وغیرہ مقامات شاہ آبا کا حال تھا انگلیزوں کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگلیزی فوجیں ادھر پہنچیں تو اس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہاں انگلیزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک ٹوپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگلیزی کے ہٹانے کو بھیجی تھی واپس طلب کی مہجر منز و برسات کی وجہ سے کچھ اور دلدل بکثرت تھی اٹنا سے راہ میں بعض جگہ دلدل میں وہ ٹوپ اسی جگہ لگی کہ ٹکنا و نثار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر میں واپس لاتے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگلیزی لشکر دریا کے پار اور قراولی شہاج الدولہ کا بس من بٹا ہوا تھا مہجر منز و نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر کو ۱۷۵۷ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جیل کے کنارے پر انگلیز خیمہ زن ہوا وہ جیل دو لانڈ کروٹ کے درمیان میں واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگلیزی لشکر کے حملہ کرنے کی خبری تھی انگلیزوں نے حاسبوں کو شہاج الدولہ کے لشکر میں بھیجا کہ جا کر قیرلا بن۔ مگر جب وہ آدھی رات

راس نہ گئی تو میر صاحب کو یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے نیچے میں گرفتار ہو گئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن
 صبح کو ٹھہرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف
 کے مارے مسدقات حاذق و خزانہ کو دور بھیج دیا۔ تو پچانہ حلا تھا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریاں راجہ
 ہی کے اندر ہیں۔ اسپر میر صاحب نے کہا کہ اب ہلکے حملہ کرنے کی ضرورت دشمنوں سپر نہیں ہو وہ خود ہی حم
 کرنے آتے ہیں اس کا یہ خیال غلط نہیں تھا کہ وزیر اپنی جد کو چھوڑ کر لڑائی کے ارادہ سے موچون سے باہر
 نکلے مو شیر لاک اور ستمو آٹھ ٹوپ ولایتی اور آٹھ ٹپن تلگو کے ساتھ انگریزوں کے مقابل بھیجے گئے
 اونکی اسٹیت پر توجہ قلی خان سے چہ سات ہزار سپاہ و سوار کی معین ہوا۔ اور خود وزیر فرخ معنیہ کے ساتھ
 دست راست پر بھیجے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر وریاے گنگا کے کنارے کھنڈوں کے
 متصل قایم ہوا توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے
 مع فوج معنیہ کے دباؤ کیا۔ ورائی اور محل پر نہرو کے ساتھیوں پر ٹپڑے۔ اسکی سپر اور لشکر کا
 کو جو بقتل و غارت کیا ستمو اور مو شیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہو گئی بجز مرہ و ہوت
 جیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دباؤ نہیں کر سکتا تھا اس نے تھوڑی فوج گنگا کی طرف
 روانہ کی جسے بینی بہادر پر حملہ کیا تیخ علام قادر و غیو لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول ہو کھنڈوں کی
 آڑ میں چپے ہوئے تھے۔ انگریزی تلگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے سپر
 توڑیلو کی آڑ سے اون تلگوں نے بارہین مارنا شروع کیں شیخ علام قادر کو موت جبر ہوئی تو
 مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلگوں نے آگ برسانا شروع کی شیخ اوی بھی
 بقدر طاقت بند و فین چلانے لگے۔ جو نہ وقتاً بہر بارہین بڑے لگی بہین اونکا جواب بولرا پورا
 نہ دے سکے اون تلگوں کی آتشباری نے ان کا کام تمام کر دیا شیخ علام قادر اور بہت سی سپاہ کاہر آئی
 اور باقی بہاگ کھٹے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان کو کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ خاں مذکور نے
 جواب دیا کہ اگر تیر و درکار ہو جان تیار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اور سنی کہا
 لبم اللہ اور بیاہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے متنبے و حید الدین خان کے بیاہہ ہو کر پڑنا
 بینی بہادر کو جان دینا گواہوا میدان سے منہ پیرا میر و حید الدین خان نے بینی بہادر کی اس بے
 اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنی آفاک اس حالت میں دیکھ کر خود بھی گھوڑے پر سوار
 ہو کر راجہ کے پیچھے بہاگ نکلا۔

گریزاں برقتند ز آو. دنگا

حوار نقش گشت آگ سپاہ

جنان لشکر کشن و آن انجن برآگندگی یافت از جند تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عسپی کا مو شیر لاکا و شہر کے
عقبے ٹکڑے دونوں فوجوں کے درمیان میں حائل ہو جانا اسوجہ
وزیر کی فوج کے انتظام میں برہمی پڑ کر باوجود ظہو غلبہ کے

شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی ٹنگون اور تیخرا دون اور بی بہادر کی سپاہ کی مبد و قو کی آواز سنی
تو اسنے یہ خیال کیا کہ بی بہادر اور اسکی ساہیون نے جبارت کر کے دستہ نو پر حملہ کیا ہو۔ اگر اس نے
لڑائی فتح کرنی تو دیو کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اس نے اس خیال کو ایسا مضبوط
اپنے دہن جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت غفلت کے ساتھ شہر اور مو شیر لاکا عقبے سے
ٹکڑے کر گئے بڑا۔ رو برو دلدل بھی اوس سے گزرنا مشکل ہو گیا اس کے علاوہ انگریزوں کی طرف سے
اس نیدی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھنے کی مجال نہ تھی۔ اوس کے ساتھ چہ سات ہزار
آدمی تھے جن میں تو تھوڑے آدمیوں نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھ جانے سے شہر
اور مو شیر لاکا کی نوپ چلنے سے بند ہو گئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفوں کے درمیان میں حائل
ہو کا تھا اور ہر سے بھر منرو نے دہون اوڑا دے۔ شجاع قلی خان اور اس کے بہت تھوڑے
ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ گرا نگر نری فوج کی ہار ہون نے اوہین بجا دیا۔ ملک عدم کی
ماہ لی جو ہر اسی بجے وہ بہاگ نکلے۔ اور میدان میں جو لوگ کھڑے تھے اوہین بھی اپنا اضطراب
دکھا کر اپنی سہاری پر آمادہ کیا۔ اور بی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر میں داخل ہوئے
اور اب کسی کو تاب قیام نہ رہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکل۔ سٹون اور دراہون نے یہ
سراسیمگی دیکھی تو ملک حرامی سے لشکر وزیر کے لٹنے میں مصروف ہوئے تھوڑی ہی دیر وزیر اسید
لکاتے تھے۔ جب سہار ہون نے ترک فافت کی تو بھی میدان سے بہاگ نکلے۔ وزیر کا اور اسکی
لشکر کا تمام مال سباب انگریزوں کی ہاتھ لگا۔ آپس میں بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو بکے ہاتھ لگا وہ دبا
بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر ہر جنس سے سمور تھا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ کچھ تک حزب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فتح بہاگی اور وقت انگیزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اوہ کی تہویسی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی چنگی میدان جنگ سے دوئیں ہر ایک ندی تھی اور بہر کثرتو کابل اور ہونہ نے باہر ہاتھ پیلے اس سے کہ انگیزی وہاں پہنچیں اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس بلنگنی کے سب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نہ کرتے تو انگیزی فتح اس ندی سے پار اور کرادکی ماری سپاہ کو کرماناسہ بن ڈبو کر تیں تیں کر دیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ جو اسرات کے دو کرودد ویدہ تھا لیتی بہت لشکر دریا کی کچھ اور دلدل میں سینکڑوں لگو لگی بندو قتل و راہ عدم کے رہو ہوتے انگیزی نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر فرار پو پو کر آب مارنا شروع کئے۔ اور مذوق کی گولیوں کا پتہ برسا یا کچھ بہگورے گولے انگولیوں سے ہلاک ہوتے۔ جو گولوں کے ہلے پٹے اوس کے ہاتھ سے کام آئے۔ باقی ماندہ نہایت بھرتی سے بچ کر بھاگے۔ اور دریا پار دفرورون میں مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جابج نامی ناظم اوسکی جہالت پر نہایت فخر کرتا ہوا اور کہتا ہوا۔

نفاست بیچارہ اندازے خام	زور شور در کین بر آوردہ نام
بموجب خیانت تک پہنچدہ کار	کہ حسبی زمیں میدان کینے کار
شد سے فرہی حقت و سوز شاہ	خاندے ز انگیزی یک تن سپاہ
زاندہ نشہ خام آن شور و جنت	شود و از گون کار و بیاخت
بر آوردہ ناشن بخاک گشت	سپہا بدام ہلاک انگشت

نرائی جی قابل یا در کینو کے ہے۔ اوس میں انگیزی سپاہ میں آٹھ ہویا تاون گور سے اوپا پنجرار در سو شانہ تے لنگے اور نو سو اہل راہ سندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی ہو اور میں تو بہت نہیں شجاع الدولہ کے پاس لشکر اکثر ساٹھ ہزار آدمی تیار تھے میں اور مہمان نے اوس کا تعین بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار آدمی کم نہیں تھے۔ اس لشکر میں سے دو ہزار نے میدان کار زاندہ میں راہ عدم لی۔ اور سرداروں میں سیویان عیسیٰ اور مرتضیٰ اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبدالرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور بہت بہادر کی ٹانگ میں زخم شدید آیا اور بلنگنی کے سب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہیں۔ ۲۲ توپان انگیزی کے ہاتھ آئے انگیزی لشکر میں بھی جانوں کا بہت نقصان ہوا۔ ۲۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس بڑی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت گہ
 زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی میں انگریزوں نے لگیا۔ لواب کا مورچہ اس کے سپر تھا
 اس میں انگریزی لشکر کو بلایا تھا وزیر نے اپنے زمینوں کی کچھ خبر لی اور انکو میدان میں بیدست پا
 چھوڑ گئے اسوقت نصر مندو کی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ باخبر و جنگمواتر اور ان زمینوں کو جنتی رہے
 جن میں جان باقی تھی۔ اور انکو پانی پلایا۔ بہت کھلایا۔ ڈاکڑوں کو فرصت ملنی نہ تھی کہ وہ انگریزی
 زمین پر کہ زمینوں کی بھی بہرہم نہی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنوں نے زمینوں پر ٹانگے نہ لگا سکے۔ وزیر نے
 ریم متعلقہ کے آباد کی ماہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نیچے انگریزوں کے لئے پیدا ہوئے۔
 لواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو بہت ہوئے اور انگریزوں کا حکم
 ہندو سال میں سب پر غالب ہو گیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی سنہین اس مصرع سے کہلتی ہے
 در ہند امیر شد و فرنگی (مستلذ)

میر تقاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک نیا بیڑہ عالی جاہ کو میدان سے نکال لیا کہ لڑائی تو ہوتی ہے مگر
 کیا تھا اس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عا بجاہ کی رہائی کی خبر پکڑا اور اسکو
 پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایک ارب روپیہ موجود ہے
 میں نے یہ زمین آپ کے پاس اس خیال سے نہیں بھیجی کہ اسکا مال۔ وزیر خیرا کر رہے تھے یہ زمین اگر رہتا
 ہے۔ اور ان دنوں۔ عا بجاہ نے ہواب و ہاکہ تھاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہیں
 بروقت ضرورت طلب کر لیا۔ اتفاق سے اسی شب کو وہ سنبھلی کہ شکست کے وقت عا بجاہ اپنی
 فریادیں سننے لگا تھا۔ اور گرا ہوا بنارس سے چہرہ مات کوں پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزوں کی پناہ میں داخل ہوجانا اور انکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

یہی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ بچانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہاں
 بادشاہ پہنچے۔ یہاں سے تھے سفینہ تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے اخیر سے بادشاہ کو انہوں میں دم تھا

سلطنت کے بعد بادشاہ نے ایک ستھ بھجمنز کو اس فتح و ظفر کی ثبوت میں بھیجا۔ اور بیان کیا کہ میں اپنی
 وزیر کے ماتھے میں قید ہوں مجھ پر اس قید سے اب ہٹا دے اور میری حمایت و استقامت میں کوشش کیجئے اگرچہ
 میں وزیر کو ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس کو بھاگ گیا تھا۔ مگر میں نے یہ انت
 دیکھی تو صبح لشکر کے دربار کو اوڑھ لیا۔ انگریزی سامان اس میں لایا۔ تاکہ اس سے یہی کہہ دوں جو
 کرے اور زمینوں کی خدمت اور چارہ سازی کریں۔ اب بھجمنز نے ماتے کو باغ کو چلا۔ بادشاہ بھی اپنے
 پہرے چوکی سمیت اس طرف چلے آئے تھے۔ اور انگریزی سلطنت اس وقت بہت بڑھ چکا تھا۔ جب بھی
 بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے میرالدولہ کے مشورے سے انگریزوں کو طلب کیا۔ انگریز بھی اعلان
 ملنا چاہتے تھے۔ بھجمنز وہ بہت جلد ان کے سامنے پیش ہوا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ آپ میری
 حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض میں سلع الدولہ کی تمام ریاست دیے لیجئے۔ باوجود کہ وہی جیسے وہ
 مانگ لیجئے۔ بھجمنز نے اپنے اعلیٰ افسروں کو اس بات میں صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست
 کی نسبت کہا کہ جب تک کوئی حکایت کا حکم نہ آئے میں منظور نہیں کر سکتا۔ بھجمنز نے بادشاہ کی دعا
 کے مطابق مقام ہارس سے کوسوں کی مسافت پر ۲۲ نومبر ۱۷۷۷ء کو یورپ کی کہ بادشاہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ملک
 رکھنا ہی تو مجھ کو اسپر فائین کر دو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری
 حفاظت انگریز کرتے ہیں۔ اور اوس کا حرج میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھ پر حملہ کرے گا تو میں
 ایسی موافقت ملک کے ساتھ کروں گا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچاؤں گا
 اور انگریزوں کو زیادہ مدد طلب نہ کروں گا۔ اور میں اوس انگریزی فوج کی خواہش آمدنی ملک سے سالانہ دو لاکھ
 جو کہ وہ طلب کریں گے۔ اگر انگریز مخالفت اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرے تو میں دہلی چلا جاؤں گا
 اس واسطے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں بھریے شخص کے قبضے میں گرفتار ہوں۔ میں نے مجھے اس قدر وقت اور
 تکلیف دی میرا کوئی دوست متروک انگریزوں کے نہیں ہے۔ اور اوس کی سابق مراعات کی نسبت میں ہمیشہ
 اوس کا خاصا اور ادب کروں گا اب اوس کا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہوں جس میں دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔
 اور میں اوس قدر پر اسی ہو گا جس قدر مجھ کو پختی دینگے۔ روپے جو ویرنا لالہ کے ہمیشہ سے دشمن ہیں
 وہ تمام میرے دوست ہیں۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تھیں

نیز مدد اور وفاداری انگریزی کہنی کے جسے ہم کو تکلیف سے رہا کیا ہے اور بنا سے سلطنت ضلالت کو

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کریں
نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورے کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی قومین تباری کا حکم دیا اس خیال سے
کہ مبادا روہیلے اوکو غافل پا کر تباہ کر دیں۔ حافظ رحمت خان نے غایت خان کو نواب شجاع الدولہ
کے پاس بھیجا اور آپس میں ہونے والی صحبت میں جا کر اوکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا
اور سب کی کمزریں کہلوائیں۔ یہ دونوں جڑے سے عسکرانہی جھگڑا کر جڑے ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت
نے خلع الدولہ سے کہا کہ آپ کا بیان رہنما سب بہن ترجیح سے اوکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر
یہ ہے کہ آپ یہاں سے فرخ آباد کو طرف شریف لے چلیں میں بھی آپکے ساتھ چلتا ہوں۔ اتنی بھر مجھے
تعجب ہو کہ آثار الامرا میں یہ کیوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے کاسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت
کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اوکو طرے سے نفرت پہنچائی۔ اور یہ کچھ بال و تن کی پاس باقی تھا
اوسکے ہمیں لینے کی فکر کی۔ جام جہان نمایاں بیان کیا ہے کہ چونکہ انگریزوں کی حلاوت کا تمام میں مشہور
ہو گیا تھا اس لئے روہیلوں نے وزیر کا دھوکا ہونا قبول نہ کیا۔ فرخ بخش میں مذکور ہے کہ شجاع الدولہ
نے سرداران روہیلہ کو بھی بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزوں سے جنگ کریں سب نے جواب
صاف دیا کہ انگریزوں سے بے نیسب لڑنا۔ جنگنا پیدا کرنا۔ اور فتنہ ڈالنا عہدہ کو چھٹا نا عقل کے
معاذ ہے۔ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا حافظ صاحب جو عالم و جبار اور مروت کے دریاغی شجاع الدولہ
کی خاطر سے فرخ آباد کو اُنکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہہ دیا تھا کہ
یہاں کسی سے امید رکھنا نہیں۔ فرخ آباد میں چل کر کچھ آب کی مرصی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا
نواب احمد خان بخش ہی نہایت عقل اور کار آزمودہ ہے اگر یہ نواب صدر جنگ سے اور اوس کو صفائی
نہ ملتی اور آپکے ساتھ بھی حضور کو تاب نہیں ہے۔ لیکن جبکہ آیا وہاں چلیں گے تو یقین ہے کہ وہ آب کی
حلے کو غور سمجھیں گے۔ اور اچھی طرح مہانداری کریں گے۔ اور عہدہ سوارہ دن گے یکے بعد دیگرے
کہ خود بھی اسی سپاہ کے ساتھ شریک ہوں۔ اور عہدہ الملک و مان موجود ہیں وہ بھی شرکت کریں
تو عجیب نہیں۔ شجاع الدولہ نے اس مشورے کو لینہ کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ اور اپنی عیال
و اطہال کو اسنے چھوڑ دیا۔ کہ ہمراہ بی بی یں تھوڑے گئے۔ روہیلہ شیر جنگ کے آدمیوں کو ملنے
لوٹے کہوٹے اور دوق کر رہے رہے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد میں ان واقعات کو سن کر۔
صبر کرنے لگے۔ روہیلہ کو گزیرہ وغیرہ میں بچھا۔ کہ حافظ رحمت خان نے بڑی پیدہ

کے ساتھ تین ہزار روپوں کو لیکر آگئے سے کوچ کیا اور کچھ شجاع الدولہ روانہ ہوئے۔ اور دریائے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رخصت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے۔ اور انکو بخوبی سمجھا کر استقبال کولائے۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا بل تیار کر کے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کوائے۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی۔ اور بہت دجوبی کی۔ تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملے کہ گئے۔ اور امیر احمد پھر سے اور باقی کھوڑا قواضی کیا۔ پھر دونوں ملکر عماد الملک کے پاس گئے۔ اوس کے پاس اسوقت ملک مال کچھ نہ تھا۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے بگڑی بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے ملک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک بیچ اور ضعیف بہانہ کر دیا۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آبادین نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے منور سے ہوئے۔ مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کسی نے رفاقت نہ کی اور شمر اور مویشیر لاک اور بہت بہادر اور امر اور کرنے بھی جو دنوں کے تک خفا رہی ملک حرامی کر کے ترک رفاقت کی شمر کا قہار ملک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹے۔ لیکن حافظ صاحب کی زحمتوں سے اوس کا ارادہ فاسد کار گر نہوا۔ تاریخ بند بلیکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بہادر بند بلیکھنڈ کی طرف چلا گیا تھا۔ جو نیکہ بیان نا اتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ قابو پا کر صاحب طاقت ہو گیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تخریب کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ ایسی۔ مہینہ رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ماہین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا۔ انگریزوں نے قبل اس واسطے کے تاجہ بلونت سنگھ زمیندار چنار کی شاہ راسے اندر سیدنا حسن بگڑامی کے وزیر سی دجوبی کر کے اپنا رفیق بنالیا تھا اوسکی تحریک سے بھرمنڈو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریائے گنگا کے کنارے بہا ہے پر بنایا ہے اس کو اس کے فاصلہ پر جذب روپہ واقع ہی فتح کرنا چاہا۔ شہیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈر ہو کر تھا لیکن اوس کے عہد ہی دلیر تھے۔ انہوں نے محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس بھیج کر چند روز زانیہابی رکھی۔ انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو حریف بھی کر یا تھا۔ مگر منہ و ستانی سپاہ کی مار سے

قلعہ ہاتھ نہ آیا۔ دوسری دفعہ بہر حملہ کیا تو گورے بہاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ مہاجر منرو نے
خیاگرہ کا محاصرہ اٹھایا۔ اور کچھ سپاہ یہاں چھوڑ کر باقی سپاہ ساتھ لیکر بنارس کی طرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر میں آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ ہو کر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزوں کی مرضی
کے موافق صلح پر راضی نہیں۔ شہر کا تو ملنا دشواری ہے۔ اور عالی جاہ ناگھ سے نکل گیا۔ شتاب رائے انگریزوں کا
بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی معتمد احسان تھا اس نے بینی بہادر کی خدمت کا اسی فیض جانی۔
مہاجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک قیامت کیا نہ شجاع الدولہ نے بھی بینی سپاہ کو بنارس سے
بلایا اور انگریزی لشکر کے قریب آئے۔ دونوں لشکرا یکے دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر یہاں اس
کہ کوئی لڑائی ہو مہاجر منرو نے پہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اسکی جگہ کا رنگ صاحب
مقرر ہوئے۔ مہاجر کارنگ کو راجہ شتاب رائے سے اتحاد تھا۔ شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ
صاحب سے ظاہر کیا اس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال حرام کے ساتھ لکھ کر شتاب رائے کے ذریعہ
اپنے پاس بلایا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانی سے سب سالار کو راضی رکھا اور سب قدر
معاملات کا حل عقد اسکی سپردگی میں آیا۔ کارنگ صاحب کہتا تھا کہ جو وقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد
یا بنارس میں رکھو گے اسوقت دمجھی سے دونوں صوبوں کے معاملات تمہارے سپرد کر دیں گی اور بینی
بہادر اسات میں حملہ کر کے وقت مٹاتا تھا یہاں تک کہ شجاع الدولہ لہار راؤ وغیرہ کے سہارے سے
کوئٹے کی طرف آئی بینی بہادر ایک فقیر کا معتمد تھا اس سے دریافت کیا کہ مجھ کو کیا چاہیے اس نے کہا
کہ انگریزوں کا آنا ہوا کا جو کچا تھا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا
شتاب رائے نے لہار راؤ اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر شکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ
سے ملنا ہو تو صاف کہہ دیجئے تاکہ میں انگریزوں سے کبھی ٹکرات نہ دوں۔ آپ جو بھی غلطی
جائے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہے۔ جس میں ہماری بد عہدی ہو وہ نہ سمجھتے جس سے یہ اتفاق ہوا
اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطنبی اس سے مخفی رکھی اور منہ خود ت۔ اور بعض
محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزوں کے لشکر سے دور ہو گیا۔ چند کینیاں لشکر کی
اوس کے ساتھ تھیں اوکو لیکر لکھنؤ کی طرف عازم ہوا۔ اور اپنے مستوفی کو لیکر لشکر وزیر کی طرف
بھاگے۔ لشکروں نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھ ہونے کی کثرت کی وجہ سے مجبور ہو کر

وہ وزیر کے لشکر میں جا پہنچی۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برافٹھیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہاں پہنچے تھے کہ غازی پور اور بنارس انگلینڈ نے لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کر لے اس انتظام کو کورٹ ڈائریکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے لا کر کوٹ لکھا کہ یہ انتظام ہماریسے اولیٰ احکام ہدایات کے خلاف ہے کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑا ہانا منظور نہیں ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گون پر بار خراج زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ چلے ہوگا۔ علاوہ اس یہ ضروری مقصور ہو کہ ملک زیر اباطر حکمرانوں کی راہ کے مقابلے میں قائم رہنا مناسب ہے لارڈ کلاؤ اور اسکی کمیشن نے بھی یہ رائے کورٹ ڈائریکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ کمپنی کی سلطنت کی حدیں معرہ ہو جائیں کہ اس سے آگے انگلینڈ سپر نہ کہیں۔ توسیع ملک میں سپاہ خراج زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہے۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑا کاڑھ تھا نہ سپاہیوں کا لڑنا اور ملک کو بڑا کرنا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور سرکار کو فوجی غنیمت ہو چلتی ہے اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اس وقت اس نے یہ امر اچھی سمجھ لیا کہ وہ میر قاسم اور شہر کو حوالے کریں۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کر لے کر لے یہ درخواست کی کہ وہ دونوں شخص کسی طرح سے قتل کر دے جاہل۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائریکٹرز کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہے جس کا منظور ہونا ناممکن ہے کہ جو شخص اپنے مہال کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا وہ بھلا انہیں قتل کیسے کرے گا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ شہر کے قتل کرانے پر جینیہ وزیر راہی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سرکار کی شکست کے بعد وزیر کو اپنی ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنی اہل و عیال اور دولت کو یہاں کہتے اسلئے بریلی بھیج دیا تھا۔ اور راجہ جینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگلیزوں کے پاس بھیج کر انہیں ہائل کر لیا کہ اپنے بیویاں دست کر کے پہر انگلیزوں سے جنگ کریں۔ شہر و اپنے میں سو فرائڈ تائیون اور کئی ہزار سپاہ تائیون کو لیکر پہلے ہی چل دیا تھا۔ جاؤن سی اپنی لاکری کی گفتگو کر رہا تھا انگلیزوں نے دو پلٹنیں پھر اسٹیپٹ کے ساتھ لکھنؤ کو روانہ کی تھیں۔ انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے تمام اطراف و چاروں طرف انتظام شروع کر دیا تھا۔ محمد اکبر خان کو قوال مقرر ہوا تھا۔ اور راجہ

شہنشاہی سب کاموں کا منتظم تھا۔ مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تھا بلکہ ہندوستان سے
 بہانہ لگایا تھا۔ اور انگریزوں کا ملازم ہو گیا تھا سر رورٹ پلیمبر صاحب کو اس نے وہ طرف قلعہ
 الہ آباد کی تہلادی کہ جہان پستہ۔ اس کا نہ تھا صاحب مدرس نے اس طرف توپیں لگا کر دیوار کو توڑ دیا
 اور علی میگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ چھوڑ کر دیا۔ اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس قلعہ
 کے فتح ہو جانے سے قلعہ چنار گڑھ کے محافظوں نے بھی قلعہ انگریزوں کے حوالہ کر دیا بعض انہیں سے
 ملازم بادشاہ ہو گئے۔ اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے۔

مرہٹوں کی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزوں سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عہد الملک کی صلح سے ملہار راؤ ملہار کوٹیس ہزار سوار کے ساتھ تیس ہزار پیہ
 رور پر حبس کیا کہ تنقیر الاخارین بیان کیا ہے بلایا۔ اور عہد السعدت میں لکھا ہے کہ ملہار راؤ کو تیس ہزار
 ہزار سواروں کے ساتھ مالوے سے بلایا اس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عہد الملک کے
 جند آدمیوں کو ساتھ لیکر تماشائیوں کی طرح ساتھ ہوا۔ شجاع الدولہ اور حافظ رحم خان اور عہد الملک
 گنگا کو غور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے۔ اس عرصے میں ملہار راؤ آہو پوٹا وزیر پناہ لیا
 اور مددگاروں کو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے۔ کرنل کارنگ نے یہ خبر پا کر کہ وزیر پناہ
 جہان آباد کی طرف ہیں اور مدد سے ملے گا بہت پر حلقہ کرنا چاہتے ہیں بہت جلد کو پکچ کیا۔ اور بہ
 صاحب سے لکھا۔ ۳۔ مئی ۱۸۱۷ء کو کوڑے کے قریب غنیمت سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزوں کے
 کے سامنے نہ ٹھہر سکے تو یوں نکلے چوتھے ہی کوڑے کی طرح اور گئے۔ عہد الملک پچا کر کیا کرتا۔ وزیر پناہ
 پاس کو پہنچا ہی مگر کبھی شکست کا ہول اس کے دل سے دور نہیں ہوا تھا۔ عرض مرہٹے تو محتار بار
 چلے گئے۔ حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم ہوا۔ گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوا کہ وہ
 رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دو آب تک گئے۔ اور آخر کار مادی کا رہا۔ مگر وہ
 تحریک منار حافظ رحمت خان کو شکست پہنچانے کا ہی۔ اور مالوے سے ثابت ہوا ہے کہ حافظ
 رحمت خان دریائے گنگا کے کنارے متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ ہی۔ اور مالوے سے
 مالوے پہنچا کر آب اپنی ریاست کو لوٹ گئے۔ لیکن فرخ بخش اور رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ ایک حافظ صاحب وہاں موجود ہو تو ان فرض شجاع الدولہ دوسری بار سکت کہا کر دریا سے
 جہاں کہ جوہر کے قلعہ کا پانی بن پناہ گزین ہو گئی۔ اور تمام کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افواج نے خیال کیا
 کہ ذریعہ قلعہ میں شخص ہو گئے ہوں۔ اور کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ اب دریا سے کیسے اتر سکتے ہیں۔ اور بغیر عورت
 لڑائی ممکن نہیں۔ آخر کار چار کے سینوں کے گٹھ جو کر کے اور سن کے رسوں کی بند ہو کر ایک دم مداح
 تیار کر لیا اور ایک توب اور چند گولہ انداز اور سپر بھجوا کر قلعہ کا پانی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھ زیادہ
 مضبوط نہ تھا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہو کر وطن سے بھاگ کر صبر فرخ آباد میں پہنچے۔ یہاں
 شجاع الدولہ کا مقام بغیر عیادت باقی نہ تھا۔ بعد ازاں فتح گڑھ میں ہوا۔ ایک روز چٹانوں نے یہ جوتی کی
 کر اوشن قتل کر ڈالیں۔ کیونکہ وہ گلی باب صفر جنگ نے نواب احمد خان کے بارے میں بھائیوں کو قتل کیا ہی
 کہتے ہیں کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہیں کہ دغا کریں۔ اگر فضل خدا سے
 اپنے دشمنوں کو مارا ہی تو میدان میں مارا ہی کیا۔ شجاع الدولہ اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا
 ہوا۔ میرا کہ علی اوستا اور نواب سادات علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ سن بھی اس وقت شجاع الدولہ
 کے ہمراہ تھا۔ نواب احمد خان نے کچھ سلسلہ بنو سلجق خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی۔ علیہ
 اللہ جو اہل طلب کئی۔ ایک مویو کا مار جسکو قائم قلعہ نے پہنا تھا کہ وہ اسلحہ معلوم ہوا۔ اور سب
 اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گزین میں ڈالی یا شجاع الدولہ غصے سے لال ہو گئی اور اس
 مار کو اوتار کر دیر تک ہاتھ میں لئے ہے۔ اور ہر ایک دالے کو کہا کہ مار دیکھا۔ بعد ازاں اسکی تکبیر پر کھڑک
 اوٹھ کھڑک ہوئے۔ اور کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں۔ نواب احمد خان اور حامد الملک بھی اوطاک ہوئے
 ہوئے۔ شجاع الدولہ فتح گڑھ کو روانہ ہوئے۔ اور آگاہی دے درباریوں کی کہا کہ احمد خان نے یہاں
 آبادی کی کہ مجھے موجود تھا اسطورہ قلعہ کے سینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے تھے
 گیا۔ دونوں تیس باہر بیٹھے۔ دایم خان چیل احمد خان کی گو دین عفا جو علیہ السلام جوہر نے نواب کے
 نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پیٹھ کے پیٹھے پانی مانگا۔ دایم خان اسکا پانی بھی پونچھا
 اور وقت میان الماس خواجہ سر پانی پلے پر مقدر تھا۔ وہ جڑا و صراحی و چالہ فیکتا یا۔ شجاع الدولہ
 نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعد ازاں خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اور وقت سے ملاقات
 دایم خان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور آصفت الدولہ سے دایم خان کو تبرقن واقع برکنہ رستم
 لکھنؤ پر مقلع کا پتھر کی جاگیر دلوائی۔

اور سب کو مارا اور ان میں جادو اور سحر لال کا ایک کڑا دوسرا کچھ بھلا

وزیر کا حسن نگیں کی صلاح کے مطابق انگریزوں سے صلح کرنا

دوسری شکست باکر وزیر فتح و فیروز سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ میراٹا حری من لکھا ہے کہ وزیرا فاعنہ وغیرہ سے چارہ کارن کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ ملی بات کسی کی نہ تھی۔ دوسرے دل میں تہی نہ تھی اردن صاحب نے تاریخ مرخ آباد میں بیان کیا کہ حافظ رحمت خان اور لوباجھ خان نے انکو صلح کی ترغیب دی لوباجھ خان نے غول طوٹا تقریر مشوع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کر گئے اور ایسے ہیڑیہاوت نے باہن کی تھی وہ کتاب سیراٹا حری من میں درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدو کو بھراؤ پیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستقار باقی ہو فتح و فیروز جی جامل ہو۔ ورنہ عزت کے ساتھ جاہلی نگیں آکر یہ منظور ہو تو انگریزوں کے پاس ہمت نہا جے جاؤ اس کے سارے کام عقل و جواں مردوں کے ساتھ ہیں۔ یقین ہو کہ تم سے کچھ رفاہ کرے۔ اور تمہارے اکرام و احترام میں کمی نہ کرے۔ یہ روپیے ملو متوقع رفاقت میں کہیں گے اور کچھ پڑھیں گے یون ہی سمجھاؤ ٹالیں گے لغت میں اپنا رویہ امید و توقع میں ربا د کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و نگہ نہات ہمایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ میں آگئی تھی کل تم میں سمجھاؤ کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منغی ٹیکہ چند کو پاس سوارونکے ہمراہ متجاع الدولہ کے ساتھ کر کے بطور سعادت کے بھیجا۔ ۹۔ متی سلطانہ کو شجاع الدولہ میں بارہ سوار ساتھ پیکر جرنیل کارنک کے لشکر میں آئو خود ہو سے جرنیل صاحب کے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اتر کر ایسے معاملہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے میں آکر سائبان پر۔ اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور ہمداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور اذیتاں ایک کی معرفت مرات صلح طے ہوئے۔ شباب رائے کو ہند کی یا سرائی زیادہ نور تھی۔ کیونکہ وہ قتل میں واقعہ کے دیر نہا تک گزار تھا اور معنی ہمارے ساتھ تھا۔ اوی کے درجہ سے دو تھیں۔ میں صلح ہو گئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزوں سے اپنے کو کرو میں طلب کرے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب سے لشکر کے آدمی آسمیں ملتے اور آہ دو سر سے لے بیان آئے ہوئے۔ و ہر کو مایہ انگریزوں کی قواعد کہانی گئی۔

نشانہ بازی سے نہایت متوجہ ہو کر اور کئی ہزار روپے افغانم کے دے۔ لارڈ کلایو کے آسے برمرات
 سلج کا آخری فیصلہ موقوف تھا۔ شجاع الدولہ جنرل سارنگ کے ساتھ کشمی میں بیٹھ کر نارس میں لڑا
 نہایت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگر تہ کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ
 کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا۔ انگریزوں کے اختیار میں تھا کہ انکی ساری ریاست اور ملک خود
 چھین لیتے یا انکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہایوں بہت تھے کہ انکی ریاست گئی تو انکی
 قیام رہی۔ انہوں نے بہت سا انگریزوں کی غایت کا سنگیہ ادیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔
 کہ اس قدر ملک و ملک عطا ہوتا ہے۔ بنا سے مصلح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر جو
 انکی قبضے میں پہلے تھا فرما دیا انکی کرین فقط الہ آباد اور کورسے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے
 لئے دیدے جائیں۔ بچاں لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض میں شجاع الدولہ انگریزوں کو اس قبض
 سے ادا کریں کہ بارہ لاکھ سو قنفذین اور آٹھ لاکھ کے جو اسے۔

اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقسط ماہوار اسطرح کہ تیر مہینے کے عرصہ میں
 تاریخ عہد نامہ ہنسے سب ادا ہو جائے۔ مذاویہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور انکی کمپنی کی رائے کے
 نزدیک بہت ہوتا تھا۔ مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر وہ روپیہ رو بہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریب
 ظلم و ستم کرتے۔ پہلوں سے ملک میں فتنہ مچا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک میں
 انگریزوں کی کوہنیاں و لٹنے دین کا اور انگریزوں کو محصول معاف کر کے تجارت کرنے دیں۔
 اسیر انہوں نے کہا کہ اس شرط سے ملک میں امن و آمان ہوگا۔ مگر انہیں رہنے کا اور وہی سدا کہڑ
 ہوئے جو بنگال اور بہار اور اوڈیسہ میں ہو رہی ہیں مغرض ایسی معقول تقریر کی کہ بھر لارڈ کلایو نے
 شرائط صلح میں تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد پیمان بھی
 غصے کے آپس میں ہم ایک دوسرے کے دست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھیں۔ اور اگر
 کسی پر دشمنوں کا زور مان کر پڑے تو دوسرا اس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت میں
 طلب کرے اس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ سے۔ راہ بلونت ملے۔ مگر نواب
 کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزوں کی رفاقت کے سبب شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر
 رہا۔ اور خان اور ملک حرام یوں مشہور ہوا تھا کہ کبیر کی لڑائی میں انگریزوں سے مل گیا تھا۔

نواب کا مصلح جو اسکے سپرد تھا اس میں انگریزی لشکر کو بلایا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک
 بھی سبب ہوا۔ اسکی تعصبات کو شجاع الدولہ سے انگریزوں نے معاف کر دیا۔ اور انکی اعانت

کہ نواب کو ہر ملک ملے۔ مگر چونکہ ترجمہ داتی اومنین تھا اس لئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال و سہولتی
 کی نظر رکھی۔ نواسے لارڈ کلایو نے ۵ لاکھ روپیہ طلب کی تو نواب اس زر تیسے گہیر گئے۔ مگر کاننگ
 صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو سارا باندھی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو ۵ لاکھ روپیہ
 لیا کہ مجھے اس وقت میں تو اس تمہارا دوا مسئلہ ہے۔ حریں صاحب نے کہا کہ اب تمہیں
 یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت میں سمجھایا کہ محاصل برنجالہ و غنیمت باد و اور یہی بات تیس سال
 روپیے سالانہ مجھے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہیں اور بنارس ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ سے محلات
 بادشاہ نے انگریزوں کو جاگیریں دے دی ہیں لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہے اس لئے ماس میں
 ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ سے لے کر تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ کو دلا کہ وہ کو دید و ۲۰ لاکھ
 روپیہ مانت محاصل بنارس کے حساب میں بچا کر لیا جائیگا۔ اس طرح ساٹھ لاکھ روپیوں کی ٹکوسکد میں
 کر دیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپیے نقد جمع کر دو تو نواب کو اس بات سے فی اطمینان تو یہ ہوا مگر
 بادشاہ سے ۲۰ لاکھ روپیے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نواب کو یقین تھا کہ انگریزوں کے
 دست برداری کرے گا اس لئے نواب چلے گئے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قرب الوقوع نہیں۔ ثابت جبکہ
 یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵ لاکھ روپیے بات مزید جبکہ مقرر کر کے بنارس کے چھوڑ دینے کی
 چہٹی کارنگ صاحب کو جو کلکتہ کو چلے گئے۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہو کر
 بادشاہ کے پاس گئے۔ مینس الدولہ رصافی خان۔ اور شتاب راے بھی اس مشورہ پر مطلع ہو کر بادشاہ کے
 پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے متین شجاع الدولہ کو ۲۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکیں۔ مگر یہ دونوں
 اچھی منصوبہ میں بار بار بہنیں ہوئے تھے لشکر میں مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ غار جہ سے پہلے
 در دولت دو شاہی برپا ہو چکے تھے۔ اور شجاع خان نے مین حاضر ہو کر کدش بجالائے۔ حضرت نے بڑی
 توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفضال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات ادا کیے
 آخر تک عرض کئے۔ اور گزارش کیا کہ بجالی ملک اور انگریزوں کے ساتھ تصفیہ کا اصرار حضور کے نقصانات
 ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہیں جمین تمہاری یہود ہو وہ کام
 ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۲۰ لاکھ روپیہ کی رسید رحمت ہو بادشاہ نے فرمایا
 کہ لکھنؤ جانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاف اور ہر سے فرمایا
 لارڈ کلایو۔ نواب آداب اور شکریہ بجا کر رخصت ہو گئے۔ بعد اس کے مینس الدولہ اور راجہ شتاب راے
 پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اذہ ۵ لاکھ روپیہ جریمہ جبکہ

لصفیہ قرار پانے کا قہقہہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۳ لاکھ روپیہ کی رسید مدین بادشاہ
 سکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمے اس کو ۳ لاکھ روپیہ بخشے بغیر
 اور شتاب رائے تاسف کرتے ہوئے اونہکریے گئے۔ نواب نے ۳ لاکھ روپیہ کی قومیہ رسید
 اور ۲ لاکھ روپیہ کی مانت بنارس کی رسید لکھ کر حریل کا رنگ کے حوالے کر دی جنہیں نے
 بنارس کے واکہ امتہ ہونے کی سند نواب کو دیدی اور اتنی کے پانچ لاکھ دسے اور تین لاکھ دسے
 الگ کارانہ کیسے کے حق کے امداد کی مانت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ دسے میسر تھے نواب
 مجبور ہو کر شتاب رائے کے دیر سے یر گئے اور اس ہی روپیہ چاہا اس نے دو لاکھ روپیہ ندر کئے
 اور پچاس ہزار روپیہ مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپیہ خان عالم نے دسے۔ اس پر بھی دو لاکھ
 باقی رہ گئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول ہونے والی مانت حریل کا رنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
 کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا۔ اور ملک کی بحالی چچی اس کے حوالے کر دی اور اس کو حکم
 دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جائے تو یہ بھی نواب کو دینا اور نواب کو اس کے صوبجات کی طرف حجت
 کیا جو احسان کہ حریل کا رنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدر قدر بغیری ہی باہر سے آئے
 کہ صرف ربانی مجمع جرد و صوبے چھوڑ دے۔ بہ بات خیال میں بھی نہیں آتی تھی کہ دونوں صوبوں پر
 نواب کو قبضہ حاصل ہو سکیگا۔ اور انکی اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا
 بیان ہو سکے کہ بعد اسکے جنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم ہی جاری نہ کی تھی وہ بھی یا
 کا پہنچا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگداری کی وہ بھی راقع کامان حالات پر محض نہیں
 کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اور نہرقبہ کر لیا۔
 اور ۳ لاکھ روپیہ جو انگریز بادشاہ کو سال لسال دیتے تھے وہ بند کرادی۔ اور نواب کی دوسری
 حرکات و سکنات بھی ظاہر ہیں "ہنہو کلامہ اس بیان میں کئی باتیں صریح غلط ہیں اسلئے ہم انکی تردید سے
 قطع نظر کر کے کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد لاٹو کلا یونے شاہ عالم سے
 عہد و پیمان کرے کی تجویزی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس سٹور سے من مٹریک کیا۔ غرض یہ مجمع
 الہ آباد میں بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم عظیم دیکر ادا کر گئے۔ شاہ عالم وزیر کراچ عاویں
 نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزوں کے قانون کے بجائے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر بھی
 اولے ساتھ جو رعایتیں ہوئیں وہ بادشاہ کے ساتھ نہیں ان کے حقوق پر نظر نہ تھی۔ پہلے
 ان کو وزیر کا تمام ملک ملنا تھا وہ نہ ملا۔ اور اسیر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ تین لاکھ روپیہ جو مجمع

میر تقی محمد الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا حبیب الدولہ نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لکھ دیا
 کھلوانے کہہ دیا کہ اوس میں سے ایک روپیہ نہیں دیا جائیگا اسلئے کہ لٹائی کے سبب خزانہ بالکل خالی
 ہے۔ ان بہار اور پنجال اور اڑیس کے صوبوں میں سے پہلے شرائط کے موافق ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ
 اور ساڑھے پانچ لاکھ دہیکہ جاگیر بادشاہ کی بھیری تھی۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب
 دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کے بوجہ سے بچ گئے۔ اگرچہ اسپر اور تھانہ
 اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کونے۔ بادشاہ اور وزیر دولان انگلیزوں کی جرأت اور حملات کے زیرِ دست
 اور ان کی فہم و فراست کے محکم تھے۔ چاروں بار قبول کرنا پڑا۔ اٹکورہ اور الہ آباد کے اضلاع
 اٹکورہ سے گئے۔ اب لارڈ کلاپوٹے بادشاہ سے عرض کیا کہ پنجال اور بہار اور اڑیس کی دیوانی
 حبکوئی دفعہ کبھی کو دینے کی درخواست حضور کرکچے بن غایت ہو یہاں کیا تھا اسوائے منظور کے
 اور کچھ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینوں صوبوں کی دیوانی کی کبھی کے
 نام لکھ کر دیدی گئی۔ اور تینوں صوبوں کی مالگنداری کے ۲۶ لاکھ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کبھی کی طرف سے
 لکھی گئی۔ اور بادشاہی دفتر میں داخل ہوئی دو کھابلی ہنزون سے جو بادشاہ کا تخت خاص بلوچوں کا
 بیٹہ کر دہائی کر وٹا دیو شہر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کبھی کو عطا کر دیا
 یہ واقعہ بھی اگست ۱۸۵۷ء کا ہے۔

گو کوٹ ڈاکٹر لکھنے لگے کبھی یہ ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ کسی بیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے۔ مگر مشنوں نے
 انگریزی سلطنت کے قدم بیان جاتے۔ فرانسیسیوں کے ساتھ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرہٹوں کا
 کی یوفانی۔ شجاع الدولہ کی اولاد غرضی نے انگریزی کبھی کی صورت اور حقیقت کو بدل دیا۔
 تاجر سے حاکم بنا دیا۔

شجاع الدولہ نے حافظہ امت خان کو صلح خواہ کو مصنون کا خط بیک چند کے ماتھے پہنچا اور اپنے
 نبال کو طلب کیا۔ حافظہ صاحب نے جو فرخ آباد میں مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سلمان مسلمان
 کر کے حفاظت کے ادھ کو بھیج دو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل دھیال بریلی سے افتخار خان عامل کو
 کی حفاظت میں لکھنؤ بھیجے گئے۔ میراٹا فرین میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چار گڑھ کو
 قلعہ آباد کے عمن میں انگریزوں سے بدل لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت میں ایک شخص کو نائب
 وزارت مقرر کر کے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے۔ اور یہیں سکونت اختیار کی لیکن قلعوں کے
 سہارے کی روایت صحیح نہیں۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودھ کی سند
آل متاع عطا کرنا۔ انگریزوں کا نواب شجاع الدولہ کی تیارپوشی
متوہم ہو کر اونسے عہد نامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ
سپاہ زر کھینے

جبکہ شاہ لاہوری بن بادشاہ الہ آباد سے کوڑھ مانگیور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے
اور وساطت کے لئے انگریزوں کو ساتھ لائے۔ اور بجاس لاکھ روپے نقد میں کرنا مقرر کیا اور بادشاہ
سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور تاج سرستہ اور تلوار حسن کا
قبضہ مرصع تھا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا باغی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نغا۔
عطا کیا اور فرمان آل متاع لکھنؤ اور صوبہ اودھ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپے نقد بخشی
پھر شجاع الدولہ بہان سے رحلت ہو کر فیض آباد کو گئے۔ اور وہاں عہدہ عہدہ عاقبت متوکر نئی آبادی
برستانی۔ یہ شہر بیان الملک کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور آبادی اور عمارت کی ترقی شجاع الدولہ کے
تاقت سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزوں کی نقل بر فوج کو تیار کرنا شروع کیا۔ تاکہ اور جہت سے
کر کے توڑے دار اور حقائق دار بنو قون سی اور ٹکوسلے کیا۔ بہان اور شیخ اور منغل لاکروں کو ایک قلم
موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی شہر ہزار کے قریب سیاح سے فی ساہی اور
روپیہ ماہوار مقرر کر کے پلیٹن بنامی۔ اور قواسم مکہانی۔ اور اودھ کو نہایت ۱۰۰۰۰۰
چھ قون دار بنو قون بن اور اورنگ آباد کی باس کی اور کچھ اور جہاں سے قون این اور ای بعض جواہر بن کو تیار ہو
ہر ایک کے ساتھ چھ سانس پلیٹن مع تو جانا زوا بایہ ویدہ مسطحا میں سے مقدرات ۱۰۰
نام میں محبوب علی اور سب علی۔ شیدی بیکر۔ اور لطف علی مسطحا عرف جواہر بن اور تاج۔ اور ۳۳ ہزار روپے
کی جماعت علیہ مقرر کر کے اوس کا نام بائیس رکھا تھا۔ اور نو ہزار زیادہ برقی انداز جو چھوڑ
کے ماتحت تھے برقی کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین میں انکی تعداد دس ہزار اور پھر التاخرین میں

۱۲ مرآت آفتاب ۱۲ سیر المتاخرین میں جہد ورنج مسطحقین جہد سات پلیٹن کچی بن ۱۲

۱۳ دیکھو کل رست عماد السعادت بہان بابا دیکھا نام برقی پلیٹن لیا ہے۔ اور سیر المتاخرین میں ۱۲ مرآت

بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار بیان کی ہے۔ اور زلیخا مغوی بن برق اندازہ کلی خدا و دس بارہ ہزار بتائی ہے جن میں بارہ
اور سوار دولان تھے انکے پاس حقائق دار بند و قین تین اور خواجہ لطافت کے سات ہزار پیادہ
نید و قی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات لیٹین اور تو بچانہ تھا اسلئے
سبا ہی جھگڑے کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ عاربا بجنزار شریف مغل شاہ جہان آبادی
فی س بند رہ روپیہ ماہوار پر لڑکوں کی اور میں قلعہ قوا اندک بڑی کا انہم تھا گواؤنکے پاس تو تہ دار
مید و قین تین۔ مگر وہ اول کو نہایت پھرتی سے آگ کہلاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ جو نہ شریف و نجیب تھے
اسلئے اول کی خاطر زیادہ تھی۔ اور فرخ بخش سے ثابت ہے کہ امر اور لڑاؤ ب کر کے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو خواہ ماہ ب ماہ مانتی تھی۔ بیان پر کاش کا مولف کہتا ہے
کہ مجھے خواب یاد ہے کہ سو لہا سو لہا ماہ کی خواہ یک نشست خراسان سے دولانی۔ جہاں طرف بکار ہوئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد میں سپاہیہ کا رھانہ تھا
و فرخ پوری عہدہ حالت میں نہ تھا۔ و فر کے کاغذات مرتب نہ تھے اور انکے دفتر کے مقصد یوں کو لونی
پوچھا بھی نہ تھا۔ نواب کی سرکار میں انہا رہ ہزار ہر کار سے لڑ کر تھے کہ لوین دن پونا سے اور
بارہ ہون دن کامل سے فیض آباد و غفر آتی تھی۔

مسئلہ اجماعی بن کار پر والاں کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی فیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ
اور انکے اہل تابین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کڑی سے پر قبضہ کر لیں۔ اسلئے انگریزوں کو
یہ امر ضروری مقصور ہوا کہ ایک عہد نامہ جدید قرار پائے جسکی بد سے وزیر کی فوج ۵۰ ہزار
افری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو جائے۔ ۱۹ حب مسئلہ اجماعی۔ مطابق مسئلہ کو مقام تیار
میں وزیر سے ایک عہد نامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب یکایک ۳۵۰ فوج سے زیادہ نہ کرے۔
اس میں سپاہ اور سوار اور دیگر اسی اور تو تھانہ وغیرہ سب آگیا۔ ۱۸۱۱ء میں بہار سوار ہوئے
دس لکھ سپاہ پید کی جن میں صوبہ دار اور جماعہ دار اور حوالہ وغیرہ۔ سہتر افری ہوئی۔
اور جمیٹ بجیب کی باجہزار سے زیادہ افری ہوگی اسلئے اس بند میں ہوئی۔ اور پانچ سو سپاہ
تو بچانے میں ہوگی اس سے زیادہ ہوگی۔ اور ماتی نو ہزار سو سپاہ کو رستی فوج آئینی ہوئی
اکلی وروی اور ہتیار سپاہ انگریز کی تیار ہوئے۔ اور وہ نے یہ بھی ۵۰۰۰۰ تاکہ سواد سہا فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتیار انگریز فوج کے مل ہوئے۔ اور فوج دولانی نو
انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۱۰۰ ہزار زیادہ سوار کے بند رہ پلہ و لی باہر

اوسے مودت سے مکر۔ اور اس شرط کی تعمیل میں چینی کے عرصہ میں تمام کمال کر دئے اور اپنی
اقدار میں کما حقہ نمایاں

**نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ
کے ہان سے ملتا۔ بادشاہ کا مرہٹوں کے اختیار میں ہو جانا۔
مرہٹوں کا اوکو دلی کے تخت پر بچھنا**

حسام الدین نے خوب بادشاہ کا فخر رہا وزیر الملک سے دوستی پیدا کر لی۔ وزیر کو نجف خان سلطان
اور مرہٹوں کی افغان برآمدور تھا۔ یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن اسکو اوس خدمت سے معزول
نہیں کر سکتے تھے۔ آئندہ حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی
خدمت میں پیش کیے۔ دوسرے مئی خدمت محمد سعید خان کو دلا دی۔ اور نجف خان کو معزول کر دیا
اور تیس دنوں بعد دلی میں حسام الدین خان کے وزیر کو خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے
ابھی تک بادشاہ الدہ آباد میں تھے۔ سرکار کبھی نے اوکو اصلاح الدہ آباد اور کوئٹہ دلا دئے تھے۔
اور ۲ لاکھ روپے سالانہ مزاج کا دیتے تھے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ
والہ کے تخت پر بیٹے کا تیرا استیلا کر رہتے تھے۔ مگر کچھ نگریوں کے احسانات کا پاس کر سکتے تھے
کچھ نجیب الدولہ کے انتقام سے دے رہے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹوں کو بانی پت کے مقام پر
سنگسٹا بنائے۔ فی کا اسیرانہ مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نہ کر سکتے تھے۔
سلطان دہلی میں بانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹوں نے سنگسٹ عظیم بانی پت کی۔ اور دلیک
۱۰ خانگی جھگڑی اور زبدا کے جوب میں لڑائی میں مصروف رہے وہ اب بھڑوڑ لڑ رہے تھے۔ اور
مغربی اصلاح ہند کو غارت کر رہے تھے۔ اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلوں کو جہنوں نے احمد شاہ
ابدالی کی ۱۰ فی تہی سزا سے واقعی دین۔ اس مطلب کی حاصل کرنے کو اوہنوں نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم
کو دلی سے شہید نہایت۔ شہداء کے شروع میں نجیب الدولہ کا ساتھ حیات سقہ ہو چکا شاہ عالم
الدہ آباد میں تھے اور منیر الدولہ نے آئندہ غلط موکر عظیم آباد کو چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو عظیم آباد
واپس بلا کے۔ یعنی سرکار کے تمام خزانہ کی کاموں کا مختار بنایا اور اس نے عرصہ میں کہ نواب وزیر علی الدولہ
میں آباد ہیں تھے۔ اور دلی و ان سے قریب ہے معزور مان تشریف لے جایں تو مناسب ہے

او کی اصلاح کے مطابق اول کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکزِ خاطر ہیں۔ بادشاہ نے نوال
 فرمایا اور آلہ آباد سے کوبج کیا جن دروں کے بعد فیض آباد کے پاس باہر نئے دیر نئے بیٹے۔
 چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور او کی بگوان بھی آداب سے استقبال کیا۔ شاہی ہتھیار
 بھی عمدہ طریقے سے خاطر داری کی اور میں لاکھ دیئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ لون پہان، کپڑے
 نے آلہ آباد کو معاودت کی۔ اور یہاں سے باقوت خان زبٹ ناکر کو مہم کئے پاس سپا اور قیل اس کے
 سیف الدین خان کو او کی پاس بھیجے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانہ سے تین جاہلکھ، دو سے بھی مہم
 لئے تائب مافر کے ساتھ کر دئے تھے اور او کو بہت سی رعایوں کا امیدوار کیا تھا اور آکر کیا بہت لکھ
 کچھ غنیمت حضور بن پہنچے گی وہ آدھی مہم کو بانٹ دی جائیگی جب یہ مہمے باہر کواہ ساوے ساہان
 کے ملنے کا عزم مصمم کیا اور آلہ آباد سے بادشاہی دیر سے بطور میں غامہ کے روانہ ہوئے اور سر
 عالم چندین انصیب ہوئے۔ بادشاہ نے میرالدولہ کو آلہ آباد کی حکومت پر چھوڑا۔ نیرال ولد اور انگریز اس
 بات سے خون نہ تھے کہ بادشاہ ولی کو جاتین۔ ہر چند گورنٹ انگلیزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر وہ ہونے
 نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی۔ صرف حاتم الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا۔
 شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جبریل
 بھی آیا۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائیں۔ میں بعد اس کے
 ساتھ چلکر دار الخلافہ کا بعد دست کروں گا۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو منع کیا تو یہ بات قرابائی
 کہ اپنی سرحد تک انگلیز اور وزیر المملک ساتھ ہیں۔ اور پھر رخصت ہو جائیں۔ وزیر کوڑے جہاں آباد
 اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پریکاش میں مذکور ہے۔ مگر آرون صاحب کی تاریخ آباد سے
 ثابت ہے کہ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۷۱ ہجری مطابق ۲۰ جولائی ۱۷۵۸ء کو نواب احمد خان والی دہلی
 انتقال کیا تو شاہ عالم آلہ آباد سے دہلی کو جلتے ہوئے دوسرے روز پنجاب پھر امیون، شجاع
 الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع میرا رنگن پہاڑ میں پہنچے۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر
 گوشتہ جنوب و مغرب میں واقع ہے۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تیس لاکھ روپے سات
 ماہ تھی۔ گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نندین میں ہوئے۔ اور ایک لاکھ روپے نواب نجف خان کو دئے
 گئے۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی اسطاعت سے مظفر جنگ بادشاہ کی نیت
 میں حاضر ہوا۔ اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو درندہ دار کا حلقہ دیا۔ اور احمد خان
 کا حاشین مقرر کیا۔ یہاں بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم بنی گج کی طرف جو صلع میں پوری میں ہے

وانہ ہوئے۔ جہاں وقین بھیہ تک مہاجی سبندیل کے ہلی سے آئے تک مقیم رہی۔ وہاں سینہ بیا مذکور
یس ہزار روج اور یاس ضرب نوب لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو نشان
دیکھ کر ہی کوئے گئے اور ۲۵۰۰۰ سہرا لٹا کر بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹوں کی روہیلون پر چڑھائی وزیر اور انگریزوں کی روہیلون کے بچائے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹوں کے قبضے میں تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برای نام
مادشاہ تھے مرہٹوں نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کریں۔ علاوہ اس کے شاہ عالم
خود بھی ضابطہ خان سے خواہو گئے تھے۔ اور غلگی کی وجہ سے متوقع الاخبار وغیرہ میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ کے
جلوس کی تقریب میں ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہیں بھیجا۔ اور تاریخ مسخری میں۔ ان کی بات کہ بادشاہ
نواب ضابطہ خان کو حکم دیا تھا کہ ملک نترید سی دست برداری کریں اور زر پیش کنی مذکور کریں اور وہوں نے
متمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فتح کر رہے ہیں اور دلی پر فوہکشی کا ارادہ کرتے ہیں
دسویں سوال ششلا سہری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادو جی عرف مہاجی سبندیل ہیا اور
مکو جی ملکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ نواب ضابطہ خان ابن نواب محلیہ الدولہ
کے ملک چڑھائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دن مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخر کار مقابلے کی تاب
نہ لاکر ہباگ گئے۔ مرہٹوں نے اس کے تمام خزانوں اور اسباب اور کارخانوں کی ضبطی کے علاوہ وقین
کو روڑ روپے رعایا سے جبراً وصول کیے۔ اور ضابطہ خان کے اہل عیال اور ان کے بیٹے غلام قادر خان
کو قید کر دیا۔ بلکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹوں اور نجف خان نے گنگا
کو عبور کر کے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگوں نے کچھ ایسی ہیست چھا گئی کہ بہتر
کسی حد سے اور نقصان کے پہنچنے کے لئے تمام عیال و اطفال اور مال اسباب کو لاؤ کر ترائی کی طرف
داسن کو ہین چلے گئے۔ اور نانگ متہ میں جا پہنچے جو ہالیہ بہار کے داسن میں ہے۔ اور یہی بہت سے
پنہال کی عیال ۳۰ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بہار کے جنگل کی راہ سے یہاں

تکے صیقت مقابلہ فان کی سکت کی خبر سنی تھی تو رد سہلکبہ کے سردار و تہر ایک نامی کا عالم
گذر گیا تھا۔ اور اوہنوں نے مان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغا بھی دیکھئے اسکا ایم کیا ہوتا ہے اسلئے ان
سب ایک راسے ہو کر یہ ارادہ کیا کہ سخراج الدولہ کو اپنا طر فدار بنائیں کیونکہ وہ سہلکبہ میں مرہٹوں کی
ریاست جمنے سے اونکو بھی طرا خوف ہو۔ سخراج الدولہ بھی مرہٹوں کے روہلون پر حملے سے نہایت
مضطرب و متباد ہوئے اور جوڑی سکت سے عین انگریزی کمانڈر باجیپٹ سٹراٹبرٹ بار کر کے
جوالہ آباد کی راہ پر تھا اور سخراج الدولہ کی امداد کے لئے کچھ ٹنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی
چاہی اور ۲۰ جوڑی کو وہ فوج آبادین اوس سے ملے اور اس کے آگے بیان کیا کہ میں بڑی
خرابی اور سرگردانی میں ہوں اگر وہ سہلکبہ نے روہلکھنڈ سے نکال لیا تو ایک نابروست
قوم سے ڈانڈا میٹھاں چاہیگا۔ جن سے ہر وقت اندیشہ اور خوف رہے گا۔ اور اگر ویسے اپنے
بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹوں کے شال ہو کر تو دو دستوں سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ
ہے۔ ان خیالوں اور برائیوں سے نجات پانے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ میں بہاؤ لیکر روہلکھنڈ
ملک کی سرحد پر جا چڑھا ہوں۔ وہاں کچھ بستی سپاہ کا خوف دکھاؤں گا۔ اور کچھ حکمت عمل میں آؤں گا
تو ہندو ملک روہلون سے بادشاہ کے لئے کچھ ملک اپنی سرحد کا حفاظت کے لئے اور کچھ وہ
لوں گا اوس میں سے کچھ مرہٹوں کو دوں گا کہ وہ روہلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائیں کچھ دپتے اپنے پاس رکھوں گا
غرض یوں بادشاہ اور مرہٹوں کی مصالحت روہلکھنڈ کی دولت اور ملک سے ختم ہو جائے۔ مگر میرے تمام
مقاصد ملی جب تک حاصل ہوئے کہ میرے ساتھ انگلیز ہونگے یعنی اوتکے بغیر روہلکھنڈ میری بات
کا اعتبار نہ کریں گے۔ اور نہ اوس کو مانیں گے۔ کیونکہ حافظہ رحمت خان سخراج الدولہ کو خدا آجکا لیا جان
جانتے تھے۔ اگر وہ قرآن کا حاشہ پیکر آتے تو بھی اوہنیں جہونا جانتے۔ جنہل صاحب نے بریر کی
کو سخراج الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا۔ بریر نے منی کو یہ ضروری مضبوط ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹوں کے مقابلہ
میں کیجاتے۔ اس واسطے یہ تہ تیہ ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ جاگر گھ اور قلعہ الہ آباد میں رہے۔ اور اس ضروری
سکائیہ کو سہلکبہ صاحب گورنر نے سربراہٹ بار کر کو جواب لکھا کہ سخراج الدولہ کی تدابیر منطقی ہیں
وہ جو متعدد انگلیز اوہنیں دو اسفر میں سے ۲۰۰ مارج سنہ مذکور کو سربراہٹ بار کر اور سخراج الدولہ
کے درمیان قلعہ جاگر گھ واقع زمینداری راہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے
قابل بننے کے باب بن عہد نامہ قرار پایا جس میں مفصلہ ذیل تین شرطیں ہیں

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نائب وزیر کو حفاظت ملے۔ یہ دوسری

سہولت حاصل ہونوایا نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اوپر قبضہ میں رہے۔ اور صرف اوکلی فوج اوس میں رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بغیر حفاظت اصلعہ بنگالہ و بہار و اودیشہ مناسب و ضروری مقصود ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بجائے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی کر دیے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اس طرح جب انگریزی اسٹانڈیا کمپنی کی فوج درپاسے کرنا سارے مغربی قباب کو چ کر لگی تو قلعہ مذکور سہر وقت اوس کے واسطے خالی رہے گا کہ اپنی مطلب برامی یا اپنا قبضہ دوسرے کرے۔

شرط سوم۔ حیدر خج انگریزی اسٹانڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا سیکرین واسطہ فائدہ و بارگاہ غیرو کے بنانے میں ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا تو ادا کرینگے۔ مگر یہ بشرطی کہ خراج چار لاکھ روپیے سے زائد نہ ہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جابج اور صحت انتظام مامورہ و فقیہین کرینگے۔ اور دوسرا عہد نامہ قلعہ الہ آباد کے بارے میں قرار پایا ہے کہ میں اسٹانڈیا کمپنی سے دو شرطیں منظور کریں ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جائے۔ جب بھی اوکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کر کے نواب کے حوالے کرے گی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فتح قلعہ الہ آباد میں اسی طرح دربر کی قباب سے رہے گی بشرطی کہ بادشاہ کی قباب سے راکر ترقی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کریں۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے مال ادا کرنے کی باعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہوا اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کے وقت مناسب پر دیا جائے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درجہ استین روپیہ لوٹنے کے پاس پہنچیں تو انہیں ملکہ وینا بند نہوا۔ اور اسی وقت اس عہدہ بچان کی گفتگو میں گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹوں سے لگنگا بار کا ملک تاحن و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹوں اور بادشاہ کی پورس کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد کوچ کر کے شاہ آباد ضلع ہر دئی کے مقام پر چواونکی سرحد پر واقع تھا ٹھہرے۔ جنرل مارٹن بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد میں مقیم ہیں تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی میں چار روز قیام کر کے نہایت مضطرانہ شجاع الدولہ کے پاس اس سفر میں سے چلے گئے کہ وہ سبندہا کی قیدی اوکے مسلمانوں کو راکر دین

شجاع الدولہ نے خلیفہ خان کو یہ جواب دیا کہ میں حافظ رحمت خان سے دوبارہ گفتگو کر کے مرہٹوں سے
اس باب میں تحریک کروں گا۔ خلیفہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہاں تشریف لائے
جہیز صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلوں کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اولاً کا صغیف
ہونا مرہٹوں کا قوی ہونا ہی۔ پھر اگر انکی مزاحمت مزید بھی ہو جائے گی تو روہیلوں کا صغیف فوت ہوگا
دوبارہ لائے گا اور میں ملک پر جانچنے وہ قبضہ کرینگے۔ اس آئین شجاع الدولہ نے مرہٹوں سے
غیر وہاں کی گفتگو شروع کی وہ شریفین اسی غنیمت کی بہن کہ جہیز صاحب بھی سنگد گہر گئے۔ اور
شجاع الدولہ کو انہوں نے لکھا کہ ان شرائط پر صلح ہوگرنہ کرنا مرہٹوں نے شجاع الدولہ کی شرائط صلح
والیسا خواہاں پرچ جانا کہ ہر دفعہ اس میں کچھ رد و بدل کی۔ اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہوگئی اعلیٰ سے
میں جہیز صاحب کے پاس سلیکٹ کبھی کی جی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوئے کہ برسات شروع ہونے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جانچنے۔ اور روہیلوں کے ملک میں وہ کسی طور سے نہ ٹہریں گے
کچھ اونکو دینا اسلئے کہ وہ واپس چلے جائیں عبت ہے۔ یہ رائے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹوں کے
ملک میں انکی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور ہلائے جاتے۔

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے غایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور اس نے شاہ آہاؤ بھگل
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹوں کے نقصان کا تمام حال بیان کیا۔ شجاع الدولہ نے دلجوئی
کی اور کہا کہ میں حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے دوبارے کا اقرار کروں گا۔ اس میں جواب سے
شجاع الدولہ غایت خان کو لکھا کہ اس فکر میں ہوتے کہ ہلاک و ہلاکتی نہ دکر کے مرہٹوں سے لڑنا بہتر
یا ایسی صغیف حالت میں روہیلوں پر قبضہ کرنا مفید ہی۔ مگر جب بارکر صاحب نے صلاح کی تو اس نے
کہا کہ روہیلوں کی مدد کرنا بہتر ہے۔ اور اس نے بھی اس کام میں معاونت کی۔ اور کپتان بارکر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کی طرف سے بطور ایکسٹ کے رہتا تھا غایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلائے کے واسطے بھیجا۔ کپتان بارکر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جہیز صاحب شجاع الدولہ کے خطوط ادا کر دیے۔ حافظ صاحب تین چار ہزار پیادہ کے ساتھ بارکر
صاحب کے ہمراہ ابتدا سے مشلا پھری میں شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے جہیز و غیرین باتیں کہتے جہیز صاحب کے روہرو
اس مضمون کا اقرار نامہ لکھا لیا۔ کہ شجاع الدولہ کو لکھا کہ مرہٹوں کو روہیلوں سے
کمال دین۔ اگر ہتھیے برسات کے سبب بافضل ملک سے چلے جائیں۔ اور انکے بار و غیر ہر

۱۰۔ لوگ روسہلیک ہندی نقد کریں تو اونچے مقابلہ اور اخراج بہ سخیل الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض میں روسہلیوں کے سردار جالیں لاکھ روپے سخیل الدولہ کو یوں ادا کریں کہ جب نوابیہ شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اوس خاندانوں کو جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہیں انہیں گھروں میں آکرین تو دس لاکھ روپے اوتکو دے جائیں اور باقی تیس لاکھ روپے تین برس میں ادا کئے جائیں اور سال سشلہ فصلی سے شروع ہوا اس قرار نامے پر سردار مرہٹ مارکر کے دستخط چٹلی کے واسطے لائے گئے۔ یہ اقرار نامہ ۱۱ جون ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۲۰۳ھ جاری کو تیار ہوا۔ سردار مرہٹ مارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو بھی لکھی تھی کہ کل میں حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عجز و مال پر مباحہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپے نواب ویر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹوں کو اوس کے ملک سے خارج کر دیں اور اوس کے تمام آوارہ گرد خاندانوں کو اپنے گھروں میں آباد کر دیں۔ اور زمین سے بیس لاکھ روپے سرکار کمپنی کے ہاتھ بیگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی پتھی کہ روپے اپنا ایسا عہد کریں تو وہ پچاس لاکھ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کر کے روسہلیوں کے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے مقبضہ کرادی کمیٹی نے سردار مرہٹ مارکر کو اب دیا کہ چالیس لاکھ روپے کے آدھے تم اس بات کے لئے منظور کر لو کہ مرہٹوں کا اخراج روسہلیوں کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھ روپے کے مشک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب

تواریخ کے اختلافات کی تفسیح

اس عہد نامے کے واقعات اور روپوں کی مقدار کو تاریخ کی کتابوں میں مختلف طور پر بیان کیا ہی ہو کیفیت اصلی تھی وہ تو پتہ میں اوس عہد نامے کی نقل سے مطابق کر کے بیان کر دی اوس مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ بیان ذکر کرنا ضروری نکالا متنبہ مافی نہی۔

(الف) عماد السعدت میں سفر نامہ گھاٹ کے ضمن میں بیان کیا ہی کہ جب مرہٹو کو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نواب راو مارا گیا اور اوس کا چچا رنگاٹھ جیلا عرف راٹھو ہے اوسکی جگہ ہندو سیشن ہوا۔ تو دکن کی دایسی کے لئے معذوب ہے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن میں یہ واقعہ گندا ہی

اب ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔ اگر آپ ایسا کریں کہ ساٹھ لاکھ روپے اپنے پاس سے سطا کرین اور ساٹھ لاکھ روپے دے دیں تو ہم دو آپ کے ملک کو جو حافظا رحمت خان اور دوند سے خالی ہے سے فتح کیا ہے آپ کو دے دیں گے۔ اگر وہیلے ساٹھ لاکھ روپے دے دیں گے تو پھر آپ ہم سے متوصل نہوں ہم ان سے خود وصول کرینگے۔ بلکہ تھوڑے عرصہ میں ہم اس ملک سے اونکی رعایت و نیا د اور کثیر کر اوکا ملک بھی آپ کے ہاتھ فروخت کر دیں گے۔ شجاع الدولہ روہیلو کھی سربراہی مروت سے بعید بھی اور حافظ رحمت خان کو بلا کر نشیب فرار سمجھایا اور کہا کہ مرہٹوں کو روہیہ دیکھو اونکی آفت کو نالہ بنانا چاہئے حافظ صاحب نے ناداری کا عندیہ کیا۔ اور کہا ہزار غرابی بن جائیں لاکھ روپے بتدریج دے سکتا ہوں۔ اول میں ہی نصف آپ دو گھ اور نصف دوسرے سرداروں سے دلاؤں گا۔ اب آپ کروا دو۔ اپنے خزانے سے مرہٹوں کو پہچا دین ساٹھ لاکھ اپنی طرف سے اور چالیس لاکھ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھ دیتے بتدریج آپ کو ادا کر دوں گا۔ شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی۔ اور مرہٹوں کو ایک کروڑ روپے دینے سے متنبہ اعلیٰ اور تاریخ مالوہ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔

(پ) مرآت آفتاب عثمانیہ لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹان سرداروں نے پچاس لاکھ روپے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونوں کو مرہٹوں کو کٹھن لے کی بابت دے سے کا وعدہ کیا تھا۔

(ج) موکف گلستان رحمت نے یہاں کیا ہے کہ مرہٹوں نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکھ روپے ان کو دے دیں۔ اور ان کے دلوے کے خزانے شجاع الدولہ سے عاقبت۔ نواب دیر سے کہا کہ میں حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کر لوں گا۔ اگر وہ مجھ کو چالیس لاکھ روپے کا منک لکھ دیں یہ منک حافظ صاحب نے اور بھی سرداروں کی صلح لیکر لکھ دیا ہے وعدہ کیا کہ ہم یہ ادا کریں گے۔ غرض کہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹوں کو روہیہ دینے کا دم لے لیا تو وہ بڑے ملک و ملک کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھ روپے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس پہنچا۔ اور جب اور سرداروں سے روہیہ مانگا تو سب نے اظلاس کا عندیہ پیش کیا اور کہہ دیا۔

(د) حام جہاں نامہ میں لکھا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک بنجیہ، آماد کے علاقے کو لوٹ لائے۔ مرہٹوں نے ہجری میں مراد آباد کو ملائے میں گھسٹے جو کہ مرسات کا موسم قریب تھا۔ اور مرہٹوں کو ملنے انکی دعوے متہمل اور شجاع الدولہ سے لشکر نکلی انکی کے شاہ آباد میں موجود تھا۔ ان کے ذریعے سے مرہٹوں نے چالیس لاکھ روپے روہیلو کھی سے لے کر لی اور صبح الاول میں بادشاہ اور مرہٹے کے پاس سے اور گئے۔

(۱۲) تیغ الاخبار و تاریخ مطهری میں لکھا ہے کہ حب مرہٹوں نے ستملاہجری میں روہیلو پور پر چڑھائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی موت جو مرہٹوں کے ساتھ تھا بچاؤ لاکھ روپیہ صلح ہو گئی تھی۔

(۱۳) اخبار میں لکھا ہے کہ شاہ عالم نے مرہٹوں کو چالیس لاکھ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر ذوالفقار خان پر چڑھائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور ذوالفقار خان نے ان کو روایہ محمد خان روہیلو نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لو اضاہلہ خان کا قصو معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپیہ دینے کا مجھے مرہٹوں سے وعدہ کیا ہے اگر اس قدر روپیہ ذوالفقار خان کو دین تو قصو معاف ہو سکتا ہے۔ جو کہ ذوالفقار خان نے اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور لوایہ نجف الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔ یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہیں یہاں اتنی باتوں کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

(۱۴) اس مرتبہ کی لارڈ بن بادشاہ اور مرہٹوں کی فوج نجف آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلو میں نہیں آئی، بلکہ اس جاں ناک میں جو کہ ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے میں گھس گئے تھے اور فوج میں کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے میں رہے تھے۔ یہ وہ فوجوں کی صحت سے عاری ہیں۔

(۱۵) بادشاہ نجف آباد بھی سے دی کو لوٹ گئے تھے۔

(۱۶) روہیلو کی جانب سے مرہٹوں کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ نہیں ہوا تھا نہ سفیر الدولہ مرہٹوں کے پاس ان روپیوں کے پہنچانے کے روہیلو کی طرف سے ضمانت ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت بچاؤ لاکھ روپیہ مرہٹوں اور روہیلو میں صلح ہوئی تھی۔

(۱۷) بادشاہ اور مرہٹے نجف آباد کے ملک فتح کر کے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہیں لوٹ گئے تھے کہ ان میں اور روہیلو میں معاہدہ اور مصالحت ہو گئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ برسات کے قریب آ جانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی مانند نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی، ٹوٹلی، طغیانی کے خوف سے گنگا بار چلے گئے۔

(۱۸) ان چالیس لاکھ روپیہ کے دینے کا معاہدہ سمرام گھاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یہ ہوا۔ ستملاہجری کے ابتدا میں منعقد ہوا تھا۔ اور سمرام گھاٹ کے آئینہ وقوع میں آیا۔

۱۹ دیکھو دیکھو کہ یہ ستملاہجری کی صورت آفتاب نامہ ۱۲ سے دیکھو فوج مجلی ۱۹

عادلہ کے تین جو اسکو سیرام گھانٹا میں سمجھا رہے تھے۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی مادر شاہ سے صفائی مرچونکی باوردی سے ہوئی تھی۔ مرآت آفتاب بخار اور شاہ عالم نامہ دولہ سخی مولال اور شاہ لوا زبانی و میرو میں لکھا ہے کہ مرآت لہا جری میں نواب ضابطہ خان کو گلہ سے لے اور اوس سے دعا کیا کہ میں ہم کہ کبھی لالہ رویتے دوں گا۔ اگر بادشاہ سے مقصود معاف کرادو۔ نگو نے حامی بھر لی۔ اور نواب ضابطہ خان نے نگو کی معرفت میا جی اور مہا جی سے بھی تعفیہ کر لیا۔ نگو ضابطہ خان کو لیکر ملی سیرت بڑا اور بادشاہ سے ایک مہرہ مقصود کی درخواست کی۔ مگر پیرا نہ ہوئی۔ اسلئے مرچون اور بادشاہ میں لڑائی ہوئی۔ چونکہ بادشاہی محترم سلطان مرچون کی بجائے ہزاروں کا فتنہ مقابل نہیں ہو سکتا تھا آخر بادشاہ اور مرچون میں صلہ ہو گیا۔ ۳۔ سوال نمبر ۱۰۰ مرچون نواب ضابطہ خان کے ماتھے پر بادشاہ کے صفائی میں بیٹھے اور مقصود معاف کر لیا۔ اور منصب پیرا لاہوری اور سہارن پور کا جاگیر دلا دی۔ اس معاملے میں نہ حافظ رحمت خان کا احسان تھا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکن میں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو کبھی ہم اور تم ملکہ ملک پنج کرن اور غنیمت ہندو ملے آدھی چاری آدھی تھاری بادشاہ نے جالیس لاکھ روپے مرچون کو دیئے مگر وہ نہیں لیا تھا پس اخبار جن میں جو کہا ہے کہ بادشاہ نے مرچون کو جالیس لاکھ روپے دیئے مگر وہ نہ لے اس میں اسبغہ مہرا لیا تھا یہ غلط ہے۔

(۸) اصل واقعہ یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرار نامہ اس میں لکھا تھا کہ دولہ کو لکھ بھٹا کہ وہ لکھ بھٹا کر کے مرچون کو روپوں کے ملکہ سے نکال دین۔ اور اگر کو سمیرا رات کے بعد ہر وہ لکھ روپوں کے ملکہ کا مقصد کر لینا تو اوٹھا مقابلہ اور اخراج ہر شجاع الدولہ کے ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہ کہ مرچون نے حافظ رحمت خان بن سال کے عرصے میں جالیس لاکھ پتھر شجاع الدولہ کو خرچہ خرچ کیا۔ حاجت ادا کر لی تھی۔ اور اس اقرار نامہ پر سربراہ بڑا بارگرا نگرانی کیا۔ اسوقت کے دستخط پنجابی کے لکھے گئے تھے۔ ادبیہ اقرار نامہ حافظ رحمت خان نے اور سرکاروں کے دستور کے بدوین لکھا تھا۔ ماتھے پر حجازی زلف لکھا تھا کہ در بھی۔ در اور کئی مقام پر لکھا تھا اسکا یہ عجیب نہیں اس نے صحنہ اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے۔ کہ حافظ رحمت خان صاحب کے حوالے سے

اور دوسرے رو بہلہ سردار دکنی کج ادائی مات ہو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت ٹٹاک کو چھٹی چھتری ماتہ میں پر جا کر چالیس لاکھ روپے کا شک لکھایا اور وعدہ کیا کہ میں مرے بچوں سے معاملہ کرا دوں گا۔ اور اذکی جنگ کو اپنے ذمے لیا۔ سبحان اللہ کہ بیوں کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام کر حفاظت ملک کے ہوتی دھواں پیرانہ سالی کی چیز یا اہل کے قریب آ جانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے ایک سرداران قوم سے مشورہ لیتے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزوں کے پاس چالیس لاکھ روپیہ لکے عرصہ میں دکنیوں کی مات مقید اور مرہٹوں کو مرادیا۔ انہیں تو حافظ صاحب جیسی ذہین فریب کہا کر اس طرح دام بلایں بھی گرفتار نہوے۔

بہر صورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کو جہ سے خود بخود خجی آباد کے ملک سے ذہلی کی طرف چلے گئے۔ شجاع الدولہ کو مرہٹوں کے کھانے میں اٹھتی بھی انہیں ملانا پڑی۔ اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واسطی کی خبر سن کر فیض آباد کو کوچ کر گئے۔ شجاع الدولہ سے اپنی دستار سر بستہ محمد علی علی گڑھ کے ناٹھ مہاجی سینہ ہیا کے پاس پہنچی۔ اور اوں کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکن کے سرداران عالی شان عفت اور جو اندری بن شہر آفاق بن یعنی یہ لوگ کسی کی نامور سے کام نہیں سہکتے۔

بلکہ دکن کی ناموں کی اپنی ناموں سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ جو روانہ ہو جو بغیر جو روختار و اتھیں رکھتی۔ مرد و بیتر سختی کرتے ہیں۔ اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ خاندان خان قادیان و آ رہیں نہ اونکے جو رہے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ نواب موصوف اپنے جو روختار و اتھیں آپ کو لکھ کر شکریہ حاضر ہو جائیں۔ کیونکہ دکن و دھواں جانے میں اپنی ہلاکت کا اندیشہ۔ پس انہیں آپ کو لکھ کر کہہ رہے۔ آ جانا آپ کے مقصود کیا ہے۔ اس صورت میں اونکے زن و فرزند کے قید کیے رہے۔ انہیں آپ کو لکھ کر کہہ رہے۔ اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے مدد گشتیوں کی رعایت ملحوظ کرے کہ اون قیدیوں کو جو اپنی رعایت جاتے۔ اس میں آپ کی بلند نامی مقصود ہے اور اگر کسی دہ خاصہ میں اس موقع پر وہ رہے۔ انہیں آپ کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرے اور ان کو رہائی دینے اور ان کو عالم دوستی میں بیلا امتحان تصور کرے کہ ہم کو شکر گزار بناتے۔ فرما کر کیا کہ خجیہ (دکن)۔ انہیں آپ کی رعایت کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ ایسی نیک عادت کو چھوڑے۔ سید مراد قادیان سے اور مرہٹوں کی رتی عزت کی۔ اور مرہٹوں کی عزت کی۔ دستار کو سر پر رکھ لیا۔ اور ضلالت عاف سے۔ کہ اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی میں ضابطہ خان۔ کہ باہر پہنچ گئے۔

شجاع الدولہ کا بی بی بہادر کو فریب گزشتہ کر کے نابینا کر دینا

ابرج سرفریزین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بی بی بہادر کی بعض حرکات ملک حجاز کی وجہ سے اس سے ناراض تھے اور بوستان اوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے بعض صاحبوں نے بی بی بہادر کی طرف سے نواب کے دل میں عداوت کی جڑ بٹائی تھی۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق مصلحت کے رابعہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بی بی بہادر کی گرفتاری کے لئے نکلے۔ کوئٹہ پہنچے اور اس مسافت کو راتوں رات قطع کر کے راجہ کے لشکر میں داخل ہوئے۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سن کر اپنی حرکات سے بیوقوفی کو بخلا اور مسٹر فیضان ندو کھائیں۔ چونکہ راجہ کے تحت میں تمام مندریہ جاتی اور بیباہد سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بغیر اس مصلحت شروع کی اور حکمت علی کے ساتھ اسکو گرفتار کرنا چاہا اور اس کے حال پر نہایت سعادت و مہربانی کر کے اس کے پیچھے میں بھیجے گئے اور فرمایا کہ تمکو بہو کی نگہبہا سے راجہ نے اپنی رسوائی میں سے کہا نامٹو کر لکھلایا۔ نواب نے دیکھا اسراحت کی جبکہ دو پہر کی گرمی کم ہو گئی۔ اور دن ڈھل گیا تو سوار کے چیلے سوار ہونے پر اور رات کے وقت راجہ کو باصرہ لے آئے تھے۔ راجہ نے بی بی بہادر کو جیلور کا شمار دیکھنے کے قابل ہی۔ راجہ نے اس سے انکار کر لیا تھا۔ مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قوسب پوچھے تو اسے مصاحبوں میں سے ایک شخص کو خواجہ بی بی بلایا۔ اور راجہ سے کہا کہ وہ کو تخلیف ہوتی ہے ہم اس عاری دار نامتی بیباہد کو لے آ کر راجہ سے اس سے اس کا مانی اسیر سمجھ گیا۔ مگر حکم کی تہیہ کی۔ جب راجہ عاری میں پہنچ گیا تو اعلیٰ جان سے نواب نے حکم دیا کہ تمام عاری پر ملاقات ڈکھڑے اور چہرہ آباؤ کو روانہ ہوئے اور بیباہد کو حکم دیا کہ بی بی بہادر کے لشکر میں حاضر ہو کہ ہم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ایک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی منراے اعلیٰ کو پہنچا تم کو بھی جانتے کہ لشکر الہی بجا لاؤ اور راجہ سے تمام دوسروں کی مخالفت حکم ثانی تک کرتے رہو۔ انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجب رعایت کیجا گئی بیباہد کو حکم دیا کہ اسے لے کر باڑی لے آئے۔ لیکن مغلیہ روح راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہونے پر ایک عرصہ اس ہاتھ ہانگے لگا۔ حتیٰ کہ بہتیار اور گھوڑے بھی چھوڑے ہوئے گئے۔ عقد راجہ کا تمام عقد و منس ضبط ہو گیا۔ راجہ کے اصطل میں اسب فاصہ ۱۳ سو تھے۔ ایک سو اسی اعلیٰ تھے۔ شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ ہوئے کہ بھڑکی قابل ہی اور مقابلہ کر سکے اس کے محمد علی خان کو مروا دیا۔ وہی بادشاہ ملک دیتا ہوں۔ اور راجہ کو انداز لکھ دیا۔ راجہ بی بی بہادر ایک بہتر

یہ آئہ قوالع اودہ کار ہے والا راجہ رام نرائن دیوان فاب شجاع الدولہ کی خدمت میں آمد و شد رکھتا تھا رام نرائن نے اوس کو اپنا مصاحب بنالیا بہت کفایت اور امانت سے کام کرنا تھا اوسکی دیانت و امانت کی سنہرت تمام ہو گئی۔ مہاراجاں پسر کلان رام نرائن نے اوس کو باپ سے لیکر اپنی باس رکھ لیا اور اسے تمام کاموں کا نمٹا کر دیا۔ رام نرائن کے بعد دیوانی کا تمام کام مہاراجاں سے متعلق ہو گیا مہاراجاں چونکہ عیاش اور گرام طلب تھا رات کو بھو و لعب میں اور دن کو سوئے میں مصروف رہتا تھا اس لئے فاب شجاع الدولہ اوس بہت اذہ تھے۔ مگر اوس کی قدیم خدمت کی وجہ سے اس کو حد ا نہ کر کے تھے سب کام مہینی بہا در کرتا تھا۔ ایک دن تین لاکھ روپے فاب نے منگوائے مہاراجاں نے اسے میں مست ہوا ہوتا جو بیکٹی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا گیا فاب کو اسوجہ سے عفتہ آیا۔ یہی بہا در فاب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی جھلٹ مرحمت ہو۔ اور سودھ قیدی دروہ بہ منظور کیا جائے۔ اور غیر آباد کی نظامت فذوی کو دی جائے تو وہ بیون کا انتظام کر کے حاضر کرے۔ پھر برگہ خیر آباد سے یہ روہیہ وصول کر کے مہاراجاں کو دیکر سید خزانے میں داخل کر دجائے گی۔ فاب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاحرہ بخشا۔ راجہ نے دو مہینے ہی رزم قبولہ عصر کے وقت حضور میں پہنچا دیا اس لئے مہینی بہا در تمام مقرریں سے بڑھ گیا۔ اور اس کے بعد مہاراجاں عہدہ دیوانی سے معزول ہو کر جائیداد ہوا۔ اور اوس کے گزارے کے لئے جالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہو گئی اور یہی بہا در جالیس کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدہ دیوانی برقرار ہوا اور اس سے بھی گدگد کرنا تھا اور مختار مہات مالی و ملکی کا ہو گیا۔

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ عہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزوں کے ہاتھ سے کبیر سنگھ کی پانی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج میں چلا گیا۔ بموجب فرمان بادشاہ کے علائقہ امین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازی پور اودہ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو گئے مگر کورٹ آف ڈائریکٹرز نے اس پوزیٹر کو وقت طلب اور بے سود ہوئی وجہ سے اسے منظور کیا اور اس واسطے شجاع الدولہ سے اسے ملکہ پرچال ہے۔ علاقہ بنارس اور اضلاع غازی پور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کبیر نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اس کے علاقہ بر فاض کہیں۔ لیٹریٹک راجہ حیدر مالگانداسی لین میں ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے۔ بلونت سنگھ انیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو اسیاں روپہ حراج کے

لواں وزیر کو دیا تھا۔ مسئلہ امن و بس مسیحہ نے وفات پائی تو خراج الدولہ سے کیا لکھا۔ عہدہ کے حاملہ
 کو یہ فیصلہ کر دیا۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نام منظور کیا۔ اور حجت منگوسہ پر لٹ لکھ کر جانیں کر لیا۔
 اور لوہا سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخریٰ مسئلہ چھری مطابق ۶۔ شمس الثانی ۱۲۰۵ ع۔ میں صحت پڑھائی
 حجت منگوسہ کو اس خراج پر جو اس کا باپ وزیر کو دیتا تھا اس کی لکھ کر دے۔ اضافہ کے واسطے اس
 سہ بن تحریر کیا کہ اگر تم اپنی مراد پر قائم اور ثابت قدم ہو گے اور اللہ ناری سے رہو گے تو حق را
 لکھ کر رہنمائی رعیت اسباب سے بھی رہیگی۔ حکم خدا و قرآن شریف و امام باک یہ عہد نامہ جو میرے اور میرے
 وارثوں کے اور تمہارے اور تمہارے وارثوں کے درمیان ہو اس سے بھی انحراف ہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکالے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیہمد تھا۔ حافظ صاحب کو اس سے بہت محبت تھی
 تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اس کے لاؤ بالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار میں مذکور ہے کہ
 عنایت خان خلع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتفاق رکھتا تھا۔ اور خراج الدولہ حافظ صاحب کی بادی
 و جانہ ویرانی کے لئے خواہاں تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ
 کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ سلسلہ چھری میں اس نے ماہ رحمت خان سے
 بغاوت کی۔ اور آخر کار شکست و ذلت ادا کر کے تمام مغلیں کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے خراج
 الدولہ کے پاس چلا گیا۔ خراج الدولہ کو اس میں خوشی آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہی مقیم تھے
 عنایت خان اس کی سکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور رفیق خان بڑے پیار اور محبت بہاؤ کو پیشوائی کے
 لئے بھیجا۔ عنایت خان خراج الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور اس کو مرزا علی کے دیر سے میں آرام کیا
 و دوسرے دن خراج الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اور کھنکھ خاندان کو شہر اور جیڑی روڈ کو ادا اس کے دونوں
 بہاؤ کو جو عہدہ تھے بھٹے اور اس کی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آئے کو غنیمت سمجھا اس لئے
 کہ خراج الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کر کے کی تاک میں تھے چنانچہ ان کی بات اور انہوں نے
 عنایت خان پر اپنا مافی الصبر اس طرح ظاہر کیا کہ ہمارا اس قدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں
 کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنے کی طرف تھا۔ حیات خان مغزوں کو بوجھ گیا اور اپنے دیر سے پر آکر ابے ہاتھوں سے بیان کیا کہ بغیر بیان رہنا سہی نہیں۔ شجاع الدولہ کو روہنگاہ کے فتح کرنے کا خیال ہے۔ شجاع الدولہ نے لڑائی سے کوہ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوئے۔ وہاں آٹھ ہزار روپے عطا کیے گئے۔ اور کھانا بھیجا کہ حقو سے دونوں کے بعد تھارے مصارف کئے جائیں مقرر کردہ رکھا۔ اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہاں سے مہدی گھاٹ کی طرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون خدمت چلے گئے۔ ان کے لشکر سے جدا ہو کر روہنگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مولا کا ہے لیکن فتح پور کا حنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد میں بڑی سختی سے گذر کی۔ آخر ہمارے مجبور ہو کر پریلی کو لوٹ گیا۔

مرٹھوں کے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایوں کی طرف وانگی

سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں بیاجی پٹو اور مہاجی سہنہا عوب پٹو اور شیوجی بھکر نے بادشاہ سے نواب صالح خان کی صفائی کرا کے بہت خان کے تین ہزار روپے روٹے بولے ہاتھ ہزار روپہ روٹے مقرر کئے۔ انہوں نے ساتھ لایا۔ اور روہنگاہ کے صدر دکن کو بھی اپنے ساتھ لانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے کلب پر لڑا کر لے۔ مگر حافظ رحمت خان مرٹھوں کو ایسا لے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار تیس کہہ لئے تیس ہزار خاندان صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے۔ تفصیل اس اجال کی گستاخان رحمت سے اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سہنہا، رستخوجی بھکر کا سفیر آیا اور ان سے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کریں اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائیں تو جو ملک ہمارے لئے مقابلاً ہمارا اور آؤ گا ہمارا ہے۔ اور اگر آپ کسی طرف نہ بولیں اور گنگا پار ہو جائیں ہمارے لئے مقابلاً کرنے نہ دیں۔ اور ہمارے سفر میں خرابی نہ بنیں تو ہم جالیس لاکھ روپے کا منسک جس کے خاص تعلق الدولہ میں واپس دیدیں۔ اگر اگر دونوں شرطیں اچکھنا منظور ہوگی تو ہم آپ کے ملک کو لوٹے کہہ سونگے۔ اور آبادی کو ویرا نہ دیں گے۔ اس پر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میں نہ مہکای کہ کبھی میں نہ فریختے ساتھ لکھنؤ میں رہیں اور ان سے میں تمھاری شرائط نہ عرض میں نہیں آتا۔ اور ایسی عہد کو نہیں توڑا اس کا پہل خواہ کیسا ہی کر دیا ہو چکے کو میں موجود ہوں۔ اور شجاع الدولہ کو سارا

اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ میں سیاہ بیکر بہت عرصہ میدان جنگ میں ماتا ہوں۔ اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گھاتوں کا انتظام کر لینا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ جیس لاکھہ روپے کا منک واپس کیا جائے۔ جس کا انک روپیہ مرہٹوں کے ہاں نہیں پہنچا سکی۔ اور یہ آئینہ ایسی حالت میں مرہٹوں کے ہاں پہنچا جائے گا۔ اسپر نواب وزیر نے یہ شاہ دن کو ایسا کوئل بنا کر حافظ صاحب کے ہاں پہنچا اور اس حسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور شکریہ لکھا کہ آپ میری مدد کو آئے ہیں۔ اور وعدہ کیا کہ مرہٹوں کو شکست ہونے کے بعد وہ منک واپس کیا جائے گا۔ انتہی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیس لاکھہ روپہ کا حاکم منک حافظ رحمت خان نے تجلج الدولہ کو دیا تھا اس کا روپیہ مرہٹوں کو دیا نہ پھیل تھا۔ نہ اس قسم کا کوئی عہد نامہ مرہٹوں کے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ منک تجلج الدولہ نے مرہٹوں کے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹوں کے اخراج کے لئے خود تجلج الدولہ کو جالیس لاکھ روپے تین سال کے عرصے میں معاوضہ ادا کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا۔ یہ صورت مرہٹوں کی فوج مسئلہ بھری میں روہیلکھ میں لگئی تھی۔ اس بار اوکلی یورن براہون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے میں تھی۔

روہیلکھ کے گریٹر میں لکھا ہے کہ پہلے مرہٹوں نے ایک پیام روہیلوں کے ہاں اس معاہدے کے رہنمائی کے لئے ادا کرنے کا جلال : انک کے تمام روپے کے وقت معدننگ سے ہوا تھا لہذا پہنچا۔ یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا۔ اور فوج بخش کا مولف لکھتا ہے کہ مرہٹوں نے اوکلی منک کے جالیس لاکھ روپیوں کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلوں سے لکھا لیا تھا اور اپنی وکیل حافظ رحمت خان کے ہاں بھیج کر ان روہیلوں کا اتفاق کیا اور حقیقت میں پایاب لکھا تو کئی تلاش میں سے وقت سے۔ روہیلوں کی طرف سے اس کا کچھ جواب نہ گیا۔ اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی خان روہیلہ اور فتح خان خاں سالماں اور احمد خان سپہرشی سردار خان اور محب اللہ خان سپہرشی و بھان اچا فوجی سالماں تیار کر کے روانہ ہوئے اور روہیلوں میں جا کر دھڑکتے۔ احمد خان سپہرشی کی جاگیر میں اہرات کا علاقہ تھا اسے اس کو آگے کو بھیجا تاکہ وہ سام گھاٹ پر پہنچ کر گھاٹ کا بندر اور کشتہ بندی کی حفاظت رکھے اور مرہٹوں کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب پہنچا۔ اس دوران میں ایک دن ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۷۱ ہجری کو مرہٹوں کو ایک جھڑپ لگنے اور کرناو کی فوج پر حملہ کیا اور چند سیکڑے لکھ گھڑی اپنی فوج کے ساتھ اس زمین کی مدد کو گیا۔ اور احمد خان کو کبیر لیا۔ اور اس کے علم پر کے تمام قوت خانہ اور سارا مال و سرمایہ ہونے سے اپنی ضبط کر کے

دکھنی کنارے کو بھاگ گئے۔ اور انگریزی فوج نے دریائے کنارے کو کھانا فوج کیا۔ اس جگہ سے
 بیساجی ہڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف
 ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رگلتی اسپر کے پاس پہونچ کر مراد آباد کی فوج سے
 ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اس کے جواب میں ادھر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اوکلی ٹوپ بند ہو گئی
 اور مراد آباد نے اپنا کپ اٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا۔ اس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان
 شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ اور بچے بچے کا لوب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے سے ٹھہرے۔ عمار
 السعادت ان لکھا کہ اس سفر میں لوب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر تھے
 تھے۔ اور حافظ رحمت خان لوب شجاع الدولہ کو لوب سلامت کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ اور لوب شجاع الدولہ
 اوکلوفا خطہ جو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے مقابل میں روانہ ہو۔ اور شجاع
 الدولہ حافظ رحمت خان کے ملکر کی جماعت کا نائب کریں۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر
 اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روہر کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی ہڈت کے مقابل میں
 روانہ ہوا۔ اور ایسے مقام سے جہاں گھوڑے کی دم تر نہ ہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فائزین تھا
 اور اس کے ساتھ بندہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی دستہ بھی برق لمبے کے ساتھ
 انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بیکر کی مقابلہ کے اسے بھاگا کہ ہالیوں کی آخری آگ کہیں نہیں
 مقصد راویں کا مان اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ دیا۔ اور دوسرے دن سرحد ہالیوں
 تاک یہ فوج اس کا بچھا کر آئی۔ یہاں پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث
 یا سعاد سے کے روپوں میں جھگڑا کرنے کے وسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی
 بروا نہیں کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے مقابل سے واپس آئی تو ان کے ذمے کا کام بھی
 ایسی کو بردارنا پڑا۔ جہاں سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سپہیل کجاں بڑا کر ہلکر جماعت کو بھی بیکہ کسی
 مقابلہ کے روہیکھٹہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہاں روہیکھٹہ گزرتی تھی۔ اور گلستانِ حمت اور حمت
 اور فرخ بخش و غیرہ فاسی کی تاریخیوں کے خلاف تھے۔ اور میں لکھا ہے کہ بیساجی سین دھیا کا انگریزی
 فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تنکو کی فوج کا بچھا حافظ حمت خان نے کیا۔ مگر تنکو اس
 تیزی سے غل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو کھٹکی پانڈی تھی اس کا تعاقب نہ کر سکی۔ تنکو کا فوج
 ایک حصہ سپہیل اور مراد آباد کو لوٹ لائے کمرہ محرم شہلا جوی کو قصبہ انار کے گھاٹ سے تنکو کو
 اور گبا۔ جس قدر سپاہ روہیوں کی گھاٹوں کی حفاظت کے لئے متعین تھی اس سے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

ہو شاری تہ رہنے محل سے اور دکنوٹس کے معافیت حافظ رحمت خان نے بھونڈے کے قرب کدھ لو
 سمور کر گیا حافظ رحمت خان کو کے تعاقب سے معاودت کر کے خراج الدولہ کے پاس پہلے آئے۔
 اس کام کو راکر کے کشادہ عین خراج الدولہ دہلکھٹے سے معین آباد کو واپسی کے ارادے سے راس گھاٹ پر
 اس میت سے پھیر گئے کہ بعض و سہلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لین۔ احمد خان بخشی نے تلک کو ستر
 ہزار روپے دے لور تائی پائی۔ احمد خان اپنے مسکین سچا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور تباہ
 چلکرواں خراج الدولہ کے پاس کیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور اعلان سے عہدویمان دین
 واما کی رسم کے ساتھ کر کے محض ہوا۔ خراج الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوادی ۱۰۰۰۰
 اور صلوات اور باقی اور بالکی عشاکی۔ خراج الدولہ فیض آبادین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان بن جنگ پیدا ہونے کے اسباب

اسکا کہ ان جہت میں لکھا کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نوادی
 او دہن گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی متک کے لئے اون کے پاس بھیجے۔ اور وہاں
 کا لون پر ہاتھ دہرا کہ بیٹے وعدہ واپسی متک کا نہیں کیا مجھ پر بہمت ہے کہ شاہ من دجبتی نہ وقت
 خراج الدولہ نے مرہٹوں کی جزائی کے وقت واپسی متک کا وعدہ کیا تھا گوہر کے لئے ملا
 لئے۔ اور وہوں نے بھی کہا کہ واپسی متک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مرہٹوں سے حافظ صاحب کے بے عمل مرام
 چلے آئے۔ اور احوال حافظ صاحب سے گوئن کہ اگر کیا ملا وقت خراج الدولہ پر گناہ انا وہ اور
 شکوہ آبا۔ سے مرہٹوں کو حال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو کچھ کہہ کر بر گئے بادشاہ نے مہکوا باکر
 میں سے میں انکر لکھا و کما مہ ویت کرنے جانا ہوں تجو ہی سے مرہٹوں کے ہاتھ میں دہ چلے گئے تھے۔
 اس کا جواب خراج الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعویٰ ان پر گنوین کر نہیں ہیں میں انکو اسی طرح اپنے ہٹے میں
 رکھو گا جیسے اور ملک مرہٹوں کو فتح کر کے اپنے مقصد میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کہہ دیا
 اور سہرا مغل نے جواب لکھا کہ پر گنوین کی بات پھر سوچو گا۔ اور جواب دینکا۔ بالفضل نام لکھ رہے ہیں
 بات متک کے ادائیگے یہ فقط بھاہ ملک و سیکند پر مقصد کر لینے کے لئے تھا۔ اور وہوں نے سپاہ
 کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ مقصد پیدا بنے مرہٹوں کو دیا ہی
 وہ مجھ سے نہیں لیتے۔ اس وقت حافظ صاحب کی حالت ابھی نہ تھی۔ پڑے پڑے سردار اور کڑا ہونے

ارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر مستیارہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کر
 شاہ من کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے سرخ انہیں معلوم ہوتا۔
 یہ شاہ من پرزادے حضرت غوث الشافعی محی الدین عبدالقادر میلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
 ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے انہماں صفدر ملک کی صاحبزادی سے تھے۔ اور ان کے سر ملک
 مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر ملک کی وفات کے بعد الہ دوسری خان نہایت فک ناظم
 محلہ کے پاس چلے گئے وہاں بھی عزت کے ساتھ رہی جب بنگالہ خلیفہ ہوا تو بھراؤ وہیں چلے آئے
 شاہ آباد ضلع سر دوتی میں جو شاہ جہان پور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
 کر لیا۔ شجاع الدولہ ان کی عزت کرتے تھے۔ پھر خالص پور میں جو کھیتوں سے باغ کوں بہرہ سکونت
 اختیار کرنی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں ان کی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہ ہوا تھا کہ یہ بنگالی
 دوستی اور جھینڈہ داری رکھتے ہیں۔ شاہ من کے مان ہر سال حضرت محبوب جانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
 سندھوستان کے منہروں سے ہزاروں علما طلبا۔ سنیائے۔ پرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
 کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہاں سے ادا کئے جاتے۔ اور ان کو کھانا دیا جاتا۔
 تین روز تک بڑا انگو رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیوں کو منہیں تقسیم ہوتی۔ جی تھی۔ کئی قبائل میں
 کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے لٹے اور بیگانی بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو سوا
 خوراک کے بنگال میں جوڑ بھی لیا تھا۔ انیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ وہ پہلے ہی ان کی
 پرزادگی کو چہرے ہمیشہ مخفی رکھتے رہتے تھے۔

عام السادات میں انکھاری کہ حافظ رحمت خان کہ شجاع الدولہ سے طلال پیدا ہو جانے کی خبری
 وجہ یہ تھی کہ وہ آجہ گنگا دھما کے درمیان ہا مسعود ملک حافظ رحمت خان کا مرہون نے دیا تھا
 اور مرہون دیکھ کر کہ چلے گئے تھے تو ادب شجاع الدولہ نے مقبضہ کر لیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے
 حافظ رحمت خان کو کھانا کباب وہ چائیں لاکھ دیتے جو مرہون کی بابت آجہ کے دے میں ادا کئے
 حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک و سیکھنے کا مالک نہیں ہوں۔ دوسرے سردار بھی یہاں کے
 رئیس ہیں اول آجہ نے طلب کریں۔ میں ان کو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات نہ مانتے تھے۔ ان
 روپوں میں سے میرے حصے میں میں لاکھ دے میں تو اس کا تقاضا چھپ کر آجہ کو مناسب نہیں۔ کیونکہ
 ملک و آجہ جو میرا ادب آجہ نے مقبضہ کر لیا ہے۔ اور میں غافل ہوں۔ اس قدر ملک اس تھوڑے
 روپے میں گراں نہیں ہے۔ میں ایک روپیہ بھی نہیں دے گا۔ آجہ کا جواب دہا کہ میں مقبضہ کو حاضر

ہوں۔ تو انہی دنگیری میں حروف تاکید کی بحث میں حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کئے ہیں جو انہوں نے شجاع الدولہ کو جواب میں لکھا تھا اور فقروں ہی حافظ رحمت خان کی رائے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دل سے صلح کے خواہاں تھے۔ جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے۔ وہ فقرے یہ ہیں اگر با صلح کی شان ہم جنگ حکم مٹا دے اگر با ستبر و جنگ بسم اللہ۔ کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلوں سے موردی عداوت تھی۔ اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہو جاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضائے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ میں جو کہ روہیلوں نے شجاع الدولہ کے ساتھ عہدہ برتاؤ نہیں کیا تھا۔ اور جالیں لاکھڑ دیو کے دینے میں حیلہ و حجت کر رہے تھے اسلئے شجاع الدولہ کے دل میں روہیلوں کی طرف سے کینہہ دیرینہ تازہ ہو گیا تھا۔ انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہو گیا تھا جسے شجاع الدولہ کو روہیلوں کے خون کا پیا سا کر دیا تھا۔ اولوالعزمی۔ ملک گیری بہانہ جاتی۔ بے مروتی اور انکے غمیں پڑی ہوئی تھی۔ روہیلوں کے صفت اور انگریزوں کے جھوٹا کی مدد سے انکو روہیلوں کی رنج گیری پر بخوبی آمادہ کر دیا تھا۔ اور دھور روہیلوں کا اتفاق بھی اس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہو گیا تھا۔ وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلوں سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک حفظ کا واقعہ جس کا بیان مملکت کتابوں میں طرح طرح سے کیا گیا ہے۔ اور کچھ نہیں ہوتا کہ اصل کیا ہے۔

(الف) عمار السعادتین لکھا ہے کہ میرالدولہ رضاقلی خان حاکم آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے حفاظت کر کے اولے دوستی پیدا کرنی۔ اور لوہاں شجاع الدولہ کا وہ خط جو انہوں نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزوں کے ساتھ مردینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی محکمہ علی سے طلب کر لیا۔ اور اس کے ساتھ بھجری کو بدلیا یعنی بجائے شالہ بھجری کے شالہ بھجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمالی چیز ڈال دی جتانے کے لئے مسنگر صاحب گورنر کے پاس بھیج دیا جس کا مسنون بہ تھا۔ کہ اگر تاج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو ہمارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ یہ بلا ہم ہی سے مخصوص ہے۔ اگر ہمارے کا ہاتھ ہو چکا تھا تو ایک مسلمان شہر کو بھی ہندوستان میں نہ چھوڑ دیتے۔ اسلئے صلح یہ ہی کہ ہم اور آپ نفع ہو کر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہو جاوے تیار کر دیں ابھی فتنے کی ابتدا ہے۔ اگر انکو زور پیدا ہو گیا اور ہندوستان میں اپنا بالوت انہوں نے جمایا تو ان کا بیان سے اوکھڑا ناسل ہو جائیگا اسلئے اسکا صلح سے تیار کرنا چاہئے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپ کی بھی سلامتی کا باعث ہے۔ لیکن میں روہیلوں کو چار

لا کہہ دیجئے اپنے پاس سے دو ٹکڑے۔ اور آپ کی دانت کے سوا کہ آپ میں صفات آدمیت ہیں دوسروں کا
 قول قابل اعتبار نہیں جب تک کہ لوگ عہد نامہ ہی طرف سے مہر نشان کے ساتھ مرتب کر کے نہ دینگے
 اولیٰ کا قول سموع ہوگا۔ دہندہ نشان آپ کے بھائی اگرچہ حب آدمی اور شجاع بنیغیر میں لیکن عقلیت میں
 اس لئے اوکی بات قابل اعتبار نہیں۔ جب تک کہ وہی مہری تحریر مستم اور ایمان کے ساتھ ہو کہ ہوگی اوکی بات
 کی صداقت تسلیم نہیں کروں گا۔ مسہنگز صاحب گورنر ازل خط کے مضمون ہی سیدہ برآستفہ ہوئے اور
 شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھ کر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے منارس کو روانہ ہوئے
 لو اب شجاع الدولہ بھی عین برسات میں منارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس میں یہ دونوں
 پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور غیر فحاشی کے پیام بھیجے۔ گورنر
 فہم خطاب نے ایک عہد کے ناقد شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھ کر متحیر ہوئے
 وریاے حیرت میں دوڑ گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ
 گورنر کو کہلا سکتے ہیں کہ واقعی یہ خط میرے۔ مگر یہ حافظ رحمت خان کو اس وقت میں لکھا تھا جبکہ میرے
 اور سرکار کیسے کے درمیان میں صلح نہ ہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اس کا معائنہ نہیں یہ پڑنا چاہی
 یہ سچ نہ کہ دشمنوں نے ہمارے اور آپ کے درمیان فساد پیدا کرنے کو سمجھا یا ہے اور دلیل اس پر یہ
 کہ دونوں جان حافظ رحمت خان کے حجاز ادب و ادب کا الین ذکر ہی حالانکہ دونوں جان حاکم بولی مستعمل ہوئے
 میں فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس خط میں شکل جو یہی قومین اگر یہ خط دولہ خان کی صفات سے نقل لکھا گیا ہے
 تو جس سے یہ خط پیش کیا ہی اس کا نقل درست ہو اور اگر دونوں جان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اس سے
 یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سعادتی اس دونوں جان کے جو بولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دونوں جان کی
 جو امر اور دزدان کے نظروں میں لکھنے کے لائق ہو۔ جبکہ اب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھ کر گورنر کے
 پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہو گیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر
 حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ میرا دولہ کو یہ خط کیوں دیدیا حافظ رحمت خان یہ حویہ
 جانستے تھے کہ میرا دولہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہے۔ منتخب علوم اور تفسیر التواریخ میں بھی اس بیان کو اسی طرح بطور
 اختصار کے لکھا ہے

و ب) انتخاب یا دیکار توفہ منشی امیر احمد مینائی بن ہو کہ انگریزوں سے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی
 مگر کسری شکست کا دل کسی طرح دل سے نہ مٹا اس لئے غنیہ نوح کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہوا کہ
 نوح مرتب کر کے انگریزوں سے پھر لڑے۔ جب نوح قریب ترتیب پہنچی۔ اپنے دوست سرداروں کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک حنفی حاکم رحمت خان کے نام بھی پہنچا جس پر متعلق الدولہ کے پیشانی کے
 سہویا انتہائی جبر خواہی کی وجہ سے تاریخ کھینچی گئی تھی حاکم رحمت خان نے وہ حریف اپنے حریف
 میں طعوت کر کے گورنر جنرل کو بھیج دیا اور نواب فیض اللہ خاں ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے علی
 حاکم رحمت خان کی نسبت فاسد و ایک سقمیہ کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب
 گورنر جنرل اور شجاع الدولہ بنارس میں ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ حریف شجاع الدولہ کو الزام دینے
 کے لئے دکھلایا تو انہوں نے جواب دیا کہ بے شبہ یہ تحریر میری ہی لکڑوں زمانے کی ہے کہ مجھے اس وقت
 انگلشیہ سے معاملہ ہوا تھا۔ اور مکسر برلرائی تھی بعد صلح اور تحریر عہد نامہ کے ہرگز نہیں کھی
 گئی اب گورنر جنرل اور بن انگیزیوں نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر میں تاریخ نہیں ہے۔ گورنر جنرل اصل
 کار کو سمجھتے ہو گئے۔ مگر ثابت نہ کر سکے۔

درج ۱۱ اخبار سن میں یوں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل حسین عنایت خان کی قربت کے لئے
 بریلی میں آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایک نخلیہ میں حاکم رحمت خان سے کہا کہ میں تمام فرائض
 انگریزی کو کھانا کھاتا ہوں۔ مناسب وقت یہ ہے کہ وصیت کو غنیمت جان کر انگریزیوں کو گرفتار کرو۔ حاکم
 رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہر مہم میں ہمارے نزدیک رہتے ہیں اور کئے ساتھ یہ دغا بازی فوت
 کئے خلاصہ ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہیں ہے تو بظاہر ان سے جنگ کرنا چاہیے۔
 حاکم رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کریں
 تو انگریزیوں سے جنگ کرنا ممکن ہے۔ یہ مسئلہ قرار کیا کہ شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن
 احمد شاہ درانی کی خدمت میں بھیجی۔ اور سندھوستان کو تشریف لائے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی پہنچنے
 کے لئے حاکم رحمت خان کے حوالے کر دی۔ بعد دو تین روز کے حاکم رحمت خان نے اپنے بہنوئی
 خان محمد خان اور عمید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر وہ دستک واپس طلب کی
 جو نواب صاحب خان کے معاملے میں چالیس لاکھ روپے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے
 واپس نہ کیا اور کسی واپسی میں صریح انکار تو کیا۔ مگر انانیت و صل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہو کر
 شجاع الدولہ سے بخشش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوا اور
 دستک سے انکار کر دیا۔ خان محمد خان نے بگڑ کر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام پہنچی
 جنرل حسین کے حوالے کر دی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل حسین اودھ کو واپس روانہ ہوئے
 اور جنرل صاحب نے وہ عرضی سٹیٹنگ صاحب گورنر کے پاس بھیج دی۔ گورنر نے مقام بنارس میں

کب اس قابل تھا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزوں کی دیکھری کے حکومت کر سکتا۔ کیونکہ گورنر ہند
 لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف عقل اور کمزور ہے کہ اپنے مذہبی ملک کی حفاظت بغیر ہماری
 استعانت کے نہیں کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا اگر ان ہم بہول تھے کہ بادشاہ
 روپیہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور وزیر دے سکتا تھا۔ اور گورنر کو یہ منظور تھا کہ جو معاملہ ہو اس سے
 روپیہ پیدا کئے۔ اس لئے اس نے ان اضلاع کو بھی اپنی کٹال میں ڈال لیا روپیہ بنایا
 اور وزیر کے ماتھے پر پاس لاکھ روپیہ کو فروخت کیا جس میں لاکھ روپے نقد ملے گئے۔ باقی
 دو برس کے وعدے پر بندہ لاکھ روپیہ اس وقت کہ اضلاع ان کے اضلاع میں بالکل شامل ہو جائیں
 اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تھا جس میں چند برس ہوئے کہ سب دیکھ چکے تھے
 کہ اس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کرنے مار ڈالا
 تھا۔ اور گورنر نے ۲۶ لاکھ روپے بنگال اور بہار اور اودھ کی دیوانی کے خزانہ کے بادشاہ کو
 دینا بھی موقوف کر دئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی ملے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اور
 مرد کو اسے تو اس کے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچہ دو لاکھ دس ہزار روپے
 کے راج الوقت اودھ ہوگا۔ اور برگیڈ میں اتنی سپاہ ہوگی دو بلین گورنری۔ جب بلین سپاہ
 منہ ستانی کی ایک کمپنی تو بن جائیگی۔ اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اس تاریخ سے ہوگا جس
 تاریخ میں وہ اون کی حد میں پہنچے گی۔ اور اس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد
 ضلع بہار میں آئے۔ اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی دربر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اسی
 طرح اس کا خرچہ ادا کرے گی۔ یہ عہد نامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا۔ گورنر نے اس ملاقات کے
 بعد ۱۴۔ اکتوبر کو کونسل محکمہ کو یہ رپورٹ بھی کہ وزیر کو عطا دہلی روہیلون سے تھی وہی یہی
 ملاقات میں اوہنوں نے بیان کی اور اس عہد نامہ کی کراٹگریز ادنی امداد کر کے روہیلون کے
 ملک پر قبضہ کرادین۔ گورنر نے اسے تامل اس کام کی حامی بھری۔ بلکہ شجاع الدولہ کو اونیڈا
 اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملائے والے تھے اور انگریزوں کے
 وہ حضرت پرورد مرشد تھی جو وہ کہتے تھے۔ کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے
 ضرور تھا۔ گو کبھی پچاس روہیلون نے کمپنی کو نہیں سنا یا۔ اور کوئی اسے بھاری کی بات
 نہیں کی۔ مگر حضرت برائے مصلحت سب کچھ جانتے ہیں۔ اودھ ہر ملک کا وطن ہے
 کورٹ ڈائریکٹرز کی بھی بر بھیجی آئی کہ روہیلون بھی روہیلون بھی

اور سپاہ کا خرچ کم کرو اور ہریان خوج کی تنخواہ کا تنخواہ بر جڑ نہا مصلون کا کتا
ہو گا کتا شہنشاہوں کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سو انکرو روپیہ کا قرض
پھر اوس کا سود پرودہ چڑھنا کیا آفتین عقین۔ بہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آپس
معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکھ روپے فاب و زیور و دین اور سپاہ جب تک اون سے
کا مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار واکرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدہ کو
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام میں لگی رہے گی کم ہو جائیگا
اور چالیس لاکھ روپیہ سی خزانہ معمور ہو گا۔ اور وزیر کے ہم سایہ بدست غلات ہوگی۔
اور اون کا ملک محفوظ ہو جائے گا۔ انگریزوں کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تھا
مگر جی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لئے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضی نہ ہو بڑے حیف کی بات ہے۔ اور اسی
ہی کاموں کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہیں۔ عدالت اور ضرورت
جو اپنے غدرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہیں وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہیں
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیوں کے سرداروں نے رزم و عود کے ادا کرنے میں حیلہ
و حوالہ بتلایا انکار کیا محض نا انصافی ہے اس لئے کہ یہ رزم و عود ملک کی حفاظت کو لئے اہم و
کے کٹائی بر موعود تھا جبکہ مرہٹوں کی پورش سہرا بر کھٹا لگا ہوا تھا۔ اور روہیوں کو اون کی
طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہ ہوا تھا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر بدستہ جو پھر بھی دیر
و نکلے دینے میں اوٹھتی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر بھی رزم و عود کس منہ سے مانگتے تھے
کہیں بھی یہ انصاف ہے۔ روہیہ ایسے شخص کو جو اون کے استبدال کے درپے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو انھیں مجسم کرتی اپنے ہیروین
آپ کیونکر کھا لیتی مانتے پھر عدل اور انصاف کا روہیوں پر الزام لگانا کہ انھوں نے مرہٹوں کی
امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اُسے لڑنے کے لئے آمادہ رکھتے تھے۔ مگر
کہیں ایسی ضرورت آئی کہ اوٹھوں نے کہا ہم بالکل مرہٹوں کے ہاتھ سے فارت
ہستے ہو کچھ دیکر اون کی آتش غضب کو دہکا کر دیا۔ حق پوچھتے تو وہ ہیلانکے مرہٹوں کی مدد کرتے
ہی مرہٹوں کو ملک کو تخت و تاج کرتے۔ اگر بادشاہ نے تو وزیر اور ملک کی خیر تھی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولہے میں آگ اور گھر کے میں پانی ملک نہ چولہے و چولہے اگر

جسے بہ جزے کچھ روپیہ دینی مدد کی تو یہ عین اوکھی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزوں کو روپیہ کی ضرورت اور یہ فخر نہیں کرتی تھی کہ وہ روپیہ کا استعمال لڑائی سے کرین استعمال کرتا تو عقلاً بھی نامناسب تھا اور جو دلکشا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قہرچی ملک کی حفاظت سے استغاثات انگریزوں کے نہیں کر سکتا اس لئے اس کا ملک بڑھتا سرکار قبضی کی گردن پر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکھتا ہے۔ یہ باریس جو گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی کونسل اور کورٹ ڈائریکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر وہ پہلے اس کے استعمال کی خبر غرضی رکھی اور شجاع الدولہ کو سنی طرف سے اس کے لئے ادکھاتے رہے۔ ہینگورج سندوستان کا گورنر جنرل تھا اور اپنی کونسل کے ساتھ شریک ہو کر سارے انگریزی علاقوں کا حکم اعلیٰ تھا اور کونسل میں پہلے یہ لوگ ممبر مقرر ہوئے تھے۔ فرن سبسنس جو بعد اس میں رول فرین سبسنس ہوا اور گریل ٹون سبسنس اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے میں آنکر ہینگورج صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا۔ جس کے بعد عہدہ نیچے حاصل ہوئے۔ اب تک یہ دستور تھا کہ سندوستانی ریٹوں سے جو خط کتابت ہوتی تھی وہ ان افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہ ان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سب سے سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ میں تھا اس لئے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اس طرح بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ریاست اسے جزے سے جو سول گورنر کا افسر مودہ خط و کتابت کیا کرے۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کونسل کے رہبروں کا کہ یہ شجاع الدولہ میں باقیات اسے یہ امر قرار پایا کہ خط و کتابت کے لئے اور بہت سے معاملات کے اہتمام کے واسطے جن میں تحریکات سے پہلے پڑ جاتا ہے ایک ایک حسب مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اوکھی ساتھ رکھے اور اس کے مقرر کرنے کا حفظ مجھ ہی اختیار دیا جائے اور میں ہی اس سے خط و کتابت کیا کروں اور اوس میں کوئی انداز نہ ہو کونسل نے سب باتوں کو مان لیا اور گورنر نے منبہتھین ڈیٹن کو کہہ دیا کہ اسکی تخواہ میں اضافہ کر کے بحیثیت اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور خفیہ خط و کتابت شجاع الدولہ سے کیا کری۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبروں میں فرن سبسنس اس بات پر کتناہ تحریکات معاملات اور وہ کی سینگورج صاحب نے اسکو نہ کہا میں افروختہ خاطر ہو کہ سینگورج سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اسکی ساری تدبیروں کو کاٹنے لگا۔ اور پولیس اور کلیورنگ بھی اسی کا دم بہنے لگے۔ اس لئے کونسل میں اختلاف غالب تھا اور صرف بارول جنے سندھ میں دست نکام کیا تھا سینگورج کا طرفدار تھا۔ فرن صاحب نے ڈیٹن صاحب کو کہہ دیا کہ تم ہم سے

ساری حفظ و کتابت رکھو اور پھر توبہ سے دلون بھر دینے پر تجویز ہوتی کہ اس کو اوہ سی واپس بلالین۔ اس پر سنہ ۱۰۱۶ء میں کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیوں کی نظر میں گورنمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جائے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن میں بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ گورنریل ہی کو سارا اختیار ہے اس کو ساقط الاختیار جانے لگیں گے اور اس سے تمام حالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گا مگر کسی نے نہ مانا جو تکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لئے اوہ کی رائے کو غلبہ نہ دیا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف میروں کے ماتھ میں آ گیا۔ سنہ ۱۰۱۷ء میں نواب وزیر کو لکھنؤ آیا کہ اس بجٹ کو واپس بھیج دو ایک اور بجٹ اونکے پاس پہنچا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹا وہ وغیرہ محاللات و آب پرفضہ
کرنا اور ریاست فتح آباد کو اپنا خراج گزار بنانا اور نواب
صاحب خان کو بھی اپنی ساتھ متفق کر لینا

بنارس میں سنہ ۱۰۱۷ء میں شجاع الدولہ نے فتح آباد کو چلے گئے اس وقت بنارس میں سخت بارس ہو رہی تھی کہ برہمنوں کا اور ناد و سوار تھا۔ تھوڑی سی برسات باقی رہی تھی وہ بہم دہان ہسکر کے شروع موسم سرما میں گنگا پرل بندھوا کر اوس کو عبور کیا۔ اور وہ بے کیڑ و نا کو چ کیا۔ اور محاللات جیکہ اٹا وہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹوں کے قبضے میں تھے ان کے زمین میں بکفہ محمد رفیع ابن غلام سرور میں ایک عبارت مندرج ہے۔ جس سے اس ہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان ۱۰۱۷ء ہجری کو فتح آباد کا ارادہ کیا۔ اور اٹا وہ سے چار کوس اس طرف مقام کیا۔ نواب کا گذر ایک گاؤں میں ہوا یہاں چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ میں مصروف دیکھا۔ نواب نے چاروں کی تلون اور دادی دیکھ کر نواب کو حکم دی رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت میں سے نہ ستائے۔ اسی مقام میں سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹا وہ میں لڑائی کا سامان جمع کر کے جنگ کے لئے مسند میں نواب کو حکم سے

موتھے خان اور محبوب علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ فوج
 لپکا کر مائدہ کیا۔ سنون نے بھی دیوار قلعہ پر باج چھ توپیں بڑھا کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب
 کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور انہی آتشباری کی کہ سر ہوئی توپ بیکار ہو گئی اور
 اونکو یہاں تک تنگ بکرا کہ ۲۹۔ رمضان کو اونہوں نے اطاعت کا پیام دیا۔ سری دت
 پنڈت نے انہوں کو افسرین قلعہ میں حاکم تھا اس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصہ کو کر کے
 قلعہ خالی کر دیا نواب نے یہیں عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو
 چلا گیا میر سید علی داروہیلوئی کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تھا کہ دریا سے جہاں کو
 عبور کر کے اس پار مقیم ہو جاؤ تاکہ سر ہون کی کوئی فوج اور ہر سبکدوش کر کے قلعہ کی طرف نہ لے
 نہ آئے اور نہ ادھر کی رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک سرسبہ سردار ناٹھی پر سوار چار سو سوار اور بارہ دانی
 اور اونٹوں کے ساتھ ادھر کو آنا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر بارہو نہر رکھ لیا بہت سی
 آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کر کے مہیار ڈالے میر مذکور نے اونکو روانہ کیا۔
 بلکہ اسی حاکم نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دو سون کو خرچ
 راہ دلو کو چھوڑ دیا۔ اور اون کے مال اسباب ذاتی سے کوئی مزارعت نہ کی۔ سوال کو
 نواب شہر میں داخل ہوئے اور یہاں نہ فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے
 ملنے کو آئے۔ مال گو بند وغیرہ اناروے کے ساہوکاروں نے نواب کی خدمت میں حاضر
 ہو کر عرض کیا یہ قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچا ہے۔ نواب
 وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کر دو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر میں بنوائی۔ اناروے کو فتح
 کر کے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اس کے متصل شہر کریم پور جنگ حلف احمد خان بنگش کی
 تالیف قلب کی جسکی عمر اس وقت ۱۳۱۳ء ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے احمد خان بنگش کی
 نثریت کے لئے فرخ آباد کو بھیجا اور اس کو اپنا خراجگدار کر لیا۔ ۱۵۱۵ء ہجری مطابق ۱۱۱۵ء
 میں یہ نواب بنگش اودھ کی سلطنت کا خراجگدار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ یہ کہ دریافت نہیں گئی
 اس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپے فرخ آباد کی طرف ملنے لگا۔ بعد
 چند ہی ایک خراس خراج کا انگیزی فوج کے کہو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج محمدین
 معشیم تھی۔ آرون صاحب تاریخ مسترغ آباد سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خان مظفر جنگ مارالمہام آباد فتح کرنے میں بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا
 نواب مظفر جنگ نے ذات خود آبادہ جلسے میں اصرار کیا اور وہاں نواب زبیراوسکی ساتھ تعظیم و تکریم
 سے پیش آئے اور پھر وہ نواب وید کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑھ میں کوڑیا گنج و سردو گنج تروا آباد
 ہوا اوس نال میں محرم علی رسواٹ اسی ضلع کے مقبہ جلالی میں جو کہ شیعوں کی بستی ہے
 انجام دئے گئے۔ ایک حکایت یہ کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اس
 ژانی میں نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قندج میں سے تینا لگرام
 و تروا و ٹھٹھیا اور سکت پور اور کسی قدر حصہ ساخ سے مرہٹوں کو بیدار کر دیا جو حصہ ملک
 کہ اس طرح سے اودہ میں حاصل کیا گیا تھا وہ کل فرخ آباد میں کالی ندی کے دوہیں شامل ہو گیا
 ماسوائے چیرا مو و سکراوٹی کے اور شاید بہت سے حصے ساخ کے ان دو پرگنوں میں
 شامل ہیں۔ بعد ازاں عرصے کے الماس علی خان خواجہ ہراجا اوس زمانے کا مشہور
 شخص تھا ملک مغتوہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تھا کہ اوس نے اپنے
 ماسخوں کو یہ حرات دلائی کہ اگر جموں وٹوں کی زمینیں جن سے وہ ہم سے مالک تھے چھین لین
 راجہ تروا اور ٹھٹھیا اور پھر دہری بخش گڑھ کو اس کا رروائی سے اکل جاہ و منصب پیدا ہوا
 کالی ندی کے جاب شمال جہاننگ نواب بگیش کا علاقہ تھا وہاں کوئی متعلق اوس قسم کا
 اصرار اوس ظالمانہ کارروائی کا نہیں ہونے دیا۔ ریاستیں میں تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف راجہ
 کی حالت میں پیدا ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس دیا کے اور کنڈارے کے رہنے والوں کی
 بہ نسبت دکن کے کامے کے رہنے والوں پر انظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔
 عماد السعادت میں لکھا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراج گزار ہو گیا۔
 نو عافہ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس معنوں کا خط لکھا کہ میری مصیبت
 آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کرنی اور ایک مغل کے خراج گزار بننے اور بہتانوں کا نام
 ڈبو دیا کا شائبہ میری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
 تم سرخ آباد سے نہ نکلتے۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو

۱۔ تحصیل چیرا مو ضلع فرخ آباد میں ہوا اوس زمانہ میں اس میں اقلہ ٹھٹھیا و تروا شامل تھا ۱۲ سالہ تحصیل
 تروا ضلع فرخ آباد میں ہوا ۱۰ سالہ ضلع فرخ آباد میں ہوا ۱۰ سالہ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد میں ہوا ۱۰ سالہ

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدمتِ چشم کے ساتھ تہار کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ خان کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پہنان تہاری مدد کو مستعد تھے اس قدر خوف اور ہزدلی کہ یوں کی فتح اور شکست خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا بخشنے تمہارے باب فابا ہمدان نے اپنی تہوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنگی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس متبر کا بنے باب کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگوں کو بے شمار کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیج دیا جو اسے دیکھ کر بہت آزدہ ہوئے روحِ بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملہ دہ اور کوٹیاں گج کے لواح میں لیٹے چند روزوں میں قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و جرب باتیں لکھ کر پیسے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونوں نواب اپنے تمام خدمت و چشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے ساتھ ہو گئے۔ حالانکہ ملے باب شجاع الدولہ کو کبھی خیال میں نہ لانے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے انہوں نے غرت و محبت کو خیر باد کر کے اپنے بابوں کا لاج دیا دُبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیوں اور مجرایوں میں داخل ہو گئے وہ بھارت و حکومت کو ماتہ پہنچ گئے۔

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ جابا بی

سید ابوجریٰ بن نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بہت بڑے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اسکو سکست دیکر مقابلے سے پہلے دیا نول سنگھ دنگ ملین بنا لکھن جو ہوا قلند اکبر آباد پر جانے کا مقصد تھا اور بہر طور کی ریاست کی طرف سے دانساہ دیا بن نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا۔ نجف خان نے قلند کا بخوبی محاصرہ کر کے حصہ دین پر بڑی شدت کی اور قلند پر فوجوں سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی نصرت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ اگر وہی نجف خان ضرور فتح کر لے گا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کر کے آمادہ و عینِ وقتہ کر دیا اور چونکہ اوکو ذوالفقار الدولہ کی طرف سے بھد کدورت تھی اسلئے اربع خان کو باؤشاہ کی خدمت میں بھیج کر عرض کیا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاؤں گا بیشکس پہل فرمایا جاتی اور اون کا مقصد مسافرت ہوتا ہے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھ کی بڑی آزدہ ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

اور وہی کی شکل حال کو قید کیا گیا ہے اس کی وجہ سے یہ خط لکھا گیا ہے کہ شجاع الدولہ کا تہا پہنچ گئے۔

درخواست یرا منفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجدد الدولہ بھی پیچیدہ تھا اس نے
 نواب ضابطہ خان کو موافق کر کے اور بادشاہ سے عرض کر کے ملک آن طرف جتنا کہ نواب
 ضابطہ خان کے سپرد کر دیا ضابطہ خان وہاں جا کر ذوالفقار الدولہ کی کس دیبازاری
 کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا دون نہ چلا تو انتہا سے ریا کا ہی۔۔۔ دلی
 دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدل دیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
 اور اس سے ملاقات کر کے پھولہ صاحب فرنگی کو تو بچانے اور بلش دیکر اور بست علی جان کو
 ہمراہ کر کے مقام اٹاواہ سے اکبر آباد کے قلعہ کے مح کرے میں مددیت لا بھیجی اور
 اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے کھل گیا کہ ہماری مرضی کے بغیر میرے
 کیون اتفاق کیا۔ عرصہ تک شجاع الدولہ ملک میانہ و آب برقعہ کے فرخ آباد مو۔۔۔ ہو کر
 گنگا کو عبور کر گئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب پنجاب الدولہ
 کے مرنے کے بعد سارے روہیلوں میں کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر بغیر اور
 دانشمند نہ مانا جاتا تھا۔ مگر سوقت وہ خود محضون میں مبتلا ہو رہے تھے۔ سبب خیرین
 کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو سہاؤن کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس نے
 روہیلوں کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور عقیدہ رحمت و اخلاق نواب سعد اللہ خاں اور
 عنایت خان سپر حافظ رحمت خان کے ساتھ اٹھو تھا بالکل فراموش کر دیا۔ عنایت خان
 پنجاب روح کے ساتھ شجاع الدولہ کا شہ یک تھا جبکہ عظیم آباد پرانگیروں سے اونکو
 حُب پیش تھی۔ یہ احساسات اوہنہن نے بالائے طاق رکھ دئے۔ اور مسہنگم
 صاحب گوہر کو شہ لاکھ روئے رسوٹ میں دیکر اور فوج خرب مقرر کر کے حافظ رحمت خاں
 سے جنگ کے لئے اپنا شریک کر لیا۔ گورنر کو اگرچہ کبھی کی طرف سے یہ حکم نہ ہوا
 کہ اپنے مالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرم ناس اور حدود امویا و
 و الہ آباد تھے آگے کو دشمن رہے اور بے سبب دوسروں کا ملک فتح کرنے
 کے لئے لڑائی میں لگنے ہی فوج کو نکالے۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
 ملک فتح کیے۔ اسکو کوسل کا وقت یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے

ملک پر حمایہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کر کے دشمن کے حملوں سے اس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزوں کا دشمن بن جائے اور عظیم آباد میں قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزوں کی شرکت کریں کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھ رکھا تھا کہ چٹاؤن کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا ساتھ اور فدیہ ہے جو کوئی اودھ کا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاؤ کے لئے اس سے لڑے گی مگر گورنر بعض فوار کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہو گیا۔

اپنے دوست انگریزوں کی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھ پڑ چڑھائی حافظ رحمت خاں کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلوکھ کو اسی طرح غاص بابا جیسے سال بھر میں مرہٹوں کی چڑھائی کے وقت پایا تھا تو ان چالیس لاکھ روپیوں کے پورا کرنے کے واسطے جو لاچہ عہد نامہ کے مرہٹوں کے مقابلے میں مدد دینے کی بابت روہیلوں سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اس کے دینے سے انکار کیا تھا ملک معین روہیلہ سرداروں نے اس عہد نامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھ پڑ کو اپنے ملک میں شامل کرنے کا بختہ ارادہ کر لیا۔ نتیجہ الاخبار اور مرآت آفتاب غامین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے سشلا پجری میں شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور سلطنت کے ملک پر چڑھائی کریں تو ہم کئی لاکھ روپے ایلخ خان کی معرفت نذر کر سکیں گے اور غرض اس کے علاوہ چٹاؤن کے ساتھ سے بنگال لکھا۔ ذوالفقار الدولہ بخت خان کو بھی اس فوج کشی میں ساتھ لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹوں کے بنگال دینے کے واسطے مجبور ہوئے تھے وہ اس کی غرض روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس رقم کی ادائیگی میں کچھ معاہدے کرتے ہیں۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ روہیلوں پر لشکر بجا لایا۔ کاودہہ کر لیا اور اپنی فوج دیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جہنا کے دوسرے کنارے خمیر کہڑے کراہے۔ اور بخت خان کو حکم دیا کہ اس کی فوج ہماری لشکر کا ہراول دیو۔ اسی دن بادشاہ کو بتا گئی اسلئے وہ تو قلعہ کلہاٹ گوی بخت خان کو فوج دیکر ایلخ خان کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ وہ شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی بھٹائی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بنای دوہڑ بنان کے ہی اس معاملہ میں سازش کر لی کیونکہ اکثر بادلوں کا حصہ ان لوگوں کے قبضہ میں تھا بلکہ ان کا بادشاہ کے

ثابت ہو کہ روپیہ کی نسبت اس قدر بڑا انداز سازش میں نواب فیض اللہ خان والی راجپور بھی
شریک تھے۔ گواہوں پر بعض اعتراضات۔

۸۔ لاہور شہداء کو بچا ایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روپیہ کے استقبال کے دھڑے
وعدہ ادا کیا گیا ہے اور سکا ایثار ہو اس بچا ایک درخواست سے گورنر نے عکاسی۔ ایک ایک سال
کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت نکر اور مباحثے کے بعد یہ بات پھیری کہ سپاہ ملک کے لئے یہی حالت
اور شرائط بیاہ بھیجنے کی وہی ہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوئی تھیں اس وقت گورنر
اپنی وفرت کو کہہ لیا کہ اس نے اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ گورنر کے لئے گورنر
یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط ملک سرکار کیپنی کے حق میں پہنا ہوا فائدہ مند نہیں۔ اور وزیر ایک
بار گزریں ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ ویرا کو مستند کہہ سکتے ہیں۔ سپاہ انگریزی کو لڑائی میں
نہ پہنچا ہے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنر نے اسے اسکاں کی مرضی سے کہ
لڑائی سے جہانگ ہو سکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائریکٹرز نے روپیہ کی
ایجنسی میں سپاہ بھیجنے پر لعنت طاعت کی۔ مگر بعد سوچ بچار اسکے آخر کار اس عہد نامہ کو جو بارش میں
ہوا عطا منظور کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب سپاہ کے گورنر نے ہندوستان سے مستعفی ہونے کے
بعد دلا بہت کے ہوس آف کامنڈر دیوان وکلا سے عام میں ۲۴۔ اپریل ۱۸۵۶ء کو انہیں اس شان
کام کے لئے سپاہ کیپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا۔ ۲۵۔ جن کے لئے
کو یہ الزام پونہ ضلع ہوا کہ اسکو کورٹ ڈائریکٹرز نے منظور کیا تھا۔

اس وقت کے میں میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا
سرکار کیپنی کی سپاہ شجاع کے تین برگڈیس سے جو دوسرا بریگڈ الہ قلم میں رہتا تھا۔ اس کو
حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنل جیمس جو کمانڈر راجپوت تھا اسکو سالار علی
کا اہتمام سپر ہوا وہ وسط فوری شہداء میں لشکر لیکر چلا۔ ۲۴۔ فوری کو شجاع الدولہ
کے ملک میں پہنچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع سرحدی میں جو ادھکی سرحد پر واقع تھا۔ انگریزی
فوج سے ملے۔ اور ان کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا تھا آباد کی طرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ
اپنے فوجی امیر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا
اور رام گہات پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور آخری ٹانگ روہیلکھنڈ کی جانب
دھکی کے ساتھ حافظ رحمت علی کو بھیجی گئی۔ حافظ صاحب اس کا پروازی۔ پتہ مسکام

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے میزی برپا تھا
 حب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دودھ سے حان احمد خان و محمد خان وغیرہ
 پسران بختی سردار خان اور احمد خان و اعظم خان وغیرہ انہائے فتح خاں خاندان میں
 حافظ صاحب کے ساتھ عجیب نامہواری کا برتاؤ کر رہا تھا۔ انکو خیال میں نہیں لاتے تھے
 اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل حاکم تھا۔ مسئلہ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی
 طرف ان لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے۔ اور انکی خیر اندیشی کے درخت نے نہایت کٹکے
 دلوں میں نشوونما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بظن ہو گئے۔ اور اسی خیالات سے بعض فی علیا
 اور بعض نے نصیہ شجاع الدولہ سے مواہقت کا عہد ویمان کر لیا تھا۔ چنانچہ حب اللہ خان
 اور فتح اللہ خان نے ذات بر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ صنون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک
 ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق مہارے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔ شجاع الدولہ کے پاس
 پہنچا اور یہ جاکہ وہ اسیر مہر کر دیں۔ وہ تو یہ دن خدا سے چلتے تھے منظور کر کے مہر دی
 اسبوح احمد خان بختی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا۔ اور خود
 وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کروں گا۔ اس طرح متمم خاں نے جو ایک نامی
 اور مغرور سردار تھا حافظ صاحب اس کو ہندو سوردیہ ماہوار دولت کے اور رسالہ کی
 تنخواہ عائد دیتے تھے۔ اور چند گالوں جاگیریں دے رکھے تھے۔ شجاع الدولہ سے خینہ
 سازن کر کے بچاں ہزار روپیہ کی ہندی طلب کی۔ جب شجاع الدولہ نے ہندی
 بھیج دی تو اس کے پاس جلا گیا۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
 اور کسی سے قرض نہیں کرتے تھے۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرح آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
 پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ اس واسطے حافظ صاحب اپنا ساواک درست کر کے اس محرم
 ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلم بریلی سے نکلے۔ اور آلے میں پہنچ کر یہاں لڑائی کا جھڑپا
 کر اکیا۔ اس جھڑپے کے نتیجے روہیلہ سردار یہی کم جمع ہوئے۔ کچھ راجپوت چوٹی چوٹی
 جاگیر دار اور میاں دو آب یعنی فتح آباد کے بگوش بہان شریک ہوئے۔ نواب فیض اللہ خاں
 دلی راجپوت پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رام پور سے حافظ صاحب کے
 پاس چلے گئے۔ اور ان کے بھائی محمد یار خاں اور ان کے بیٹے نذر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیوں کی صحبت سے پہنچ گئے۔ پہنچنے کے بعد احمد خان پسر خشی سردار خان اور احمد خان
 پسر مرغ خان خانان بھی حافظ صاحب کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مکرہ ہوں ماحصل یہی بات
 تھی کہ حافظ صاحب ماری جا میں کو تک حافظ صاحب نے، سیکہ کے ہر ایک میں کو ایسی خوشی
 بیدل کر کہا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ اور تکہ ہوزی عرس سے رہا گیا
 میں صادق عداوت کا ایک زبر پلا مادہ میں لیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بے ادبی کی طرف متوجہ
 تھا۔ اور دوسرے کی خرابی سے غیور کو کھڑا کرنا تھا۔ اب احمد خان، انیساد وند خان
 اس لڑائی میں اولت سے ایک نہیں تھے کیونکہ انکو مقصد احمد صحت خان کی۔ دوسرے
 خیال تھا اسی قدر شجاع اور دل کے ساتھ کیاں تھا یہ وہاں پر اور انوار شجاع الدولہ کی حکمت
 چھری تھری دن اور عظیم محاکم کی رہا بالو پر نہ اس کے لگا تھا۔ انہاں ماحصل یہاں رہا۔
 باطناً سخت تپہ اسکے عداوت کے پاس، انی درست مہا رہا یہ ماحصل یہاں تھا۔
 وجہ سے گریہاں تپہ ہی اس ہیوں، انوں مہا پور سے نہ ہو رہا۔ مہا میں لے لے لے لے لے
 سے مجبوری ظاہر کی اوس جگہ پہا سپہی نہ لوگ جو شجاع الدولہ سے لے پڑے یہاں
 منفرد کی تپہ کا مہا کر کے اپنے مقاموں سے نہ نکلتے۔ سو فرخ آباد اور۔ سیکہ کے پہاں
 نوکر لے نوکر تنگ قوی کی وجہ سے جوق جو را آ کر جس ہو رہا۔ صحبت زیادہ ہو گئی تہ
 منافق ہی اپنے بیگانوں کی مجلس پیشینگی کی۔ چہرہ تپہ تپہ تپہ تپہ تپہ تپہ
 آنے لگے۔

جوق حافظ رحمت تپہ انولے میں اپنی ساماں جیب کی تپہ۔ صوفی واد وقت
 شجاع الدولہ لے کر کیل جیسے لے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے تپہ۔ سی رام کہات پڑ لے بل
 کی تپہ مٹا سہیں اپنی ہی لائے میں ہل تیار کر کے۔ مہا واد۔ مہا کہات میں لے لے لے
 اسلئے کہ سید بھی اچھی طرح اپنے ملک سے صبح لے لے اس بات پر اسے تمام مہا اجتماع الہ لے لے
 کہات ناما مہا واد ہل تیار کر بابا۔ اور اناری ہی فوج کے ساتھ جس کا امیر کرنل تپہ۔ مہا واد سیکہ کی
 حاس روانہ ہوئے۔ لہذا یہ خیال اپنا تو اب عجیب الہا۔ مہا واد۔ مہا لے لے لے لے لے لے لے
 سکس ہی ایک۔ ایک ہزار ساد لے ساتھ شجاع اور ولہ کو نہ تپہ تپہ تپہ تپہ تپہ تپہ تپہ

دیکھو تاریخ فرح آتا۔ نوٹہ دلی اندر و ایلمار میں مذبح مختار و اخبار و مذکرہ حکومت۔ سلسلہ بدیع

جو مانتا ملک سے سحر کر دیا شجاع الدولہ نے۔ وہ سیکھنے کی سرحد پر پہنچے تو انعام مجتہد کے پاس
 ایک سحر روپوں کی طلبی میں حافظ رحمت خان کو اور بھی گئی اور ہوا میں اسے اس تحریر کو دیکھ کر
 اس کی نوع کے ساتھ مخالفت کی بابت ہر بنا شروع کیا اور کیا را کے کہاں رام گنگا کو عور کو کے
 فرمایا۔ پہنچو ۶۰۰ بریلی سے سنہ ۱۲۰۱ کی حالت سات کوس کی فاصلے پر ہی شجاع الدولہ کی نوع
 یہ سیکھنے میں پہل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبداللہ خان میرہ لڑاں بہادر خاں
 تیس سالہ جہان پر حافظ صاحب کی طرف سے یہاں کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب
 سے علاوہ دوستی رکھنے کے اور کنبہ بیٹے ارادت خان کا سرسری تھا جب اس نے یہاں
 سنا کہ شجاع الدولہ کوچ لیکر آ رہی ہیں تو شاہجہانپور میں جاکر اس کے خا ص پر استقبال کیا
 شجاع الدولہ نے اس کو مصلحتاً غلط بتا عتاب کیا اور ساتھ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
 پر مقام کیا۔ شاہجہانپور کے پٹنوں کی ہمدردی اور اتفاق نسبت روہیلوں کے
 لکھنؤ والوں سے بہت زیادہ تھا۔ علاوہ اودہ اور روہیلکھنڈ کے حامی دہورے پر ہونے
 کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور سائے میں رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ تنجاء الدولہ
 کی دست برد میں رہنے سے اس علاقے میں سے تحصیل گولا اور کاٹھہ یعنی شمالی اور مشرقی
 نے پر حافظ رحمت خاں کا ہارا اور آئندہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹنوں کے
 تصرف میں تھا

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہان پور پہنچنے کی خبر سنکر جو جس ہراساں ہوا۔ جہانپور میں ان کا
 اور ساتھ تو ان کے۔ اچھے فریو سی روانہ ہوئے اور پہنچ کر ان کو غور کر کے مہراں پور کے
 مقام پر آئے یہاں آبادی کے قریب آہوں کے انہیں فوج کا حصار بنا کر قیام کیا حافظ جہان
 کی طرف سے حقدار تاج پور ہوئی تھی وہ ان کے واسطے معین بنی کہ ان کی جماعت دور دور پر جاتی جاتی
 جاتی اور انگریزی فوج کے واسطے روئے تھی کہ موسم حراب ہونا چاہتا تھا۔ آخر کار انگریزی فوج اور متجمیع
 الدولہ کی فوج تہہ متعلق شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے مڑی کہ روہیلوں کو جلدی لڑائی
 میں مستحق کرے اور سولی کے قریب یہاں میں ہندو۔ اس ہندو نے روہیلوں پر ظام کیا کہ
 یہ لہذا راہ پہلی ہندو راہوں کر پہنچا رہا تھا خاصہ اہل رعایاں موجود تھیں اس واسطے حادثہ وقت خان

اس وجہ سے اچھی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصہ چھوڑ کر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ
 کی فوج ترتیب وار لڑ رہی ہوئی میرا نیور کمرہ ضلع شاہجہانپور میں آ پہنچی۔ جبکہ حافظ صاحب
 کمرے سے نکل آئے جو کسی قدر اس کے قابلِ جگہ تھی تو کرتیل جبر صاحب جنہوں نے وہ تیر
 بتائی تھی۔ اور نقشہ خاک تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا
 حافظ صاحب کی لوح کی مذکورہ بالا نقشا گزشتہ حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے
 اور کل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر بے نوکر
 شامل ہیں اور کرتیل چپیں کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور
 سیرا تخرین اور نایع مظفری اور نتیجۃ الاحبار کے وعدوں نے کہہ ہے کہ اونکی فوج کچھ
 ساٹھ ہزار تھی اور عماد اسعدت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب
 ملکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ نزع نطن میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار
 آٹوں اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بغفل
 نواب شجاع الدولہ سے بچنا چاہیے۔ بڑی عجاری فوج کے ساتھ آئے ہیں اسنو صلح
 کر لیتا چاہیے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہو کہ دیکر صلح کروں
 نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ حقیقتاً روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھو شجاع الدولہ
 کے پاس پہنچو میں اون سے بات چیت کر لوں گا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دید و نگاہ
 پہر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسیدی وصول کر لیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت
 کا زمانہ قریب آ چکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا تھا۔ مگر اس کے خلاف سیرا تخرین
 میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے جالمس لاکھ روپوں کا تقاضا حافظ
 رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ رزم و عود پہنچانے کی مدت گزر چکی اور اتنا کہ اپنے وہ روپیہ
 ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہ ہو کہ وہ روپے جلد پہنچائے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا
 چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فوج اللہ خاں و عیزہ
 اولاد و مدے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کر کے
 کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقہمت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور
 انگریزی فوج ہی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ جانتے ہیں
 کہ ہمارا ملک جیت لیں۔ اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہد براہونا نہایت مشکل ہے

پتھر یہ ہے کہ اس ملاکو روپیہ دیکڑا الہین کو نکلا اس معاملہ میں حق اوہیں کے ہاتھ میں ہے
 ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ جو نیکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
 درپردہ دوند سے خان وغیرہ کی اولاد کو کھلا بیجا ہتھاکر مجھے ہتھاکر سے کچھ غرض نہیں
 العینہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کر دے تو میرے بھی کینہ قائم ہوگا اس پنجاہ کے پہنچنے
 سے وہ اچھن لوگ مغزو ہو بیٹھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جکے فنانس
 اونکے اوردو سردوں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوتے تھے پہلو تھی کی۔ اور لڑائی کرنے
 کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے فوجان سرداروں نے بھی اپنے غزو و شجاعت
 کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگ دستی کے عذر میں کہے۔ اور حافظ صاحب
 کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور ان سے شرکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
 بہت سا بھجایا کہ درنگیوں کی لڑائی سے عہدہ بڑا ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ میں آبرو سے
 مردی جاتی۔ یہی بھجائے تھ آؤ گے۔ انگریزی فوج کی انتہاری تم کو خاک میں ملا دیگی
 چونکہ ان روہلون کے ہاتھ سے ہے، تہا ظلم معقم و سار۔ اور ہر قسم کے بند بنگان حدابر
 ہوتے تھے، انتقام کا یہالہ لیز ہو بھگتا تھا۔ لوں کا وقت آچکا تھا۔ افکی عقل کو بھر پوتی کے
 پردے پر نکلتے تھے۔ اسلئے اون سختیں عشب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
 پر اٹھات۔ کیا۔ اور لڑائی کی طعن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی، راگ کا تلمے
 وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار کرانے کے ارامے
 سے اوتار تو یہاں شکہ۔ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر
 شجاع الدولہ یہ نو دیدے تھے۔ اور کرنل جیمین کو جو انگریزی لشکر لکھا آیا ہے بچوں واسطہ
 کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ سرٹا ملے ہے۔ میں قرض نہیں دیتا۔ مجھے بھڑسی عت
 کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی۔ اسلئے وہ ایسی سپاہ جمع کر کے لڑائی کے
 لئے تیار ہوئے۔ یہ بات سچ نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے پر عزم ظہر
 کر لیا اور مصاحبت کا نیاں نہیں کیا اسلئے کہ کرنل جیمین خود لکھتا ہے کہ میرے اس حافظ
 صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادے۔ مگر جب شجاع الدولہ نے اسکا ذکر کیا تو اون کے

جائیس لاکھ روپوں نے بیچے دیدے اور انہوں نے دو سو ڈروپے لگے غرض کہ میدان
کا رزارین حافظ صاحب ۹۔ اور اصغر شلا سہری کو لڑائی کے لئے سوار ہوئے مگر شجاع
الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا۔ ۱۱۔ اصغر شبنے کی رات کو انگریزوں نے تمام شب تیاری کر کے
تو پخانے کو بڑا کر لاہی کہیرے کے لشبہ میں دریائے بیگل کے کنارے پر جہاد کیا۔ حافظ صاحب کو
اونکی مجبوری نے اسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے سمجھن کے کہنے کے موافق لڑائی کی ہے
کل کا دن مقرر کیا ہے ۱۱۔ صفر شلا سہری مطابق ۲۲۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو سمجھن کے دن جمع کے
وقت ذاب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہی
شجاع الدولہ نے بسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلکے بندو بھجی اور عبد علی کے
ساتھ چار ہزار بندو بھجی تلکے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر میں متعین کیا جو میدان جنگ میں
شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا۔ اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار زیادہ برقی انار
کے ساتھ جھکو برقی کتے تھے اور لطف علی خان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار زیادہ
بندو بھجی کے ساتھ جن کو عجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیگر انگریزی لشکر کے ہتھ اور جسروہ ہر
۱۰۔ ہجرا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندو بھجوں کے ساتھ جو بائیس کھلا تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی
فوج کے عقب میں رکھا اور شجاع الدولہ نبات خاص سواروں کے غول کے ساتھ رزمگاہ
سے فاصلہ پر پہنچ کر توپخانے کے پیچھے تھیں۔ فرح بخش میں ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب
کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تھا۔ حافظ

۱۰۔ جام جہان نائین لکھا کہ مقام لاہی کہیرے میں دریائے بیگل کے کنارے فرید پور کے
مضلع میدان کوڑک میں جنگ ہوئی تھی۔ اور عمارت سعادت میں بیان کیا کہ کمرہ کمالی خان اور
فرید پور کے درمیان میں یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیرے
کے لشبہ میں انگریزی توپخانہ قابم کیا گیا تھا۔ کدہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہا پور ممالک مغربی بنالی
میں شاہجہا پور بریلی کی بختہ شہر کہرے چہ میل اور شاہجہا پور سے انہارہ میل
کے فاصلہ پر آباد ہے۔ آج کل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے۔ اور وہ ہیکلہ دیو
کا اسٹیشن بھی اس قصبے میں موجود ہے۔ ۱۲۔
۱۲۔ دیکھو گل رحمت

صاحب یہ سمجھ کر کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل
 ڈر گیا پس آٹھ سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوریاد و طائفین معروف تہی کو انگریزی
 لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان میں آگئی۔ حافظ صاحب غازی شہزادہ نے اپنے
 قتلے کہ ہر کار و جہز لائے کہ انگریزوں نے آپ کے لشکر کے مقتول تہجاء جادیاہ سے اور لڑائی کے لئے
 کہڑے ہوئے ہیں حافظ صاحب گہر کر پالکی میں سوار ہوئی اور نواب فیض اللہ خان کے دوسرے
 میں آئے۔ اور ان سے مشورہ کیا۔ حافظ صاحب نے اب فیض اللہ خان کی کہد یا کہ سدا
 اگر چھوٹا شکست ہو جائے اور میں مارا جاؤں تو تم لڑائی کرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا۔ یہ کہہ کر
 میں دھانے بہتہ کوئی جگہ اس کی تہن اور جو کوئی میرے بیٹوں میں سے تمہارے ساتھ ہونے
 کا ارادہ کرے تو اسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک رد ہلو کا لشکر دوسرے طور پر درست ہونے
 اور سہیلے لکھتے جمع ہی ہونے نہ پایا یہاں تک کہ غارہ بجائے گا اور عہدہ داروں کو تیار کیا حکم بھی
 سام طور پر نہ دیا گیا۔ رایتیں گھوڑے لیکر اور سارمان اونٹ لیکر گہاٹ چار کی فکر میں اور
 یو پاری رسید کی تلاش میں چلے گئے۔ آج بڑی غفلت رد ہلو کے لشکر میں رہی دھن لڑائی
 کو سر رہ مروجہ ہے اور یہاں ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ بہر حال رحمت خان کو خبر ہو چکی کہ مستقیم خان
 ابن سنج کبیر سے فیم کا مقابلہ ہی ہو گیا جو بقول مولف گمان پرہاں حافظ رحمت خان کے لشکر
 کے ہراول بن تھے۔ کل رحمت بن لکھا ہو کہ عین لڑائی کے وقت حب اللہ خان چار سو آدمیوں
 کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچ کر مستقیم خان کے غول بن کہہ اہوئی اور احمد خان جی میں ہو جاتا
 ساتھ دہشتن دل قل لڑائی سے آیا تھا۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے
 ساتھ جانب ص سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ اس کے ساتھ آگے بہت سے آدمی مارے گئے
 اور زخمی ہوئے۔ مگر بہت سی سپاہی فوج کی مدد سے ٹکڑے ٹکڑوں کی گولہوں کی باڑھ لگا جا رہی تھی
 اور کچھ اول کے صدمے سے ہلاک ہوئے۔ مگر پھر بھی کچھ رد ہلو ہے انگریزی لشکر میں
 گہٹس گئے۔ اور توپوں پر قبضہ کر کے ارادہ کیا۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب
 نہوئے۔ اس طرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار زیادہ دشمنوں کے ساتھ
 سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ اور اس کے غول
 میں گہٹس گئے۔ اور بڑی غزنی کے عہد مخالفوں سے وہ سنا فون
 خجین لیا۔ جس کی آڑ میں وہ لڑ رہے تھے۔

اور حوداؤ کی آڑ بکر مذوق دہاں سے لڑنے لگے تنفع الاغبایں لکھا ہے کہ نواب قین اللہ خان
 اور مستقیم خان سب علی خاکی فوج سے لڑنے لگے۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے
 جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے فوجیوں سے بڑی تیزی
 ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ ماری کی کہ بکا بک احمد خاں سپہ سالار خاں بخشی جو شجاع الدولہ
 ملا تھا اتنا بغیر لڑے جھڑپے پہانے کاغذ لکھ کر میں ڈاکر ہیاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے ہاتھوں میدان جنگ سے
 اوکھڑے لگے۔ یہ خبر مشہور ہوئی تھی پٹان جوق جوق بغیر تھکن و تفتیش ہیاگ۔ بیکہ یہاں تک کہ حافظ صاحب کے
 ساتھ بہت تھوڑی فوج رہ گئی جبکہ مخالف نے بہ حال دیکھا تو اوسنی تین طرف سے زور دیا کی طرف مستقیم خاں پر
 دوسری جانب نواب قین اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر چاروں گولوں کی ضرب بارش
 ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے
 لگ بھگ طلب کی۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے سفیر سپاہ ساتھ تھی اوسی سیکر اور توجہ کی نگہ
 دوڑ چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑے۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوج کو
 مقابلے کو لڑنے سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوج کی جانب سے ہوئے۔ مگر کوئی نتیجہ
 کی بات پیدا نہ ہوئی۔ عداوت کا موقت کتہا ہو کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے۔ ادنیٰ
 غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی۔ انہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجیں کھسک
 سب کو تہ تیغ کر کے نواب شجاع الدولہ تک پہنچ جائیں اور انکا اپنی فوج اور سپاہی کا پھانٹ
 گھمبند تھا کہ صفت آباد کے محلے اپنے سردار و سپہ سالار کے دستے تھے۔ اور کھدیا تھا کہ جس محلہ میں
 داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں۔ کرنل جیمز بھی حافظ
 رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار آدمی سپاہ ہوگی
 وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ تھے لڑے بہت دھڑ روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آئے اور پتہ
 جھنڈے گاڑ دیے۔ آگے اور دلو جو صلہ آگے بڑھنے کا ہوا۔ بارہا یہ کہنے چہینے کا
 قصد کیا۔ مگر ہماری توپوں نے اوندکو بڑبڑنے دیا۔ پاپس آئی اور لہ اڑا دیا۔ اوندکی بہادری
 کا بیان ناممکن ہے۔ انہوں نے سب طرح سے بیادین سپاہی دیکھا یا عرض دو گھنٹی اور پینسٹ
 تک آدمیوں پر توپوں سے چب آگ برسی۔ اور کچھ درمٹ مذوق کی گویوں کے اولے خوب پرے
 سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچوں کی طرح اڑتے تھے اور ہزار روہیلے اور بہت سے
 سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے روہرو ہوئے۔ مستقیم خاں کے فراہ ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اُنکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آ رہے تھے تو گھوڑی کو آگے
 بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دو درین سے سورج کھلی
 کو اُنکے سر پر چھان کر ایسا گولا مارا کہ اُنکے سینے میں قلع کے محاذی گولہ کھا کر فاصلے بڑھ کر تین
 الماحبار کا مولف گھبرا کر کہ راہ ہلا سراسر سپہ راہبان راسے جو اس جگہ موجود تھا۔ کہتا تھا کہ
 گولہ حافظ صاحب نے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جبکہ ایک نیلگون داغ اُنکی جلد پر پڑ گیا تھا۔
 مقصد التاریخ میں لکھا ہے۔ عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس وقت حافظ صاحب
 جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن نہ لپہ پہنے ہوئے تھے۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ ہوا
 چھاتی میں ایک سیاہ دیشہ گولے کی دھک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب
 گھوڑے سے گر پڑا۔ بکڑی سر سے اتر گئی۔ خدمتگاروں نے اُسٹھا کر سر پر کھلی اور منہ
 میں رانی ڈالا۔ ایک دو مرتبہ ہونٹھ پہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اُنکی جان بچ گئی
 احمد خان سپہ فتح خان اپنی فوج کو لئے ہوئے علیحدہ کھڑا تھا۔ یہ حال دیکھ کر فرار ہو گیا۔ حافظ
 صاحب تے بیٹے سنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خاں اور محمد دیدار خان اور الدار خان
 اور عثمان خان یہ خبر سکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام عہدے دار بھی گھبرا گئے تو یہ بھی
 میدان سے ہٹا گئے اور پہلی ہیٹ کی طرف چلے گئے۔ نواب فیض اللہ خان اس وقت تک
 ان لوگوں کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سن کر
 دو تین سنا سنار ملے خواجہ لطافت کی فوج پر کر کے دیر دھکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں
 پہنچ کر وہ قیونیت کرے۔ حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر یہ مقالہ کہ گئے۔ دیروین ہو چکی
 تو بالکل گئے کپڑے پرستہ تھے۔ بار بار لشکر کا نام و نشان بھی باقی نہ تھا۔ انہوں نے اور فوج بھی
 اپنی ریاست کی طرف روانہ ہو گئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تھا وہ ایک حملے کر کے
 یہ بھی ہٹا گئے۔ اس سلسلے میں دوسرے افسر جو اتک لڑائی میں مصروف تھے یہ خبر سن کر
 بھاگنے لگے۔ انگریزوں کی اور شجاع الدولہ کی فوج نے معرکہ کا مقابلہ دیر تک کر کے
 بہت سے گولے مارے۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہنچی تو باقی سب اور ترکش
 ادائیاں۔ اور سواروں کو لوٹنے لے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں پہنچا۔ سلطان خاں برادر

مرحمتی خان تبریح حافظ رحمت خان کا سرکات کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت
 کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہوں نے دوبارہ مجدد ادا کیا جب مجدد سے سر
 اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالانہ جانا کہ اوکلی پیشانی کی خاک رومال سے
 صاف کر دے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے اللہ
 شہد کہ تج اس قوم کی ہے اتنا گستاخیوں کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانوں کے
 ساتھ کی تھیں بد کہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا باعذا شاہ حال ہی میں الیسا روزہ مہتاب کے تھے بچا تھا تھا۔ اور سلطان خان تبریح
 کو ایک مانتی اور دو سالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانگے کو ایک لاکھ روپے
 نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کی سرکات میں تھے۔ شجاع الدولہ کے
 لشکر میں تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دو لون لوابوں کے پاس شناخت کے
 لئے بجاؤ اور شاہ شجاع الدولہ کے لشکر میں تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دو لون
 لوابوں کے پاس شناخت کے لئے بجاؤ اور شاہ من برزادے کو بھی جو حافظ رحمت خان
 کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان لے دیکھ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا
 ہے دوسرے کا نہیں اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ اسی بن سٹھ (حظ طراق) پر جانا
 کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوئے تھے۔ اور شاہ من آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا کہ
 یہ اوی سلطان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا اگر بظاہر تاسف کیا
 اور کہا کہ اسے یہ توقع نہ تھی دوسروں کا کام ہی۔ پھر کچھ لون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ من
 کو قید کر دیا اور اوکلی جاگیر پر ایک لاکھ روپے کے قریب ہی ضبط کر لی اور نواب نے اسے
 دستخط سے سند جو اس علی خان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ من کو مسوغات اور مصیبت
 کے قید کر کے اپنے پاس لگا کر شجاع الدولہ نے بالکل ماحصلہ بھیج کر حافظ صاحب کی لاش
 میدان سے نکال کر سرواں کے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی
 مکش بند کی صبح کو قاضی مفتی علیا۔ شرفا۔ سادات اور فقیر نے جب ہو کر بخیر و ملک من کی۔ اور پھر
 عصر کے درمیان شہر کے باہر غریب جانب دھن کیا قبر میں اوارے کے وقت تک گردن و خون
 جاری تھا اتنی دھڑکت کی تاریخ یہ تھی بمبئی داخل (شہلاہری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کے مارے
 جانب کی تاریخ لطافت قہمہ کے ساتھ اس طرح باقی پڑا جو ازلہ طفر تاریخ جسد پڑے باقی سر حافظ صاحب
 لے دیکھو قہمہ القہم۔ لے دیکھو تاریخ اودہ مولفہ کو سہاوی سے مصطلحات و آرائیں پیش کرتے ہیں معنی لکھی ہیں

مرحمتی خان تبریح حافظ رحمت خان کا سرکات کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہوں نے دوبارہ مجدد ادا کیا جب مجدد سے سر اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالانہ جانا کہ اوکلی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کر دے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے اللہ شہد کہ تج اس قوم کی ہے اتنا گستاخیوں کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کی تھیں بد کہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا باعذا شاہ حال ہی میں الیسا روزہ مہتاب کے تھے بچا تھا تھا۔ اور سلطان خان تبریح کو ایک مانتی اور دو سالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانگے کو ایک لاکھ روپے نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کی سرکات میں تھے۔ شجاع الدولہ کے لشکر میں تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دو لون لوابوں کے پاس شناخت کے لئے بجاؤ اور شاہ شجاع الدولہ کے لشکر میں تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دو لون لوابوں کے پاس شناخت کے لئے بجاؤ اور شاہ من برزادے کو بھی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان لے دیکھ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہیں اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ اسی بن سٹھ (حظ طراق) پر جانا کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوئے تھے۔ اور شاہ من آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا کہ یہ اوی سلطان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا اگر بظاہر تاسف کیا اور کہا کہ اسے یہ توقع نہ تھی دوسروں کا کام ہی۔ پھر کچھ لون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ من کو قید کر دیا اور اوکلی جاگیر پر ایک لاکھ روپے کے قریب ہی ضبط کر لی اور نواب نے اسے دستخط سے سند جو اس علی خان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ من کو مسوغات اور مصیبت کے قید کر کے اپنے پاس لگا کر شجاع الدولہ نے بالکل ماحصلہ بھیج کر حافظ صاحب کی لاش میدان سے نکال کر سرواں کے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی مکش بند کی صبح کو قاضی مفتی علیا۔ شرفا۔ سادات اور فقیر نے جب ہو کر بخیر و ملک من کی۔ اور پھر عصر کے درمیان شہر کے باہر غریب جانب دھن کیا قبر میں اوارے کے وقت تک گردن و خون جاری تھا اتنی دھڑکت کی تاریخ یہ تھی بمبئی داخل (شہلاہری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کے مارے جانب کی تاریخ لطافت قہمہ کے ساتھ اس طرح باقی پڑا جو ازلہ طفر تاریخ جسد پڑے باقی سر حافظ صاحب لے دیکھو قہمہ القہم۔ لے دیکھو تاریخ اودہ مولفہ کو سہاوی سے مصطلحات و آرائیں پیش کرتے ہیں معنی لکھی ہیں

لفظ ظف کے اعداد پر گیارہ سو اسی ہزار عدد سر لفظ حافظ کے ح ہ ہی ملائے سے سال مطلوب
یعنی ستملہ ہجری فصل ہوتے ہیں مساکن فلسفی میں مذکور ہے کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی ادھون نے وہاں گنج آباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گورہا سسٹے ایسی فارسی کی تاریخ ادوہ میں لکھا ہے کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرما کیا کہ میر
نیمہ خان کے ماتھے سے جو غم و غصہ میرے دل میں ہے اس فتح سے اوس کا ازالہ نہیں ہو سکتا
اور نامبروہ ثناب خانیون کا رسالہ دار ہنہا کہ اٹا سے میں اوسکو نعم الدولہ بہادر ثناب جنگ کا
خطاب ملا تھا اور میں ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ بند لکھنڈ کو فتح کر کے لئے بھیجا گیا تھا
فتح نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپہ ہمار اوس کے لئے جو یک سالہ یا دو سالہ تھا
مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالار او مرہ سے کاپی کو خالی کر دیا اور سات سو
سواران مرہ اور دہرار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شہر سرن قانون گوے کاپی کے
شریک ہو گئے تھے دلایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دو آپ میں جلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توب سے اور دین اور آب تبدیل کہنڈ کو مائن - گریہاؤن کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
سبقت کو کہو کے او دہر بھیجا جسے وہاں جا کر عمدہ کام کیا۔

کرنیل حمین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل حمین صاحب نے چٹان کی بہادری اور دلیری اور جو افروہی کی جو ترفیع کی وہ اہر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے وہ لکھتا ہے کہ میں حیران ہوں
کہ کہا کروں شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملاست کروں بھی اوس
حال میں کہنا ضرور ہے تاکہ کو رمنٹ انگلیریسی بان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہے کہ دنا ہی
اعتبار کے قابل نہیں - لڑائی سے ایک رات پہلے پہنے بعض خاص توپیں اوسکی مالکین بھی
اونکی لڑائی میں بہت ضرورت تھی - مگر اوس نے صاف انکار کر دیا - اور میرے کام میں اونکو نہ آنے دیا
اندہ کیا کہ کل میں سا لشکر لے کر موجود ہو گیا اور سب طرح کی مدد کرونگا اوہو اور ونگوئے پاس
کہزار ہوں گا - مگر وہ لڑائی میں پاس کیا آتا دہر ہی پہلے بدہان کہڑا رہا جہاں میں اوس نے ٹھکانہ
صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہنچی تو اسی وقت نو دم لیکر میدان میں آکودا - اور
س ہیلون کے کب کو خوب دل کہ لکڑوٹا اسپرہ کہنی لے جو قوا عدکی پانہ ہی ایک ہزار سو

کہا۔ فوج کی عزت بکھو جاوے۔ مگر اوسکی منفعت ان نہیں دیکھ سکتی تھی۔
 ۱۔ لہذا صاحب ایم۔ اسے فی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب کہ لڑائی ہوتی رہی تھی لہذا
 ۲۔ اوسکی فوج اس انتظار میں رہی تو دیکھتے ہوئے کس کروٹ بٹھتا ہے اور اس کا پاسا زبردست
 ۳۔ بننا ہے۔ اور جب انگریزوں سے لڑائی فوج کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں بڑا لب ہو چکا تھا
 ۴۔ دیکھو۔ اس کی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فوج بھیج تھا اس سے
 ۵۔ انہوں نے لے لیا تھا اور بھایا۔ اور وہ ملک نواب دربر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام

لال ڈانگ میں پناہ لینا

۱۔ دہلی میں خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو برسی شکست ہو چکے تھے۔
 ۲۔ فوج میں تین ہزار تک مقام کیا۔ بہت یاغیوں کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتے یہ تمام جہاں تھی
 ۳۔ جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ بھیج دی۔ نواب فیض اللہ خاں کو کثرت عقل و دانش اور خزانہ کی وجہ سے
 ۴۔ دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے۔ وہ جیکر امپور آئے۔ اور سامان و اسباب بالکل لے لیا
 ۵۔ اور انہوں نے لال ڈانگ میں پناہ لی۔ یہ تمام کو تھان بجب آباد میں
 ۶۔ لے گیا۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی امداد کی۔

۱۔ لال ڈانگ میں پناہ لی۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی امداد کی۔
 ۲۔ میدان لال ڈانگ سے ہر روز ہوا کرتا تھا۔ اور اس میں بہت سی لڑائی ہو رہی تھی۔
 ۳۔ اس بابہ اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستحق خان کہ تہایت مال اندیش
 ۴۔ آدمی تھا اس لئے سے ٹھکر گیا۔ یہ اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچ گیا۔

دوند بچاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد کا حال

۱۔ محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بولی میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کیونکہ انکی اہل
 ۲۔ نواب فتح اللہ کا مکرر ہمراہ ہوا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے بلی بہت
 ۳۔ کو بہانہ گئے۔ گشتان لے لے کر لے لے لکھا ہے کہ حافظ صاحب بڑی بہادری اور فطرتاً سے

بریلی کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے۔ اوس نے بریلی میں سترے ریسو کو جمع کر کے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے دم ہونے کے بعد اس کی شجاع الدولہ کے سواروں سے بریلی پر قبضہ کر لیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناظمی اور ناظمی کا بیٹا کوہستہ پٹی بہت سے نہ کھلے خنجر و اسن کوہ کا اوتھکے مقام سے نہایت قریب تھا۔ سواری اور بار برداری افراط سے موجود تھی کاش اگر اوندکو سواری اور بار برداری نہ ہوتی تہی نہ پانچھم ہوتے جا رہا پانچ کوں پہاں کھلے نہ کرنا کی سفل تھا۔ محبت خاں شاہ ابوالفتح کی معیت میں جن کا شمار اوس وقت کے نامی سناخ میں تھا یکشنبہ کی صبح۔ شب کے وقت پہلی بہیت سے نکلا اور شجاع الدولہ سے پاس حلہ نہ ہمارا دکھا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اس وقت لوہان ہمارے شکرہ سے۔ یہ سب سید علی علیہ السلام نے اطلاع کے اراد سے روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ کے دیکھ کے قریب ہوتا تو تہ کا دل لے اوس میں یاد ہوا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس آتا ہوں۔ اوندوں نے شجاع الدولہ پر ہو جاتی اور خواجہ لطافت کو ذوالفقار خاں کے پاس پہنچا۔ یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو دیر ملازمت میں نہ رہے۔ اوس دن طاعات پہنچتی۔ دسویں شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ شجاع الدولہ نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ اوسکو دیر ملازمت میں نہ رہا ہے۔

۱۔ مقررہ شبہ کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں بہاؤ نذرین دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تامل کے لئے فرمایا کہ جو ہو اتم بہاؤ آگئے۔ یہ مرزا حبیب بیگ ہانکے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جو میں بڑی محبت تھی۔ یہ اس جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جو میں بھی کہتی قصور نہ رہیں ہوا جو کہہ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خان جو انہیں لے پہلے لے گیا۔ پھر ایک ایک خلعت دو لون بھاتیوں کے لئے طلب کیا۔ محبت خاں نے سرس بکا لگا کر ہماری سرورازی منظر ہو تو کل اب کاشکے پٹی بہیت میں پہنچے گا وہاں خلعت مرحمت ہوتا کہ یہ حال دیکھ کر سب متوسلوں کے من مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔ اور وقت محبت خاں کو پٹی بہیت کہہ دیا۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھ کر پٹی بہیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ سفیدی لکھنؤ کی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پٹی بہیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پٹی بہیت کو جاتا ہے

اس کو کسی جیل سے رات کو اپنی باس شہر کر صبح کو ساتھ لیکر بلی بہت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
 کسی کو نہ نکلنے دے۔ شہر دی نے قبیل کی اور ہم اصرار کو بلی بہت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اور
 سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ بچ گئی باقی سب گھر گئی۔ محمد یار خان۔ الہ یار خان رحمت
 خان غلام مصطفیٰ خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
 واطفال تھے لڑا اب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جا بے مین پہولے
 بہنیں سماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ لڑا اب شجاع الدولہ ان کے والد کی تعزیت اور اوپر کالی ملک
 و دولت کے لئے آئے مین اور بارونکیت اون کے سر پر سوار ہو وہ کپڑے دھنن عا مذا ان
 افغانہ کے ہندے سے نکلے دیتے دامن کوہ کا پھل بہان سے کیا دور تھا ارادت خان بسر
 حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن لڑا اب علی محمد خان روہیلہ کے
 ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جا آئے سے قریب ہے پہوچا اور وہاں سے
 پہولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ دو تین کوچ کر کے مع انگریزی فوج کے
 ۱۶ صف کو بلی بہت کے مشعل پہنچا۔ اور قلعہ دوبا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
 واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوئے اور ڈھڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے
 اور ہتھیار محصلوں کو دیکر شہر سے نکل جائیں اور اپنا مال و اسباب نہ چھوڑیں۔ شیدی بشیر کے
 آدمیوں نے شہر کے لوگوں سے ہتھیار و اسباب چھین کر بت سے نکال دیے۔ اور کچھ قید کر لئے
 اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم پہنچا کہ حافظ صاحب کا خزانہ تباہ نہ کرے۔ خان نے
 جواب دیا کہ اگر خزانہ تباہ تو فوت اس دن کو نہ پہنچتے۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کو
 لئے مجلس اعلیٰ کر دو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مسدودات کا نذر۔ اور دور اسباب
 مجلس راہی میں چھوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کریں۔ اس حکم کی وجہ سے صفر کو
 محبت خان نے تمام عورتوں اور بچوں اور بھائیوں سے زبردنی اور اسباب لیکر شیدی
 بشیر کے سپرد کر دیا۔ اور بیعت کے پورے مکانات مین چھوڑ دی۔ اور خود گھوڑے پر
 سوار ہو کر اور ایک مٹی مانتہ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیوں نے ہمراہ شجاع الدولہ کے
 کپ مین چلا گیا۔ اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیوں نے حافظ صاحب کے عیال
 واطفال کو کشان کشان جبر مٹی اور رسوائی کے ساتھ نکال کر رہتہ اور چکر و زمین سوار کر کر اس
 دیر سے مین اور تار چاؤ کر لئے شجاع الدولہ کے کپ مین کھڑا کیا گیا تھا۔ اور بسنت علی خان نے لشکر

تین کمپنیاں بھراؤ لاکراؤں پر سے کے پاس پاس مقرر کرویں اور اس بندوبست کے بعد
حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ میں آج جا رہا ہوں
کہ تم کو طلب کر کے سرکاری کا خدمت دوں۔ لیکن بل کی تکلیف کی وجہ سے جو بٹ گزشتہ
بہار ہوئے تھے سب سے پہلے ہے۔ اگر ایک دو روز میں اگرم ہو گیا تو وعدہ وفا کروں گا۔ حافظ
رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کھنڈ ڈالنے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی
شجاع الدولہ شہر ہی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانوں کی منطی اور ستر کی ٹوٹ کے
لئے جوڑ کر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتوں کو ساتھ لیکر ڈیرلی کو مع فتح الگریزی
آئے۔ حافظ صاحب کا بھائی خان محمد خان سے بہاؤن کے بریلی میں موجود تھا۔ اور نواب
شجاع الدولہ کی شریف آدمی کی گہڑیاں گن رہا تھا۔ کہ نواب کو صفت آقین اور چھپرہ پانی
و تفصیلات مہندل کریں۔ شجاع الدولہ نے اس کو مع خیال و اطفال گرفتار کر کے اپنی طرف
لیا۔ محب اللہ خان وغیرہ دونوں کمالی اولاد نے۔ اور نواب محمد اللہ خان کی بیگم نے دو بیٹیاں
کی بیٹی تھی یہ دامت سنے۔ اور پھر بھی لبولی اور آلہ سے نہ ملے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی میر شجاع بھیج کر تنافل میں ڈال دینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان رد سید کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست
کی خبر پہنچی تو اس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی بیان جن شاہ کی فتنہ میں
کی بھیج کر ان کے باب میں کیا حکم ہو۔ میرا کوئی وارث نہیں ہے۔ اگر میری منطی اور تاراجی منظر
سے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان ہار کر آئے آپ کے لشکر میں بھیج دوں۔ اگر میری حرمت محفوظ رہی
کا قرار کیا جائے تو میں اپنی حکومت کی فرما نہ راسی میں حاضر ہوں میرا بھی آپ پر حق ہو سکتا
کہ میں آپ کے بھائی سعد اللہ خان کی ناموس ہوں جسے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہیں
اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی دفعے بیگم کے پاس طعنان دینے والے معائنہ کے
لیکچر دیے۔ اور شاہ جہد علی کو سامان سید سلیم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری
طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کر دے۔ اور بیگم کو کھانا پینا کھم کو سفر کے خرچہ

آنکھوں کے شور و سنہرے رنگ کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنکھوں کی رعایا کو پریشان نہ ہونے دو۔ مختار سے مصارف کے لئے جو قین لاکھ روپے مقرر ہیں ہم اوس کو زیادہ مقرر کر دیجئے۔
 بگم ان بیٹا موٹکی وجہ سے آنکھوں سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوند بخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خان اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھ کو دید لگے بسولی سے کوہ کر کے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی صرفت اوسنی ملا اور اسادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لگیا۔ بسولی بن معین تھا۔ اور جس نے اپنے بیٹا کو کئی گرفتاری کا حال سیکرہ مانا تھا کہ بہار کو چلا جائے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوس کو لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ بقدر کثرت اور دولت خواہ تھی بے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشور کا معذور ہو تو جیسین صاحب سکی صرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم در میان نہیں ہوگا وہ معاملہ اپنے طور سے سنبھل جائے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی صرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی مبادی کے داؤن گہات پور سے طر پرادا کر دی۔ سٹکار بنا تھا۔ اس کو دلیر کر کے انشا نکی برابر لای حقیقت کے وقت شجاع الدولہ نے اسادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپر کر دیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محسب اللہ خان ابن دوند سے خان اور پلچ خاں سے

ملاقات

محسب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بیٹا فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لئے گیا ہے اور عنقریب اپنے معتمد کو پہنچے گا۔ اسی لئے قواؤں کو شکست پہنچا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کر چکی آرزوین

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی بہانے ہرے ایلیج خان بغیر
 شجاع الدولہ کے ہمراہ ردہلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی آ رہا تھا اور اس کے
 پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کام تمام کر دیا تھا مگر اس کا لشکر انوب پہنچ کے کہا تو لنگو
 عبور کر کے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ جب اللہ خان اس لشکر میں داخل ہوا اور گرجوئی اور
 اورا خٹلاط پہنچ کر لنگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلیج خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ وہاں
 لنگا کو جلد ہی عبور کر کے بسولی پہنچ کر جب اللہ خان کو قید و بسولی کا محاصرہ کر لیں تاکہ کوئی پہاں اور کسی
 بیٹھان کا مال و سببیا کہیں نہ پائے۔ جب اللہ خان کو انہوں نے بلالاش اور بیٹھک
 محاصرہ دام بلایں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوتے اور شکر خدا بجالاتی۔ ورنہ رستے میں شکر تھے
 کہ جب اللہ خان ایک پہاں آدمی کی اسکا گزنا کرنا دشوار ہو گا۔ اور بے خبری ہی کچھ ہاتھ
 نہ آسکا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اس میں ہزاروں پہاں واری وندیمان کے دقت کے
 سمجھنے کیے ہوتے موجود میں اسلئے یہ دونوں دڑتے ہوئے بسولی کی سمت آ رہی تھی اور وہیں
 کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیالی سہمہ کہ شاید جب اللہ خان سبقت کر کے لڑائی کے لئے آجائے
 تو عہد برا ہوتا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر ہو چکی کہ جب اللہ خان آ رہے تو بڑی فکریا ہوئی اور ہر
 اسلئے بھی کہ اس کے مافی الصغیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آ رہے۔ ہر کارون نے
 جب اللہ خان کی سواری دیکھ کر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ جب اللہ خان نہایت سادہ طور پر
 شادان اور فرحان آ رہے اس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہر کارون کی اس تقریر سے کسبید
 نشوونم وضع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دہر کے اور ذریعہ کی راہ سے اس طرح آتا ہو اور لوٹ لے جب
 جب اللہ خان پاس پہنچ گیا تو انکی روح کا ہمد مضر ہوا۔ اور غار اسی تکالیف کر کے اپنی ہمراہ
 دیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ ستولی کر کے اسکو لٹا دیا۔ انہیں جو ملی سیر وند سے خان اور
 جب اللہ خان کے اہل حیاں تھے اسے کہہ لیا۔ بھڑکی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان
 اور ایلیج خان سے بکشاہ بیشائی حضرت ہو کر ہوئی من گیا۔ اور وہاں کا حال دیکر بھی جواب
 سے بیدار ہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلیج خان کے اطاف کے حالات بیان
 کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اور تلنگے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع کبیر روزان ربی بن ہیرے اور بیان کا بدوہت کر کے آؤنے کو روانہ ہوئے
اور وہاں پہنچ کر حاجی استہار عاری کے کدو لوگ روہیلہ بن ہوز نام میں ہوئے میں اوکو لانہم ہی
کہ اب زیادہ سرکشی نہ کریں اور غنہی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر جگہ خاطر رہیں اور نواب
سعد اللہ خان کی بیکرانی پورھی برہو کہہ کر دیا۔ اور آؤنے کا محاصرہ کر کے اہل شہر پر آنا
جاناتہ کر دیا اور سات کو گوند کے میدان بن ہیرے۔ صبح کو مولوی فوجیں لبولی کی طرف
روانہ ہوئیں۔

مجدد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے

ملاقات

مجدد یار خان نواب مغل و اللہ خان والی راہپور کے چھوٹے بھائی مہرز نفع سے۔ شجاع الدولہ
سے نے زمین مقیم تھے کہ محمد یار خان نفع وہ ہزار روپیہ اور زمین سراج لیکر شجاع الدولہ سے کے
لشکر میں تھے۔ مرزا آغا علی پور مرزا مغل کو جنگی مصاحبت آج کل شجاع الدولہ سے گرم تھی
پر روہیلہ اور چیمپاین دین۔ اور آؤن کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اطلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور حضرت کی
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں۔ اور کس طرح کا زمین انڈین نہ کہیں۔ بہت سے ساتھ
اچھی طرح سلوک کریں گا۔ اور راجا کی زمین سے ایک جو بارہ زمین کردہ پاک کوئی شخص ہمارے
لشکر سے ان کی جہلی سے قرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر میں رہے
پھر کبھی ان کا حال نہ پوچھا۔ البتہ محمد علی خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آئے ہیں۔ اور کس طرح کا سلوک شجاع الدولہ نے ان کے ساتھ کیا
اشارہ صاف ضرور کیا کہ ان کی جہلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھوں سے قرض نہ کیا۔
شہیدی پیش کر جب آؤنے کی صنعتی کے تھے پہچاننا تو اس کو حکم دیا تھا کہ ہمیں محمد یار خان
سال واسباب ساتھ کر دیا ہے۔ کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ نہ رخصت ہو۔
جس وقت شہیدی پیش آؤنے میں پہچاننا تو آؤنے کے بہت سے آدمی اوکی جہلی میں پہنچے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچ کر دوندے خان کی حویلی کو صنبر طائرنا

ازاب شجاع الدولہ نے سنوئے سے کوج کر کے دریائے سوت کے کنارے بھیجا استادہ کرانے اور انگریز بسولی کے قریب پھیرے اور خواجه بسنت کا کچھ دوندے خان کے مقبرے کے قریب تیرا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا مقبرہ شاہی تخت خان کی سپاہ کے ماتھے سے بانی رنگینی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے دوندہ بھان کی حویلی کے آس پاس شجاع خان کے بیرون کے ساتھ اپنے یہاں پہنچ کر کھڑے کر دیے۔ جب ازاب کو بولوا اطمینان ہو گیا تو سالانہ جنگ کی پیش رفتی مشغولان کو کھلا ہوا کہ تم اپنی مان کے پاس جا کر ہمارا فائدہ طلب کرو اور اس فہم میں نے ملنے کے پاس پہنچ کر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی یہ زمین گھڑا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہو کر دوندہ بھان کی حویلی میں پہنچے خواجہ سردار کو حویلی کے اندر پہنچ کر مستندات کا جائز الینا اور شکانات چڑھانا شروع کیا۔ دوندہ بھان کے خیال و افعال اور تمام بھان کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکال کر رختہ و درجہ بھان میں بٹھا کر تیریلوں کے حینوں میں اڈانا۔ شجاع الدولہ پر دوندہ بھان کی حویلی میں ملے اور اسے کہہ لے اس خیال سے کہ خزان اور وہ فاقہ نکلنے لگے۔ مگر فائدہ نہ نکلا۔ کسوں میں جو حویلی کے اندر تھے غوطہ چڑھاتے۔ انہیں سے جہد و جدوجہد اور حیلوں کے ذریعہ بات برآمد ہوئے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے

پاس بھیجنا

فرخ بخش میں لکھا ہے کہ ازاب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی فوج میں فوجی امداد کی بابت آگے مندرجہ کو دینے کا وعدہ کیا تھا بھیجے۔ اولیٰ ریویو کی دوسرہ زبان کر کے

پچیس لاکھ روپے کی سہی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھی اور ریزہ لاکھ روپے کی سہی
 راجہ تپ سنگھ نے تھانہ پارس پہنچی اور اونکے پیشے کے لئے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ سہی کہ
 ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدین۔ کوہری صاحب اور منشی غلام باسط۔ روپے دو فیہ مخالف
 سے وصول کر کے کشیتون میں بار کر کے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیوں کی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دودھ سے خان کے خیال و اطفال کو رخصت اور چھکڑوں
 میں بھجوا کر ریل اور ریل ہیٹ اور اولہ اور بولی وغیرہ کے ہزاروں بنگاہ نام اور سفر اور دن
 اور عاملوں فاضلوں کے ساتھ سالانہ جنگ کی مسرت میں بولی سی الہ آباد کو بھیجا اور وہاں
 قلعہ میں قید کر دیا اور ان کا علاقہ تمام وکال ضبط کر لیا۔ محبت خان بھی ان قیدیوں کے ساتھ
 الہ آباد کو بھیجا گیا۔ سو روپے روز حافظ رحمت خان اور دودھ سے خان کے عامل و اطفال کے
 سفارت کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے۔ پچاس روز حب اللہ خان اور فتح اللہ خان
 وغیرہ متعلقان دو مذبحان کے لئے اور چالیس روپے روز رحمت خان اور عظمت خان اور
 مسک خان اور رحمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفیٰ خان اور اکبر خان وغیرہ لبران
 حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے خیال
 و اطفال کے لئے۔ ارادہ خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن قلاب شجاع الدولہ
 کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بولی میں علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلہ پور میں عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبرستان لنگو
 مبارک ہوتی۔ بیسے عشرے کے بعد مقام بولی میں ایک کی زبان میں ایک نل جسکو سہی میں
 دے گئے تین نل آیا جسکی ابتدا کسبہ ریل ہیٹ ہی سے ہو گئی تھی اور مشہور اس زمانے میں
 یہ ہو گیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شہ کے وقت اپنے بستر پر لایا

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بھرا ہوا اپنے ساتھ لگائی۔ اور جب شجاع الدولہ لنگی ہوئے
 تو اس کے مار دیا۔ مگر اس سہرٹ کی کوئی اصل نھئی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ نے
 خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران میں درد
 پایا جس کے صدمے سے ہلاک ہوئے ہاتھ تھے۔ مگر صبح پتہ ہے کہ یہ بد بھی جسکا مادہ آنکھ
 سے تھا اور وہ مادہ آتنا بڑا تھا کہ اسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہا نا پنا بند رہا
 رات دن ترپنے لگے۔ غش پر غش طاری ہوتا۔ بقیہ اری کی حالت میں وکیل مذکور کو شکست
 دلوادیا پھر قلاوس لینا اور بھی شدت پکڑی۔ اور شرین کی طرف سے دوسرا منہ کر لیا۔ پیپ
 اور لہو براز کے شامل آنے لگا۔ ڈاکٹروں اور ہندوستانی اہلنے اس کے معالجے میں نفاہت
 کو مستحق کی مگر کسی صہرت سے صحت نہ ہوئی۔ روز بروز ترقی ہوتی تھی۔ جراح یہاں تک
 دعوے کرنے لگے کہ کسی گڈری کو شخاف دیکھو ہم لکھایا جاوے تو ہمیں نصبت ہی کہ وہ بھی
 بھر دلوے مذا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندل نہیں ہو سکتا۔

شیدی بشیر کا آنے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنے کی ضبطی کے لئے بھیجا۔ اور اسکو سمجھا دیا کہ
 محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں۔ اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور سیاں جن شاہ کی جلیپوں سے
 مزاحمت کیجئے باقی تمام آنے کے لئے۔ پتھری شجاع الدولہ کا حکام زبرد تھا۔ اور پٹانوں سے
 سخت عداوت رکھتا تھا۔ اس پر جرنے پہنچ کر تمام آنے کو تباہ و برباد کر دیا۔ کوئی تحقیقات نہ کی
 اپنی ام قتل و غنیمت میں ترو خشک جسکو چلا دیا۔ راوٹا کشن ایک عطار تھا اس کے دولون کاں
 کاٹ لئے اسکی اس خلم ناک کا نہ ڈالی تھے تمام آلاسی میں جھکے ڈال دیا جسکے پاس جو کچھ
 موجود تھا اسے اپنے طلبہ لاکر حاکم کر دیا۔ ناک کاں کے خون سے کہی لئے اپنے پاس ایک حبیب
 باقی رہ گیا۔ بد روز بھی طرفہ حشر و شہر کا تھا۔

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

۱۲۰۰ھ ویکوہ سیر المتعزین ۱۲۰۰ھ ویکوہ منتخب التعلیم ۱۲۰۰ھ ویکوہ ہرنج کشن ۱۲۰۰ھ ویکوہ محترم خانی ۱۲۰۰ھ

اور انکی جوہلی کا صیغی سہج جانا

مولوی علامہ جیلانی خان روہیلون میں ایک ممتاز رسالہ دار تھے۔ اور انکی اولاد اب بھی براہمپور میں باقی ہے اور اعزاز رکھتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد انہوں نے آٹھ بیٹے پیدا کیے۔ بلکہ انہیں کے اصرار سے ذاب سید اللہ خان کی بیگم بھی آٹھ بیٹے بنیں۔ مولوی علامہ جیلانی خان مہولی میں راجہ ہارسے کی معرفت شجاع الدولہ سے لے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنے جیسے تک پہنچانے کے لئے درخشاں کا حال دریافت کرتے رہے۔ بشیر خان جب آٹھ لے کی جی لوگیا تو اس نے مولوی علامہ جیلانی خان کی جوہلی پر بھی بیرو بھا دیا۔ وہ نہایت سب قریب کر لیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطیف اللہ کو قید کر لیا۔ مولوی صاحب مہولی میں شجاع الدولہ کے لشکر میں موجود تھے۔ عبدالرحمن خان اور محمد سید اللہ خان بھیران بوسف خان بھیران کی ساریت بشیر کے پاس آٹھ لے میں لائے۔ اور اس صورت سے ان کی جوہلی واکذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے وغیرہ جن اسے اور چھ بھڑ گھوڑے اور سناٹے تھے چھکے وغیرہ سامان مہولی میں ان کے پاس تھا وہ بھیران وولون رسالہ داران کی وجہ سے بھڑکے۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ ہمال کیا کہ جبکہ درڈ انگیزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائریکٹرز نے بھی محسوس کیا اور بھیران کی تاریخ میں جو کوئی مہر و پئی نوع انسان اس مقام پر پہنچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام مذہب کو کھنڈیل ڈالا اور ہارسے ملک میں بھیران اللہ

اور تمام شہر و پیر جہاز و پھیری۔ کرنل حسین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا۔ مگر وہ ٹوٹتے ہوئے
کہ لوہے کے جال سے کوئی عہد اس باب میں نہیں رہتا اگر فتح کے بعد کیا جائے۔ غرض کہ بل
مجبور رہا۔ اب کو سمجھاتا تھا کہ یہ ظلم سے کیا کرے۔ شہر صاحب نے اپنی تاریخ میں کہا ہے
کہ: "زیرا وہ نے انگریزوں کی ملک سے کہ وہ ہیلن کی کمال سہلہ رومی کے ساتھ عیسائی بنائی
ملکوں کی لڑائی میں ہوا کرتا ہے۔ بالکل کہا۔ تاریخ ہندوستان میں کہ بڑے میں لکھا ہے کہ بہادر حافظ جت غاکلی
موت لے اور کئی ملک کی سمت کا فیصلہ کر دیا تھا جو بغیر رحم کے لٹا جاتا تھا۔ اور اس کی بد مشمت ماتندی
ہر ایک جگہ کے معاملہ کا سنا رہی۔ کرنل حسین کہتا ہے کہ ہمارا بگڑا فتح کے بعد اس افسانہ کی منظر کشی کیا
اور ایسا منظر دیکھا جو مذکور کے قابل نہیں۔ تو کتب تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ حسین صاحب کے اس فقری سی لارڈ
مکالے کے اوس حکام کی کئی کئی ملکوں جو ادھون نے اپنی مضامین میں تحریریں کیا تھا۔ دہوہا۔ اس کی بد مشمت
ہندوستان کی لڑائی خواہ صورت وادی اور وہ ہیکل کے ستر و ان میں سترع ہوئی وہ تمام ملک ستر
جو الہ تھا ایک لاکھ ستر زیادہ آدمی بھل اور بن میں اپنا گھر چھوڑ کر چلے گئی۔ اور یہ سمجھی کہ ہیکل دربار میں
مرنا اور شہر تھنک کے ستر میں جڑنا اوس ظالم کے ہند میں ہینس سے اچھا ہے جس کے ہاتھ
گورنمنٹ نے اونکے مال و مال اور عزت و آبرو جار و جہت سے ہی ڈلسے ہیں۔ مولوی ذکا رائے صاحب
نے تاریخ ہند۔ ان میں لکھا ہے کہ کیا انصاف کی بات ہے کہ وہ لشکر و مفسر جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دوسرے کہتے ہوں وہ بیگناہوں کے کاٹوں کی آگ میں جلنے اور بچو نکو ماؤنگی چھائیوں پر قتل ہوتے
ہوتے صاحب عرصہ جو توند بی عصمت ہوتی ہوئی دیکھا کریں اور ان کی حاجت لکریں اور طالو نکو ظلم کرنی نہ لکریں
نرمین ان بہادر و نلے آدیونکو شہر و کئی عیسائی میں بھجا۔ اور شہر و کئی جگہ خنزیروں کو بٹھایا لکھ لڑائی کا
یہ تھا کہ شجاع الدردار۔ ہیلن کے ذبح کرنے میں شائق بن گیا اور کئی جنگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک بن ملا دیا شجاع الدولہ کے دل میں اس گروہ کی طرف سے ایسا کون تھا کہ اس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تھا کہ میں اوٹھنا اسل استیصال چاہتا ہوں وہی اوس نے کر دیا کہ کئی قطعہ رنیز اس ملک کا
ایسا نہ تھا کہ جسکو اوس نے دیرانہ نہ بنایا۔ جبکہ وہ ہیلن کی لڑائی کی خبر کوٹ ڈاکٹر کٹز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ دارن سنہنگز کو ہنات مشمت آمیز ناظم عیادت میں لکھ بھجا۔ اور فاضل سہاں پر کہ
کہ وہ روپہ کی قیمت سے اس لڑائی کو لڑا ہنات تقضیع اور تنبیک۔
اس لڑائی پر سورج اور مختلفوں سے جو ہی بخت کی ہے۔ کچھ صاحب لکھتے ہیں کہ ملکی ضرورتوں کی وجہ سے
دیکھتے یا احسان انسانی کے لحاظ سے غریب کئے تو میر سے نزد کہ کوئی کام دارن سنہنگز نے

ایسا نہیں کیا کہ اسکی بیٹیاں پر بدنامی کا طعنہ بنایا جلتے۔ مولوی ذکرا اللہ صاحب نے اسکا جواب یوں دیا ہے کہ اگر ہم کچھ سمجھ رہے ہوں تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ ہر کام کرنا اجرت پر ہوتا ہے لڑائی بھی ناجی کرتی جب تک دو سالہم کو نہ چھوڑے ہر کام ہی سستے کہ وہیلون سی لڑنا ہوتا اور وہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصد نہ تھا۔ سو اس کے کہ ایک عہد انتظام ملے کہ شجاعت ستار اور معدلت گساقوم سے لیکر ایک ظالم نامرد مولوی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

بھر سکوت جو اس بدکرداری کے لئے غصہ کرتے ہیں وہ بدتر از گناہ ہے کہ روپیے کچھ اصل تو ملے اس ملک کے تختے یوں ہی ڈیڑے غارت گر گہس آئے تھے اور انکا ملک سے نکال دینا عین انتہی صاحب شاید اسوقت اپنے تئیں بھول گئے۔ اور انکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سی انگریزوں کو کوئی نکاح تو بھی انصاف ہوتا۔ اسوقت ایسے فاضل تو سندھوستان میں سو میں نو سو تھے اور وہ کی سلطنت بھی غضب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈھانکتے ہیں وہ بے نشرمی کا اپنا سارا پردہ کھولتے ہیں۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایاے روہیل بھی توں برابو رہی

ہمارے بن دیوان مان رائے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپے تین اجارہ روہیلون کی منظر کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا۔ اس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ آؤ نے بن رکھو تھے فیکر دیا۔ دولت رام اور لالچی سا جو کار کو بھی پانچ لاکھ لیا۔ غریبا سکن مڑا فضلا اور گوشت نشینوں پر طوفان مشرب پیا کیا۔ دیوان کا فعل اور راویہاڑ سنگ نے کہ وہیلون کی دولت کے پرورش یافتہ تھے۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے۔ روہیلون کی انتظامیہ کھفیل سرحدہ و انہی کی اور تمام برسوں کی باقیات اور سالہا سال کی تقاضی کو رعایا سے ہیرا و مول کیا جبکہ انکی تحریک موافق روہیلہ وصول ہوا تو سامو کارون بقا ان شرفا غرا کو لوٹنا شروع کیا اور کچھ ناخوشین کو محتاج کر دیا۔ نتیجہ اس کا خود ہی شدید پیشہ کے ماتھے بہت بڑا پایا۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نہیں کے اعمال بد کی یاد اس میں پسران دیوان مان رائے اور مہتمی دہر اور نانک چند اور بخت ل بھی سزا پایا ہوئے۔ ان پر بھی مطالبے میں خوب مار پڑی۔ اور یہ حرمت کو گئے

ہمارے شاہ پر اتنی کٹاکش اور لٹاؤ تھا اور سختی ہوئی کہ حد سے مرگیا۔ حج کو مال بسیر ہمارے شاہ
نے سندن لال گماشتہ ہمارے شاہ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اور ہٹائی کہ محالات سے اجازت سے
دست بردار ہو گیا۔ سندن لال نے جالیں لاکھ روپیہ مال کو برلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے
ٹمک کا ہیکہ لیا تھا۔ اور بریلی میں کچھ دنوں حکومت کر کے تیش و عشرت سے بسر کی۔ جب جالیں لاکھ
روپیہ فراہم ہو سکے تو بقا لون اور ساہوکاروں کو ستانا مفرغ کیا جنکو حافظ رحمت خان نے بریلی میں
آباد کیا تھا اس نے ان لوگوں کو دو تین مہینے میں ویران اور پریشان کر دیا اور سندن لال کو اس کا
بدلہ منظم حقیقی کی طرف سے ملا کہ راجہ مورت سنگھ نے اس کے خاندان کو ضبط کر کے اور عذبات
موزول کر کے قید کر دیا۔

اسلامی مقدس چیزوں کی امانت بھرتی

شیخ الحداد کی فتح سے روہیلکھ میں اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شبو برناد
کتاہے کہ مسیحیوں، جوروں، خانقاہوں اور معجزوں میں ہنگامے کو برے پکا لگاتے اور کہا تا کہ زمین
آزادہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد میں وارا لا سلام تھا۔ اور نواب مدوح نے بڑی کوشش کے
ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی خاصہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ آٹھ لاکھ کی دینداری بر بلا اسلام
رنگ تھا۔ شیخ الحداد کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نسبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد میں کہ جو
ایک مقدس اور محبت شخص تھا۔ نڈیان اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں۔ اور علانیہ طریق میں بیہودہ کر
کے کر تھیں۔ بد فعلی میں مشغول ہو گئیں۔ ایسی یہ کوئی قدر میں نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس
مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔ یہ تو وادیاں ادوہ کی روہیلکھ میں حکومت کا اثر تھا اب وہی لوگ حکومت
کی برکت کا حال تھے۔ جام جہان نما اور نکلہ ذکر لوگ میں لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے
مراجم اور دینداری کی باتیں جیسی اس قوم میں جاری ہیں دوسری جگہ پہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت
قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ حافظ صاحب میں جو بہت سی
فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کریم
اور تقویٰ اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

مصنوع کر نیکل چسپن نے لارڈ وائزمنٹ کی خدمت میں عرض کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے رد سلیکشن کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کر دیئے کا پہلے سے اقرار کر لیا تھا۔ اس واسطے لارڈ وائزمنٹ نے کرنل چسپن کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے میں دست اندازی کرنا بچا ہیئے۔ شجاع الدولہ کو ہتیار ہی اس خط و کتابت اور سفارت کے درمیان میں کئی پیسے گز گئے مگر وہی کام موسم ختم ہو گیا۔ اتنے دنوں تک لو اب فیض المثنان ایکٹم کو بھی اپنے بند و بست سے غافل نہ رہے۔ اور جہاں جہاں متادی کر اکر دھوکہ لگو اپنے پاس بلائے رہے۔ یہاں تک کہ قریب چالیس ہزار روپیہ لون کے لال ڈانگ پر جمع ہو سکتے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کھلیا۔

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک جاہلی دعوت انگریزوں کی ترغیب میں تیارہ لشکر کے صاحبان انگریز کو دعو کیا۔ اور سب کو کہا نا کھلا کر اوستکے ساتھ تباہی کا خوب خاطر کیا بعد اسکے محمد ایلیم خان کو کرنل چسپن کے پاس بھیجا۔ اور ان کی ناصیحت کی اور روزانہ بہت تحائف اور انکی پاس بھیجنا شروع کئی۔ پہر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح دیتا ہوں تو یہ لال ڈانگ کی طرف کو بھجوا چاہئے کہ پٹھانوں کا مجمع بڑھ رہا ہے۔ ہر سات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنل صاحب نے یہ جواب دیا کہ ہر سات کا موسم ہے روز باریش ہوتی ہے۔ اس صورت میں بار بار دہری اور تو بچانہ کاروانہ ہونا دوسرا ہے۔ یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے بچاں باقی اور پچاس چھی بیج چربہ اور سیبیری قشائن کے انگریزی لشکر میں بھیج دیے اور آخر جہاں لالوں کی شہلا بھیجیں شجاع الدولہ نے خود سولی کی جھادوں سے شدت باریش اور سخت علالت کی حالت میں کوچ کیا اور درہاے سوت کو عبور کر کے حمیہ زل ہوئے۔ اور یہاں ایک مقام انگریزی لشکر کے سائنو مان کی دہستی میں گیا۔ اور ایلیم خان کو تحریک کے لئے کرنل چسپن کے پاس بھیج دیا۔ انگریزی فوج ہی سولی سے روانہ ہوئی۔ اور یہ متفقہ فوجیں لال ڈانگ پر حاکم کرنے کو آگے بڑھیں۔ شجاع الدولہ نے پہلے جنل مجبور میں پہنچ کر نجیب آباد اور قلعہ بہرگڑہ پر قبضہ کیا۔ اور یہاں کسی مقام کے موہن پور کی جانب قلعہ بڑھا یا۔ یہ کانون عینیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہے۔ اور لال ڈانگ کو گارڈ چاہوئے اور دیرے کہئے کر آئے۔ اور موہن پور قائم کر آئے۔ شجاع الدولہ کے الیکاروں نے اپنی آقا سے عرض کیا کہ روپیہ لون کا کمپ یہاں سے سولہا کو ل پر ہے۔ اور وہاں بھی بن حائل میں اور

اور کائنات کی بڑی ہی کہ اس میں نجاتی نہیں معلوم چرتے۔ اور ڈھنگ کا بن گیا، حیدر نجات کر
اور باقی اس کثرت سے ہیں کہ بیاہ و وار کا گذر، پہیلوں کے مورچوں کا، دشوار سے یہاں
تو کوئی صورت ایسی نہیں نکل سکتی جس سے پہیلے معلوم ہوں۔ نواب بہمنیہ ۱۲۴۰ھ و ۱۲۴۱ھ سے
مصاحفوں سے کہتے تھے کہ بہمنیہ اور آسٹریا میں اسی دلدی کی۔ بد مصفا بنہا جو مذہب کی عکاسی
ایسا کام کر چاہتے تھے سے روپیہوں میں اس نالاب ہو اور وہ گنہگار بنے، اسلئے جنگل کو حصار کرنا
جاسے، المکاروں نے جواب دیا کہ ایسا نہ ہو، جنگل صاف کر کے اس کے درخت کاٹنے
سے قابو میں نہیں آسکیگا۔ اگر یہی مصلحت ہو تو اس کا اسلئے نہ ہونا شروع کر دے، ان کا مصداق
نکل آئے اور روپیہوں پر عبرت نالاب ہو۔ تخت الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ بیلکان اور دہلی
کے گروہ نے ہمس کاٹ کر، پھر پور، پاک، اس تہہ دہاں کیا، المکاروں نے یہ سب کام ان کے
کہا۔ اگر دو تین کوں تاب اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کٹو دکار نہیں ہونا کہ نہ پہیلوں
کے پیراؤ تک کسی قسم کی لکڑی کے جنگل شے بن ایسی شے بن کا کا نا جنگل جو
نواب شجاع الدولہ نے روپیہوں کے ٹنگ کر لئے کی دوسری تدبیر یہاں لہرو پیلوں پر سد بند
کرنا چاہتے اور اس راہ کو سنے بیت کیا۔ بہار کی جانب سے جو روپیہ لہرو پیلوں کو نہیں پہنچتی
وہ اس قدر نہیں سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں کو کافی ہو سکے شجاع الدولہ نے
تمام ضلع انحصار آؤنگہ پر دے چھوڑا کہ بٹاؤں کے پاس لال، انگ پرسی طرف سے مل نہیں
جیسے دین اور قلعہ الاتجار کا مولف کہتا ہے کہ المورہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ کی گناہاں اس حکم کی
پڑی سمجھی سے پابندی ہوئی۔ اور اس مذہب سے ایک قسم کی ادبیت محصورین پر گذرے لی تمام سیاہی
اور دو کا مذاق مجبور ہو گئی۔ غلہ گران ہو گیا محمد عباس خان سواتی عباس شخص ان وزارت خان بولہا
برس کی عمر میں اپنی بیانی اخونزادے محمد ارادت ہاسکے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر میں
موجود تھا اس نے اپنی سوانح عمری میں بیان کیا ہے کہ اس وقت میں ایک روپیہ کا سب سے
غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا مگر غلہ خاں نے ان مجبور ہو گئی روزی رسانی کا یہ وجہ کیا کہ وہ
کے گھاٹ سے گنگا کو عوار کے میواری اور پختا سے غلہ لائے لگے۔ اور اب پھر غلہ داران ہو گئے۔
پھر کاروں نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے غلہ پر پہلے غلہ کی نایابی کی دھمکی
نہی گراں غلہ لکھا بار سے مداخلت آگیا۔ اور محصورین خانہ اقبال ہو گئی اور اونکا یہ ارادہ ہی
کہ آپ کے لشکر پرست خان مارین۔ شجاع الدولہ نے جعفر خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اسی بار بار روغیہ کے آؤٹکی عاقل کے لئے معین کہیں اس نے اپنے جیلے افراسیاب
 بہت کریمہ کے ساتھ ہر کہ لڑا سحاح الدولہ کی تجویز کے موافق ہر دور کے گھاٹ کی نگرانی
 اور اور ہر کار کا ایک - اٹھٹھا لون کے پاس نہ پہنچے دو اس سے مالہ ہدی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز
 رہا نہ ہو کہ اس کے پاس نہ پہنچے اس واسطے اب بھر محض برکتی شروع ہو گئی اور ہر
 اور بنجار نے اونکی جماعت کو روز بروز گھانا شروع کر دیا پہلے چونکہ بہاری قوم تھے دو ادو میں
 طاق تھی بہار پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے بہار پر جانے لگے - اور علی کی کھربان خبر
 انہا کر لاسٹ - آئے فوجی کہا - تھے اور فروخت بھی کرتے - البتہ ہندوستانی آدمی لودہ آرام طلبی کے
 تھکے بات تھے - لہذا انکے وہیہ کا جیا بہ فروخت ہوتا تھا - گھوڑے چر - سل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہو گئی
 اور چونکہ بہری گھاناں کی عادی تھی - باروں تلف ہوئے - اور جو باقی رہی وہ بھی بہارت نالوان تھی - مورچ
 کے لوگ کہتے تھے کہ یہاں کہاسیو پاؤں کے موافق نہیں - البتہ یہاں گھوڑوں کو بہنیں گونٹ بھی ہیں
 موافق ہی عہدہ داروں کے گھوڑے معمولی رات ملنے کی وجہ سے خریدتے تھے - محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز
 مورچوں اور میدان کی جنگ طرین بن کسی مہینہ تک ہوتی رہی -

صلح کی تکمیل اور عہد نامہ

روہیوں کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کی باعث
 بہت جلد اٹھانے پر مجبور ہوگی - مگر باوجود بیماریوں کی کثرت - اور روہیوں کے بے تعداد حملوں کے
 فوج فتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اس وجہ سے روہیوں کے اکثر سرداروں کی رہے
 صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی - آخر کار نواب فیض اللہ خان نے کرسل حسین کو اس معاملے میں مالک
 صلح کی بات جیت منوع کی - نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تھے اور انکی طلب بہت
 تھی - ملک میان دو آب میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگہ اور انکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے
 تجویز کی - مگر ان کے صلح کار احمد خان خاں خان نے ان کو اس عظیم پر راضی
 نہ ہونے دیا - اس اعتبار میں بھی ایک مہینہ قاعدہ صحت ہو گیا - اور مہنوز کوئی نتیجہ قرار نہ ہوا -
 ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج نے مہن بورسی آگے بڑھ کر دو میل تک روہیوں کے کئی مورچے
 توڑ کر تباہ کر دیے - اور بہار کی تلی تک جا پہنچے - روہیوں کو خوف ہوا کہ مخالف بکا بکا کر رہا ہے اور قلعہ

۱۵ بہاری گھوڑا گونٹ ہوتا ہے جو ٹاٹا ہوتا ہے ۱۵ ترک چاٹکیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے مدد کی کمی بھی شروع ہو گئی۔ مخرج بخش میں لکھا ہے کہ ذوال شجاع الدولہ روز پنج سے علاوہ ملازمین یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام مدد سبکدوش کر لی ہے۔ اب پہاڑوں کا غم یہاں نہ رہا۔ اور بالمشقت بھر زمین انکو نہ دینگے۔ اوکلی اٹا سبب کا حیانہ خدا کی طرف سے اوکو ملے گا کہ سہنگند صاحب گورنر نے ایک چٹائی کرنل حسین کو کہی کہ تم فوراً رد سبکدوش سے چلے آؤ۔ کرنل حسین نے چٹائی کے پیچھے ہی کالی چرن کی زبانی ذوال شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں رہتا۔ کلکتہ کو چلاؤں گا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ سے سا تو بہت تیر تیر سے اور نہایت سخت پذیر ہی کے ساتھ کرنل صاحب کو کہلا بھیجا کہ تمہیں کیا۔ لو اب میں اللہ خان کی ملاقات کر لوں۔ اور کالی چرن کو کہہ بیٹھو کہ جسے بھی دیا اور اسے رحمت کر کے دے دے۔ اور اس کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آج خود ذوال شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو کر اس میں سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر میں آئیں۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیج دیں۔ ذوال شجاع الدولہ نے اسے کر کے کرنل حسین سے رحمت ہو کر اپنے چٹے میں آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لے آئے اور اس کو یہ پیغام دیکر کرنل صاحب کے واپس بھیج دیا کہ من بندہ لاکھ روپیہ کا ملک ذوال شجاع الدولہ کو دیتا ہوں۔ اس کا ردروائی کے علاوہ شجاع الدولہ سے ذوال شجاع الدولہ کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر صلعت سروراری عطا کریں گے۔ پھر اوکلی ہاٹ کے رسالہ دار آج کا ساتھ چھوڑ دیں۔ جتنی ذوال شجاع الدولہ کے رجوع ہو سکتے ہیں ایک شفعہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیج دو کرنل حسین نے اپنی طرف سے نوک جہا اور باہمی صاحب کو ذوال شجاع الدولہ کے پاس صلح کی بات چیت کئے تھے بھیجا۔ سوال و جواب متفق ہو گئے تو کرنل حسین خود ذوال شجاع الدولہ کے پاس گئے۔ اور ان سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔ اور ان کا اطمینان کر کے اپنے ساتھ انگریزی کمپن میں لے آیا۔ کرنل صاحب نے ایک خاص فریو ذوال شجاع الدولہ کے ہتھ پڑنے کے لئے اتار دیا۔ اور ذوال شجاع الدولہ کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لے گیا اور اسے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ ذوال شجاع الدولہ ذوال شجاع الدولہ کے ہتھ پڑنے کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے اس کی تکلیف کی وجہ سے ذوال شجاع الدولہ کا آنا نعمت جانا

۱۵ یہاں تک۔ روح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت دگل رحمت و اخلاص من وغیرہ کا اشعار ہے ۱۲۔ ۱۳۔ دیکھو تمام جہاں نما۔ ۱۲۔

اور اونکی اصلی جاگیر پر کہ شاہ آباد اور سرسافان اور جو محلہ تھے جہ پر گئے اجاؤں اور سکایر
اور بلا سپور اور پیر اور ہٹا کردوارہ اور سرگڑہ اضافہ کر کے نو بر گئے جو وہ لاکھ پچتر ہزار روپے
کی آمدنی میں مقرر کر کے نواب صاحب کی جاگیر میں معز کرتے۔ روپہ لاکھ گزیر میں مذکور ہو کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل رعایاں اور دوند سجال کے
اہل عیال کی رعایت کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اس واسطے شجاع الدولہ نے اونکی رعایت کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الامداد سے واپس بلایا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہو چکی
عہد نامہ کرناٹل جس میں صاحب کے دیر سے پرے۔ اکتوبر ۱۷۷۷ء مطابق رجب ۱۱۸۷ھ بمطابق کوئیتر ہوا۔
اس عہد نامے میں یہ بھی تھا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوج میں باغیزار آدمیوں سے زیادہ ذکر
نہ کر کہہ سکیں گے۔ اور اس فوج میں سے ہتھم ضرورت شجاع الدولہ کی فاما کے واسطے دھن پر
سپاہ دینا جبر کرے گی۔ اور اگر وزیر جوڑ نو چکے سپاہ چاہئے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کو اونکی سپاہ
رہائے اور وزیر اوتنے خرچ کے متحمل ہونگے۔ بانی روہیلوں کو اپنی ملک سے نکلتا یا رہنا نہ سکے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرے۔ اور انگریزوں سے اور اودن کے سوا کسی سے خرید و
رسم جاری نہ کریں گے اور وزیر کے دوست کو اپنا دوست اور اوتنے دشمن کو اپنا دشمن نہ کرے
اور ہر نواب کے تابع دار اور فرمانبردار ہوں گے۔ اور نواب دیر جو حکم دے گا وہ سب کے اذکی تعمیل کریں گے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و ہمدی کے وقت میں اوتنے شریک لیا جیت ہیں گے تمام جہاں غامیں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خان سے جالس لاکھ روپے مذکور ہو شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور متفیج الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرناٹل جس میں کی معرفت بندہ لاکھ روپے نو فیصلہ
نے نواب ویر کی نذر کر دی تھے۔ اور فرح علی میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان نے نچا لاکھ روپے
کے ترتب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز صلح خان اور کالی جرن وغیرہ کے تواضع کو
نواب فیض اللہ خان خواجہ طافت کے دیر سے پر شجاع الدولہ کی خدمت ہوئی اور انہوں نے
دم رخصت شجاع الدولہ کو کہا کہ ہم چہ ہا بتوں میں ہو دوہائی بانی ہو گئی ہیں۔ مہر یار خاں جو ایک دست
آپ کے لشکر میں ہیں اور علی ہیں اونکو میر سے ہمراہ رخصت کر دیجئے شجاع الدولہ نے قبول کر کے
اجازت و دی نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار کیا تو راکھی رخصت
کر دینے کے باب میں شجاع الدولہ کے پاس بھی۔ اور او سپر ہو کر حکم لیا۔ نواب شجاع الدولہ
اپنے چوہدار کی زبانی ہی مہر یار خاں کو لکھا کہ ہم کو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خان نے ہمراہ

جلے جاؤ محمد باغیاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ بشویر شاہ کو قلعہ بخش کوچہ مبارک
 ہمراہ بھیج کر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بہار میں جابداد کے ہیں آپ کے لشکر سے نہیں جاؤ گئے
 شیخو برشا دے ایک عرصہ اس سمنوں کی لکھ کر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی اور پھر
 شجاع الدولہ نے اسے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ماہ نواب نعیم اللہ خان بہادر شیخ تفاوت
 نمائندہ شمارا بخوار میں و آرزو تہا می کسی بردار الخدیج جابداد مقرر خواہند و الا لا بعد چند سے در فیض آباد
 نزد انجناب بیایند از فضل الہی جابداد مقرر خواہند۔ گیان پرکاش کا موصوف کہتا ہے کہ معاہدے
 کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گورنر مین لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب نعیم اللہ خان نے
 سترہ اہلکار ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے اس کے بحال
 واطفال کے اس ملک سے نکال کر میان دو آب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا موصوف تباہی و کشت
 کی کارروائی کے بعد بچاں ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتوں
 اور ملاتی تھے کر شیل جہین کے موالید میں گنگا پارا و تار دے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ
 سپہان بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جمیس گریڈ میں مذکور ہے کہ سلسلہ عین جو ایک
 بیان لندن میں شائع ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار گئے
 تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی ہلے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان
 روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایوں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کسی مفت
 ملک بڑی رہی۔ اسکے بعد وہیں چلی آئی۔ لیکن مہندو جکی تعداد سات لاکھ تھی اور انہوں نے
 فاتحین کے ہاتھ سے اس سے زیادہ مجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک معنوجہ کا سمجھوتہ اور اس کا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں اس زمانے میں ایک ادبے مرتبے سے اعلیٰ مرتبے
 کو بھیجا تھا یہاں تک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اس کے
 دشمن تھے۔ مگر معتقد سے وقت دوست بن کر طاسرواری میں معروف ہو گیا کہ اپنی بیٹی اس کے
 ساتھ منسوب کر دی تھی۔ اور ہمیشہ اس کے طلب کی تالیف کرتی رہتے تھے۔ مرزا نجف خاں نہایت

جو انڈوی اور موت کا آدمی تھا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی جاہلوی کو دلی بات سمجھتا تھا اور پوچھنے پر
 رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو ادب بجالاتا تھا۔ اس وقت میں کہ سہیلوں کی فسطیح بلبا کہایا
 اور اس کا ملک چھین گیا اور کو ملک میں کعبہ رملک شملہ پھر میں مرٹو کی جیسی نواب ضابطہ خاں
 سے ملکر نواب خجف خاں کے قبضے میں آیا تھا اوسیں سے بعض حصہ جیسی چاند پور نگینہ اور پھر گرٹھ
 وغیرہ لنگا کے اس بار شملہ رویت فتح اللہ خاں اور محب اللہ خاں انہاں سے دوند بجان کے ملک سے
 ملحق تھا اور اکثر ملک جیسو بارہ اور سہارن پور وغیرہ لنگا کے اس بار مغربا و جنوبیہ واقع تھا اور
 جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں اور اولاد دوند بجان و پسوان بخشی سردار خاں
 و انہاں سے فتح خاں خاں مان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ لنگا کے مٹرنی اور شمالی سمیت جیسو
 اور سے ملحق تھا جیسے شاہ جہاں پورہ بریلی۔ آٹولہ ٹلہ اور بدایون وغیرہ۔ اور نصف ملک آٹے کی طرف تھا
 جیسے سہیل مراد آباد اور امر پور وغیرہ۔ اور کچھ ملک کاسنگ اور دریا کس اور پلہیا گنج وغیرہ تھا
 کہ احمد خاں بخش سے لگا لکر صعد رنجک کے عہد میں مرٹو لگو دیا گیا تھا۔ اور دوسرے ملک
 معوضہ مرٹو کے جو باقی بہت پر حمد شاہ دہانی کے ہاتھ سے اور کو نکست عظیم حاصل ہونے کے
 بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خاں اور احمد خاں بخش اور دوند بجان اور محب الدولہ
 نے باہم تقسیم کر لئے تھے۔

غرض کہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لئے مرزا خجف خاں ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
 آیا تھا شجاع الدولہ کی اور خدمت میں ہی بادشاہی حصہ لگا کر دیر بے عہد سے اکار رہیں کیا۔
 اور اسکی اہل شاہ عالم بادشاہ نے کرنل چسپن کے پاس بھی بھیج دی تھی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
 پاس ہتھیار عہد نامی کا ہی اور سہیل یہ شرط نہیں ہی کہ مادشاہ بذات خاں لنگا لنگا کر لگا کر آئیں
 اور جو تک وہ خود نہیں آئی اسلئے عہد نامہ کی تمام شرائط باطل ہو گئیں۔ مگر کرنل صاحب کے پاس
 اسلئے شہنہ موجود تھا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تھا جیسا کہ خبر انگیزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اس نے
 اپنے بہہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام یہ سہیل تھا ملک فتح کرو نیا تھا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
 عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اس کے سبب خجف خاں اور بادشاہ اُسے ٹرس تو تم کسی کی طرف
 نہ لوں۔ مگر کوئی تک ثابت نہ ہوگی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجھا دیا
 اور محب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک لنگا کے اس بار تھا جیسے چاند پور نگینہ۔ اور پھر گرٹھ
 وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور پھر اس ملک نواب فرخ آباد کچھ ملک حافظ رحمت خاں

ماوراء لاد دوستان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا خٹ خان نے خود لیا اور بعد تین چار دنوں میں حدود ملک کے خٹ خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے اجازت ہوا اور شجاع الدولہ روہیلہ کے ملک کے اشعار میں معروف ہوئے۔ اور انہوں نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک روہیلہ کی طرف علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک شجاع الدولہ کے انتظام کے لئے مقرر کیے شہزادی محمد متبر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ خجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پھر گڑھ میں رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علی خان کو بہیلی میں چھوڑا۔ اور ان کے ساتھ مرقی خان پٹیل اور لطافت اور گوپال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آٹھ لاکھ مین مقرر کیا اور ہمت بہادر اور امر اور گرو کو آٹھ لاکھ مین۔ اور بہت علی خان کے کپو کو راہپور کے صاحب میں مقرر کیا۔

لال ڈاکنگ سی محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ صاحب سے کی گئیں کے بعد غزہ شہان شہلا بھڑی کو لال ڈاکنگ سے روانہ ہوئے اور ان کے کوئٹہ سے پانچویں دن روہیلہ لال ڈاکنگ سے اترے نواب شجاع الدولہ صاحب نے اسے دہان اور ان کے متعلقین اور بال بچے بڑے ہوتے تھے۔ امن سب کو ہلا کر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جنہیں پہلے تو محبت خان ۲۶۔ رجب شہلا کو یہاں آئے ملا۔ شجاع الدولہ محبت خان کو بہلو ساتھ لے گئے اور وعدہ کیا کہ بعض آباد ہو چکے جو ہمارے صوبہ میں تھے کیا ہی مل میں لاؤں گا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے اور شوال میں بعض آباد ہو چکے تھے۔ اور محبت خان سے ایفاسے وعدہ جس شدت میں لکھنؤ گیا۔ اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کئے لئے مقرر کر دی۔

نواب محمد شاہ خاکی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

۱۲ فرج بخش مین اسیر ح ۱۲
۱۲ لال ڈاکنگ غزہ شہان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر لوک مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کلمے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی نے لکھی ہے ۲۶ رجب کو سہیل مین ح ۱۲
۱۲ اوشی لکھنؤ رحمت مین بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے مہولی سے فیض آباد کی طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان دارودہ
 تو سچا نہ کہ جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور سنو داتی کو جو شجاع الدولہ
 کے لشکر میں بیگم کی طرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت
 آنولے سے سوار کر کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور منو آنولے میں آئے جب بیگم شایا
 تو محل میں ایک عجیب شور و ماحم مچ گیا۔ آنولے کے تمام باشندے روستے تھے۔ محل کی عورتیں
 مانے مانے کرتی تھیں۔ اور حقیقتاً شجاع الدولہ نے بیگم کی شادی اور دلہانہ کے لئے بھی فخر
 اور اونہنیں عطا اور رسول و دین ویمان اور حضرت بیگم کی مشین لکھی تھیں اور نیکو دیکھتی تھی اور آہ
 آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اور شورش و شین سنا تھا وہ بھی سر دھناتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اکبر ان اور سات کو
 میں حشر برپا رہا۔ کہا نا پینا سب پر بند تھا۔ غرض کہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لگائی

بخشی سردار خان کے دو بیوی نکاح حال

احمد خاں بہر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خاں نے
 اپنے رام گھاٹ پر ملاقات کر کے عہد و بیان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے وہ ہلکند
 پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا واجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے
 پہر اپنا ایک شیر گنگا پار میں لگا کر باغ میں شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر پہلے عہد و بیان کو
 تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب
 شجاع الدولہ اور بہر بخشی فوج تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا
 شکر ہے اوس نے مجھ کو وہ ہلکند کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا
 مگر میں احمد خاں کو ضرور قتل کرواؤں گا۔ اور اپنے ۲۰ منرو کو حکم دیا تھا کہ احمد خاں کو جہان پائے
 قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خاں ٹکٹ کے بعد میدان جنگ سے ٹھکر لال ڈانگ میں پہونچ گیا اور
 برابر مورچہ کی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمت گاہ میں میر و رف راج نواب
 فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پا کر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں
 فیض اللہ خان سے کہا کہ مجھ کو احمد خاں کے قتل کی بڑی لگاہ ہے۔ مگر جبہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے
 تو مجھے اس خیال سے ہرگز نہ کہی اب آپ اس کو اپنے پاس سے ہٹا کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع
 الدولہ کے حکم کے مطابق کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہو کر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اسکی بہاؤ کو اپنے مفکر میں سے جھٹ کر دیا۔

شہامت خان ابن مخنی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تھا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکی ساتھ اخلاص رکھتا تھا۔ غلام اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ کپڑے پہنتا اور غلامی اور غلامی زبوری آراستہ کر کے اور اچھی اچھی شالیں دسٹا اور اونکی پاس تحفہ بھیجتا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا ایا اور گہرا دوست سمجھتا تھا۔

ہمیشہ اسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو مرنی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پانی تو خوشی کے مارے میں پہولا نہیں سنا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دیکھی سے آنے میں بیٹھتا اور ہر وقت اس انتظار میں تھا کہ میری جاگیر ملک بخشی مرے کام تمام ملانے شجاع الدولہ مجھ کو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بجائی کا پرہ اندہ لایا ہوگا۔ اس طرح نا عاقبت اندیش صاحبو کے اعوان سے آنے میں بیٹھتا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نو شجاع الدولہ کی جھڑی نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دجوتی اور اطمینان کے لئے آنے میں آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کر لی۔ ہزاروں روپیہ اس میں عیار کی تو اہن کر دیا تھا صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اس کا سارا مال داسہا بطور امانت کے اپنی پاس رکھ دیا۔

شہامت خان اپنی اس حرکت سے ازبک مسرت ہوا کہ اس کا میرا خان شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی عبادت میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک سستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اسٹرنیاں شدید بھیر کے ساہوکارانہ جبکہ کے پاس بولی کی چھاؤنی میں جمع کر دیں۔ بشیر کو چٹاؤں سے دلی عداوت تھی۔ اس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے شہامت خان کا سارا مال جمع کر کے فلاں دکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر عرضی مبارک ہو تو مال حلال پی لے لیا جائے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتا تھا اور نہیں دوستی اور دشمنی سے کیا واسطہ فوراً چوہدار کو بھیج کر دکان سے وہ سارا مال طلب کر کے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگی کہ تمام روپیہ لکھنؤ میں ہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روپیہ کی مہم کی بات خیالات

گو رنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبرین سی تین ممبر تون سن اور کلیو رننگ اور مرٹن سس
 روہیلونکی لڑائی کو سرا سر غلام و نا انصافی سمجھتے تھے۔ اور اب تک ادن کو یہ حکم بھی نہ تھا کہ
 لڑائی ختم ہو گئی ہے یا نہیں مگر روپیہ لینی پر وہ بھی غش تھے۔ اور انہوں نے ہکریل جین کے نام
 مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چٹی پہنچتی ہی وہ جالیس لاکھ روپیہ جو روہیلوں کے استقلال کے
 واسطے تھی اسے اور اور روپیہ جو نواب نے بربر و اجب الادا سے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے
 نواب وزیر اس روپیہ کو ادانہیں کر سکتے ہیں تو حقد روپیہ وصول ہو سکے وصول کرو اور
 باقی روپیہ کی ضمانت لے لو۔ اور اسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ جو روپوں کے عرصی میں اپنی ساری
 کو روہیلوں کے ملک سے نکال کر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے۔ اور اگر نواب اسپر افغانی انہوں
 تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل انکی خدمات ہی جبار کے سرکار کیمنی کے علاقے میں لے آئے۔
 مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہو گئی اور انکے
 اسباب و چیز سے بندہ لاکھ روپے سرکار کیمنی کو وصول ہو گئی۔ اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت
 میں آئے لگے کہ میں کہ روپیہ سرکار کیمنی کا ادا کریں۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آگئی ہی
 جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے۔ اسپر گورنر جنرل نے بھر کو نسل سے کہا کہ جلد ہی اور اضطراب
 نواب وزیر سے رت کرو۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے میں کہتا ہی وہ ممبران کونسل کو زہر
 معلوم ہوتی ہی اور اسکی غرض نفاذی پر معمول ہوتی۔ اس کے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون کیلئے
 مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کر دی کہ کرل جین دار السلطنت اودہ میں آجائے اور نواب کی
 ملاقات سے جو وہ روز شمار کر کے وہی کام کرے جو اسکو ہلکے گئے تھیں

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار ہی۔ فیض آباد پہنچ کر کئی مہینے ملیل
 رہا اور سی بڈ کے صدر سے ۲۴ ذیقعد ۱۲۰۷ ہجری روز جمعہ ۱۲ مئی ۱۸۹۱ء کو راجستھان
 کو راجی شہستان عدم ہوئی۔ محترم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اول العزم تھے اسلئے

۱۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شجاع الدولہ کی وفات ہوئی۔ اور خزانہ عامہ میں ۲۳ ذیقعد ۱۲۰۷ ہجری۔ اور یہاں تاخیر تاریخ
 منقری میں ۲۲ ذیقعد ۱۲۰۷ ہجری ذکر ملوک میں ۲۵ ذیقعد ۱۲۰۷ ہجری

لوگوں کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم دھوا کر اسے ہلاک کر دیا ہے۔ علام علی آزاد نے اوکلی وفات کی تاریخ ایک عدد کے استقامت کے نتیجہ سے یونٹس کی سیسہ سے
 کروڑ عالم فانی رحلتہ بہ سرو غالب صاحبہ ہوتے ہگت تاریخ جو آں یکتا مرہم رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

جون شجاع صمد منصور بریان حلال ہے رفت سوئے ملک باقی زمین سرا پر گزند
 شد شجاعت بے سرو پا و سخاوت عزم ہم تلخ حوذا از نہیں انگریہ وزارتی تھکن
 یعنی اگر لفظ شجاعت کے سرو پا کو کہ حرف نہیں دتا ہیں دور کر کے اور لفظ عزم کا سر کو نہیں جدا کر کے
 باقی صرف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کریں۔ تو گیارہ سو اٹھاسی
 ہو رہے ہیں جاویں۔

دیگر

جون شجاع الدولہ شجاعت از جہاں مالی در منش مضموم شد
 رفتہ از بعد سبت و چار روز رفت شب زین عالم فانی گذشت
 بود سال فوت آن والا نژاد یکہزار ربکھد و شتا و ہشت

ماتے کیا کہا لو العزماں دکھا میں کیسی کیسی خونریز بان کہیں۔ انجام یہ کہ خاک۔ بموجب آیہ کریمہ
 لا تلاحزن ساعة ولا يستفقد موتک موت سو تاخیر نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ کہ حق تعالیٰ
 نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن میں سے بعض حقیقی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ
 اسباب حقیقی کے آثار بھی ہو جاتے ہیں وہ بشارت اور قبدرس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ حضور قدا وفات
 شجاع الدولہ کے جو وجہات نوکف سیر المذاہبن کے دلیلیں پیدا ہوئے وہ اسنے اسطرح لکھے
 ہیں۔ شجاع الدولہ جو جوان ار زومند و نیک سے گذرے اور حقیقتاً وہ انہوں نے اقتدار پایا ہوا تھا
 اس سے بچوئی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی
 اوکلی ذات میں تھے۔ مگر بعض بائین ایسی بھی آئے سرزد ہوئے کہ جکی باد اس میں حق تعالیٰ نے
 جو فیض اور سکے حاصلات دولت سے لذت ادا ہونے کی مصلحت نہ دی۔ اور ہزار
 انسان کے ساتھ رہ کر اسے ملک عظم ہوئے۔

(۱) میر تقی میر علی جاہ کے ساتھ مد عہدی کی۔ گو خاں مذکور اس کا سردار تھا۔ لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نہ تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اس کے ساتھ کلام الہی اور انبیاء اور ائمہ اطہارین کی مستوفی کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جائے اسی کے ساتھ مد عہدی کر کے دغا بازی کرے اور لوٹ مار کر کے ایسے امیر باناتو قبر کو شکادہ پڑھنا نکال دے (۲) اپنے مالک محروسہ کے وظیفہ خواروں کے حق میں ایسے بندگان ہوتے کہ اس جماعت کو حاکم ہرے زیادہ بھی تکلف روز بندہ اور جہ نمائش سے کر دیا اور انکی اراضی اور دیات کو ضبط کر لیا۔ جس کے نتیجے میں خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے فوجیت کے مارے اپنے گھر و کسے دروازے بند کر کے شرم سے منہ دکھایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقری کا پیالہ میں لیکر در بدر بہیک مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ اس میں نے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تھا کہ ادھن کو سزا دیجاتی بلکہ ہر توبہ آئے۔ اسے بھی اغماض فرمایا جانا جیسا کہ حق تعالیٰ کسی تک ویر کی دوزی کبھی نہیں منہ فرماتا (۳) عموماً اپنے بھانص آرمیوں اور ماتحتوں کی تنگ و ناموز اکھاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے۔ اور نہ انکی سرس و معروض برساں دھرتے تھے (۴) اپنے مکانات کے بنوائے میں کسی کے محل اور چھوڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر قلعوں کے مکانات مع مال و سبب سبیلارو کے ہاتھ سے کھدوانے۔ اور غلط خواہ اپنی عمارت، ہوا میں۔ اس ظلم و بیدار کو بھی بھر خدا کے اور کوان۔ نہ تھا۔ مولانا میر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا غضب کی مہنی ادسکی آنکھوں پر چڑھی ہوئی تھی اسلئے وہ اسے نہیں دیکھ سکا۔ اور وہ : : : : : قریبی پہلو کا نہایت فساد اور سببہ رحمت کے ساتھ ہمال کرنا سے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلاء و شایخ اور گوشہ نشینوں کی جاگیروں اور کلیں محض غضب و عصبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کر کے نان مشینہ کو محتاج کر دیا۔ اور ان میں سے ہزاروں کو نہایت سزا دے۔

ساتھ فید کیا۔ اور انکی سجاد شجاعت کو خراب و برباد کر دیا۔ اور انکی عورتوں کی تنگ و ناموزیوں کو ران میں ہوا۔ اور انکی کالوں کو آگ میں جلایا۔ بچہ نکو ماؤں کی چہاتوں پر قتل کر دیا۔ اور انکی آدھ میوں کو تیر سے لے کر کر دیا۔ اور ان کو قتل کر کے انکی لاشیں جل کھون کو کھلایا اور انکی ساتھ ساتھ اور انکی مہین کہاں۔ بخت اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا۔ اور پھر ہوا ہوا۔ اور انکی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرض ہر وہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بے رحمی کی کہ ان بے کسوں کی مظلومی سے غیرت الہی جوش میں آکر شجاع الدولہ

اس مقام پر پہنچنے کو مانا نہ گئی۔ اور اسکو بلایا نہ کیا۔ اور جن لوگوں نے انکے خون سے
 ناحق بگئے تھے۔ انہیں کہہ دیں میں سے یک تخت حکومت و رفعت حاصل ہو گئی۔ اور منعم حقیقی نے
 مکانات میں ایسی مساوات برپا کی کہ شجاع الدولہ نے جو روپیہ لوٹی بکس عورتوں سپہر زو مال
 کے لئے نقد کیا تھا اس سے زیادہ تشدد اور کمی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے
 عرصے میں ظہور میں آگیا۔ باوجودیکہ انکی ریاست بنی ہوئی تھی۔ سپہر تارخین کے مولف کو
 دو وجہ سے روپیوں سے سخت محضوت تھی۔ ایک تو اس کے بابے ذاب علی محمد خاں کے
 ماتم سے بریلی بن رک پائی تھی۔ دوسرے یہ کہ روپیے نہایت دیدار پابند صوم و صلوات تھے
 اور سپہر تارخین کا دولت ستیہ عالی تھا۔ اور وہ اسی نصیب عداوت کی وجہ سے روپیہ لوٹوا ایسی
 کتاب میں افادت ملائکہ اور افواج شام اور افغانہ عفریت نژاد اور دون زادان کے
 ساتھ یاد کرتا ہے۔ شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل انکی پشت پائیں نبل نکلا تھا
 چونکہ انکے باپ اور نامانے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اور اسکے تختے ہی مادہ سرطانی
 کا خوف پیدا ہوا۔ اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا۔ اور بعد غسل صحت کے ابقا سے نذر مود و فرمایا
 نگر۔ مقرر لو مرگ مورائی تھا آخر کار بد نے یہاں تک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہو گیا۔ اور
 اوی ملا میں مبتلا ہو کر استلیم بقا کی راہ لی۔ شجاع الدولہ نے ۷۵-۷۶ برس کی عمر مائی
 سلطنت میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنہ گیارہ سیئہ میں ۲۳-۲۴ برس کی عمر میں تخت نشین
 ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی۔ انکی وفات کے من مین آباد میں خود شہر برپا تھا کوئی
 شخص ایسا نہ تھا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرے ہوں۔ جبرطرح ایام محرم میں جن مجلس میں شہر نشین
 ہوتا ہے یہی حال انکے واقعہ جانکاہ میں گذرنا تھا۔ بختیہ و تکلیفین کے بعد جنازہ بڑے بخت و
 اور شان و شوکت کے ساتھ اٹھایا گیا۔ مرزا علی خاں اور سیلا جیک بتاے محمد اسحاق خاں
 جو شجاع الدولہ کے سلسلے میں حاکم تھے مرزا امینی طعنت بآصف الدولہ جانشینی
 کی تمنا میں بہت مصطرب ہوئے۔ اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے پہائی
 کو سند نشین کر دیں پس عورت و جا کو بالائے طاق رکھ کر اپنے ستوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے
 ماموہ کو جنازے کے ہمراہی سے مجبور کر کے محصور میں لائیں۔ حالانکہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

کتاب باقری فیض آباد میں مرقون ہوئے جہاں امکے والد زمین کے تفویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

فیض التوابع میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن ان میں سے صاحب اولاد کم ہوئے۔ نواب شجاع الدولہ شادہی تالار ہزار بیگم بنت موتی الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا حسن شوستر سے ہوئی تھی ان بیگم کا جناب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷۴ تھیں۔ ان میں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بیٹوں میں ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

- (۱) مرزا بھٹی عرف مرزا مافی الخطاب بہ نواب آصف الدولہ۔
- (۲) نواب یحییٰ الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا مشکلی ایک کینئر کے بطن سے
- (۳) نواب عصمد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا مہنگی۔
- (۴) نواب یحییٰ الدولہ معین الملک نامہ صریح عرف مرزا پندہوا میر تخلص یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان میں لکھنؤ سے بھجومت لکھ لے گئے۔ علیگام باد مر گئے۔
- (۵) نواب فضل الدین حیدر عرف مرزا فاہڑ
- (۶) محمد علی خاں (بہ مرزا فاہڑ کے حقیقی بہائی تھے۔
- (۷) نواب رستم علیخان۔
- (۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان
- (۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (بہ مرزا عنایت علیخان کے حقیقی بہائی تھے)
- (۱۰) نواب مرزا سیف علیخان۔
- (۱۱) مرزا حیدر علیخان۔
- (۱۲) مرزا محمد الدین حیدر خاں۔
- (۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴۶) مرزا کمال الدین حیدر خان - یہ صاحب نواب معاد علیخان کے عہد میں فیض آباد کے لکھنؤ آئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں اوتھے۔ ہر روز دربار میں جہاں نوٹنی کے وقت جا یا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علیخان کی فرمائش کے بموجب بہت مختصر عطر لے گئے۔ ادھنوں نے مانگ لیا۔ ادھنوں نے بوتل کو انکے سامنے توڑ ڈالا اور بے پائشہ حینڈ کھلے کھکیر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلافت پیش آئے تو باعث توہین ہو گا کر بلاے معلیٰ کو چلے گئے۔ زیارت کر کے نصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵۰) نواب مرزا آصف علیخان بڑے

(۱۶۰) نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے۔

(۱۷۰) نواب مرزا بندہ علیخان۔

(۱۸۰) نواب مرزا صادق علیخان۔

(۱۹۰) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱۰) نواب غضنفر علیخان

(۲۲۰) نواب سجاد علیخان۔

(۲۳۰) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴۰) نواب مرزا حسین علیخان۔

(۲۵۰) نواب مرزا سجاد علیخان۔

ان میں سے نواب سجاد الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی نامی سزا دی نہ ہوئی تھی۔ انکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور بہتد سے ورثہ لیا۔ آصف الدولہ کا بیٹا نواب تھیں التا بیگم و حضرت نواب انتظام الدولہ خان خاں خلعہ اعزاز الدولہ مرزا الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس سادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موبہ دتھے۔ اور شاہی میں شریک تھے

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاخرادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ ہوسید محمد خان مخاطب۔ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کف دائی ہوئی۔ اور لے اولاد رہی۔

(۲) سینی بیگم۔ یہ مرزا گھنٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے نکلا ہوئی۔ سنگین محل کے چچہ رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) حمی بیگم۔ یہ مصصام الدولہ سرف مرزا حجو سے بیاہی گئی۔ قبض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النساء بیگم۔ اسکی شادی حمی بیگم کے مرلے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیا کے عہد خلافت میں مرزا حجو کے ساتھ ہوئی۔ اور لے اولاد رہی۔ اور شوہر سے وفات بھی نہ ہوئی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زب النساء بیگم۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النساء بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) دربر النساء بیگم۔

(۱۲) اشرف النساء بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النساء بیگم۔ سہو رہی کہ انجم النساء بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا سخت خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ نہیں رہی تھی۔ اس عرصہ میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں سخت خان بھی مر گیا۔ انجم النساء واحدہ الملک کے عہد میں کہ شہنشاہ احمدی مطابق شہنشاہ صفی روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ جو فیض شاہزادوں اور امراء کے

کر بلالے ضابطہ میں پہنچانے آئے۔ بندر ممبئی سے اپنی جہزی کے سبب کسی بنگلہ عرب پر سوار ہو کر روانہ ہوئی۔ بہار کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۹۶ برس کی سوچکی تھی مغل نہیں ہوئی۔ انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طے روئے لئے گیا۔ شاہد تحف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادوں کے بارے میں نواب سعاد علیخان کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں اور لئے شادی کر دیجائے۔ نگہ سوائے عزت النساء بیگم کے سب لے اپنی سن رسیدگی کا عذاب کیا کہ ہم سے شوہر کی تالہ ہمارے ہی ہونے لگی۔ بیگم انیسی کے ساتھ مردانہ وار رہیں۔ انکی تنخواہ شکر روپے رکابی مینق آباد میں تھی۔ حب اللہ نواب سعاد علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے لگا۔ جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعاد علیخان نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپے ماہوار مقرر کر دی۔ محمد حسین علیخان ناظر رہا۔ ایک وقت نواہ اور اپنے کثرت احسانات سے بگڑ کر محل سے باہر کل پڑیں۔ سینچن دروازہ اور حسن بالغ کے راتے بند کر دے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیگم انداس نے باب کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ بالنو بالنو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ انہوں نے کچھ اسباب فضول اسی لوٹ کا مسترد کر دیا۔ اور نواب سعاد علیخان کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الزحمہ ہیں۔ نواب صلہ رحمی کے خیال سے دنگن کرتے تھے۔ نواب سعاد علیخان کے انتقال کے بعد انجم النساء اور بیگم النساء اور بیگم نواب غازی الدین حیدر بہا مستعملہ لئے لئے لارڈ مارٹن کے پاس بنارس چلی گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے وقت شاہرو کی بابت عرض حال کرا۔ ہوا۔ ملا کہ آہستہ کیون اتنی تکلیف اور نہاتی۔ ہم خود لکھنؤ چلتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کہ پڑے گا۔ نام کام پہر آئیں۔ غازی الدین حیدر لے۔ بے کے سات سات سو روپے مقرر کر دی۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں بن ظفریت بن مرگیت۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بل بھائی

پگڑی کا بدلتا سندھوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے نفع باہم بھائی

مجھے جانتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ
شخصوں سے بگڑنی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ جھیلیہ والی ریواں مکنڈ پور کے دوہائی سے

(۲) نواب سعد اللہ خاں اسپر نواب علی محمد خاں روہیلہ سے

(۳) تجیب الدولہ امیر لاہور کے دہلی والی نجیب آباد سے

(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے سے

(۵) غازی الدین خاں عماد الملک وزیر عالمگیر نانی سے

نواب آصف الدولہ کی خاں بہادر ہنر خٹک

ان کا نام مرہا بگٹی دان اور عرف مرزا نامی تھا اور غر اللہ بھجری میں پیدا ہوئے۔
صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میرانشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا
سے سہا دہرا پر کے دھڑ سے چھوٹا تھا اس وقت سے گھوڑے پر سوار بہن ہوسکتے تھے۔ ناچتی اور
بالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جب کو ایک نظر دیکھ لیا وہ جھپکھرائے
اوپر سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیر داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس مکان میں
سر بازار تعزیر ملاحظہ کرتے تو ادھر سے پادہ پلکتے۔ کم سے کم باغچہ بہہ اور زیادہ سی زیادہ
ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا۔ سبب، وجہیں و نظریات
بھی ہر سال لاکھوں روپے صرف کرتے تھے۔ ان کے ماویجی خانہ صرف روئے بائیس روپیہ
سے زیادہ تھا جب ماہیت کے شکار کو جاتے تو ان کے ہمراہ چالیس چالیس یا تھی
باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مستثنی ہونا

۱۲۔ زلیفہ شہلا بھجری اور جیشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی میرزا ہوا۔ اور بھیم پور تکلیفوں کے

۱۳۔ دیکھو گیاں پرکاش ۱۲۔ دیکھو فرخ بخش ۱۳۔ دیکھو فرخ فرخ آباد ۱۴۔ دیکھو آرون ۱۵۔

۱۶۔ دیکھو عادات السعدت ۱۷۔ دیکھو عادات السعادت ۱۸۔

لعداء کے جواز سے کو دمن کے لئے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دمن کرانے کے لئے جواز سے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی سرنشین کی تعجب کے لئے اپنے محرم اسرار اور نیکے واپس لائے کو روانہ کیا۔ اول تو وہ نہیں دنیوی مشہد لحاظ کر کے مراجعت سے عند ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاجکب دی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اور وقت دولوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور اسکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جواز سے کے ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد منفع مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس۔ اور سر کٹھی کو جو اٹالیاں کمپنی کھڑے مامور تھے اور سچا الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مثبت ابزدی سے کیا چارمے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے سند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران نے کورے عملت مناسب نہ سمجھی۔ باقیوں میں آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عملت ظاہر کی او یہ بھی و مدہ کیا کہ در صورت جلد ہو جانے ہماری سند نشینی کے بہت سارو پیہ آب لوگوں کو دیا جائے گا۔ ادھوں نے سوچا کہ اول تو سچا الدولہ کا بڑا امینا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مسخ ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ تمنا نہیں۔ ملکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ بس اس خیال سے و متادیر ہا ستا اسکے سر پر باندھی۔ اون دولوں انگلیزوں نے نہایت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر ہوئے۔ اور لقا اپنی بھی جواز سے کی ہوا ہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہونز باب کی لاس دمن بھی کرنے لئے تھے کہ نوبت خانے سے شادیائے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جگہ کوئی جانشینی کے واسطے نہیں کہرا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی مطلق نہ تھا۔

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گفت از بابی آصف الدولہ پادشاه رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضیٰ خان و ایام صاحب زادگی سے میر سال تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نام

بایا اور محتاط رہا۔ یہ سبب بہت مخفی رہا۔ اور میرا لٹا خیرین بن لکھا ہے کہ مفت ہر انجی بہ
 اور فوت اور نہ ہی مرانیا ہی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اس کے بڑے بیٹے مرہرک کے
 نام دیا اور اقبال الہ ولہ خطیب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت فوئخاں راس ہسروں راسبہ
 کہ عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانہ مالی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ
 سراونکی سپہ دیا۔

حسب نسب مختار الدولہ

برہم پتی عرف اغا خان بن میر محمد باقر بن مصطفیٰ الخطاب بہ مصطفیٰ بن سید احمد الملقب
 بہ طباطبائی صاحب السبب ایران سے ہیں۔ سید احمد نامہ در شاہ کے عہد میں ایران سے نکلا کہ اپنے
 بیٹے مصطفیٰ کو چھوٹا لیکر ہندوستان میں آئے تھے اور زمانے میں بہادر شاہ اور گنگ بہادر شاہ کے عہدوں میں
 تہا شاہ جہاں آباد میں موسوی خان کے مہمان ہوئے اور مرغ میر کی عہد تک یہاں رہے۔ وہاں
 برہان الملک کے ساتھ ولایت سے شناسائی رکھتی تھے۔ ان سے ملاقات کر کے فرخ سیر کی
 ملازمت سے مشرف ہوئے۔ وہاں برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی
 بالی تھی وہ لڑکی سید مصطفیٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکھ روپیہ کا چہر عطا کیا اور پرگنہ مہوہ
 یا لکھی قلم و لکھنؤ میں ادا کو جائیداد ملی۔ یہ مصطفیٰ اپنی ماں کو وہاں برہان الملک کے
 ساتھ آئے سید احمد کا لکھنؤ میں انتقال ہو گیا۔ بقول ادکار راجا اٹالین دیباہ گوتھی کو لکھا کہ
 میر ہوا۔ سید مصطفیٰ صفدر جنگ کے عہد میں شیر کوٹ اور لکھنؤ وغیرہ کے حاکم تھے اور وہ سید
 مصطفیٰ کی بہت عزت کرے تھے اور صدا و بندوبست اور سرگزاوان سے برہان الملک معاہدہ
 سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفیٰ شجاع الدولہ سے زیارت و تعینات
 عیال کی اجازت لیکر ہزار میں سوار ہونے کے لئے نکلے کہ طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ ان میں
 انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی جاری تھی اس لئے وہ سب سے راستہ بدلتا۔ مجبوراً سبکدوش
 قیام کیا۔ یہ علماء مالیناہ والی مرشد آباد کے قدر والی کی سید مصطفیٰ کا نکلنے میں فعال
 ہو گیا۔ ان کے کسی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو بیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا بابا ہے (۲)

سید کرم دس میر محمد باقر (۵۰) میر محمد ظاہر۔ محمد ظاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد معید (۳) میر بابا (۴) محمد فیض۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسماعیل نصیر الدولہ معزز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزوں کے ہاتھ سے نہایت پائی تو مصطفیٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہو جانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے لودان کا کوئی مذہبست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امر کی وجہ سے فیض آباد میں آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خاندان کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوٹی ہی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

نوح بن مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی سترہ سببی سے مرنے کے بعد ارکان دولت اور عزیز اقارب کے مزاج میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ نواب موقوفہ نہایت نیک طبیعت تھے اور ان دنوں دنیا و مافیہا سے بھڑکے کو نہ اندیشوں اور ناجبرہ کاروں کے اغوا سے اپنی ناپ کے ڈٹے ہوئے ہوئے ہو گئے اور ان سے ارکان دولت کے دل پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد علی خان کہ نہایت متمدن شیر شجاع الدولہ تھا۔ اور انگریزوں سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا۔ اُس نے لی گیا۔ اس طرح اور لوگ بھی اپنی اپنی فکر میں مصروف ہوئے۔ سیراخرین میں آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب لگا کر صوبہ اودھ کا نائب کرادیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ اہم آباد کا نائب بنایا اور اپنی ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام لوگ مختار الدولہ کے دست گر بنے۔ کسی کی محال تھی کہ اس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزوں نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹا کرنے کی اسات پر آمادہ کر دیا تاکہ جہاننگ ہو سکے جو زمین کمی کرنا چاہتے۔ اور ہر نواب شجاع الدولہ کی تمام عرصہ معزز تھی۔ انکو یہ زعم تھا کہ ہکو ہرگز کوئی موقوفہ نہیں کر سکتا۔ آصف الدولہ اس کے موقوف کر سکتا۔ واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ ہنوٹے سے جوڑ

ایلیخ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حقیقی رئیس ایک مفلس آدمی کا بیٹا دو سو سو روپیہ کا رہنے والا تھا۔ پہلے اسے لاجپور جہاں انارواہ کے فراموش میں لڑکھاتا بہر سو دکان نما چمڑے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر سراج الدولہ کی سرکار میں آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی حبشی و جالاک کی بدولت یہاں تک زنی کی کہ سراج الدولہ کے زبانی احکام لوگوں کو پہنچاتا تھا مغلیہ ملازمان سراج الدولہ اس کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ کلمہ پڑھاتا تھوڑے سے عرصے میں صاحب دولت ہو گیا۔ سراج الدولہ کے عہد میں بعد میں بیابان کسی سے نام نہ نہا۔ مگر ایلیخ خان کا رویہ باریک است انجام دیتا تھا۔ چونکہ اب سراج الدولہ تمام کام آب کرنے لگے تھے اس لیے اس کے کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر تقی کو اپنا نائب بنایا اور اداؤں کو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلیخ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے اذرا ہوا اور اس نے انگریزوں سے میر تقی کی ہماری کئی شکایت کی جو قلعہ انگریزوں نے میر تقی کے لئے جوڑ کر دیا وہ وہیں کر دیا اب میر تقی اور ایلیخ خان میں عناد بڑ گیا آصف الدولہ خان مذکور کے استقبال کی فکر میں مصروف ہوئے اور یہاں نہ ٹھہر سکے۔ ایلیخ خان نے اب کے مراج کا خوف معلوم کر کے کرپل کلیس سے کہا کہ میرا بیان نہیں لانا اب مسئلہ میرے جتنے میں یہ بہتر ہے کہ کسی قریب سے مجھے یہاں سے کسی چھپ چھپ کر ادب کئے کہ میری آبرو کچھ ورنہ کسی دن ملامت و حجالت حاصل ہوگی کرپل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرو۔ مجھے مطلع کرو میں اس کو سن کر دیکھا۔ ایلیخ خان نے کہا کہ قلعہ وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے یہاں سے مجھے وہاں کو حضرت کو دیکھ کچھ روغن و نان سب و عمل میں بسر کر دیکھا۔ آخر صاحب ایلیخ خان اسے کو بند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ ایلیخ خان یہاں سے بھاگا اور قلعہ وزارت چل گیا ہمارا تمام کاموں سے زیادہ ضروری ہے اس لیے یہ بھی کہان مذکور کو لوگوں سے بچھڑا جائے وہ بادشاہ کے مزار میں رسائی رکھتا ہے۔ عرض ہوئی کہ اسے قلعہ وزارت حاصل کرے گا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہیں۔ آصف الدولہ نے کرپل صاحب کے منور سے کو بند کیا۔ ایلیخ خان کو بادشاہ کی بارگاہ سے تعلق

اور اہل لکھنؤ کی رو سے یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ اہل خانہ اپنا تمام سامان اور اہل خانہ لیکر
 دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر رخصت ہوا اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
 عطا کیا۔ اور غفر الہی جان کی جو ملی رہے کہ وہی۔ مرآت آفتاب عین ملکیت کہ اہل خانہ نے
 بادشاہ سے منہ ہلا کر دیکھا۔ اور اس نے پھر خلعت و زار کی درخواست کی فرح بخش ہے بابت
 کہ عیان مذکور ہے بادشاہ کو بہت راضی کہ لیا تھا۔ قریب تھا کہ ملکیت وزارت اور دوسرے عطا
 آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں۔ جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ غریب اہل خانہ خلعت وزارت
 حاصل کر کے اپنا تاج و تاجہ نہیں یہ فکر ہوئی کہ اب اہل خانہ کی طرف آصف الدولہ کا انتہا ہے
 ہو جائے گا۔ اور میری بابت کہ ضرر پہنچے اس لئے نواب علی الدولہ کو متاثر کیا کہ اسے ہر
 بادشاہ کی خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے اہل خانہ کی سرفرازی میں بہت چاہیے علی
 خان کو فتح خافت دیا یا ان کے لئے کہ بادشاہ کی مصدقہ میں پہنچا جن محمد علی دہلی میں بنایا۔ مد باطن تھا
 اور اس کی ذمہ داری یہ تھی کہ بادشاہ کی کام دہلی میں حاصل ہوں اور اس سے مختار الدولہ
 کی مرضی کے موافق بادشاہ کے عزائم کو اہل خانہ کی طرف سے معروف دیا اور خلعت وزارت
 اس کے لئے پہنچا دیا۔ محمد الدولہ اہل خانہ کے معاملات میں مداخلت نہ کرنا تھا اور
 ان کے لئے تھا کہ یہ سونے کی جڑیا حال میں غلامیے نیارے گو بال بندہ دیر السال سپاہ پوراست
 لکھنؤ کی طرف سے اہل خانہ کے ساتھ تھے انہوں نے اپنی خواہ شاہ جہاں آدین طلب کی
 اہل خانہ ہاں تک ہوا ایک کوڑی اسے پالت دینا جان دینے کی راہ تھی۔ اس لئے اس کے
 میں رکھا کہ اہل خانہ میں خلعت وزارت لیکر جاتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اس کو دلیل قوم
 سمجھ کر اکثر مضامین کہتے تھے ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی۔ کہ کہی کہ غالب
 نے کہہ دیا کہ جواب بن دیا۔ فرط حجاب سے گو بال بندہ سے تنخواہ کا متقاضی تھا کہ راجہ نار ناتھ
 میرے رخصت کے معاملے میں ملل انداز اور اس سے سمجھا جاتے پیاروں اور اہل خانہ نے قریب
 میں آکر اس کے مکان پر ٹوکا۔ رام ناتھ تو عالم اصطلاح میں کسی طرح سے ہلکا لیکن حکم پڑا
 اہل خانہ کے نام تھا ہوا کہ دارالسلطنت میں۔ میرے خلاف ضابطہ میں۔ ماجا اہل خانہ
 نے باون ہزار روپے اسے باکس دیکر سپاہ گردانہ لکھنؤ کا۔ اہل خانہ کو اس سے سمجھا گیا تھا

مجد الدولہ نے نیا سازی کرتا ہے۔ محمد الدولہ میری تدبیر کے درپے ہے ایسا ہو گا جو
 یہاں کسی ملازمین چھپسوا دین اور پھر یہاں سے نجات نہ مل سکے اس سے پہلے کہ میں یہاں سے بھی
 نکلیا ہوں اسلئے بادشاہ عرض کیا کہ حضور کے فضلات میں لوگوں کی شبہ نہیں ہوگی بلکہ ان کو دولت
 و مستون کے اعزاز سے خفت و ذلت کے درپے ہیں اسلئے علامہ رحمت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے
 نیمہ آستین عطا کر کے رحمت کیا۔ خان مذکور نے یہاں سے رحمت حاصل کر کے اپنے محل مرام
 آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ منظور رہا
 کر کے خرب کے درپے ہو جائیں گے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے میں
 مصروف تھا لکھا کہ محمد الدولہ میرا تمام مال راہب لیتا ہے۔ نجف خان ایسے فریاد برکوش
 براؤز تھا بلکہ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایچ خان اکبر آباد کو چلا گیا ذوالفقار الدولہ محمد
 نجف خان نے ایچ خان کا اکبر آباد میں پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف عنیت
 جاکر ایک دست خاطر کی اور اپنے آدمی بھیج کر ڈیگ میں اوس کو گھلایا۔ اول نجف خان ایچ خان کے
 پرہیز کیا۔ اور دوسری کے موسم کو چھوٹی بجالایا۔ جس سے ایچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور
 نجف خان کی اطاعت میں مہر تن مصروف ہو گیا۔ اور او کی رفاقت کو عنیت سمجھا نجف خان نے
 محاللات قلعہ اکبر آباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام
 کام کرتے تھا۔ اوس نے کئی لاکھ روپے فوج شاہی کے خرچ کے لئے دئے۔ آصف الدولہ
 نے کھاجون کے اعزاز سے ایچ خان کی حویلی کو فیض آباد میں بھی ضبط کر لیا جس میں پرانے
 جینوں اور تانبے کے ٹوٹے پھوٹے برتنوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ال محمد ایچ خان کا شہنشاہ آصف
 الدولہ کے پاس رہ گیا۔

قلعہ آباد میں روہیلکھنڈ کے قیدیوں کو تکلیفیں پہنچا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی میں روہیلکھنڈ کے قیدیوں کو جو کین لوگ تھے
 لڑا کر دیا۔ مگر عرب خان بریج اور خان محمد خان مولائی خان اور رحمت خان اور عالم حسن خان
 غرضی۔ اور رحمت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبد الواحد خان۔ اور قاضی
 محمد سعید خان اور سواتا سائین اور اختیار خان جلیہ اور ملاحت خواجہ میر کوکڑ اور جھل

اگر لو الفرم آئیں تھے نہ چھوٹا امیر رد عمل اسے کیا بھی تو قلعہ جی اور خانقاہ رحمت خان درودند
 خان کے خاندان کو چھوڑا جبکہ کئی چیتہ کے بعد عہدہ مان کو بھی الہ آباد پہنچا دیا گیا۔ مگر مرزا علیا
 آصف الدولہ کے ماتحت اس نے نفاذ عہدہ کی جس سے وضع کیا۔ تاہم بعض عہدہ پیشہ مصاحبوں
 کے اغوا سے خانقاہ صاحب کے خاندان کی امداد میں خلیفہ کارروائی شروع کی محبت خان
 کی ملاقات اور خواہش کر دی اور آصف الدولہ کے ایمان سے سید مہدی خاں قلعہ دار
 الہ آباد قید یو پور بھی کر لیا گیا۔ درودند لکھنؤ اور اسی خاندان کے ساتھ ساتھ دولت الدولہ کے
 عہدے مقرر تھا۔ اس سے پہلے خلیفہ لکھنؤ کے دربار میں تھا۔ اور بنوڑا تھوڑا سا تھا۔ اس عہدے میں
 آصف الدولہ مہدی گہات دھمکے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران خانقاہ رحمت خان
 جو لشکر کے ساتھ تھے سرور سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے۔ مہدی گہات کے ساتھ مرزا علیا
 صاحب رزیدٹ لکھنؤ کا مسئلہ آیا اور اس نے محمد زکریا کی نیابت میں محمد زکریا اور ذوالفقار خان
 سمیت ہلال پور دو ماہانہایت سے سرور سامانی کی حالت میں ملاقات کی۔ یہاں سے بھیکے اپنے
 پاس بلایا۔ مگر چونکہ عہدہ رزیدٹ سے اس کا نام نہ ملتا تھا اس لیے عینہ رات کے وقت
 ملے اور اس نے انکی تسلی و تنہائی اور انکی ہوس و من کو کشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ویرے پہنچے
 دیروں کے پاس آکر اسے اسے اور انکی عسرت کی خبر ملتا ہے اس سے باز نہ آیا ہزار ہا ہے
 انکو دے اور کیا کہ تم بے ادبیتہ اپنے والدین سے بیان کرتے، ماکرولہ

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعداٹ خاں کی بگیم کا

اسباب غلبہ ہو جانا اور پھر اسکا واکڈاٹ ہونا

فرخ بخش میں لکھا ہے کہ اس شخص نے ایک ایک بعض آباد میں رہتی تھی اور بنا اسایہج کر
 گذر کرتی تھی اور مجھے شبہ ہے اسات حال میں تھی۔ وہاں کوئی اور کچھ جہر گہرا نہیں کرتا تھا۔
 نواب سعداٹ خاں نے جو سڑک شملہ کے ساتھ سے تھی اور یہاں سے یہ دیا گیا کہ
 آٹھ لے کر اسکی بگیم اس میں کہہ کر اس آباد کو سے لے کر وہاں سے کر دیا اور نواب آصف الدولہ

اوسپر طغلی بے کی کہ مسند نشین ہوئے ہی بیگم کا تمام اسباب منظر لیا اور ہفت ہذا نام غلطی ہو
اس لئے کہ اسوقت بیگم کے پاس ساکبروں اور خلیفوں اور عروف کے زلفہ تھا۔ ہر سال مقصود
اور کاروں کا یہی جو نیکہ ہر مین نیز مین کرے۔ اور ہوں نے نواب کو اس طرح حرکت پر کہوں
آمادہ کیا۔ نواب مین اللہ خان والی راہپور کو جب پہنچا ہوا تو وہ ہوں نے احترام الدولہ
کا لون صاحب کو اس بار مین بہت کچھ لکھا صاحب موقوف سے آصف الدولہ پر ایسے طرح
کام کی تمام قیامت ظاہر کر کے وہ نکلے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بھیجے تھے اور انہیں وعدہ
کیا تھا کہ مہارگی مین کے حقوق پہلے کے بموجب قائم کئے جائیں گے دکھائے۔ نواب نے
سز مندہ کو تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کر کے لکھنؤ کو دار السلطنت

قرار دینا اور اپنی مان سے جبراً روپہ لیتا۔ اور اپنے

ذلیل نوکروں کو بڑی عہدی دینا

سیر المتاخرین دیکھا کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آٹھ ہوا تو مین آباد کی ناواقف کی وجہ سے کل فروج اور مان اور وادی
کو لیکر مین آباد سے لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باب کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تھی کہ ایسا تمام حراتہ اپنی بیگم کو تحویل مین رکھتے تھے
اس باب مین آصف الدولہ دروہ کی مان کے دریاں ناچانی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخر کار
بیگم اس شرط پر روپہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آئندہ کوئی اور کو فارغی لکھنؤ غرضکہ
نظامہر سب اس لاکھ روپے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغی لکھنؤ۔ آصف الدولہ
لکھنؤ مین پہنچ کر وہاں مقیم ہوئے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام عاجزہ کی سے چند ہندو تلنگے تقریب رکھتے تھے۔ اسوقت مین کہ وہ خود حرانروا ہوئے

توان پیا دون کو بڑے بڑے سہارے اور مقب عطا کی۔ اور سلسلے اور چار دربار لکیاں نیکر بڑے
 اقتدار پر پہنچایا۔ اوسین سے ایک کو میسوارہ کی عطا کر کے تو یا اپنی بدنامی خریدی۔ اور پانی
 پالکی کے گہارے میں سے ایک گہارے پر راجہ مہر کا حفاص دیکر سرفراز کیا۔ سو جبکہ اوان کے صاحب
 بجز ذیل اور پوچھ لوگن کے بہتین ہیں

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور ان وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے نام نہاد سے کرج کر کے گنگا کو عبور کیا اور فرخ آباد کے قلعہ میں پہنچ کر مقام کیا
 اور کئی مقام دیات کی اور دیات سے کئی توین ۵۰ روپے مانگی اور کچھ گھوڑے بچند کر لئے
 لئے لئے ہیں کہ تاریخ ناہم طرح کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے۔ ایک روز کو پھر
 پھر سے اوسے۔ کہ ایک ایک اولہ باج باج سیر کا تھا سب سے سب سے بہت سے اومی اور
 حاکم۔ ایک ہے پر بیان۔ انا کہ اس کو کج کیا شیر الی یون میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے
 انا دوسے پہنچ کر ہاں مقام کیا۔ بدستار صو۔ اور انتر بید کی حدوں میں واقع ہے جہاں سے
 اپنے بہائی سعادت علی خاں کو ح۔ روس لکھنؤ میں لگو۔ پسند ہے اسے۔ مدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت مذلت اور جانا اور بہاگ کر

ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس چلا جانا

محمد بشیر خاں الدولہ کا غلام زر خرید تھا۔ اور نواب موصوف کی خدمت میں نہایت تعجب رکھتا تھا
 خاں الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کر دیا تھا۔ فرج بخش میں بیان کیا ہے کہ
 آصف الدولہ نے محض نفو کے اعوام سے اوسکی بربادی کی فکر کی۔ اور اوس کو پسے پاس طلب کیا
 سیر الماخرین میں ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس رعایت کر کے غافل کیا
 اور جب اوس کے رفقا کو پناہ مزار کر لیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ شیری کو قید کر لین

۱۲۷۰ دیکھو گہاں برکاش ۱۲۷۰ سنہ انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جہنا کے درمیان میں ہی پڑو گزرت
 دریا کوہ کابلون، سنگھار آباد کے پاس مل گئی تھیں اس سربید کا ر۔ دامن کوہ کابلون ہی اور نہ تو خواجہ الہ آباد ۱۲۷۰

اتفاقاً اس نے بھی اس سفوے کی خبر پائی بچارہ مع رفقا کے تھم ہوا کہ اب کیا کرو؟ فن سخن میں
 ذکر کیا کہ مختار الدولہ نے نجیوں کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا۔ ایک دن نجیب لوگ اوسکی اہلیت
 اور گرفتاری کے لئے تیار ہوئے۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہاں آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زبان سے
 من کہیں اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کریں۔ سر بہادر علی کہ۔ مادہ سارہ میں سی۔ کیا۔
 تشریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا بڑا رفیق تھا اور عربوں احسان تھا اور نجات الی ولہ کی طرف سے اسکی
 نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے بھیدوں اور اس سے سے رہکا اور کہا کہ فل کے اندر نہ گھسنا
 چاہئے۔ کنبیوں نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو بکڑ کر بہرے میں لے آیا۔ اور کوئی رقیبہ اوسکی
 بے حرمتی میں باقی نہ چھوڑا۔ بشیر و نہاد اور جمالیوں کے طوہرے میں اس کے زہرہ میں چھا
 پڑا رہا آخر کار اس نے بہرے کے آدمیوں کو رسومات دیکر اپنا مال اسباب ہوتا ہوا ایکے خزانے
 سے کم نہ تھا بلکہ کشتیوں کے ذریعے دریا کے کنارے پہنچا۔ اور جس میں یون سی مذکور سی
 اور سیر الماخرین کے موافق۔ یہ کہا کہ سر بہادر علی نے سفیدی سے دشمنوں کے ہتھیار لئے
 بیشتر یہ کہا کہ مذہب ان لوگوں کو مالوں میں لگاتا ہے اب جس طور میں ممکن تھیں جی راہ لین اور جہاں
 مستقر کیا کہ دریا بہان سی قریب ہی۔ اس لگ سفیدی کے ہمراہ ہو کر اوس کو دریا کے پار کے بخت خان
 کے ملک میں پہنچا دیں۔ یہ کہہ کر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا۔ اور جہد معتبر آدمی ہمراہ کئے۔ اور کہا کہ آپ
 سی الامکان یہاں سے فرار ہو جی۔ اس عرصے میں لوگ بشیر کے پیچھے سر پہنچے طرف خود سر مبداء گیا
 صحتی مذکور نے اس سوئے میں اپنی راہ لی اور سر بہادر علی نے ہمنوں کا مقابلہ شروع کیا سداہ
 ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدھ گھڑی تک کسی کی جرات نہ ہوئی کہ بشیر کے پیچھے
 میں داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے میں شبیدی بیشتر گنگا باہو کر آ صلا الدولہ کی سی
 سلامت نکل گیا یہاں جب سر بہادر علی مارا گیا تو مخالفوں نے بشیر کے جھمے میں گھس کر اوسکو ڈھونڈا
 تو پایا۔ بشیر اکبر آدین ایلخ خان کے پاس چلا گیا بخت خان نے اس کے درو کو بھی نعمت غیر متعین
 خیال کیا اور ہتھوڑے دونوں کی بداب سے لشکر میں جو ڈیگ کو سحاصہ کئے ہوئے تھے طلب کر کے
 معافہ اور مصافحہ اور بہت مہربانی فرمائی اور محالالت لاہور اور۔ سبک و بالستی حصار وغیرہ
 اوس کے سیر دکر کے دریا کے ویاں کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی خواہش کر کے اور اپنے مہاراجہ
 حلائے اور سیاہ جمع اسے بشیر نے ویاں بھیج کر مخالفوں اور سر کشتیوں کو معلوم کیا۔ اور ہنسی میں
 بلوچ کو موافق کر کے لاہور علاقہ۔ سبک میں معاہدہ کیا۔ ملاحہ اور۔ دہ۔ متحدہ کے

ایسا ہے کہ کوس کی سافت کا دوا۔ اس کے پیش کے فشرے سنہون مارا بیٹھ اور موئی خان بلجہ دون
میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہو کر فرخ آباد جہاں کسی مقام بلجہ مانگو رکھا تھا۔ اور چنبرے دوس
فرخ آباد سے۔ جو ابابان شیش کی حکومت میں تھا۔ ملا محمد دو خان سے گھوڑوں۔ مانتھوں۔
سینوں پالکیوں اور دوسرے تمام سامان برقعہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بشیر موسیٰ خان
بلجہ کے علاقے میں رہ کر چھوڑا انصار اور اس کے علاقے میں چلا گیا۔ اس نے بتور جہاں کی
دور دہی علاقہ سمیت لگا کر سے قبل پہنچ کر لیا۔ کراہے۔ تاہم اودھ میں لکھا ہے کہ بشیر
کے چلے جانے سے جد جہان زور دوسرے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب و راجہ کی کمرہ نگین ناٹھ
دوا درام صورت سنگھ دیوان نواب پنجاہ لکھنؤ سے لے کر تھوڑے دنوں میں صورت سنگھ کو ہمارا
محافظ دیکر بشیر کے علاقے پر روانہ کیا۔

مختار الدولہ کا نواب گرا اور امر او گز گشتا تو کی خرابی کا سامنا پیدا کرنا نواب گرا کا ذوالفقار الدولہ کی پہلی جانا

راجہ اندر گز گشتا نواب صفدر جنگ کے پورا سے منسلک میں سے تھا پچھلے صفدر جنگ نے اپنے
باو شاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دل کا محاصرہ کر لیا تو کمال چٹاوی کی لڑائی۔ اندر گز
گولی سے مارا گیا۔ نواب گرا اور امر او گز دونوں اس کے چیلے قوم بڑھن سے تپا۔ اندر گز کے سر کے بعد
صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا سالانہ مقرری کو
صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت برہو بنایا۔ اب گرا کو راجہ بہت گز
بھاؤ کا خطاب دیا اور امر او گز کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اسے تمام دوا اور سرداروں کی انگریزوں
بڑی خدمت۔ ابھی مذکور میں اناوہ وغیرہ محاللات سے میان دہ آب اور کالہ دیویش کالہ کبہ۔ دونوں کی
آمدنی کا ایک۔ ان دونوں گشتا تو کی سپر کر دیا۔ ان گشتا توں نے اپنی ہمت اور جرات اور شہ
شکاری سے مرثوں سے دوسرے محاللات بھی دبا لئے۔ اور قلعہ جہاں لسی کو گیسر لیا۔ محسنین ماجز
آکر اچانک کی اسد مار گرتے تھے۔ کہ مختار الدولہ نے ایلج خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد
بہار پر بھرتہ کر لیا کہ ان دونوں گشتا توں نے دوسرے وغیرہ سے معزول کر دے۔ مگر یہ کام اس سے
نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے پاس میں ہر ایک کو پہلے ہی۔ میرزا کور

انکی تحریک کے لئے آصف الدولہ کو اٹا دے کو لگیا۔ مہم کر بہادر نے ہاتھ بڑھا کر نہیں دی اسلئے
 اپنے طاہر جونسے بن لیت دھل گیا اور محاصرے کے پہلے دست پہانسی کی طرف رنما ہو کر
 عہد و پیمان کی جہد آصف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نواب سے اولیٰ بہر بہت مہربانی کی اور
 اور سریت و ستارے کو شہر کے معائنات کی نواب آصف الدولہ کو ادنیٰ تالیف قلوب کی طرف متوجہ
 تھے اور مختار الدولہ کو انکی تحریک میں قصور نہیں کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو انکی طرف سے
 محض کر سکتے تھے۔ تاہم نواب کو شایون کے باب میں مختار الدولہ کا سٹور نہیں اہمیتھے
 میرڈ کو دے یہ نشان لی کہ اگر نواب سے نہ مانا تو حال رسوئہ صاحب سے موافقت کر کے دونوں
 کو شایون کو اٹا دے اور کالپی کی خدمات میں سرفراز کر دینا چاہئے۔ گو شایون نے اپنی فوجوں
 اور چیلوں کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل اور خفا ہو کر
 ترک روزگار کا ارادہ کیا۔ اب آصف الدولہ نے انکو مانی اضمحیر مطلع ہو کر راجہ جہاؤں کی طرف
 انکی دعوت کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اور ہر مذکورہ محال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
 مشکل ہو گیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اُسٹے ہی بھی راہ اور بالارادہ وغیرہ مرہٹوں نے بہت سا سامان رسد
 اور فوج جہانسی میں جمع کر لی۔ اور لڑائی میں سامان بخوبی فراہم کر دیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا استحکام کے
 مورچے ہر دینے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گو شایون کے حال پر مہربان ہو لیکن انکی
 نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے حالت تھو اسلئے مہم گیر جہانسی کے انتظام کو پہلے سے
 آصف الدولہ میں رخصت ہو کر تھوڑے دنوں میں قلعہ کے صلے میں مقیم رہا۔ اور اس صلے کو دیوان کر کے
 اور جھنڈ کی آبادی جلا کے اکثر آباد کو اربع ماں کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ مدت سے عہد و
 پیمان پر رہا تھا۔ و مانسی اعلیٰ خان کی تحریک کو دیکھ کر نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محامد میں
 معروف تھا چلا گیا اُس نے اوپر بڑی مہربانی کی۔ نواب نے ڈیگ کو فتح کر کے محالان سکھانہ وغیرہ
 بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک مہم کر کے جلا دیا اور رسالے کی تحریک میں دینیا فریح بخش کا رٹف اس ملک کے
 بعد کہتا ہے کہ اگرچہ آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی جالبازی سے بیدل ہو
 اوسے اٹا دے وغیرہ بیان دیا کہ آصف الدولہ کی حکومت سے نکال کر زن اعدا میں غلام کو بھلے
 حفر کر دیا ہے۔ وہ اپنے مغلطہ کا انتظام کر کے رخصت قسط کے بموجب خزانے میں پہنچا دی
 بالفضل آصف الدولہ کی سرکار میں مختار الدولہ کا طوطی ہوتا ہے۔ اور اسے تمام ساختہ ہر اذیت قبول
 ہے۔ اور وہ مال بڑی کی وجہ سے جان برسٹو سے ملتا ہوا ہے۔ دونوں تمام ریاست پر غاصبی ہیں

اولاد جاقظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلم

الہ آباد سے رہائی

مرحہ بخش میں کھایا کہ داندستان اور رحمت خان کی ... اور حیدر روہیلکند کے علماء و فضلا و مشرفا قلعہ آباد میں قید رہے۔ پھر انہوں نے مواتر عرصہ میں نواب بیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت میں تشریف لائے اور وہ ان کی خدمت میں رہ کر رہے۔ نواب موصوف نے رحم کہا کہ میں نے جان بیکار یہ اندیشہ نہ رہا کہ ان کی رہائی میں کوشش کرنے کے لئے لکھا میں نے آصف الدولہ سے یہ سفارش کی اور اس معاملے میں بہت دباؤ والا آصف الدولہ نے تین لاکھ روپے ان کو رہائی دے دی۔ اس میں سے کچھ اور یہ رقم اس طرح سے بوری کی گئی۔ کہ ایک لاکھ روپے نواب بیض اللہ خان نے سطا کئے۔ اور ایک لاکھ روپے ہزار روپے نواب سعد اللہ خان کی سیگمنے سے اس طرح تین لاکھ روپے جمع ہو کر ان رسو صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ جنہوں نے آصف الدولہ سے قیدلو کی رہائی کا حکم سبب معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کرتے بھیجے۔ اس نے ایک ہینڈ ناک مان کی تیاری کے ہمارے میں مل گئی۔ اور آخر کار سلطان مشلا بھگت کو جو جان رسو صاحب کے ہر کاروں اور اپنے آدمیوں کے ساتھ دوندے خان قلعہ لکھنؤ کو روانہ کیا۔ یہ لوگ گورنمنٹ کے راستے سے ۲۹ مئی کو قلعہ بھری کو لکھنؤ پہنچے۔ کچھ دفن خارجہ یا قوت کے باغین حمین کے اندر رہے پہرہ کی حولیوں میں رہنے لگے۔ نواب بیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خاندان کے حیاں و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیج دیا۔ روہیلکند گریٹر میں لکھا کہ دو برس سے سال جان رسو صاحب نے بڑی تقریر کی بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپے سال کی سزا، ان لوگوں کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا۔ فرسہ بخش کا یہ کہتا ہے کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میرے علی رضا فوجدار آباد کے نام حاصل کر کے ہاں رسو صاحب نے اوپر تقسیم کر دی۔

انگریزوں کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملہ

ملک انجمن قریب ہی گئے تھے اور اوں کی جگہ برٹو صاحب پرہے۔ گئے ہیں۔ تاج الدولہ کے مرتے
 بی گورنر کی کونسل میں درجن میں اور کرل مٹن سن اور جنرل کیلبرنگ کی غلبہ آرا سے
 یہ امر فیصل ہوا کہ تاج الدولہ کے ذمے ۶ روپیہ واجب الادا ہے اوں کو بہت طلبی وصول
 کرنا چاہیے۔ اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد ویمان اوں کے باب کے ساتھ سرکار کمپنی کے ٹیپر تھی
 وہ سب اوں کی ساتھ قبر میں گئے۔ اور کوئی اوں سے اب مانی زنہ نہیں اب جو ہنسی نیا سود الیاد انا
 کا لگے تو اوں کی قیمت از سر نو عطا کی جائیگی چرنے بجا بہترین دی جائیگی برٹو صاحب عقل کے چلتے ہی وہوں کے
 آصف الدولہ کو اپنا شیو میں امارا اور اوں کی فراہمیں ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ میرا جان
 برٹو میری جان ہے۔ میرا بھائی ہے۔ میرا مالک و مختاری۔ جو کچھ وہ کہے وہ کرو۔ میرا خزان میں
 لکھا ہے کہ میرا والدہ بنبر اوں کی صلاح کے معاملات میں دہشت مار سکتا تھا۔ اوں نے میرا والدہ کو اس
 بات پر آنا وہ کیا کہ بنبر اس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ جیت سنگھ بن بنوت سنگھ کی زمیناری میں ہے اور
 جسکی مالگنداری میں لاکھ روپے کی ہے۔ اور ستر لاکھ روپے کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو
 دلا دے۔ اوں اٹھن نے آصف الدولہ کو جان برٹو صاحب کی طرف سے امید ویر میں ڈالکر
 راضی کر دیا۔ پھر صاحب تاریخ ہند میں اس مطلب کو یوں ادا کرتے ہیں کہ کونسل کے
 او بیس تین ممبروں نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف غائب وزیر اودھ کو داکٹر بارس قلمو سرکار
 انگریزی برن سال کرالیا۔ غرضکہ ریڈنٹ کی رسائی سے ۲۰۔ ربیع الاول ۱۲۱۱ھ بمطابق
 ۲۱۔ مئی ۱۸۹۶ء کو کیا ہوا نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو تاج الدولہ کے
 ہاتھ فروخت کئے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے میں اوسے ہیبت سے رہیں گے
 جیسے کہ ملک اودھ اوں کے پاس ہے اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہیں
 کہ وہ صور ۱۸۹۶ء اور کہ الہ آباد کی حفاظت کریں گے۔ جب تک مرضی کوٹ آف ڈائرکٹرز
 کی دریاہت ہوگی اور رہا بنے اپنے ملک کی اس حفاظت کی مانتہ انگریزی کمیٹی کو متاسم۔
 اضلاع ماتحت راجہ جیسے سنگھ کے محصول خشکی و دریا وید سے جنگی تفصیل یہ ہے کہ سرکار
 بنبر۔ سرکار چٹاگرہ۔ گنبد و گنڈھ۔ اضلاع جو پور۔ شجے پور۔ ملہاں خاص۔ جھڑوی
 سرکار نار پور۔ پرگنہ سندھ پور۔ فرید شادی آباد دوپٹہ سرٹریخ وغیرہ کا خراج ۲۴ لاکھ

۸۹ ہزار سو ۵۹ روپیہ مقرر تھا اور لواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک برٹش انگریزی سپاہ کی خواہ
 جو ۱۰۰ اور اعانت کے لئے ایک چھوٹا سا ہوا اور بڑا کر دیا کہ وہ ساتھ ہر ایک چھ مہینہ اور ایک
 اور اس مہینے میں غائب ہے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علی خان ۵۰۰ روپیہ دار سابق سپتالہ اور
 سمٹہ دھال انگریزوں کو اپنی ملک میں آسنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس کہیں گے۔ اور اگر وہ انکی
 قابو میں آجائیں گے تو انکو قید کر کے انگریزی کمپنی کے سپرد کر دیں گے۔ اور پورب کی کسی اور
 قوم کو اپنی طاماری میں بغیر رضا مندی یا انگریزی کمپنی کے نہ کہیں گے۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی
 کے پرانے کے بغیر انکی ملک میں آجائے یا اس میں گزرے گا یا رہے گا یا مسلمان ہو گا کہ ملک پر اس
 تو وہ اس کو آسنے نہ دیں گے بلکہ اس کے آسنے میں مانع ہونگی۔ اور اگر آجی جائیگا تو اس میں ہر
 بھی جنگی۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہوں جو لواب مذکور کی ملازم میں اس عہد کی رو سے بر فاست ہو
 اور انہوں نے وعدہ کیا کہ انکو نوکر نہ کہیں گے اور جنھیں انگریزی کمپنی سے مطرور ہو کر آیا ہے
 یا آئندہ آجائے بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔ اور طرفین نے
 یہ بھی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو کہیں گے تو وہ اسکی رضا مندی
 اور ارادے کے موافق ہوا روائی کرے گا۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچھ بھی لحاظ نہ کیا جائے گا۔
 اور لواب نے ایک اقرار نامہ مہری علیہ اس مضمون کا بھی لکھ دیا کہ اگر نقایسے انگریزی کمپنی
 بابت کوڑہ الہ آباد و دیگر پٹنہ و تھانہ فوج حسب عہد نامہ لواب شجاع الدولہ بلا عدد و تکرار
 بروقت واجب ہونے کے ادا ہو گا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ سہشتہ صاحب گورنر اگرچہ
 اس بات سے کہ ملک تبارس متنبہ ہو گا کمپنی ہوا فوج ہوا۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
 میں وہ خود تبارس تک آیا تھا۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے
 بہت سے عذر کر کے نامے ہائے تامل سے تھے اور نہ دیا تھا۔ اور جان برسوں نے جو اسکی طرف
 توجہ دینا تھا ایسا بڑا کام کر کے ممبران کو مسئل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر طول
 ہوا۔ اور اسوجہ سے اسنے ان شرطوں کو منظور کرنے میں یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف ان
 عہد و پیمان کے ہیں جو شجاع الدولہ کے ساتھ ہوئے تھے۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
 جبراً تبارس لواب سے جو شرطیں جا ہو تھیں وہ اپنی ضرورت کے حسبے سب کو منظور کر لیتے
 مگر ان کا الفاظ کر ساقی گئے۔ جب کورٹ ڈائریکٹرز کو اس نے عہد نامے کی خبر ہوئی کہ بہت
 ملک نامہ آجی۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار نہیں اسے تو انہوں نے مراسلہ ۲۳ ہجری

نہایت عین یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی غلطی خاطر اپنے ملازمین کی کا کہاری سے مل نہیں سکتی
جیسی کہ نصف الدولہ کے ساتھ ادو کو عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصفیہ الدولہ
کے ساتھ کئے گئے ہیں ہم ان کو بطور خاطر سو کرتے ہیں۔

سیرالستان کا موقع کہہ رہی کہ مختار الدولہ نادان ستے باد جو اس قدر قریب صفت کے اپنے حق میں
کچھ بھی عہد و پیمان ارباب کو تسلط لکھتے سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھ چاہتا ہوا ہو جائے۔ اور کسی کو
مجال نہ ہوتی کہ اس کی طرف آنکھ نہ نہا کر دیکھتا نہ کہ مارا جاتا اگر نہ دیا مارا جاتا تو اس کے انتقام میں
قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصفیہ الدولہ کی ریاست اس کی اولاد کے حوالے تھی۔ لیکن فقیر میر ہی غنی
انقصہ بنارس سے توبہ کے خیمہ بنگالہ ہوا۔ اور معاملات ملکی مالی صدراعظم۔ اور الہ آباد اور پٹنہ وغیرہ
اور کوڑہ اور انور۔ اور دہلی کے بنارس میں مدوں، امدادوں میں برسوں سے کچھ نہ ہوا تھا آصفیہ الدولہ کو
باب کی جو حکومت خواہ دینا عیبت سمجھا کر اس کی استیصال کی فکر میں نہ ہو۔ ہوتے سے آخر کار رسالہ ۱۰ مار
موقوف کئے گئے۔ چنانچہ سہ ماہی اور ادو کا بہائی امرا اور برہمنی حاکم اور شیخ اسل و غیر
پہان سے بڑھ کر سکر خیف خان بن بھی۔ اور بعض اعلیٰ برہمن ہو کر اور عیبت سدھری۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو خیر ملین سے لڑنا اور اس ملین کا شکست پانا

لخص تاریخ اور سیرالستان میں کہ شجاع الدولہ جہا پانچ ہزار آدمی ترقی پزیر
شاہ پیمان آبادی کی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر کی سب سے اور سید احمد علی اونی کا امیر تھا اور اونی
تھانہ قاعدہ گنڈی کا اہتمام تھا گو اونی کی پاس مندو میں توڑہ دار تھیں مگر وہ ان کے نہایت بھرتی سے
آگے آ جاتے تھے بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و سخیب تھے اس لئے ان کی خاطر داسی زیادہ تھی آصف الدولہ
رفعا سے پدوسی بڑا اور دوسرے ایذا خیز یہ رسالہ کاپی میں منبہن تھا دوسری دن سے اپنی پاس مقام
اٹا وہ میں بلایا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ تو میں کو چھ
میں داخل کر دیا میں۔ بخیر ملین گئے ایک باد تو میں۔ اور تمام مندو میں بنی پاس اکبراتی تو میں
داخل کر دیں آصف الدولہ نے اونی تو میں اور تمام مندو میں کے داخل کرنے میں ہمیں تمام باہیا میں نے
سمجھ دیا کہ خواہ دینے کی سیت ہی عرض کیا کہ ہمارے خواہ عیبت مودو میں۔ مندو میں سب

داخل کر دین آصف اللہ نے آستغنے ہر مکر مختار الدولہ سے کہا کہ: بھئی۔۔۔ بانی کی سزا دو و سسر عرض کیا کہ بہ لوگ اپنی خواہ مانگتے ہیں اور کچھ غرض نہیں رکھتا آصف اللہ نے فرمایا کہ اگر تھیں یہ تخلف کو! نہیں تو ہم خود جاتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے دیکھا کہ خود دولت سوار ہے۔ نے نہیں تو محصور رہا کر فوج متعبدہ نو لیکر اونکی سرکونی کو گیا۔ وہ لوگ باوجود دیکھ کوئی سردار نہ دیکھتے تھے میرا تو مر چکا تھا مگر لا جا صعب آلا ہوا تھوڑا تک نہ کہ مختار الدولہ پہنچا دین۔ لیکن جبکہ اس کے پاس اور فوج ملکی پہنچ گئی۔ اور جو جم کثرت اور سامان بقیت اس تھا اس۔ لئے اس نے پانڈاری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہو چکے اور باقی ماندہ ہاگ کر جاتے ہوئے۔ یہ واقعہ، محرم سہ ماہی کو مقام اٹا دہ میں ظہور میں آیا آصف اللہ کے اکٹھے نوکر جو سلطنت کا زور یا زو حق اس لڑائی میں کام آئے۔ اور وہ اس فتح سے بہت خوش ہوئے اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خاص خاص اسلحہ کو شجاع الدولہ سے انگو پری فتح کی تہنیتہ جیل میں بایا ہوا ہر ایک کے ساتھ چھ پلٹتین سونے تو بچا۔ اور اسباب منکقات کے رہتی تھیں۔ صاحبزادے کا چال دیکھ کر اودہ سے چلے جانے کے خیالات میں مصروف ہوئے۔ میرا لٹا خیر کا نوکری تھا کہ میں لکھنؤ میں آیا تو ان بے عقلوں کو دیکھا کہ جہنم بہ جہاں اس آیت کی اولادت کا لا نغلام بلکہ ہم اسٹل سبیلہ میرا بھائی ہم فہمے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیدت اور لاوکی سب کو عموماً محفل ادب کے برقرار تھے ہیں بہت حق کہتا ہے۔ اور انکے ماں چلن کو ناراض کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ وہ ہنوں نے ریاست کو برباد اور اختتام سابقہ کو برہم کر دیا۔

ہامی پٹن کی بربادی

گو رہا سے نے تاریخ اودہ میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افغان کے عزم میں لگنا کو عہدہ ریاست کو ملک دو آہ کو راجہ ہمت بہادر کو تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ بہر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دولہاں منصرف رہی۔ مختار الدولہ نے بہر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے مخالفت کرے اور اس کی لشکر کو تیار کر دے۔ میں کسی شخص کو یہاں سے نہیں بھیجے۔ تم اس کے اتفاق سے کام چھو اور یہاں جاؤ تاہن کہ وہ ملک سے کرسی ملاؤ نہیں رکھتا ہے۔ اور جو کچھ مہارے باہر ہوئے منفری ہم اس سے دیوڑیا دیں گے۔ اور سوائے فتح موجودہ کی جو کچھ فتح اور لوکر رکھو گے اس کی خواہاں ملک محکوم ہوگی۔ اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی کو اس پر اطلاع نہ ہو اس علی نے پاس حق تک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنی ایک دوست کی پاس چھا لال

کے ساتھ رہتا تھا اوس کا شہدہ بیچدیا تاکہ راجہ کی معرفت فرمایا صفت الدولہ کو دکھا دیا جاوے شخص
 مذکور نے لالہ کی توقع سے میرنکوڑ کا خط اور مختار الدولہ کا خط مختار الدولہ کے دیوانخانے کو دارالند
 مرزا ابو کے پاس بھیج دیا مختار الدولہ نے اودن خط لکھو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا اسیدوار کیا
 اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ ایک خطاں مضمون کا میرافضل کو لکھتے ہیں کہ میرنکوڑ
 بہادر کو حکم سے خلف نہ کرے اور یکدی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایسا ہی لکھا
 کہ تھے راجہ بہادر کو ساتھ کھلے عداوت اختیار کر رہی ہے کہ اوس سے عرضی غباری سختیت میں
 حضور میں بھی ہے بہتر یہ کہ باہم شیرو شکر ہو۔ میرنکوڑ اصل کارسی غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
 راجہ کو ساتھ آمادہ ملک ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ و درالہ پیش آدمی تھا جسند
 آدمیوں کو درمیان میں واسطہ کر کے نصیحت کر لیا اور پہلے ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور اہمک عرضی حضور میں
 لکھی کہ میرافضل علی جو مجھے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر ہندی نے پاس ادب کیا اور محل کجا اسیدوار کے حضور
 کا شہدہ میرنکوڑ کا نام صادر ہو جائے کہ جو جو فنا و نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
 افضل علی کو یہاں بلایا جائے۔ اوس نے عرض کیا کہ میرنکوڑ خود بخود بہادر کے ساتھ لڑنے کو
 تیار ہوا ہے اور جا رہا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف میں لائے۔ انفرق شہادہ سکی جلدی میں رہا دیکھا۔
 وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل ہو چکا تو سبب ال کی کشام ہو گئی تھی قریب دو کول کے لشکر
 سی اپنی سپاہ کو نیکر اوترا اور جا ہا کر صبح کو حضور میں حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پا کر حضور میں عرض کیا
 کہ میرافضل سبب اوس کا دشمن کے جو مجھے رکھتا ہے لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی
 تنخواہ کا سوال جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاناؤ اور وہ جائے بوجہ حکم کے مختار الدولہ نے بھلی ہاتھ
 سے میرافضل کی سپاہ کے چاروں طرف نواب کی ساری فوج اور توہانہ جا دیا اور قبل اس کے کہ میر
 افضل کی فوج بیدار ہو ادھر سے آتشیاری شروع ہو گئی تھوڑے ہی میں سچا بہ جلال و قتال گرم رہا جبکہ
 سپاہیان میرافضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توہانہ کھو گھیرے ہوئے ہیں تو
 بھاگنے لگے میرافضل اپنی دو تین بہاوتوں کے ساتھ آمادہ مرگ کھڑا رہا اور صحت مختار الدولہ نے
 بہ آزرمن خان قنداری کو قسم کھا کر کہا کہ میرافضل کو کسیر علی اذیت نہ پہنچائی وہ حاضر ہو جا
 خاں موصوف میرنکوڑ کو لایا۔ آمادہ الدولہ نے کہا بیجا کہ تھے کھلے بے سبب مہم بہادری ہر فاش
 کی تھی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب مہم بہادری میری شکایت
 حضور میں نہیں ہے۔ جب یہ جواب تھا کہ الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میرنکوڑ سے شکاک کر

مستورین میں کر دیا۔ مشہور ہی بن نواب نے تھاؤ لال کو قید کر دیا۔ جہاؤ لال خلع الدولہ کے نہیں
 نوکر ہوا تھا تو اب آصف الدولہ کی خدمت میں مقرب ہو گیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخواہ کی ادائیگی
 میاں نسبت کو ملی اور پہلے سے چلنے اوسکی سپہ رہے۔

محبوب علی خان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیر ملک خرمین میں لکھا ہے کہ خلع الدولہ کے سردار ایسی ایسی دیہات دیکھ کر کہ اپنی فکر میں مصروف تھے
 چونکہ اب ہندوستان میں نوکری تو یہی نہیں تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا لہذا ہر حال اوقات
 بسری کر سکتے تھے مجھ کو بھی محبوب علی خان خواجہ سرا جو خلع الدولہ کی طرف سے کون سے اور اناؤ کی حاکم تھا اؤ
 کسی قدر صلاح جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے بہت متاثر رہتا کہ کیا کرنا چاہتا ہو لیکن
 فوج اور عمدہ اسباب جنگ اوسکی ساتھ تھا اوس کے پیادوں کی رجسٹ کا نام برق انداز تھا اسے بہادری
 و سولہ کے اوس کے پاس دسہار بھڑا آدمیوں کی جمیت تھی۔ اور کورٹی و اناؤ سے کے اطراف میں جنگ لڑ کر
 خلع الدولہ نہایت رو کر کے ساتھ لے کر تاقا۔ آصف الدولہ کو اس کا بھی استیصال مد نظر ہوا۔

اور یہ حیناں ہوا کہ کل نہ جانے ہائے چند لوگوں کے ساتھ حاضر حضور رہی۔ یہ حال محبوب علی خان کو بھی
 معلوم ہو گیا اوسنی یہ ارادہ کر لیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر ہو کوئی بات اوس کے خلاف کرے یا وہ بھی
 حکمرانی کا درخشاں کر خف خان سے جملے آصف الدولہ نے معنی سر جان برستو اوس کے
 استیصال کے باب میں مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی میں جارج ٹینس جن کی کتاب نوکی فاشی میں مقرر
 کر کے محبوب علی خان کی تہنیت کے لئے بھیجیں۔ اور یہ اس طرح پہنچیں کہ جسکا منشا و نامہ مسافرت
 معلوم نہ رہتا تھا۔ یہ لشکر محبوب علی خان کی سپاہ کے قریب رکھ کر ہی کے پہلے سے ہتھیار لگایا۔ اور
 کیا ان نے محبوب علی خان سے ملاقات کی محبوب علی خان نے باز دید کی اور وہ ہتھیار لگائے اور شہر میں
 اپنے مکان کو ہر لگایا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بدترین چار روٹ کے انگریزی کپتانوں نے
 پہلی رات کے وقت ہتھیار اٹھا کر کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کر کے کوٹ کیا۔ اور صبح برقی
 محبوب علی خان کے سپر چاہئے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قتلے حمایت کو تھا ہوا کوئی کہیں
 کسی کام میں مصروف تھا کوئی سوتا تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ محبوب علی خان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی
 صرف چند تھے بہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوئے۔ انگریزی فوج نے کچھ نہ سنا اور

ایک گوشے کے چیتے سے پہنچ کر میدان میں کھڑی ہوئی اور با انگریزی بیباک کے افسران سے یہ کہا کہ ہم
 فلان طرف جاتے ہیں اور اسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان میں ہے۔ محبوب علی کی چٹا پٹے سے منع کیا۔
 اور انہوں نے کچھ نہ سنا ڈرائی ہوئی اور کچھ تیاری تو تھی نہیں ونگریزوں کی ایک باٹھیل نے ہتھیار کھینچا
 باغیانہ مشوش ہو کر معرور ہوتے۔ لشکر کے بچوں نے مان اسباب پر راتھ صاف کیا۔ اور جو کچھ بچا
 صنطی میں آیا۔ انگریزی افسران سے کہیں دقل کام آیا محبوب علی خان اس کو لشکر سخت تھوڑا
 چونکہ بروقت طاقت عہد و پیمان ہو چکا تھا ان کپتانوں کی مصنف ہو کر مع اسباب کے اصفیٰ الدولہ
 کے حضور میں حاضر ہوا۔ وہ اس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تھے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی پہنچے
 خارج کیا گیا۔ اور خوف خان کے پاس جلا گیا۔ طاقت علی خواجہ سرور ایک جگہ کا مالک تھا اس
 حال کو دیکھ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈھونڈتے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرض تھا کہ کچھ نوع نخل
 الدولہ کی سرکاری بادشاہ کی۔ میں حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب اس کے لئے پادشاہ
 کے پاس رنار کرتا تھا کھینچے اس کے عینیت مانا اور کار سازی کر کے پادشاہ کی پاس سے پانچ ہتھوں کے
 چلا گیا اور بعد از حیف خان وغیرہ سے موافق ہو کر آج کے مسئلہ جبری ہے دامن پر کرتا ہے۔

نواب صف ال ولہ اور اوٹکی والدہ میں عہد نامہ مقرر ہونا

مولوی کوکا لہ صاحب کہتے ہیں کہ نخل الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہیں گزرے تھے
 کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی ماں کو بہت تنگ کر کے ۲۶ لاکھ روپیہ لیکھا اور دیا اور میں لاکھ
 ادا کرنے لگے لگا اور انہوں نے یہاں تک اسادہ کیا کہ جو علاقہ اوٹکی ماں اور دھکی کے پاس ہے وہ میں
 لین عیشہ میں بہو لیمے کو رنجرل کے چلان مالش کی کہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ تو لیا ہے اس سے اس
 چیمین دیا ہے کہ سرور کھیتی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے۔ اب دوبارہ تیس لاکھ روپیہ وہ اور مانگتے ہیں
 اس کا کہیں کو عہد نامہ کے موافق دینا ناگزیر ہے۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے تو میں تباہ ہو جاتا ہوں۔

یہ سب سن کر میں نے اپنے بیٹے سے بہت تنگ ہوں۔ امیر انگریزوں نے چیمین کو کہہ دیا
 کہ اس کو چھوڑ دو۔ اچھے عہد نامہ کو ایک عہد نامہ کے ساتھ کیا کہ بالفضل عہد نامہ لاکھ
 روپیہ ادا کریں۔ اور اس سے یہ اور کہ ایک بیٹے اپنی والدہ سے تیس لاکھ روپیہ حاجت فرماتے حال

اور جیسے لکیر روپہ بابت قرضہ سابق کے کچھ نقد اور کچھ بھاب اور جو اس بات اور باقی اور
 اونٹ و غیرہ ورثہ پر سی لیا اوداب کچھ دعوے میرا و پرتانی لکھیں رہا یہ سب بیٹے افسران انگریزی کے
 و زمین سے یا اوداب طالبہ زیادہ اس کی مرگ کیا اور میں یہ بھی دعوے کرتا ہوں کہ اپنی والدہ سے فرحت
 بہ نسبت جاگیر اور کجیات اور بارہ درمی اور باغات لکھیاں اودہ زمین زیادہ کے جو اول کو نواب
 مرحوم نے دیا لکھون لگا۔ اور اوکے میں حیات اوکھو قاجان ان سب پر رہے دو تھے۔ اور جب تک میری
 والدہ زندہ زمین کی اس وقت تک میں اوکھو ان سب کی نسبت وق نہ کروں گا۔ جو اپنی جاگیر میں اپنی ملازمت
 کی صرفت تکمیل زر کر میں اوکھو نہ کروں گا اگر میری والدہ مع کھوے جائے تو اوکھو اختیار ہی جسے چاہیں
 اپنی جاگیر وغیرہ میں بطور ستم چھوڑ جائیں یہ کلیتہً اوکھو اختیار میں ہی۔ میں اس میں مزاحم نہیں کا خواہ
 وہ یہاں زمین باج کو جائیکل یہ سب جاگیر وغیرہ اوکھو قبضہ میں مقبوض ہوگی۔ اوکھو شخص اس سے
 مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ ستم جاگیر وغیرہ قرار دیگی اس کی میں مدد اور حفاظت کروں گا۔ اوکھو
 جب وہ مع کو جائیں تو اوکھو کو اختیار ہی جس ملازم مرد و عورت کو چاہیں اور جو اس سبب چاہیں
 اپنے ہمراہ لے جائیں میں مزاحم اس کا نہیں کا اور میں کچھ وقت کسی قسم کا مطالعہ کرے گا اور چاہیں
 اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور سحر بلار ہوں کو نہ دوں گا۔ میری والدہ کو
 اختیار رہے ایسی جاگیر وغیرہ میں جو چاہیں کریں وہ مالک ہیں ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی بابت میں
 خدا اور اس کے رسول اور وہ ازادہ امام اور چارہ مصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ
 دیتا ہوں۔ سرداران انگریزی اس قول کے میں شریک میرے ہیں۔ وہ میرے یہ کہ میں مذکورہ
 اپنی مان سے طلب نہ کروں گا۔ میرا کچھ دعوے اب ادنیٰ نہیں ہیں۔ اور میں سرتز اس عہد نامہ سے
 انحراف نہ کروں گا۔ اگر میں اعیانہ خلافت ورتی اس عہد نامہ کی کروں تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ میں
 سرداران انگریزی کہنی سے سحر ہو گا۔ سرکار انگریزی طغیت کی ضمانت ہوتی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہائے خلعت
 وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور میں زلف
 اور اسباب اور پھر تخت بچھنا

مولوی محمد کاسم صاحب تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں کہ نواب آصف الدولہ عہد میں اپنی

کر رہے تھے حزانہ اور دکھا خالی تھا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماہرین ان کی پوری تہن -

گھر میں بھی فساد تھا باہر بھی۔ ملک میں بد نظمی ہو رہی تھی۔ غرض ایسے شعلے برپا ہو رہے تھے کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگیزوں کو خوف تھا شہداء کے موسم سرما میں یہ افواہ اڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور دہلیے اور سکھ مرزا بجٹ خان کے رفیق بن گئے ہیں۔ آصف الدولہ برآمد کر کے کچلے آئے ہیں۔ گو زنجیر نے نواب کو سمجھا یا کہ وہ بجٹ خان سے آشتی کر لیں جس سے یہ مصیبت سر سے ملے۔ آصف الدولہ کو انہی وزارت کا خطاب بادشاہ کے بل سے ملا تھا۔ اگرچہ اس کا طمانہ ظاہر نہ تھا۔ مگر وہ اس خالی خطاب کے لئے بیٹابا تھے مختار الدولہ نے مجدد الدولہ سے سازش کر کے اپنے خاں وزیر سے خطاب و خلعت و نارت لکھا کہ بندوبست کیا۔ شیکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بھیج کر۔ خطاب حاصل کیا چنانچہ خلعت و نارت مع جوہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیروز اسب خاصہ کے آصف الدولہ کے لئے بادشاہ کو مان سے روانہ ہوا۔ خلعت و قطب الدولہ اور راجہ دیار رام کے لئے ہوا تھا بادشاہ نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا کہ اہل اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا بجٹ خان کی پاس بجاؤ اس کے حوالہ دید کے بعد آصف الدولہ کی پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیار رام نیاز ملی خان کے ساتھ جو آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تھا اس کے پاس خلعت لے کر پہنچے جو اون دنوں ڈبک کے محاصرے میں معروف تھا۔ پھر قطب الدولہ اس کی خدمت کو آدھ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیادت کے قریب پہنچا تو مختار الدولہ نے مع خدم و حشم کے استقبال کر کے فرار باڑی برپا کی۔ اور نواب نے بھی استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر باجوہ اس کے خطاب سے سحرز ہوتے۔ اور اس عطیہ کے ٹکڑے میں معائنہ کر کے کی اوسنی دن مختار الدولہ مارے گئے وزیر نے ایک لاکھ روپے اور ہر قسم کے تحفہ و ہدايا اور اسباب و سامان مع پتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز ملی خان کی معرفت بادشاہ کو بھیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت لمبوس اور سر بر جوہر اور جیفہ مکمل اور الماسی عمامہ اور ایک ماسکینا اور آٹھ ہزار روپے دئے۔ اور راجہ دیار رام کو بھی خلعت دیا۔ اور ان کے

رفقا کو علی قدر مراتب و درجہ عطا کئے۔ اور بادشاہ شہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع قیل و عمارتی زرہ اور سائبان اور زریخت کی جہول اور سپہ بھگت اور محمد الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک کھوڑا روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک غلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔ اور دہلوی بادشاہوں کے ہاتھ مختار الدولہ کو بھی غلعت دی۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو سند نشینی کے بعد ہنر بجیک خطاب دیا تھا۔

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ آصف الدولہ کے خاص اشرار سے مختار الدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور مختصر تاریخ اور فیض خضر اور سیرت اخیرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آصف الدولہ کی اوس کے قتل پر مرضی تھی مگر بعض صاحب کتب میں کہ یہ بات محض افتر ہے۔ صرف عداوت و سعادت بھی لکھنا ہے کہ محبوبت سزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو اپنے آصف الدولہ سے عرصہ کیا کہ میں مختار الدولہ کو درمیان نہ دے دوں گا۔ اس پر عداوت ہوئی اور آصف الدولہ سالار جنگ سے بھی خشن ہوئے۔ مختار الدولہ کے فرزند نے اس پر بھی ایک بار استغاثہ کیا اور پھر پوچھا کہ مختار الدولہ کے قتل کے ذمہ ہیں کہ حکومت سے۔ اور وقت بھی آصف الدولہ راضی ہوئے۔ اگر آصف الدولہ کو میرا مسئلہ فی محبت کرنا نہ نظر آتا تو کہیں رزک سکتا تھا۔ بغیر قتل کر کے کیا وجہ ہے۔ بعض اہل تحقیق سے یہ راز افشاء کی گئی۔ مگر یہاں بیان کی تہ اور یہ ناز ہون کووں سے یہاں ہر زبان سنا ہے۔ اور وقت سے یہ سننا اقدار کہتی تھیں کہ مختار الدولہ شہزادہ فیض علی کے لئے ایران سے آئے تھے۔ انہوں نے اب غرور و نخوت جو زماں اہل ایران کے آئینوں میں چرنا ہوا تھا اہل ہندوستان میں اختیار کیا۔ کہتے تھے۔ امرستہ تہا پستہ۔ اور ان کے ساتھ ملتا کر رہتے تھے۔ اپنی طرز ان کے راز و نیاز کی۔ ان کی بیعتیں کہ جیتے تھے۔ انہیں چاہا تو ان کو درگاہ علی خان سے ایک ہون خواہ و وزیر سے عرض کیا کہ میرے لئے جو حضور کے ساتھ

بزم شراب گرم کرنے میں تو یقین ہو مٹھا رالدولہ ہم کو آب نمشیر سے سرد کر دیتے جیت دار
 طالی گیا۔ مکر پھر عرض کیا کہ کرو روہیہ کا محاسبہ مٹھا رالدولہ سے لینا چاہئے اس پر بھی ذاب
 نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر سے جوہرہ دکھائی تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ صوبت
 ہندوستان عالی بستر ذاب سے آکھ کھولتے ہیں تو مٹھا رالدولہ آتے ہیں اور ذاب اذکی صورت
 دیکھ کر آکھ کھولتے ہیں اور کہیں اس کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں
 بہتر یہ ہی کہ اس دم مٹھا رالدولہ کے گولی مار دیجائے۔ ذاب وزیر کو اس مشورہ پر اہل حال بھی
 مرزا حسن رضا خاں سر فراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے اور انہی اور مٹھا رالدولہ
 قریب تھے۔ اور صورت اس قریب کی یہ کہ ذاب علی مرد انخاں شاہ جہانی کے ہوتے ذاب
 کلب علی خاں کی چند لڑکیاں تھیں ان میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
 ایک لڑکی میندہ بیگم سید صاحبہ ابن سید مصطفیٰ الخاٹبہ مصطفوی خاں سے مسخہ تھی اس
 میندہ بیگم کی ایک بیٹی یارسی بیگم نامی مٹھا رالدولہ کی نہ جیت میں تھی۔ ان قریب قریب کی وجہ سے
 مرزا حسن رضا خاں نے مٹھا رالدولہ کو ان کے مضروبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یارسی
 بیگم کی لڑکیاں اقبال الدولہ زہدہ دہسہ مٹھا رالدولہ کی گردن پر رکھا کہ بیٹے مٹھا رالدولہ کو قاتلوں کے
 ہاتھ سے بچایا ورنہ اسی وقت کام تمام ہو چکا تھا عرض یہ کیفیت سن کر مٹھا رالدولہ مذہب ہو
 اور صبح کے وقت ذاب کے پاس نہ گئی ورنہ نہ سرکاری عصابہ در بھی ملائے تھے لے آیا مٹھا رالدولہ
 نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابہ دہیہ پیام لایا کہ جو طبیعت علاج بھلا سے
 گہر میں مہیا ہو وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلیاؤ جناب عالی بھار سے انتظار میں ابھی تک
 حاکم سے ہوا آئے ہیں ہوئے تو مٹھا رالدولہ نے مجبور ہو کر چہرہ ساتھ ہمارے کار گزار اور باکٹر مرزا
 واقاب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مشر جان برستو رزیدینٹ کے پاس ہی گیا وہ کوئی الجھل
 اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام انارک میں پیش آیا تھا ذاب آصف الدولہ کو جو چہرہ
 ہوئی تو وہ بھی سوار ہو کر فی الفور جان برستو کے ڈیرے پہنچے۔ نائب اور منیب کے ہونے پر
 پہنچے میں چند منٹ کا تفاوت ملتا ہوا بھی مٹھا رالدولہ نے یاغیں شروع کی تھیں کہ ذاب وزیر کی
 آمد آمد کی خبر ہوئی مٹھا رالدولہ اور صاحبہ رزیدینٹ نے استقبال کیا۔ ذاب نے مٹھا رالدولہ
 کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے کچھ خبر تھی کہ لےئے ہمارا دو تین کرو روہیہ خواب کیا۔ اور اس کا
 حساب نہ سمجھایا۔ مٹھا رالدولہ نے یہ ارشاد شکوہ سے مہر۔ جان برستو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیکر صاحب میرے ضامن میں ایک کروڑ دو کروڑ پئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہوں
 میں اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہوں لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہوں کچھ جملہ مال ہونے
 پر ہر ازون کے نام سے اطلاع فرمائیں کہ میں معتقد و پیرونی لیکر سرکار عالی میں حاضر کروں یا میری
 دولت خواہی سے خالی ہوں۔ نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلادیا۔ مختار الدولہ نے عرض کیا
 کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایاں صاحبزادگی میں کارخانہ سرکار کا ہوتا تھا یا بہتر تھا جو بی انتظام کیا
 وہ میرے نواب خلع الدولہ سے حضور کی جاگی کی سند شتر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
 رونق ہوئی تیسری سند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تھے کہ آصف الدولہ عیاش
 اور صاحبزادہ خراج زین ریاست کی دیانت نہیں رکھتی دولت خاں و اوسوقت کرنل گلبرگ اور مسٹر کنوی
 کو بر خلاف مسٹر تھورلر صاحب کے حضور کی مندرجہ ذیل کے لئے آمادہ کیا۔ جو تھو تھو علی خان شاہ جہان آباد
 سے خلعت نہ لاسکا جسے بدولت بھرنے کے واسطے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ تہذیب
 بھی خلعت منہ دیا اوسوقت کسی شخص نے غیر ظلمی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب محکمہ
 پوری ہو چکے تو ہر ایک غیر خواہی بگھڑے نکلا۔ بہر صورت ان باتوں کا انصاف حضور کے ہاتھ میں
 ہی۔ اگر ان باتوں پر بھی مزاج عالی میں کدورت ہی تو اس منگت سو نان جوین ہزار درجہ بہتر نہ آیا
 ہوس نہیں جب تک جناب عالی محاسبین مجاہد دولت طہا کو تکلیف نہ کری معاف ہو صاحب
 زربن نے بھی اقرار ضامنت کیا۔ یہ باتیں چوکلین تو نواب و دیر سے مختار الدولہ کو آگوشش بظمت میں
 لیکر فرمایا کہ میں ہمیشہ تم سے رضا مند رہا اور اب بھی خوش ہوں اور کوئی خلاف خیال نہ کرو اور اوسوقت
 میرے ساتھ چلا کر اپنے مخالفوں کو مجھ سے لو۔ چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواہی میں بہا کر اپنی زمین لائی
 ابھی انکی سواری چھٹے میں نہ پہنچی تھی کہ سبست علی خان وغیرہ نے یہ خبر سن لی اور اپنے پیشانی نے
 جو کہ سبست علی خان تو سلامی دیکر بہا کر اپنی قوم میں جا چیا۔ اسبطرح اور یہی رو بوش ہو گئی
 فقط راجہ جہت جلال کی شامت سر پر سواری حاضر رہا۔ اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے
 کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکھو۔ مختار الدولہ نے جہاؤ لال کو ایک جھنڈے میں قید کر دیا۔ فقط اسی قسم
 ماعت کی قلمدان اور بہتیار اس کے پاس نہ جاتے پاتیں۔ اور پھر سر پر رہے۔ اسکی سو آمد
 کہا لال۔ اور کچھ دن اور نہایت گمانے میں کوئی فتور نہ تھا۔ دوسرے روز سبست علی خان کلام اللہ
 ناٹھ میں لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا۔ اور قسم کھائی کہ جبکہ اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہیں
 مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتھ سے لیکر خلعت دیا۔ اور فرزند خواندہ بنایا۔ ایک مہینہ تک

یہ معاملہ اسطرح چل رہا کہ قی صدانہ اودھنی

مختار الدولہ اور سبت علیخان خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعاد علیخان کا پدنامی اٹھانا

بین الدولہ سعاد علیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اداس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے خان بریلو سے اعازت لیکر اوندکواؤں کا کام سے معزول کر کے بلا لیا تھا۔ یہ نہایت مدبرانہ حکم کہنہی کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی۔ کیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولادین متنازع تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خاں اوندکی آتالیقی میں رہتے تھے۔ سعاد علیخان بھی اٹاؤے میں فواید نیک سمراہ تھے۔ اور سلطنت کی نفاذ انگیر تھی۔ اوندھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر بانی نہ پھرے گا گوہر عالم کا کاغذ آنا دستاویز ہے۔ سبت علیخان سے یہ افقت پیدا کی۔ اور سبت علیخان دجہاؤلال سے اودھ کی نیابت لینے کا وعدہ کیا۔ اور مختار الدولہ کو آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جہاؤلال و تفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوئے۔ اور پیر باقر اور یوسف خان جو محمدتیر کے ساتھ والوں میں۔ اوندھوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خاں بھی اس سوال و جواب میں شہر و نگر تھے۔ سبت علی خاں نیابت کی امید میں بہمن اس کام میں مصروف تھا۔ اور آگے سے زیادہ حاضر باشتی مختار الدولہ کے پاس شریع کی لطاہر دوست صادق اور جان نثار بنا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ سبت علی خاں خواجہ سرکار جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقت جرات سے خالی نہ تھا مختار الدولہ سے سمہری کر کے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے مکہ باہر گزرا جاتی ہوئی اور وصالی اور واپس منعانی ہوئی۔ اسی منہن ہوا ایک مرتبہ ایسی بخش بزم کہ آمیزش کی صورت نہ تھی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختار الدولہ کے جو سرخان بریلو سے متفق نہ تھے

۱۔ اول صبح سے آکر دولوں دقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد نماز سے نقص نہ کرو۔
 ۲۔ آتشبازی کے واسطے ۱۰ تختہ ہوں۔ جو حکومت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے نظر نہ کیا ان
 دولوں آصف الدولہ آواز سے میں معتمد ہے۔ سبقت علیخان نے عہدہ عہد کہا کہ یہ اسے مختار الدولہ
 دربار میں آکر آصف الدولہ سے رجعت ہوتے۔ اور سبقت علیخان کے دہرہ کی طرف روانہ ہوئے
 مختار الدولہ کے معتمد ہوا خواہوں نے منع کیا کہ ان نہ جانا چاہئے۔ لیکن مختار نے آنکھیں پیر
 کے پردے والے سے کچھ سماعت نہ کی۔ و مشورہ جاتی دوست صادق لکھنؤ آئے سبقت علیخان
 نے اس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کلاؤں میں سے میر قندت اللہ کے دولوں جہا۔ نچے
 مر علی اولیٰ علی تھے سلطان کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ سبقت علیخان کے
 گھر پہنچے تو اس نے ۱۰ دواؤں تک استقبالی کیا۔ اور بہت تو اس کے ساتھ سوانہی سے اوتا
 کر منہ برا بھنایا جبکہ جہاد اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اس کو رخصت کر دیا۔
 سوائے چند طوائف تھے اور کوئی سہارا۔ اور جلا لوطا لبت بھی جو مختار الدولہ کی مدد و غوث تھی وہاں موجود
 تھی اور سوتا و کمین قوال جو بہت خوش گھوڑے تھے حاضر ہوئے۔ سبقت علی خاں سے اولیٰ عہدہ عہدہ
 کیا۔ تے کیلئے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے بڑھتی تھی۔ اور لوطا لبت بھی۔ لشکر میں کھڑے
 نے نہ ملنے پڑے۔ سبقت علی خاں بھی ایک تہ خانہ ہوا کہ فرس و اسباب و غیرہ۔ اس
 کیا تہاجب رہو پ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اور کچا جامہ حیات
 لبریز ہو چکا تھا وہ نہیں سبقت کی خبر نہ تھی نہیں اپنے پیراں کو قبر میں اترے۔ غرض کہ یہاں کچھ
 اوتار کر آئے۔ حیات و رانی۔ اور ان کی محبوبہ و انوار کو بھی حاضر کیا۔ دوسرا ہر گز جہا
 بعض اوتارے مختار الدولہ کو آئے۔ سیرالہ خیرین سے کہتے تھے کہ شراب میں نہ ملائے اگر نہ
 تو بھی دہرہ سے مر جاتے۔ جب وہ پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خاصہ دن کو بھی رجعت کر کے
 ارادہ خفاہ آخرت فرمایا یہاں تک کہ کوئی پاس نہ ملا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مر ہوا۔ اسے
 فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو شاہ جہاں لال کے مصلوں نے سبقت علی خان کے ایما
 چھوڑ دیا۔ اور سیرالہ خیرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اس کے بھائی نے
 مع دو بھائی اور ہر ایک کے شکر و نیکو کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تو ان کی
 مقتول ہونے کی تاریخ تقسیم کے ساتھ یہ سب مرقعی خاں شہید اکبر شاہ از حقا ہے
 سیر گرداں شوم۔ سرفاں گزشتہ یافتہ گفت بہ بہ تاریخ سید مظالم

بعض خدمتکار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر گھل گئے۔ اور جیسے من خبر ہو چلائی۔
 بسنت علیخان خواجہ سراج دو تین کہنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو سب
 تو سنا نہ تیار کیا تھا محاذوں نے کہنیوں کو روک لیا اور اسے تنہا چلنے دیا اور اسے منتشر پرہیز
 در دست عین نشیں آکر تسلیم سار کا دعوٰی کی کہ دشمن حضور کو قتل کرے گا۔ آصف الدولہ سجد
 مسرور ہوئے۔ مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہ ہوں غضب آلود ہو کر کہا کہ اسے
 حکم کو ام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھ کو کئے اجازت دی تھی۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
 عرض کیا کہ راجہ جہا دلال کے ظالم ہمارے ہی نے اس بگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں
 لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اس کو آقا کا دشمن پایا
 مار ڈالا۔ سیر المتأخرین سے معلوم ہوا ہے کہ بسنت علی کو منتشر کھنکھ دیکھا۔ آصف الدولہ نے اپنی
 دبا کے خوف سے کہا کہ منتشر پرہیز کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ کہتا ہے اس نے بغلیں جہا
 نزع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواز سنگھ اور رباعی خان اور چندا شتخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
 ہیں دقت ہاتھ سے چا چکا تھا عرض کیا کیا محال کہ تک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
 منتشر کھنکھ سے۔ اس نے فوراً ڈالی۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو نگوں اشارہ کیا
 کہ اس کو قتل کر ڈالیں۔ نواز سنگھ اور جہا دلال سنگھ اور موٹی سنگھ وغیرہ مرد دم حضور نے جو بسنت
 دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور مرتن سے ساڑھا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد
 کھالیاں دیکر پاپوش کاڑی بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اٹھ کر پیچھے کے بالافانے پر جیسپر کوتر خانہ
 نصب تھا پہنچے۔ علام محمد حاکم عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بہا تھا منہ ہوا تھا۔ اور بعض نے
 چچا یا خالو بتا یا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضا را و سوفت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کو مقتول
 دیکھ کر مچھڑا۔ بالافانہ پر پہنچ کر اسی جگہ آبرو کے لئے ہاتھ قہقہہ منہ پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا۔
 حاکم خان نے بھی تلوار لیکر قہقہہ مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھ کو کسی سے ضرورت نہیں
 آکر کوئی معرکہ نہ تو یہاں سے آروے کے ساتھ نکل جاؤں۔ سیر المتأخرین میں بیان کیا۔ کہ آصف
 الدولہ نے ڈر کر کہا کہ مجھ سے کسی کو مطلب نہیں ہر جگہ جا رہے نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالافانہ
 نیچے اترے جوئی کے خاص برداروں نے کہا کہ مذکورہ قہقہہ پر لیں۔ لہذا جیسپر فرمایا کہ ہم نے اس کو

بناہ دی تھی۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے تاکہ بسنت علی خان مارا گیا تو
 ڈومال تلوار بیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچی۔ اور بسنت کی لاش کو دو لیکل کہا کہ اسکو کئے مارا ہے
 حاضریں میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولکہ بیٹے مارا ہے بڑے مرزا نے اسکو وہیں ٹھوکر
 وزیر نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا ادس نے عرض کیا کہ اگر کوئی جہیہ سے
 تعرض نہ کرے گا تو مجھے بھی کسی سے برخاست نہیں وزیر نے کہا کہ حاجتہ سے کسی کو کام نہیں وہ وراثتی
 چلا گیا اور فرخ بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواز سنگھ کو زخمی کیا اور صبح و سلامت
 دربار سے نکل کر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبر آباد
 کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا۔ اس عرصے میں بسنت علی خاں کی بلخین جلاؤاب وزیر کے مقتول ہونے
 کی شہرت تھیں سراب روئے تک آپہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خاں مارا گیا اور نواب بالاکا خانے
 پر میں تو اپنا سامنے ہوئے پھر گئیں۔ گلاؤ سوت لشکر ایک ملاحظہ رہا تھا۔ قریب تھا کہ بلخین
 لوٹ مار شروع کر دیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کئے تھے باقی پر سوار ہو کر چھٹے سے باہر نکلے۔ اور علیا
 خواجہ سرا جعفر الدولہ کا معتمد تھا خاصہ میں تھا۔ علاؤ فضل حسین خاں نے بد تمام ساتھ
 سعادت علی خاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ شکری اس وزیر کی کا واقع ہونا آپ کے اشارے سے
 مستند کرتے ہیں۔ سعادت علی خاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں سعادت میں
 بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا معذور تھا نہ یار سے قیام تھا۔ لاچار ہو کر ادنیٰ
 امر اور گواشا میں کے چنے میں پیچ کر دو جاہی سیرالماقرین میں لکھا ہے کہ اس سے سعادت علی خاں
 یہ بھی کہا کہ اگر حایت کرو اور میرے بہائی کو مندرسی ادٹھا کر چھکوسنا لاکرو تو تمہیں بڑے مرتبہ
 پہنچا دوں ہر کار کا ہے اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر علی سوار ہو کر
 امر اور گواشا میں گئے۔ اور سعادت علی خاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گواشا میں
 نے سخن سازی کی راہ سے منہ کھائی اور کہا کہ چھکوسنا کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کا
 نواب آصف الدولہ وہاں سے اٹھ کر جان برسٹو صاحب کے چیمے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ
 کے قتل کے بارے میں کلمات حیرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا
 جس وقت نواب آصف الدولہ سے ریڈیٹ کے چیمے کی طرف رخ لیا گواشا میں نے سعادت علی خاں
 سے کہا کہ اس وقت آپ کی حایت کرنا انگریزوں سے خفگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
 یہاں سے تشریف لے جائیں۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اور سعادت علی خاں نے

حاجب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہ کہتا مرزا ایس ہو کر گھوڑی راہ سے لیکر اکبر آباد کی طرف
 لیکر چلے گئے۔ راستہ پہلے گئے تو گنواروں نے فخریہ کے پاس اونٹنوں اور اسباب کوٹیا
 مرزا راہ پہلے لکھ گود میں مانا جتنے شگہ کے پاس پہنچ گئے۔ رانے نے تعلیم و تلمیذ کی اور علی خان کے
 پاس اکبر آباد میں پہنچا دیا۔ جبکہ علی خان کو سعادت علیخان کے اکبر آباد کے قریب پہنچنے کی خبر
 ہوئی تو گھوڑے ہاتھی بالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو مندریں پہنچکر باہر دو غلاموں
 استقبال کر کے کپڑوں کے خان اور گھوڑے کا بھی اور اشرفیاں اور روپے نذر کئے۔
 اور بہت سا سامان مرزا کے پاس معزز کر دیا۔ اور پھر ہی خاطر داری کی جہدوں مرزا اکبر آباد
 میں رہے اور مہاراجہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے انکے ساتھ منوبھی
 نکاح کیا۔ اور اس کے بعد ذوالفقار الدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالٹا خرمین میں لکھا ہے
 کہ ذوالفقار الدولہ نے مرزا کے قریب پہنچنے کی خبر سنا سنبھال کیا اور کمال عزت کی اوکھڑوں
 اور جو اہر کے خان اور گھوڑے ہاتھی دے اور اونٹنی کر لے لکھ۔ اور آمد و رفت میں بہت
 پاس اپ کرنا اکثر خود حکمران ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تحلیف پہنچنے کا روادار نہ تھا
 اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخان اس کے قیام گاہ پر چلے جانے تو دانے تک استقبال
 کے اجنبی سند پر بیٹھتا اور خود دوپ پہنچے بٹھتا۔ فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ غنیمت خان نے
 یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کے لئے۔ اور اسل فاسٹے کی وارد علی الدولہ
 کے لئے اور فاسٹا مانی کی حدب کرم قلی خان بن سیر الدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایک دن سیر الدولہ
 اکبر آباد میں اپنی ناکامیابی سے فخر ہو کر ریہ سے جہاز کے شاہ دے میں جا اور سے
 اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کر کے بریلی وغیرہ اقلعہ پہنچ کر بیعت کر لیں۔ ذوالفقار الدولہ نے
 اس کے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہو کر کرم قلی خان کو یہ حکم سعادت علیخان کو سمجھا کر لوٹا یا
 اور راضی و خوش دل کر لیا۔ اور یہاں وہ عین وقتیں محال افکی جاگیر میں معزز کر کے اور علیخان
 کے مقابلہ کرنل مارکس سے کور سے اور اناروے کی طرف سے بہاگ کر آئی بہت سعادت علیخان
 کے سپرکریں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقلعہ رو بہکست
 سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ شائبہ یہی کہ آب بدستور وہ ملک مرزا کے سپرکریں
 اگر آب تقویٰ و اعصاب کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
 یہ تحریر دیکھ کر علی خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچ کر نیابت کا کام کرنے

طلب کر کے اوس سے منورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاوے
اور اوسکو چاہت کی کہ جان برسٹو صاحب بریہ امرٹا ہر کر کے اُٹنے درخواست کرے کہ وہ اسکا
تصفیہ کر دیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہی۔ علیخان جان برسٹو صاحب کے دہرے پر گیا۔
اور اوس سے صلح کی تو اوس نے کہا کہ جب پٹننے سعادت علیخان کی جاگیریں دہرے با میں
اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو انکے پاس بھیج کر سنا لیا جائے۔

ایلیخان کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے پاس جلسے کے بعد نواب وزیر نے جاکر مہر نیات اقتدار الدولہ سید محمد خاں
برادر کلال مختار الدولہ یا سید معزز خاں اوسکے منجھلے بہائی کے تلوین کر دیں۔ مگر انہوں نے قبول
نہ کیا اس عرصے میں وزیر علیخان خواجہ سراجی کا اعتبار الدولہ خطاب تھا امور نیات کو سرانجام
دیتا تھا کچھ دنوں کے بعد مہر نیات سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے محل پر ہوئی۔ لیکن یہ
حرف نا آستنا تھا معاملہ تہمتی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بجاری عہد پر اس کا تعزیر
ستیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیات کے لائق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا۔ جو تاج الدولہ
کے مرگنے کے بعد مختار الدولہ کی سعادت کی وجہ سے خلعت وزارت لائے کے بہانے سے مل گیا
تھا۔ اور برس روز می اکبر آباد میں تھا مرزا نجف خان کی طرف سے بہائی کا صوبہ تھا اوس نے
میں نجف خاں اس خیل سے کہا میرج خان کے پاس بچا پس لاکھ روپیہ ہے۔ اوس سے
لے لیا جلتے دیکھ سے اکبر آباد کی طرف تارا تھا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی مشرلی
مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دہلوی کے سفین کے پروانے اوس کے پاس بھیج
اگر علیخان اکبر آباد سے جلاجا ماخذ سے جاتا تھا۔ کیونکہ نجف خان کے روپیہ طلب تھا
کہنے لگے وہ سمجھ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آ گیا تھا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی
تحریر پر اعتماد نہ تھا۔ مشرعیان برسٹو سے حفظ آبد کا وعدہ چا۔ جب اوسکی تحریر پہنچی تو

غینت جان کر ۲۹ بیج الاول شہلا ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں
 بڑیج اور محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مسرتہ ذوالفقار لدوہ محمد بخت خان کے
 حکمران کو شاہ رسے میں بہر اصرار کو مانے کہ جس کو کہی کر ہی منزلیں طے کرنا ہو ان کو
 اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریا سے گنگا کا پل
 بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگلیوں کا اختیار ہے
 یہاں سے متعلق نہیں اس لیے خاں قنوج کے پاس سرے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا۔
 اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
 اور انہوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کر کے جریدہ اوتر کر طے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
 جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلسمی حضور سے دس ہزار پیادہ
 و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوترے کا امیدوار
 ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک حفظ جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
 ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیج میری طلسمی سے آتے ہیں اوٹکو عبور کی اجازت دے۔ پچھلے
 اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخر الامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیج نے
 آصف الدولہ کی تحیر اور جنرل صاحب کے ایمان سے زیادہ سپاہ کو برطرف کر کے پانسو جہاز کے
 ساتھ ۱۰ بیج الثانی کو گنگا کو گھاٹ مانا سو برنگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے وہاں پہنچ کر
 متواتر ضیاں اجازت اور رعیت کی سقمتن وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے غلط فہم اور غلط
 سے مرزا حسن رضا خاں داروئے دیوانہ کو استقبالیہ کے لئے بھیجا۔ مرزا نے ہوبہ ارناؤ
 استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کر کے ۲۰ بیج الثانی شہلا ہجری کو سہ شنبہ کے
 نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قندانی کی اور خلعت مغبت پارہ اور
 بالکی جہاز دار اور باقی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج مارچہ اور بالکو سامان اور
 سپر مستین غلام پنجم خاں کو دی۔ اور ۲۲ مارچ کو خلعت نیابت اور مختاری اورات رو
 کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشہ سعی میں مرزا حسن رضا خاں اور پورے
 تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کر دی کہ ایلچ خاں کو ناسیج نہ
 کر کے کس غفلت مالی و ملکی اوس کے پاس پہنچے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف درزی کرے
 اوس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھ کر الہ آباد سے

سید مرز خان کو علی و کر کے حبیب رائے کو دیاں مقرر کیا اور پیرایچ واسطہ گمرہ کی حکومت
 سید محمد خاں سے نکال کر سبنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اور بالہسی وغیرہ
 کے محالہ پر سبتارام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی یا لی کا علاقہ علامہ نبی خاں کے تفویض کیا اور
 ادوہ کے قلعہ پر الماس علی خاں کو قائم کیا۔ اور گورسے کی خدمت میں سبلیاں کو جو نواب علی علی
 عالی جاہ والی سنگھ لکھا خاندان تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بہائیو نکو محمد ایلیج خاں نے علیچہ
 کرنا چاہا تو حیان بستو صاحب نے اوکی طرفدار ہی کر کے کہا کہ خان مفتول کے بہائیو نکو ایلیج خاں
 جگہ بدستور سابق بھال رکھو۔ ایلیج خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عامل میں دخل دینا صلاح و نفع
 نہیں۔ امیرج خاں نے پھر اوردان مختار الدولہ کے ساتھ صرف مغزولی ہی تک پس نہیں کیا۔ بلکہ
 انکے ساتھ بلا فقور بہایت سخت برتاؤ کیا پچانگ کہ اقتدار الدولہ کو دھوپ میں بٹھایا اور کانو میں
 زنجور لٹکا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ و بول و برا زمد و کیا۔ اور سپاہ سلطنت
 میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلیج خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچ کر فرمایا کہ شیدی خاں کے حقوق کی درخواست کی
 اور درپردہ نواب کے مزارع کو اسکی طرف سے اور مکہ رکھ دیا اور آصف الدولہ سے اس بھنوں کا
 ایک شفعہ لکھا کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا امداد موقوف کر کے جہاں دل جو چلا جائے بشیر
 کے پاس بھیج دیا مثالیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلیج خاں کی خدمت میں سے مایوس ہو کر کوئی
 لوٹا امدادہ گیا وہاں ہینر نامناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ بہت کر کے پاس چلا گیا جس
 پہلے سے دوستی رکھتا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ گمان پرکاش میں لکھا ہے کہ آخر کار
 بشیر خاں ناپتا ہو گیا تھا۔

امام بخش غلام بخش اور اس کا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسی نکا ایک غلام بخش امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرمان تھا۔
 آصف الدولہ کے عہد مظنی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا
 امد مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے ہنر و فساد پر مطلع ہو کر مدون قید رکھا۔ اور عرصت

دراز کے بعد رفعاے عزیز کی سفارش سے راکر کے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ناندھ کے
 نواح میں رہتا تھا۔ اور پانچ اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی
 علی کا پروانہ اس کے نام صادر فرمایا تھا رالدولہ اور نسبت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد
 وہی علامہ کچھ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس ہالیس ہزار کے لنگے
 اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنل ہوا مولف سب المتاخرین کہتا ہے کہ اس کے علاوہ کچھ کی جہ سے
 مکرر ملاقات ہوتی اور دینے اس کی بات چیرت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت باجی اور مصورت و میرت
 میں حملہ مخلوق سے بدتر تھا درویدہ ماہوار فوکر کی بھی لیاقت اپنے فادات ذاتی کی وجہ سے
 رکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں ہیگ فروغی کی دوکان کرتا۔ حسن رضا خان ناسا جو
 تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ علی بیعت
 اس کی مصاحبت سے سب چھو گئی نہایت مذلت اور غلامی کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم
 دیا کہ اگر کوئی اس سے جگہ یا سواہی کو جانور دے گا تو اس کا مال واسباب ضبط کیا جائے گا۔
 وہ بہ سخام برہنہ پانچ سو سے بدتر ہوا۔ تاریخ مطفری میں مذکور کیا ہے کہ وہ عظیم آباد
 کو پہنچا۔ نیکو آدینہ نے اس کو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اس نے لوگوں پر یہ بات
 ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اس کی عزت ہونے لگی۔ اور اس نے زبان پر
 کی فوٹ سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کر کے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصے میں
 مبارز الملک سعادت علیاں حلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہو کر ناس کی طرف لوٹ ہی
 پہنچے اور انہوں نے یہ خبر سنا کر عظیم آباد اور موٹو کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اس کے
 پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے اڑھا کہ یہ دعویٰ کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔
 سعادت علی خان نے اس کا جرحہ انت کر کے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اس کے پاس جمع تھے انہوں
 نے یہ حال دیکھ کر سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہو گیا۔ آخر کار منفقہ و الخیر
 ہو گیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سب المتاخرین کہتا ہے کہ مجھ کو کمر آصف الدولہ کی حضور می خلوت میں سیرانی ظاہر مشہور
 و جود سے بے غضب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور بوج لاکروں میں مصروف تھے

اور چونکہ وہ کسی طرف راغب نہ تھے۔ جس محل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے تھے
 کیا یہ سب بایا جاتا تھا کہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والوں کی ترغیب
 سے مذوق بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک بلع سے دوسرے
 مائیں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھوں کے تلے میں بسر کرتے بعد دو تین
 روز کے بیش ہاتھوں کی لڑائی دیکھتے۔ البتہ یہی مشاغل میں دوزخ گزارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نہ تھا
 اور نوکروں کی خواہ دینے کے بائیں اٹھا یہ حال تھا کہ ادنیٰ اردلی والوں کے سوا ملازمان لشکر میں سے
 نہ کہ کسی خواہ طلب کرتا اور ان کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اور آویسنے میں نہایت بے باک تھے
 بعض لوگ بلوا کر کے اپنی خواہ لے گئے تھے۔ اور ان میں سے چند آدم آصف الدولہ کے ساتھ
 لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رہے۔ بعدہ انکو توپ سے اور آواہا۔ پس آبیات میں
 جو ذیاب و زرخیز سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ ادنیٰ طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ زمین آزاد تو تاریخ کے ان حالات پر مطلع ہتی یا یہ کہ یہ حال اسکا اپنی فائل
 مرضی والے کے ساتھ ہوگا۔ دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سلاک تھے۔ یا یہ کہ ذیاب کا
 مزاج اعلیٰ میں شادمانہ ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ موت
 سب اسخافین نے محبوب علی خاں خواجہ مرا کے معذور ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
 الدولہ کے اپنی پہلی زوجہ کے استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب جو پڑا بازی مرغ و مکی
 دہائی۔ مینگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے انکو کچھ کام سے نفرت تھی جس کا نتیجہ تھی
 کہ ایک گھڑی بھی امور حکومت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن تھی
 انتظام ملکی میں عوز کا احاطہ بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جائے۔ لوگوں کے سوال و جواب سننے
 کی درد سری تیار آئی جائے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی سہ جہ ہونا
 اہم نہ کرتا تھا۔ اور انگلیزوں کی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے مہر تو پر انداز ہیں۔ میرے نقصان
 کے ہر زرد ادا نہ ہونگے۔ اور انگلیز جو نیکو فیاض تھے اسلئے ایسے عنصر کو نعمت غیر درجہ سمجھتے تھے
 اور سلیطرح اسکو ہر نہیں کرتے تھے۔ انگلیزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
 اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی ہر امر میں آصف الدولہ کو مع اس کے مصاحبوں کے مطلق

یہ اس طرف اس بات کے کہ وہ لٹری بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ وہ اعلیٰ کراتے تھے ۱۲

الغالب کر دیا تھا کیا حسن اتفاق ہو کہ دولہا اپنی اپنی دولت میں فانی ہو کر ایک دوسرے کو
مستغرق سمجھتے تھے۔ اسٹوس نخل الدولہ کی وہ زیارت تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی
فایم مقام تھی لاکھوں برسے برسے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے
اور اب جزر و ذیل اور پوج مصاحبان ملک وصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
حید روز کے بعد امر اگر گشتا میں ہی چلا گیا اس طرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے۔ جہاں میں نہیں ہزار سوار اور سچاس ساٹھ ہزار پیادہ
جرا رہتے تھے۔ وہ مقام ویران ہوا۔ چند پیادے بکسیر دو دو تین روپے کی نوکری میں فخر
سمجھتے ہیں۔ اور پڑے ہیں۔ مسنی ذکار اللہ تاریخ منہیں کہتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل فانی
اوباشی اور باؤشی بے خراب کر دیا تھا۔

مختار الدولہ کے افرامانی حال

مختار الدولہ کے بہا بیوہ اور اسکے بعض رفیقوں نے کڑی جیل کر تانی پانی اور کھانا مال
و اسباب منقطع ہوا دونوں بہا بیوہ کبھی کبھی بار بار ہر آہر ہوتے تھے۔ اکثر خلوت اور گھومتے
بسر کرتے تھے۔ جبکہ نواب وزیر کا شکر اٹا وہ سے پھر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ سپہ مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دھوم دھام دکھائی۔ ہزاروں روپوں کا کھانا
فرش باندا زمین چھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چوتھ تیل کر لیا اور نواب وزیر و ان تشریف لے گئے
ناج رنگ ہوا خاصہ تنا دل کیا۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں۔ جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیا۔ وقت رحلت اقبال الدولہ نواب وزیر کو بالکل تک پہنچانے گئے اور وہ اپنے
رحلت ہوئے۔ ابھی وہ نکالنے میں پہنچے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے ننگوں کے
پیر بر صورت ہوا آپہونچے۔ اور حکم دیا کہ دیوانہ نے سے جانب مجلس لے کر نہ اڑھائے
کچھ دنوں وہیں نظر بند ہے۔ اور پھر سرفراز کے گھر کی منیج ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور اسکے
سکا نو مبر آنے نہ لگے۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جا کر رہتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ برگنہ اور باکی جاگیر جس کی ایک لاکھ
روپیہ تھی۔ اور جو اقبال الدولہ کے نامزد تھی بجالا رکھی۔ مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے میں اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور شاہی حکم
دعوت مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا محمد نیر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی
تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے
ساتھ منکوحہ آصف الدولہ نے سالار جنگ کو ساتھ وافر اسے راضی کیا اور خود مستعدی اس
شادی کے ہوتے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس وقت کے واسطے دیکر بخوبی ملجام
دیا۔ آفرین علیخان خواجہ سرا اس ہنرمند شادی میں شریک ہوئے۔ اور ان کے رد و بر و رسیں
ادا ہوئیں۔

موت سیرالٹا فرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس محل کے نہایت تائین تھی جہاں شادی ہوتی
ایک طرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی محلے کو مقرر کرتے۔ ایک شہر سیرالٹا فرین کے قیام کے
دورانے میں بھی قائم خان فوجدار علیخان کے بیابان میں شریک ہو کر اتہام کیا تھا۔

نواب ویر دولت الشاہ بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمیشہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت الشاہ
نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب ویر کا ماں تھا۔ برگتہ دملو اقبال الدولہ
کی جاگیر میں تھا۔ یہ برگتہ معرکہ منیاقت کے بعد ضبط کر لیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عرصہ بچکل شہر
و عینو مانہ لاکھ روپیہ کا علاقہ صیغہ متاجری میں ان کے والے کیا گیا۔ انہوں نے اپنے علاقہ
متاجری میں پہنچ کر زمینداران بڑی سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بہائی
بضیر اللہ علی اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھ زمین لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر یوں ناک پہنچ کر
لچھو دن کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہو کر
حانہ نشین ہوئے۔ مگر چند سال تک برگتہ ادیا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایک بار
معدات سائر میں عمان الماس علیخان اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم
زوجہ مختار الدولہ اور دولت الشاہ بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب ویر سے متاجری سائر
جاگیر کی بھی جاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ ادیا کو بھی الماس علیخان کی متاجری میں ملا دیا اور معدات
سپاہ کے وضع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہو گیا۔ اس کے بعد عیار ہزار
روپیہ ماہوار گنہا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عرصہ رہ گیا۔ غرض حسب مقتضات حکم انگریزی
ساختار الدولہ کے لواء حنین کی طرف سندھ ہوتا اور سندھ کا پر وازان سلطنت اون سے
بدرجن ہوتے تھے۔ یہاں کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہو گیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدولہ

کے مخالف مستہور تھے حالانکہ یہ بھی جاگراؤ کی ہوا جب کی وجہ ناخوشی بدسلوکی تھی۔
 آصف الدولہ کلکتہ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر المملک صفدر بیگم بنت بڑا ملک
 والدہ شجاع الدولہ اور بیو بیگم زوجہ شجاع الدولہ معین آباد میں شجاع الدولہ کے تعمیرات کی
 امن کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرچ خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں

وحید بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دہلین جیسے کے عرصے میں ایرچ خاں کا رنگتار نے جو کہ دربار آصفی کا مرج صغار
 و کبار تھا ہوتا تھا، نظام کیا تھا۔ ادھواں برسوں سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی دہلی میں
 دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے مانڈ کرتے ہو اور کئی قسط
 مقرر کرد و عہد سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کرتے
 اور مطالب عہد نامہ کی معافی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوالیہ جواب کرنا ہو تو بندہ
 آپ کے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان پرسٹو اس کے طلب کرنے سے نہایت
 متشدد تھا مگر یہ سن کر کہ کیا کرے۔ ایرچ خاں اکبر آباد سے علیل آیا تھا کلکتہ میں پہنچ کر سخت علیل
 ہو گیا۔ مختار الدولہ کے عہد میں کو جو سید صبح الدین نے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور یہ اذیت
 بیماری کی حالت میں نیا بت لایا۔ اچھا کیا عارضہ سور القشہ اور ضعف و بے ہوشی ہو گیا۔
 علیل تھا آخر آخر استغاثا ہو گیا ۲۸ رجب سن ۱۱۸۰ ہجری کو راسی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے
 پانچ لاکھ روپیہ مال کی مراد ایرچ خاں نے اپنی حیات میں چوائی تھی۔ وہ بیو سے نواب آصف الدولہ
 کی نذر گزرائی نواب نے فرد کو قلعہ کر کے تمام مال ضبط کر لیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام
 بنی خان اور محل محمد خاں لہران متنبے ایرچ خاں کو مرمت ہوئے۔ ایرچ خان اور مختار الدولہ
 دو لاکھ ۲۰ روپیہ کی منی ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان پرسٹو
 کو تعزینات کی فکر ہوئی حوا جہ من رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باور چچانے کی وارڈ کی

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور غلوت و جلوت میں غلبہ تھا۔ نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی جبران ہستہ کہ عہد نیابت سے جو بات معقول وہ اس سے کیسے برائے گی۔ ہیں اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔

خدا جلے نے کس مصیبت سے مشر جان برسوں کی یہی رائے قائم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہوا اور اس کا ثبوت دوسرا شخص کاروائی اور بہتیار کروایا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ فال تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسماعیل بیگ خان نامی مغل ولایت کہ نہایت عیار اور دنیا دار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی۔ مسرکار کبھنی کی طرف سے ڈاک دراجار کا داروغہ تھا۔ یہ اسماعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا بلی سے موافقت اور لالچ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سہارا بنا دیا تھا۔ ابریح خان کی بیماری کے وقت سے اسماعیل بیگ خان جان رسٹو سے حیدر بیگ خان کے اس فقرے کے لئے گوش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خان کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نو بیگ دونوں کاہل کی پیدائش تھے اور مذہب حنفی پر تھے۔

دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کا وزارت کا زمانہ تھا سندھستان میں آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راہہ مینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گدھ و سلطان پور و دیگر چند محال سکے میں نے نہایت سخت گیر تھے یہاں تک کہ دوستوں سے بھی غرض آنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگنداری کے نور بیگ خان کے قریب مائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دئے گئے۔

جبکہ روپیہ داخل نہ ہو سکا تو انبرشتہ دہوا لند کو دھوپ میں بچھائے تھے۔ کہلنے میں بہت سا نمک ڈال کر کھاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا۔ اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رٹائی پائی۔ اور بہار علی خاں خواجہ سرلے ہو گیا۔

سفا رش کر کے اونکی جاگیر کوڑیا کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلا دی جبکہ دامن ہی
 حسب عادت دست تصرف و راز کیا تو محاسن کی علت میں کفایت میں مبتلا ہوا آخر کار سید محمد خان
 اقتدار الدولہ نے ضمانت کر کے اوس ملا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چنگلہ داری کوڑہ
 جہان آباد پر مقرر ہوا۔ محمد امیر بچ خان نے بہر اوس کو محاسبہ میں جکڑا۔ مگر رضی خان بڑیج
 ضمانت ہو کر آبرو بچائی۔ ایلچ حال کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا اس نے رضا خان کی پیشدستی کی
 عزت یابی سرچشمہ رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری فتنہ اور فیض عنایت مسر خان برنسوی
 آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کی وجہ سے مسر خان برنسوی کو
 ہمیشہ سوال و جواب کاغذی وریش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی اسماعیل بگ خان نورالد
 نے جو ڈاک خانہ اور ریزڈنٹ کے ہر کارون کا داروغہ تھا مسر کو صوفیہ سید ربیگ خان کی لیاقت
 کی تقریر کی اور انہوں نے حسن رضا خان کی پیشدستی میں مقرر کر کر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔
 غرض دونوں کو خلعت فاحرہ اور جواہر اور باہمی اور گھوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بگ خان دانشمند کا درجہ
 اور لائق اور شریف تھا سیاق و سباق میں بد طوے رکنا تھا نومی علم تھا دفتر کی تہذیب و شائستگی
 اچھی طرح کی تجلج الدولہ کے عہد میں جو قمر مرتب تھا اوسے تہذیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی
 حسن رضا خان کو ناسا اودہ تسلیم کر لیا۔

حسن رضا خان سر قراز الدولہ کا حال و عہد انتظام

حسن رضا خان جان سپارہاں کا پوتا تھا حوشاہ جہان سہتہ شاہ سید و تال کے خواصان معتمدی تھا
 اوس کے چار بیٹے تھے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) مصداق الدین خان (۴) سید
 مرزا علی رضا۔ انہیں سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سیدی مرزا علی خان سے
 بیابا ہی تھی۔ لواب طہر اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹوں کو
 مرزا تھے اور مغلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور مصداق الدین خان
 کے جو بیٹا تھا وہ جو ہر ریافت سے محروم تھا اسلئے مشہور نہ ہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور
 تین بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے یہ نام ہیں (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

ایک بیویوں میں سے مناسبتی بیگم لطف علیخان ایک مدد بخون دار و غنہ لشکر کی ساتھ مندرجہ ذیل
 اور دوسری لڑکی مرزا جگر کی زوجیت میں تھی جو جان ملی صاحب دہلی شہر کی وہاں سے مرزا
 انگریزی کے متعلق بہتین قرار پایا تھا اور اس کا سواست علیخان کے عہد حکومت میں اس کا ذکر کیا جا رہا تھا
 تیسری لڑکی مرزا جگر صاحب پسر آغاز میں امیرین ابن لڑکے ملک علیخان کے ساتھ بیابا ہی تھی
 یہ ملک علیخان بدہ علی خان کے چچا اور مرزا علی خان کے پوٹھو تھے۔ مرزا علی خان کی بیٹیوں
 بیٹیاں اور جس زمانہ خان ایک بیٹا ایک بیٹی سے تھے اور وہ دونوں بے مختلف بیٹوں سے تھے
 جس زمانہ خان کو اس کے چچا امیر علیخان سے پرستش نہ تھا مگر محض یہ علم ہے اس لیے خان اس کو
 بے حد رینگ خان کو اس کی پیشہ نشی میں سرگردا یا۔ اور غنہ دیوانی ملکیت ماسے کا بیٹہ سری
 باسم کے پسر جو اس وقت حیدر رینگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرور الدولہ اور راجہ گیٹ راجہ
 تمام ملاقات مالی و ملکی سے ان کو کام دینے لگے۔ محبوب العود میں لکھا ہے کہ حسن رضا خان سب بنگ
 اور بنگ کر دیا تھی راجہ سے اس نے کارہ بار مالی و ملکی میں نہ رہی۔ کی تمام ریاست کو کام
 کا دارمد ارا مہر الدولہ کی دانت پر کر دیا ہے جو کہ دور سے طبر کا و بار پر عادی ہو گیا ہے یہ ملک خان
 میں جہان کناری کہ جب بنگ خان کارہ میں مصروف تھا۔ سب غنہ و ملک میں مشاغل اور آفت
 دربار سے نائل ہو گیا اور جو تیارہ و ج و ملازمین میں مختلف کر یا ماتی تھے وہ ان کا اس طرح انتظام ہوا کہ
 جبریلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان درندہ سرور الدولہ سے ماخوذ ہوا۔ یہ شخص جس طرح میں مبتلا تھا
 اور غنہ صفت آزاد مشرب تھا اور جبریلی کی یاست امام بخش کے امام قرار ملی اور اسی سال
 کرنل کا ذکر گلگتہ کے آکر لڑا ویر کی سرکار میں نوکر ہوا۔ لکنج کا اس طرح اس سے وہ بیٹن
 جو ایرج خان سے مرط کی تین بھرتے کہیں۔

راجہ ملکیت راجے کا حال

یہ شخص ستم علی خان نوجوان ہوا ہر خانہ لڑا ویر کے داماد کے پاس نہ کر تھا وہ اس پر
 رو بہ سے راجہ دس سالے میں دربارہ نصیب ہوا تھا یہاں سے علیحدہ ہو کر اگر علی خان دارو
 دواں حامد محمد الدولہ کے پاس و کو ہوا۔ تھوڑے دنوں میں اسی فوج کلاسی کی وجہ سے کہ شہر
 حسن سے طبیعت آتا ہی اور علی خان حامد سر سے محمد الدولہ تک آکر و رفت جاری ہوئی

اور مشرب و انجی نہ ہوگا محمد آلہ ولہ کے سرسبز اور دیکھ رسیح وصل کیا عہد دیوانی اور راجگی کا
 خطاب یا یا یہ شخص جو صبح اور عصر طبع تھا امر جبرین بکشی کے ساتھ شہرت حاصل کی سکا
 لکھنؤ میں سر عہدوں کے واسطے روزی اور چندی کا دروازہ ہمسائی وجہ سے کھلا ہزار ہزار روپیہ
 تھا اسلئے سلطنت تمام قردادوں میں محراب سے قریب لگائی تھا سو ان ملکیت سے لے عمارت عالی
 اور مہود و ہر ماٹا اکثر شہر تیار کر کے اور بہت سے جہاز بنوائے تھے ان کے ہتھوڑوں کے بہت سے
 حصار دیوہ واسلے اور ہتھاکر و اسلئے تعمیر کروائے۔ اس صاحب علم کی مدد سے اب تک لاکھوں روپیہ
 وظیفہ خوارین اکثر ناکارین تمام بیت مال سے اب و رسمی فیض ساری میں اس نے عیاجون
 اور عیاجون کو سرکار و اسلئے سے دلا کر مدد شاکن ہوا تک حامی بن۔ اس کی صحبت میں ہمیشہ
 عتقانی دوم اور تصنیفات فیض مدد و اور دونوں حافظ کبیر پیا۔ پاکر تھا۔ گمان پر کاش بن لکھا ہے
 کہ راجہ۔ ایک مسجد اور الم باڑہ اور مدد میں مسجد صدیہ بنوائے جس کے پاس بنوائی تھی۔

حرمت خان ابن حافظ حرمت خان کا بریلی پہ چکر پٹی بھیت
 کے لے لینے کی کوشش کرنا آخر کار آصف الدولہ اور
 نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجوں سے مغلوب
 ہو کر بھاگ جانا

حافظ رحمۃ خان کے بیٹوں میں سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جان سزا
 صاحب نے دربار سے کو قہوں نہ کیا اور سلاخ بھری میں رو ہیکنہ کو پسے گئے حرمت خان تھوڑے
 سے پیادہ و سوار جمع کر کے بلی سب کی طرف روانہ ہوا۔ دروں مقام کو فتح کرنا چاہا۔ نواب آصف
 الدولہ کی حشد و فوج یہاں متعین تھی اس نے مدافعت کی حرمت خان کی جمعیت کم تھی۔ اور تلخہ
 مضبوط تھا سر نہو سکا و ان سے بہاگ کرنا تک متہ کے جنگل میں جو دامن کوہ میں و لڑ رہی
 چلا گیا۔ آصف الدولہ نے خبر پا کر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب میں فوج بھیجے

رہائے کمالی اور ذاب فیض اللہ خان کو بی لکھا کہ آپ اپر (حرم خان کے تعاقب
میں روانہ کریں اور اسکو پیار سے نکال دیں) آپ فیض اللہ خان نے ملاصید خان بجٹی
اور خان ولد فتح خان خاندان مان کے راندے حرم خان کی بی بی نالک بی بی کو پیار سے
ان دونوں کو حرم خان سے حرم خان کا مقارن ہوا۔ ہماری بی بی کے بعد حرم خان کو د
کما یون پر چڑ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک ملکہ دارمیل کو لایا۔ اس نے بی بی آدہ سے بی بی غاوتی کو تو کر لیا۔
لشکر بیکر او سکی ستر پہنچا اور اسکو گروہ لایا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرل کا ڈیوٹ اور دن کی مہموں میں اس کی ریڈی گنگ
کے لئے مامور ہوا اور گورنر نے قبضہ و تصرف میں لایا۔

(۳) اس عرصے میں امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ مورت سنگھ کو جو بریلی کی حکمران پر
علیخان کے بعد سے مقرر ہوا تھا معزول کیا اور اسکی جگہ کنڈن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم سندھ
نابت ہے مگر فتح بخش سی معلوم ہوتا ہے کہ کنڈن لال پہلے مقرر ہوا تھا اور اسکے بعد راجہ مورت سنگھ
کا مقرر ہوا۔ جس نے کنڈن لال کے خاغان کو عزت سی معزول و موقوف کر کے فیکر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جیل الدین قزاقی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ زانچہ خان و الفقار
الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تھا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تھا
یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں شہر مہرے کا آدمی تھا۔

(۵) اس دور حکومت میں میان دو آب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان حواجہ سرکو
ایک کڑوہ فکری لاکھ روپے کو شیک میں ملا۔ میرزین العابدین خان معروف بہ کورسی والد اسکی
طرف سے میان دو آب میں کسی برگوہر حکومت رکھتا تھا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت میں
بڑے اعزاز میں رہتا تھا اور اس طرح لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ہم ہو جا کر بخور میں ایک امام باغ
اور مسجد بن دیا۔ سندھ بھری میں تمیر کرائی اور سندھ بھری میں انگریزوں کی ایک مسجد بنی
کرائی۔ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۱ ہجری میں مرزا۔ شاہین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ

و گئے تو گو رنجرل نے اوسى نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے اور اوس کا دربار میں دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کروا اور جب دو گونہ رنجرل لکھنؤ سے نواہنوں لے آئے۔ الدولہ کو کہا کہ محبت خان کی خواہ آجکے خراسان سے رنڈہ سنی سکے حراسان میں جایا کر دیان سے محبت خان کو طیارا کر گئی اور سوقت سے محبت خان کی خواہ لکھنؤ کے رنڈہ سنی سکے حراسان میں لگی اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلو میں مقرر ہو گیا۔ محبت خان انگریزوں کو اپنے حامی سمجھ کر رنڈہ سنی کو دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا۔

نواب سعادت علی خان اور مرزا حبیب گیلانی کے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی سلسلہ نشینی سے چھ تھے سال میں الدولہ سادات علی خان شکر مرزا محبت خان سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنوں سعادت علی خان میں قیام کیا اور پھر نہرتال میں رہنے پر مجبور ہو گئے اور وہیں انکو مصارف کئے گئے۔ پھر ریاست سے انگریزوں کی صرفت ماہ بھاء پہنچتا ہوا بھاس کی مرزا گیل صاحب شجاع الدولہ کو بیٹے نجف خان کے لشکر میں جلد گئے ابھی یادہ تمام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان نے قضا کی مرزا جیلانی نے یہی وہاں سے مراجعت کی اور پھر کچھ دنوں کی مدد غیر آباد کو چلے گئے۔

کرنل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جاتا

اور مرزا ابوطالب خاں کچھ ذکر

کرنل ہانی نے نواب وزیر سی بہت سا علاقہ احمارہ لیکر مرزا ابوطالب خاں سپہ محمد بیگان کو دیا کا دیا سپہ رکھا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا ہانی کے ساتھ جوئی گندی سے مختار الدولہ نے بعد مرزا بیگان سے مرزا ابوطالب خاں کی خواہ کہ پانہ روپیہ ماہوار پاتا تھا سو قوت کی اس وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سپہ طبری میں لکھی تھی حیدر بیگ خان او کرنل ہانی میں کچھ صورت عناد پیدا ہوئی اسلئے کرنل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خاں کا مایہ سار بابر ہم ہوا۔ ناچار یہ بھی شکستہ ہوا کہ اوس میں سے چاہا کہ وہ ہا کر گو رنجرل سے داد خواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنولس گو رنجرل اوس کو نہایت نپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کہہ مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ یہی سلطان کے خلاف

روح کے کماؤد بخیف ہو کر وہ اس عاجز و ناتوان چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں بیٹھا رہا کہ شاید اس کو دیا جائے کچھ مدد ہو جائے۔ جب اٹھارہ مہینے لارڈ کالون و اس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارتی خط ملا اور ریڈیفٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خط دیکھ کر ابوطالب خان لکھنؤ پہنچا۔ ابواب آصف الدولہ اس سے مراد احمد حسنہ اندیش آئے اور اس کو یہ امید ملانی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کالون و اس کے مہندستان جب جیتے ہی ابواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسبِ عد کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو تنگ دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو بھر کلکتہ آنا پڑا سو وقت سر جان سنگھ گورنر جنرل ہنر اوہوں سے بھی اسکی اساد کا دوا کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدے کے کبھی فخر ادا ہوا نہ کیا اس مرتبہ بھر اسکو تین سال متواتر سخت انتظار میں رہا پھر لارڈ کالون نے نہ صرف اس کا دل ہی ڈنڈ دیا بلکہ اسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید ہی اسکو وہی اس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ لارڈ ابوطالب خان فروری ۱۸۵۷ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو مہندوستانی آدمی انگلستان گیا وہ راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوا کہ راجہ رام موہن رائے کے جاننے سے پہلے مرزا ابوطالب خان نہ لایت پہنچ چکاتے انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ منہو رہا اور اسے چار سال سفر میں صرف کسی اور اس عرصہ میں بنیوں براہمن یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ گئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اس نے اپنے روزناموں کو سرنامہ مرتب کیا اور نام اس کا مسٹر علی رکھا۔ جس کو مسٹر جارجس سوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریز میں ترجمہ کر کے سنسکرت میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ مہندستان میں آکر وہ سند بلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکتہ سے تفر کر دیا گیا اور اسی عہد پر مسٹر جارجس سوارٹ نے اتفاقاً اسکی جو نگاہ وہ پیمانہ نگاہ کے لئے کوئی کافی برصغیر اوقات مسرت میں چھوڑ دیا تھا اس لئے الیٹ انڈیا کمپنی نے اسکی ہمدردی اور سچائی کی بڑی قدر کی۔

اسماعیل بگ خان شورہ والہ

اویس رائٹس اسماعیل بگ خان شورہ والہ کے تھے جو حیدر بگ خان کا سامی ہوتا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت توڑ پانی جہانچہ اوس نے دکان پر چکر مطالبہ و اقیات میں اکثر زمین ارد کی عارضی و مملکت مولیکر صاحب دولت بنگیا۔ مگر دولت صاحب نے ہاتھ اوٹھایا۔ اس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت برصغیر میں سرکار

انگریزی کا لوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت میں لکھنؤ میں مفصل کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری علیا داری صوبہ دار بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص فاضل حقان منگلے والے کے رفقا میں سے تھا ابتداً اسی جگہ محبت رکھتا تھا یہ روایت منہور ہو کہ عشرہ محرم میں مولانا کا عا شوریٰ کو تمام شناع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و مرد طلبہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہداء علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا اور پھر عزم و اہم سے رزق و عہد ہم پہنچا کر یوں لیتا تھا۔ غرض کہ جبکہ اس شخص نے علیا داری کی اسے شعلی رہا پہلے فیض آباد میں ماکو رہا وہاں جوڑی کا بہت زور شور رہتا وہاں حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدا کا شہادت اگر کوئی ضرورت نقصان کی طور پر اسے تو سرکار اس کو عزم و نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت میں گرفتار ہو تا وہ اس کو قتل کر دیتا اور ساتھ ساتھ ڈالنا جو ایک بات غبی۔ اس سبب سے چوروں کا نام باقی نہ رہا۔ اور جبکہ تھوڑے دنوں کے تھے جاتا تھا تمام کام۔ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تھا اور اپنی قبر جو اتا تھا اور کہتا تھا کہ آج ایک دن جہان سے اٹھا ہوا اور جبکہ جواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درجہ کی لئے پانچ لاکھ روپے اور ہزار نالہ لہنے والا کہہ رہی تھی حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے غبی اپنی عقیدت کے موجب ایک منقول رقم پر جو کہ تیرہ میں شرکت کی تھی اور ہمشہ جری ستمہ زیب کر اور لباس شہرخی دربر رہتا تھا۔ اور جب حکام کو عرضی لکھتا تھا قاول بعبارت لکھ دیتا اور فاروق موجود ہے شک اس فقرے کے بعد قلم بابت مطلب ادا تھا تھا۔ اور غریبوں کو اس نے دیکھنے سے کہا تھا اور عاجزوں میں لباس سرمائی دیتا تھا۔ اور سبکی انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم علیا داری بریلی میں جدیدت عہدہ دہلوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیل داری پر لوکر ہوا۔

جبریل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکھنؤ میں آمد۔ اقبال

الدولہ کی خرابی

جبریل کوٹ کمانڈر انچیف کوٹ سے لکھنؤ میں آیا۔ وہاں وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال محلہ کے ساتھ ساتھ لکھنؤ میں لاسے پر مہمانت آراستہ کی ان دونوں سرکار کے کوئی من جدید نایک سے

جسکا دار مساحت سترگ پڑی تھا مساحت جنگ پیش تھی۔ جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے رخصت
 اور فرج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امرائے کھنڈ اور جوجہ جاگیر داروں نے کئی لاکھ
 روپیہ کا جھنڈہ قرار پایا۔ مگر سرک کو اس بات میں اعتراض نہ تھا اتنا مال دوزبیر خاں دارالدولہ نے
 پیش قدمی کی اور ساتھ ہزار روپیہ دیا تو چند سے کدراستہ طعناؤں جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان
 احمد مراد الدولہ کہ اقبال الدولہ کا یہ معاملہ جوں نہ آیا سلطنت اور کئی حاکم قریب کی اور تین ہزار روپیہ
 جواد کیا دیا یہ تھا موقوف کیا۔

مفقورات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساترین برس راجہ بلہند شاہ نظام اور حیدر بیگ خان سے دوڑی
 تختہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا سب بولوں نے اس کی مدد کی آخر کار فتح انگریزی کے ہتھکنڈو مار گیا۔
 (۲) اور اسی سال بھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست
 دانگیہ رہا بھاگ کر آیا پھر حیدر خاں کی مدد کے غزل کے بعد خراجی مقرہ ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔
 (۳) جلوس صفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں حکم عدالت ٹایم ہوا۔ معنی غلام حضرت اور قاضی
 غلام مصطفیٰ سے فتوے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت مشعل ہوئے۔ مگر جو ان کی شکہ اردو کی کیا افتد
 اتنا بڑا کیا تھا کہ اس کی مخالفت کی وجہ سے معتدات عدالت صحت پذیر رہے اسلئے عدالت کی
 انٹرنی سید محمد نصیر برادر رحم زاد ہمارا الدولہ سے ناخرد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے
 واسطے مقرر ہوئی انکی تختہ ازمین سرکاستہ مقرر نہیں لیکن عدالت کو تختہ ازمین کے ساتھ ملتی تھی۔
 راجہ گیت رائے مدار الہام دیوانی چونکہ معنی غلام حضرت بر مہرانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر
 برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا کھٹی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضیٰ وغیرہ
 علمائے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہ سے نام پیدا کیا سب جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رولج
 اس ملک میں تھا جاری کی اور کر بلا جا کر اجہتا حکم دنانے چیتون سے حاصل کر کے لوٹ آئے
 اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایک بار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان ضلع نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر
 لکھنؤ میں آئے تو بہت ناگوار ہوئے اور سب سے ہمارا طر پار پائی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اول کی
 شہادت لیا کہ اس سے پہلے وہ ملک میں نہ تھا۔

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکاروں کے

مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور سہنت وغیرہ کے من میں اور دوسرے لاکھ لاکھ مصارف میں خرچ کرتے تھے اور یہاں جو سٹاک کے لئے لوبع درمیں ہوتا تھا تو کا پورا نہ پھر اس قدر صحتی روپیہ کی طلبی میں فرماتے تھے کہ عید رنگ خان اور راجہ ٹکیت اسے کا دم صحتی میں بڑھاتا تھا اسی وقت حاتمہ کرتے تھے جس کے سر الواب وزیر کے سر زمین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی سمجھے لانا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سدا گرن کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے میں درج تھا مارٹن صاحب لڑائیں جو بیچ بھریہ صاحب کے ماحول میں سے تھا ان کی لاکھوں روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت میں پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی عید رنگ خان جو سر فراد اللہ من رضا خان کے نائب تھے بلکہ منیب سے بڑھ کر اقتدار رکھتے تھے ان کے مصارف چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ کی کم تھے۔ گو کہ شہنشاہی عطر اور ہیریں لاکھوں روپیہ کا ان کی محل میں صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت اس کے مصارف اور بھی زیادہ تھی۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں اور متعدد باغات اور کٹر کڑے اور بہت سے پل اور عمارتیں جو آج تک اُسے یاد آ رہی ہیں اور الماس علی خان جو صحتی میں تاجر کی کرتے رہے ان کے مصارف اور بھی بڑھے ہوئے تھے وکیل اور مقصدی ان حضرت کے اپنے گہروں میں بادشاہ وقت تھے ایک ایک لاکھوں روپیہ کی عمارت بنوائی۔ مگر ان مصارف نے عید رنگ خان کو دیر سے فکر میں ڈلوایا تھا۔ آخر کار سیاہ پر کسی کا قلم چھڑا۔ دلیلی رسالہ اور موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سیاہ اور ملازمن کے مصارف کی
دیر باہی سے گھبراہٹ اور اون کا وارن سپرنگز سے ان
مصارف کے بارے سے سبکدوش کر دینے کے لئے
التجا کرتا اور بیاعب نامہ منعقد ہوتا

مولوی دھاراند صاحب کہتے ہیں کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کبھی کا وہ ادا کرتا تھا
تہا وہ ادا نہ ہوتا تھا اور وزیر و قاضی و دیگر اہل عدالت و قضاوت و قریب و دور
میں مشغول رہتے تھے اور ان کے لئے رشوت اور نفع میں مصروف تھے۔ اس سبب سے ساری ملک میں اندیشہ
تہا کہ زمین اور سرکش تھے۔ رعایا افسوس اور تباہی کی حالت میں ڈوبی ہوئی تھی جب تک کہ نواب کا قتل ہو گیا
سے خود اہل زمین کو رو رو پیہ کی آمدنی اور نیک ملک کی تھی مثلاً زمین ملک کی آمدنی اس سے آدھی ہی
ہوئی۔ اور ان کے سالوں میں اور بھی زیادہ خاک اور بیاض آباد زمین جو عہد و پیمان دوسلوں کی لڑائی کے
بعد نواب سے ہوتے تھے جس عہد سے شروع شدہ زمین آصف الیہ رو بھلا کہا تھا اس میں
یہ بھی تھا کہ سرکار کبھی کی سیاہ کا ایک برگینڈا وہ زمین رہیگا اور اس کا سارا خرچ نواب کی منہ ہوگا۔ کوثر
ڈاکٹر کفر نے بھی اس امر کو منظور کیا تھا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگینڈا مان رہا کر کے عرض
اس سیاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے منہ نہیں لگا یا گیا تھا اور ان کی مرضی ہو تو قوت تھا۔ مثلاً زمین ایک اور
برگینڈا انگریزی سیاہ کا زمین انگریزی امر حکمران اور چھ بلٹنیں بیا دو کی اور ایک تو بختانہ اور ایک حصہ
سواروں کا شامل تھا چند روز کے لئے اور بڑا پایا اور محکمہ میں نقیضات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف اس
پاس کے حملوں کا تھا اور نواب کی بہت سی سیاہ انگریزی افسروں کی ماتحت ہوئی اس عہد پر برگینڈا کے خرچے
کے واسطے کوئی مقدار نہیں ہوئی اور مختلف اوقات میں ہتھوڑی ہتھوڑی سیاہ ضرورتوں کی وقت ملائی گئی۔
مثلاً زمین اس برگینڈا چند روزہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سیاہ میں افسران کا خرچ چار لاکھ روپیہ
تخمین سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سیاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دس خرچ و ریڈنٹ اور اس کے علی کا تھا۔ اب
اس پر گورنر جنرل کے ایک اور بجٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کبھی کے تھے تھا۔
پتہ وغیرہ کا جدا خرچ تھا۔ مثلاً زمین نواب نے گورنر جنرل سے اس قبو کے خرچ سے سیکرٹری یا نیکی
التجاری اور کہا کہ زمین اس کو بار کے لئے دیکر مراعاتا ہوں وہ زمین۔ زمین۔ سارے سے ملک کی آمدنی
کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیوں کو بھی کھانے کا کچھ نہیں بچتا۔ شجاع الدولہ کی اولاد جو تہائی تخواہ
ملی ہے ان ضرورتوں کے سبب ملک کا خرچ بڑھانا پڑا اس سے اس کی تفصیل میں اور بھی زیادہ حصار
ہو گیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پڑاے مشرف اور عجب زاد و حیران ہو کر
ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہیں۔ کچھ ہتھوڑی ہی سیاہ میرے پاس رہ گئی جو ملک سے خرچ
وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر میں فتنے کا گھر رہتا ہے مٹی شکل سے گناہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سیاہ کا

عہد سوچیں اٹھ سکتا سپاہ کام کی زمین اوس کے افسر ایسے سرکش اور سرزد ہیں کہ وہ ملک کا پتہ نہیں
 ملک سمجھتے ہیں۔ ملک کا حصول نہیں قبول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو وہ ہر دم
 کر دیتا ہے۔ کب تک میرے گلے چھڑی رہے گی۔ گورنر جنرل کیلکٹی سے تھی وہ انہوں نے خفا ہو کر
 لکھا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
 خرچ اٹھانا اونیٹ ہے۔ جب ہی اوس کو بلایئے یا گھرانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہیں اس کا کریں
 نواب کو اپنے عہد کی موافق تھا وہ جی جی اسے خواہ اس میں ملک کی آمدنی اونیٹ سپاہ کو ہو گا۔ اسے
 یا اوس کو نہ توفت کریں یہ ان کا اپنا قصہ ہے۔ کیونکہ عیانی اور یہ کہ اس میں جسے رہتے ہیں جس سے
 ملک کا یہ حال ہو گیا ہے۔ عہد نامہ میں تو عہد سپاہ کے رہنے کی زمین نہیں تھی اس نے ضرورتاً کہ اور
 فیصلہ فرمیں آئیں ملکر لیتے۔ لیکن زمینیں میں اختلاف تھا۔ اسے زبردستی نے ماحد میں اختیار
 جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر میں نے نزدیک بہ ہنگام صاحب کی بہ دھرمی مٹی عہد نامے میں اور کو نہ
 ڈال کر زک کے احکام میں صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھو گا اختیار ہے جس کے
 سے صاف متین کہ جب چاہیں زمینیں جب چاہیں زمینیں۔ مگر سو گورنر جنرل کو اور مشکلات درپیش
 تھیں کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اس سے بلائے تو ملک میں اندر سیرج جانا۔ میدان خالی دیکھ کر انہیں
 پائل کر دیتے اور ہرل پڑتے صدمہ صدمہ پڑے اس آک میں بیٹھے ہوتے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتی
 اور پامال کر دیتے اور سرکار کی پٹی کا فرض نواب سے کیسے مول ہوتا وہ سارا مارا جاتا امر ہون سے
 ڈانٹا ملتا۔ سرکار کی حفاظت میں اور اس نے اپنے میں سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کی پٹی
 وہ اسے میں مٹی پھر معلوم نہیں کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیار کی کا قانون انصاف کے قانون پر قائم تھا
 تھا۔ نواب اور حقیقت میں سرکار کی پٹی کے تابع ہوتا بیزار ہو سکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز
 قابل نہیں کر سکتا تھا۔ ہنگام سے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ او گھر سپاہ رکھنی چاہی
 پڑے گی جو اسٹاف آقا کو خادم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب براہ اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
 تھا گورنر جنرل جو جب اس بات کی دلیل ولایت میں پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیوں کیا تو اوس نے
 کہا کہ عہد نامہ کی عبارت پہلو ہار تھی اوس کے معنی مشتہ تھی اسے زبردستی کو اختیار تھا کہ جو معنی جاتا
 وہ عبارت مشتہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب بہت دہری پر فریب اور دھوکے کا روغن چڑھانا تھا۔ عہد نامہ
 اس کوئی عبارت مشتہ تھی۔ اس میں اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی
 کہ اس میں سرمد لکھی دہے ہیں وہی۔ بلکہ اونکے صلاح کا دین اور شیر و گویہ معلوم ہوا تھا

انہی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی۔ کیونکہ اوٹین صرف آپسکی مہربانی و مہارت۔ اور کمپنی کو کچھ متعلق
 اونٹنی نہیں ہے صرف اس قدر کہ جو روپیہ بھیج دیتا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے۔ مین اسٹریٹ عرصہ کرتا ہوتا
 کہ جو عہدہ نفعی سہ بندی اور وہ سری فوج کی کثرت سے ہوتی ہے وہ کمپنی ہے۔ اور ایک مقررہ
 جاتے اور انکی تخواہ آمدنی پر بند لائی جاتے بلکہ خزانے سے نقد ملا کرے۔ اور اسکی تعداد
 نفعی اوسی قدر ہو جس قدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو۔ مگر چونکہ یہ امر یہاں تک مشکل ہو گا کہ اسے
 خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا ہوں۔ مین یہ بھی عرصہ کرتا ہوتا کہ جسکو کچھ روپیہ مقرر ہو کہ
 اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامہ میں رکھی جائے اور جس
 ریڈنٹ ہاؤس کا ملاحظہ کر لیا کریں اور اس میں سے اخراجات سب دوقامت ہوں اگرچہ اس
 مصلح سے مراد یہ نہیں ہے کہ سالانہ اداسے سرکار کمپنی میں جملہ فاتح ہو۔ بلکہ وہ یعنی اداسے قرضہ
 سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال متبادل مختلف دیا جائے گا۔

عہد نامے کی دوسری شرط کے مضمون بحث

اس عہدہ سے کو دیکھ لے کر نواب اپنے ملک میں جسکی جا میں جاگیر ضبط کر لینا کہ تعجب ہو گا کہ
 اس میں نہ ہر کوئی نفع انگریزوں کا نظر نہیں آتا۔ مگر اس میں بڑا فائدہ نقاب میں نہ جہاں
 ہو ہے تھا۔ سب اسکا ر ہوتا ہے۔ آصف الدولہ کی داوی اور مان دہ بڑی بوڑھے
 نہیں تھے۔ الدولہ کے وقت میں اسکا بڑا دور دورہ رہتا تھا۔ اور اسکی مرے کے بعد ہی
 بہت بڑی جاگیریں قیام میں آئیں۔ اس جاگیر کا انتہام اور بندوبست اونہوں نے اپنے ہی
 ہاتھ میں رکھا تھا اور آپ ہی اسکا کل روپیہ وصول کرتی تھیں۔ اس کے سوا تجلے الدولہ
 نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انہیں کے ہتھ میں تھا
 یہ دونوں ساس پھوسن فیض آباد میں بڑے عمدہ محلوں میں رہا کرتی تھیں۔ اور انھوں نے
 لکھنؤ میں رہتے تھے۔ گنتی کے کنارے براہونہوں نے عمارتیں تعمیر کرائی تھیں جو کہ
 اس وقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے اسلئے ہر منکر صاحب کو یہ موقعی
 کہ ان ہیگوں کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے۔ انگریزوں کو دولت اپنے اخراجات
 ضروری کے لئے چاہئے ہی۔ نواب کو اپنے بچہ کو اسلئے دے دے کہ اسکی طرف

ان دولوں جیسے مائیسون کے آرمینین قول و قسم شہر کے کہ ہنگامہ صواب ثواب کہ فوج اور
 امیران ملکی کے بار خراج سے سکد ورن کر دے اور ثواب ان دہ لڑن عورتوں سے دولت لیکر
 اپنا خرچہ سرکار کسپی کا چکا رہیں۔ ثواب کو بحیثیت نوابی ان بھگوان کی جاگیر اختیار تھا اور ان کی
 دولت کے وہ وارث موافق مشرع کے تھے بیٹے کے ہوتے مان کا حق انہوں حصے کا ہوتا ہی
 اور مان کے ہوتے داوی کا بچہ حق نہیں تھا ثواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی۔ یہا
 فیاضی تھی کہ ان کی مان اور اچھی بہ خزانہ وہاں نہیں تھی۔ آصف الدولہ نے مان کو بہت
 تنگ کر کے بہت سارے وجہ تو لیکر اور ادا کیا تھا۔ شہزادہ عین کہ شجاع الدولہ کو سے چوکے
 بہت دن نہیں گذرے تھے ان کی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت کہی تھی کہ میں
 اپنے بیٹے کے نام سے تنگ ہوں ایک حصہ وہ ۲۶ لاکھ روپے اور مانگتا ہے کہ سرکار
 کو عہد و پیمان کے موافق دینا نا کر رہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو میں تباہ م جاؤں گا اس پر
 انگریزوں نے بیچ میں بڑا ایک عہد موافق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آئندہ آصف الدولہ ان کو
 روپیہ کے لئے نہیں حق کرینگے۔ اور وہ لکھی جاگیر و مال پر قابض رہیں گی۔ اور ان کو اختیار ہی
 کہ جہاں چاہیں وہاں رہیں۔ مال لعل یہ میں لاکھ روپے دیدیں۔ مگر اب زمانہ بدل گیا خود ضامن
 و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسے ضمانت دی تھی اس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا تھا کہ وہ
 آصف الدولہ سے وہ بدترکین کر اسے تنگ کر کے ہوتے وہ چھٹکتے تھے۔ اب مزہ ورتا کہ ان
 بیگم کی جاگیر و مال و دولت ضبط کر لے واسطے کوئی وجہ بھی نکال لی جاوے۔ اور وہ
 بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق ہو۔
 آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب و فرزندگی کے ہی خلاف ہو مان کا ادب اور اس کا
 عزت و حیثیتوں پر نہ ہی ہوتا ہے اسلئے سوچے سوچتے یہ سوچیں کہ جیت سنگھ زمیندار تبارش
 کی بغاوت کا الزام لگائے کہ انہوں نے جیت سنگھ کی اعانت کی اور اس کو فوج بھی
 اور روپیہ بھی بھیجی جسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھ زمیندار تبارش کے حالات

اس سے پہلے یہاں ہو چکا ہے کہ ماہ تبارش جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا اب
 انگریزوں کے تابعین بن قرار پایا تھا اس ماہ کا نام جیت سنگھ تھا اس کا خاندان قبیلہ

نہ تھا جس وقت سلطنت سنبھل کر شاہ کو حملہ کا قصد نہ تھا تو اس افراتفری میں گنگا پور کے
 زمیندار زمین مندار میں کچھ ملک دیا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا یہ راجہ
 کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہاں سے اسی شخص کو ملتا تھا جو صاحب ملک حشم ہوتا تھا
 آج کل کاراجلی کا خطاب تھا کہ بے ملک دیا جاتا عبدالزمان بلونت سنگھ اوس کا جانشین ہوا
 اور اوسکو بھی خطاب راجلی کا مل گیا۔ عالمگیر کے عہد سے ہمارے علاقہ صوبہ اودھ سے
 شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکاری
 کی شجاع الدولہ اور انگریزوں کی لڑائی میں ملک میں کین ادا کی ورنہ اوس نے جو سونے کی تانچے
 نے اوسکی ساتھ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزوں کی طرف و عنایت سے اپنی ملک میں
 خیر و عافیت کے ساتھ راج کرنا تھا۔ جب وہ سنہ ۱۱۰۰ میں مر گیا تو اوس کا بیٹا جو بیٹا
 رانی سے نہ تھا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت ساندھانہ دیا
 اور کچھ خراج کے زیادہ دیتے ہوئے کہا۔ کچھ انگریزوں کا سپہ سالار ہونڈا اونہوں نے
 شجاع الدولہ سے سند ہمارے کے ساتھ ہونے کی ادبہن ذرا لپٹ کے ساتھ جو اوس کے
 ساتھ زمین ولادی۔ شیشہ عین جب سرکار کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اوس
 نے یہ کہا کہ مجھے اس لاکھ روپے نے فادراں راجہ کو حاصل کروں گا اگر راجہ نے
 کہا کہ ہم اوس عہد و بیجاں کو جو بلونت سنگھ کے ساتھ ہوئے ہیں جیت سکے کے ساتھ ہندو
 توڑ سکے۔ اور گورنر جنرل نے بھی جیت سکھ کو بھی کہتہاں ہی عزت و دولت و حکومت
 و شرف کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کی بیٹے کے ساتھ عافیت میں بنا کرین ہو اور
 بھی عتماری حرمت کو طرہی تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا اوسکی
 پشت و پناہ ہے۔ چلو لیکن یہ کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار ہو کر اور جب ہر کوئی
 کام کرنے کا تو اوس کو جسے کرونگے اور مستحق وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہیں لیا جائیگا
 جب سرکار کی بیٹے کے آصف الدولہ کے ساتھ عہد و بیجاں جدید ہوئے اور نیا انتظام
 کیا گیا تو جس ملک پر جیت سکھ حکومت کرتا تھا وہ شیشہ عین سرکار کی بیٹے کے حوالے کر دیا
 سرکار کی بیٹے نے بھی جیت سکھ کو بدستور اپنی طالبی پر بحال رکھا اور بائیس لاکھ چھاسہ ہزار
 ایک سو اسی روپیہ سالانہ خراج دیا۔ اور اقرار کیا کہ اس سے اور زیادہ خراج نہیں
 لیا جائیگا۔ اور یہ انگریزوں کی کئی جگہ پر انہیں ہر کسی تہن سے اور اوسکی

ادھون نے ایک زمانے میں نواب آصف الدولہ کے تہذیب میں تیر دے کہا تھا نواب نے
 گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کو واسطے اسکو پہننے بلوائی اور میری جان کے پیچھے سے جہاں پڑا
 نہیں میں غازی سواہتی درگزر اب نیکیوں کے پیچھے پیچھے جلا کے جٹ غرض اس اہل تہذیب
 کا لکھنؤ جب آئے تھے تو قمر صدارت ہی باب اول کو پاس تیس لاکھ دے گئے اس ملک میں
 انگریزوں کے دوبارے تھے۔ ہیس سنگز صاحب نے نہایت عقلندی کی کہ اس عبادت کا
 مقدمہ کوئی نہیں بنایا۔ کیونکہ وہ جلتے تھے کہ اس الزام کے لئے کوئی سہادت نہیں ہو سکتی
 اسلئے بیگمیں لوٹے سبج جا بنگلی ادھون نے نواب کو سمجھایا کہ تم جانتے ہی بیگمیں کی جاگیر
 ضبط کر کے اپنا نفع اٹھاؤ اور خزانہ ضبط کر کے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ، ارجح اٹھاؤ جس سے
 بہرہ کوئی گورنٹ منجھل کا اوہ پروا خذہ نہ ہو۔ نواب آصف الدولہ تک عبادت میں رہے تو
 ہیس سنگز صاحب کی دالافطی اور قوت عقل کے آگے کچھ نہ کر سکے۔ مگر جب وہ لکھنؤ سے اور
 راجہ اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو ان کا کبرام دیکھ کر دل اونچا بھرا آیا گودل و دماغ
 اونکا کہیا ہی او باشی اور غراب نوشی نے خراب کر دیا تھا۔ مگر اس وقت اہل کابل مزہ سکا اور
 ادھون نے ارادہ کیا کہ اقراری بہرہ جاتیں یہ معاملہ ایسا سنگدل کا تھا کہ زینت الدین صاحب
 جو ہیس سنگز صاحب کی ناک کے بال تھے وہ ہی ایسے کا کوٹلو کوٹ نہ ہئے چمکنے تھے مگر گورنر
 کادل اس مقدمے میں پتھر تھا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ نواب کے پیچھے ہی جہی ادھون نے
 رنجش کو نہایت سختی سے کھپا کہ نواب سے عہد نامے کی موافق تعمیل طلبہ کراؤ اگر اس میں
 تم ڈیل کرو گے تو میں خود ہی لکھنؤ میں آؤنگا اور وہ کام جو بوسے دولہ نہیں ہو سکتی خود کرو
 زینت کی اس دھمکی سے چمکے چوٹ گئی۔ اس نے گورنر کو لکھا کہ خیار گڑھ کے عبادت میں لوری
 تعمیل ابھی تصور ہوتی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجھے تو یہ عہد نامہ دوستی گورنر
 جنرل نے لکھا یا ہا۔ غرض جیتیں ہو ہو اگر جاگیر تو بیگمیں کی ضبط ہو گئی مگر خزانہ لاکھ نہ آیا اس لئے
 جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فروغ بعض آدمین بھی گئی۔ ۱۲ جمادی ۱۲۸۷ء کو اس نے
 چلتے ہی دولہ بیگمیں کو اونکی محلوں میں نظر بند کر لیا۔ مگر وہ یہ دیکھنے سے ادھون۔۔۔ اسپرھی
 انکار کیا۔ اون پجاری عورتوں پر طعطر حکا شہد کیا اور انکا اپنا ہی گھر اونکے لئے کہل بادہ اونکی
 مصیبتوں سے بیاں ہو کچھ مٹھ کو آتا ہے۔ اور بد میں سارا لہو خشک ہو جاتا ہے ان پجاری بیگمیں
 کے مختار و سربراہ کار ہمار علی اور جواہر علیخان و خواجہ سراہے انگریزی گورنٹ کے حکم سے

یکرے گئے اذکر یہ زمینیں یہ ماں کی گتیں۔ کہا نا بننا اونکا ہیکہ گیا۔ غرض اور کیا کہا خبر و قہر
 بیان کی جو جاتیں کہ اوپر سات ہر سوے کہ وہ سنگوں سے خزانہ دلو این جب وہ بیٹوں تختیوں کو
 جیلے ہو گئے و بچارے یا راز نزار ہو گئی اسلئے ادھوں نے افسر محسوسا جانت جہاں کہ ہم
 ماعین کچھ نہیں لیا کرتے افسر محسوس۔ یہ اونکو ان دنوں اس سبب سے کہ وہی کہ اس کو اندیشہ تھا
 کہ وہ کہیں پہاڑ کی بیابانوں میں لپکتی رہے گی اور نہ اس کے پاس کوئی دوسرا مکان نہ ہوگا۔ یہ قیاس
 تو ہو رہے تھے پھر اور زیادہ شک و شبہ و ساسی۔ کہ یہ لکھنؤ سے گئے یہاں جو کچھ اور کچھ حال کیا پایا
 بیاں نہیں ہو سکتا پارمیٹ کے کاسٹ میں وہ جہاں موجود ہے جو ریزڈنٹ نے ان قیدیوں کے
 افسر کو لکھی تھی کہ صاحب من واسطے نہ سمجھا رہا ہے کہ جو اجبر امتہاری قیدی ہیں
 انکو مناسبتے جمائی و بچائے اسلئے چاہئے کہ اس کے آئینے اور قیدیوں کے پاس جائے دو
 اور جو دیکھا جی چاہے وہ قیدیوں کے ساتھ کرے و کہہ دین خواجہ سراؤں پر یہ ظلم کرتے رہا تھا
 بیگمیں اپنے گہرین قیدی تھے۔ کہاے کہ اوکلی پاس اتنا آجی تاہا کہ اون کا نام محمد یونس کا بیٹ نہ تھا
 تھا۔ اور وہ ہوک کے مارے غریب سے قریب ہو گئے تھے۔ غرض ان لمکھت سیمون پر محمد کے
 دے گزر گئی۔ جب ان سنگوں سے ایک کرور میں لاکھ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلاوطن کے
 چوڑا یا۔ پس سنگڑ صاحب نے حوال کر لیا کہ اب اور زیادہ بھتی سے سوچو یا نہ نہیں آئے گا۔
 اسلئے ادھوں نے اول دلوں کبھتی کے مارے خواجہ سراؤں کو بھی چوڑا یا۔ جسوقت دروازہ قید خانہ
 کا کھلا ہے اور اونکی بیابان کبھی جن لو اونکی حسنا و پراکھنہ سے آسودہ کا دربار روان تھا اور پرتے
 ہوتے ہوئے نہ کہ کبھی آواز سے سنگڑ لہی و مد زبان تھا۔ یہ حال دیکھ دیکھ کر جن سنگڑوں کا دل
 بھڑکا وہ بھی بال ہوا ہا تھا۔ پس سنگڑ صاحب کے دشمن کہتے ہیں کہ ادھوں نے سنگت پر وہ ہر جمی
 اور ہیر دی کہ کسی وحشی قوم سے بھی اول وقت تک طہرین نہ آئی تھی۔ دوست اونکے اس
 الزام کو یوں ملتے ہیں کہ مال صفت الدود کے باوا کا تھا۔ او سکو بیگم نے ناحق غصیب کیا تھا
 ادھوں نے شرع اسلام کے موافق دلادیا۔ صفت مزاج اس پر عمر میں کرتے تھے کہ جس سنگڑ
 صاحب صفت ال مارے کے لئے معنی شرع اسلام نہ گئے۔ جسوقت ادھوں نے بیگم کو عہد
 استوار کیا تھا کہ ہم آصف الدولہ کو دے دے گئے اسلئے اوکو تنگ نہ کرنے دیں گے او سوقت معنی
 صاحب کا مقصد معلوم نہیں کیا گیا تھا۔ مگر سوقت ہم کو سراپا ایسی کے انصاف کی داد دینا
 چاہتے اسلئے وہ مجبور ہوئے کہ اس معاملے میں اپنا دل نہیں دے سکتے تھے۔ اوکلی تمام حکومت

شکال پر غم ہو جاتی تھی۔ اوںکو اودہ کی معاملات میں ی طرح بولے گا مستحب نہا۔ وہ لکھو میں: لکھی
 کہ انکڑین ان واقعات کو سنکر اسے ایک سیڑھا دینا، اور میں یہ کہہ کر اودہ جوں ہی سمجھ گیا شکایت
 ان اظہار حلفی لکھے ہوئے ہاتھ میں لائے وہ فحش کو اودہوں نے دے دے وہ ہوا سے لے
 لکھو یہ نہیں لکھو بھی۔ اور نہ کوئی مترجم وہاں ساتھ تھا۔ عرض وہ ان سب اظہار ت کو سناتے وہ لکھی
 جلسے کے اب سوال یہ کہ اودہوں نے اپنا لبا عطا سے کیوں کیا۔ تو اس کا جواب یہ کہ اس سفر سے
 ہوا کہ ان میں یہ تھی کہ جس مسئلے میں وہ قانون کے موافق حکم نہیں دے سکتے تھے اس میں مقابلاً
 کچھ بنا بھی حکم لگائیں اور اظہار حلفی و اودہوں نے منع لے وہ کہہ نام میں۔

نواب صف الدولہ کا دس لاکھ سپیسٹلنگز کو دینا

جہاں گڑھ میں جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوتی تھی اس میں یہ بات بیان کرنی باقی تھی کہ نواب
 صف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکھ روپے بطور نذر کے دے دیے جسکی وجہ سے گورنر جنرل نے
 نواب کی اس قدر رعایت کی تھی حالانکہ نواب اس وقت میں فرزند ارجمند پر نذر نواب کے پاس تھا
 نہیں منڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تھی۔ گورنر نے اپنی جہتی ۲۰۰۰۰ روپے دے دی تھی۔
 دہلی سے کورٹ ڈائریکٹر کو اس رزم کی اطلاع دی۔ اور لکھا کہ یہ روپیہ مجھ پر سے من خدمات کے
 صلہ میں ملتا ہے۔ مگر کورٹ ڈائریکٹر نے اس عطا کے دینے میں کھل کیا۔ اور ناف انکار کر دیا۔

لکھنؤ کی ریڈیو سے ڈائریکٹر صاحب کا موقوف ہونا اور

جان برٹو صاحب دوبارہ اونکی جگہ مقرر ہونا

جب ششما شروع ہوا۔ اور بیگنوں سے روپیہ زبردستی ڈائریکٹر صاحب نہ چھین سکے۔ اور احکام گورنر
 جو اونکی پاس تھے اونکی نیکل میں بھی اودہوں نے انکو انکی کو مستحق جہتیں پیش کیں تو گورنر ریڈیو سے
 خفا ہو گئے اور ۲۰ ستمبر ششما کو اودہوں نے اس الزام میں کہ اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح
 ادا نہیں کیا عدول کر دیا۔ اور برٹو صاحب کو جنکی محال کا حکم کورٹ ڈائریکٹر سے بھی اونکی جگہ
 مقرر کر دیا۔ اور ۴ مئی کو ممبر پارلیمان صاحب کو اپنا خانگی شیخ کا جھنڈا مقرر کر کے نواب آصف الدولہ
 کے پاس بھیجا۔ اور اونکی معرفت اور کئی درخواستیں کی گئیں ڈائریکٹر صاحب کے لئے۔ تاہم یہ سب کچھ

میں ہوا سالانہ حرت نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ و بیس لاکھ روپیہ تک لگتا تھا اور رزیدنٹ اس وجہ سے اس کے ساتھ لاکھ روپیہ کی انگریزی لاکھ روپیہ تک وصول کئے بھی کرتا تھا اسلئے ہر سال قریباً دو ہونا جاتا تھا جسوقت چار گڑھ میں نواب اور گورنر کی ملاقات ہوتی تو یہ قریب چالیس لاکھ روپیہ کا تھا۔ رزیدنٹ سے بچائے دسی لاکھ روپیہ کے جو حصے زیادہ روپیہ وصول ہو سکی اسید ہی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب ہر سال اس کے پنج بچ نکال کر انسانی کو رو روپیہ باندھا گیا۔ تو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دو چہڑ تھا۔

نواب فیض اللہ خاں کی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھ سمبر دارا نگر پرتھوی اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کو ساتھ اون دونوں فوج کا جگڑا ہونا

جبکہ سکھوں کی شورش اور تاحات و تامل کا اثر دریائے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارا نگر پر لگنے کے بعد ان متین کردی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھ اپنی فوج و مان سپہ سالار کے ساتھ دہلی کے اوپر آئے ہیں مراحت کریں۔ نواب فیض اللہ خان سے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ و مان سپہ سالار۔ باوصف اس فوج و مان سپہ سالار کے اور گنگا کے گھاٹ براہِ حیات کرکٹ کے بھی سکھوں نے ایک بار یورش کر کے دریائے گنگا کو عبور کیا اور سینہیل کو لوٹ لیا اور شر فاکٹی ٹنگٹ ناموں کو بر باد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارا نگر میں مقیم رہیں۔ سپاہ و حاکم ملکہلا جوری میں نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدھوں کی لڑائی ہوتی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہریت ہوتی۔ یہاں ان نے ان ملکہوں کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد ہی سپاہ کی پیشانی دارا نگر کے مقام سے متوقف ہو گئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جگہ کے کا حال سنگر ناراض ہوئے۔ اور لکھنؤ سے باہر صاحب اور فضل حسن خان کشمیری تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ تادان وصول کرنے کے لئے راہ پور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوتی وہ صاحب چونکہ تہایت دور اندیش تھے اسلئے بندہ لاکھ روپیہ دیکر راضی کر دیا۔ یہ

یہاں حاکمان تمام ملوکی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ جمرا انگریزی کتب خانہ میں
 ان پندرہ لاکھ روپیہ دے جانے کی عہدیت دوسرے طریق پر لکھی ہوئی کہ وہ واقعہ ہی نہیں
 اوس میں شامل ہو۔

گوئرنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترعین دینا کہ
وہ ریاست راہبہ ضبط کر لیں اور اس جیلہ سی پندرہ
لاکھ روپے اور بقولے تیس لاکھ روپے کو اب
فیض اشفاق سی موصول کرنا

عہد نامہ لال دُنگ کے بموجب جب پندرہ اے میں انگریزی حکومت کی ضمانت لگی سی مقرر
 فاب فیض اشفاق سی یہ مشروط قرار پائی تھی کہ با پندرہ سی زیادہ سپاہ مہینے پاس نہ لگیں اور
 اورہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے سنگھم جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کریں۔ جب انگریزوں
 اور غورانیسین لگائی شروع ہوئی تو فاب فیض اشفاق نے دو ہزار سواری بھیجے کی درخواست
 انگریزوں نے یہ نہ مہر لاندہ وارن سپہیں گورنر جنرل نے ادھکا بہت مشکوہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہے
 کہ اس عہد نامہ میں دو ترعین لائے فاب فیض اشفاق سے با پندرہ سپاہ مندرجہ عہد نامہ مانگی اور
 نے جب حکم انگریزی میں ہزار سپاہ بھی گروہ اس قدر تھی جو اس کی مانگی تھی اسلئے وہ فتح
 نہ نہ لکھی اور گورنر جنرل نے مقام خوار گروہ میں۔ آصف الدولہ سے ملاقات کے کے اون کو فاب
 فیض اشفاق کی با گھر چین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۴ ستمبر ۱۸۵۸ء کو وہ
 دہان لکھا گیا تھا کہ سی پندرہ روپے فاب فیض اشفاق سے مشق تھی کہ جو کہ فاب فیض اشفاق
 سب شکست لینے عہد کے حقوق حافظ و ثابت گورنٹ انگریزی ضبط کراوے اور
 اپنی خود سری سی فاب آصف الدولہ کو بہت وقت اور تکلیف دینے میں اسلئے آصف الدولہ
 اعانت ہی کہ جب موقع وقت ہو انکی جا گھر ضبط کر کے کو کٹوہ روپیہ مشروط عہد نامہ معرفت
 صاحب ریڈنٹ لکھنے کے دیا کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے اوس فیض کا ہوجا جو انہوں نے

عہد نامہ کی رو سے سرنگام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ لاکھ کی تعداد میں سے مہنہ ہوا کہ حساب مہینے
 میں ناقایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ ملکوہ کی سوانح عمری میں ایک مشہور
 یادگار مانی جاتی ہے یہ بیسویں نواب فیض اللہ خان کے ڈیڑھ لاکھ کے واسطے کی گئی تھی۔ کیونکہ نصف لاکھ
 کو اس کا گھر سے لے کر حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی جب مداس اور مہینے کے عاطفین گرائی کی
 آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ملکوہ نے نواب فیض اللہ خان کو کہہ دیا کہ تم لو اب فیض اللہ خان سے پانچ ہزار
 سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ میں اس جاسے اس کے لئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
 نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچ ہزار فوج آصفیہ کے واسطے تیار کر لی مہابت کی اس فوج
 پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہد نامہ کی موافق پانچ ہزار سپاہ ملنے کی اجازت ہے
 جس میں دو ہزار سوار ہیں جو اس وقت سرکار کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں اور تین ہزار پیادہ
 ہیں وہ ملک کی تحفیں آمدنی کو تے ہیں۔ اس لئے بغیر کام ملکداری کا بہن جن سکتا ہے۔ جس
 سپاہ کہاں سے لائے گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنے کے رزٹ
 کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر ہر اوہنوں نے عذر کیا۔ لارڈ ملکوہ ہر
 سوار اور ایک ہار پیدل پہنچے اسپر انگریزوں نے نواب آصفیہ کو سمجھایا کہ وہ باضنی
 ہون غرض موافق دھند سوم عہد نامہ چنانچہ نواب آصفیہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
 کی ریاست ضبط کر لیں چونکہ انگریز اس عہد نامہ کے ضامن جب تک تہی کوئی نقص عہد نواب
 فیض اللہ خان کی طرف سے نہ ہو۔ اب یہ بڑی سہت دہری تھی کہ انگریز اس بہانے سے عہد نامہ لال
 ڈانگ سے پرتے پرتے آئیں یہ کہاں لکھا ہوا تھا کہ پانچ ہزار سواروں سے نواب اودہ کی انتہا
 کی جا چکی۔ اس میں تو دو تین ہزار سپاہ کا سب قابلیت وعدہ تھا وہ بھی سواروں کا نہ تھا غرض
 کہاں یہ عہد کہ پانچ ہزار سپاہ سے زیادہ نہ کہو کہاں یہ معنی اس کے کہ پانچ ہزار سوار نواب اودہ
 کی خدمت کے لئے پہنچ زمین آسمان کا فرق تھا مگر یہ بدستوں کو اختیار تھا کہ جو چاہیں سو کریں
 اس وقت تو فقط اس اصول پر نہیں ننگر صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس ادا میر سے جو کچھ انتہا تھا
 وہ اپنے لئے جو مرغی مولی ہو اس سے فوج کیجئے۔ شہداء میں آصفیہ کو اودہ کا از حد اصرار ہوا کہ
 گورنر جنرل اجازت دیدیں کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہر سال روپیہ
 دینے پر راضی ہوتے جو کہ وہ ایک ہی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اس واسطے پندرہ لاکھ
 روپے ہر جے کی بابت طلب کی گئی تھے۔ اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہو گئے اور مسیح پام صاحب انگریزوں کی طرف سے گئے اور دمان کی ۱۰ ہندوستانی روایات مفصل اللہ
 سے پندرہ لاکھ روپے سے اس طرح کہ پانچ لاکھ روپے ہزار سے ۱۰۰ لاکھ نفیس ۷۰ عین
 اور دو لاکھ بیس سلاسل من اور باقی تین لاکھ روپے شروع خلیفہ منلی من اور
 کرنے کا وہ کیا اور ۴۴ ربیع الاول ۱۲۹۵ ہجری مطابق ۱۰ فروری ۱۸۷۸ء کو پام صاحب نے نواب
 وزیر کی طرف سے اس شرط کو جس سے اوپر فرما تھا کہ وقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر
 کی مدد کریں عہد نامہ سابق سے مستور کیا۔ اور اس تاریخ سے نواب عین اللہ خان فرس مہدی
 سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھ روپے اور اس پرانے سے وصول کیے کہ یہ جاگیر نواب عین اللہ خان کے
 حین حیات تھی اب یہ اسے عہد کیا گیا کہ سلاسل منلی ۷۰ لاکھ پانچ سو لاکھ کی انگریزی تاریخ میں
 لکھا ہے کہ اس دور میں ۷۰ کے دینے سے نواب عین اللہ خان نے انکار کر دیا۔ گو مر جنرل نے
 کورٹ ڈائریکٹرز کو پورٹ بھیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب عین اللہ خان سے
 پانچ ہزار سو روپے کی بجائے ۷۰ موافق عہد نامے کے دو تین ہزار سپاہ سے حد متکذری اور
 فرسے واجب تھی۔ اور جو احوالین کہ اوکلی فوات کی منبت نہ ہو رہی تھیں وہ محض بے اصل
 تھیں۔ بل کی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس معاملے میں انگریزی دست اخلاقی نے صرف
 اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا۔ مگر اس کے خلاف لوگوں میں یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے
 اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

ہیس ٹنگز صاحب گونر کا لکھنؤ میں ورود اور
 آصف الدولہ کی مان اور دای کی جاگیر پھر

اون بر بجال کرادنا

تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے ۱۲۹۵ ہجری میں حیدر بیگ خان کو کلکتہ
 کو ہیس ٹنگز صاحب کے پاس بھیجا جس کام کے لئے وہ پہنچے گئے تھے۔ اس کو اچھی طرح
 انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضا مند ہے۔ گو مر جنرل برصغیر صاحب

کے کام سے بھی ایسے مارا جن ہو گئے جیسے وہ ڈنٹ صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس کو
 اوکو چند بیٹے کے مدد سے معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کو اس نے گورنر جنرل کی راس کے ساتھ
 اتفاق کیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے مگر گورنر جنرل کا کہہ چکے تھے اُسے کہہ چکے تھے
 تھے اب انہوں نے بریگڈیئر جنرل کی کہ لکھنؤ میں رزبڈنٹ ہی رہے اور گورنر جنرل سے کام لیا جاتا کہ
 وہ ہندوستانیوں کو لیا جائے اسلئے کہ لواب کو بڑی سختی ان رزبڈنٹوں کے ہاتھ سے ہی سے
 ہمیشہ لواب کے خلاف کی سختی میں آتے رہے ہیں۔ اس پر کونسل میں کئی رد و رنگ مباحثہ رہا مگر آخر کار
 مشیخاء میں گورنر جنرل کو اپنی راس میں کامیابی ہوئی۔ اور اوکھون نے اب خود لکھنؤ آئے کامیاب کیا
 اور ۲۰ مارچ مشیخاء معافی شملہ پجری کو وہ لکھنؤ میں آئے اور ان کا بڑا مطلب یہاں آنے سے یہ
 ہذا لواب زبردستی سے سرکار میں ہی کا قرض وصول کریں۔ اوکھون نے نصف الدولہ کے ماتر سے روپیہ
 وصول کیا معلوم نہیں ان مصیبت کی ماری رائے کیوں پر کیا لیکن رحم آیا لکھنؤ کی جاگیر کا ایک حصہ بھی
 غور گزارا گیا اور ان کیوں کے ظلم و ستم پر پاکستان میں بڑی ہمارے اور بچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی
 گورنر نے فیصلہ سے یہ کہہ دیا کہ اوکو جاگیر پر آئیں پھر ارا اور پھر اسے ملک کا بھلا ہے۔ اسلئے ہمیں انعام میں
 شری مدد پہنچے گی ۲۰ اگست مشیخاء کو گورنر جنرل سے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جواں بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا اسکندر شکوہ

شہزادگان علی لکھنؤ میں اور انکی معاملہ

مرزا جواں بخت جو شاہ عالم کی بیات میں دہلی میں رہ چکے تھے شملہ پجری میں قلعہ دی
 شکوہ لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے تو اب نصف الدولہ نے دارن میں شکوہ کے لکھنؤ کے موجب شاہزادے کو
 کمال آباد کے ساتھ ماحولن ہاتھ لیا اور رسم حد شملہ دی اوکی مدد لکھنؤ روپیہ نقد اور چند کنٹیاں جواہرات
 دہلی شاک غیبی کی اور مدد ماحولی اور ۲۰ گروٹے کرم قلی خان ہسٹریا الدولہ کی صوفت سے استقبال
 دارہ کے القصد کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی بلٹین لنگون لی اور لی سو سوار اور مختل مدد لکھنؤ روانہ ہوا
 جب شاہزادے قریب پہنچے تو اب وزیر سے بھی استقبال کیا۔ اور اعلانہ واکرام سے اپنا۔ ساتھ لائی

اور ۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ وزی ٹکیت محل میں بکھیرایا۔
 گوشتانہراوے کی صحبت و نواز سے مرغباری نینگس بازاری و آتشباری و دورہ ناس میں دم بکھری
 بھرتی تھی۔ مگر کئی عینے کے بعد شاہراوے کی صحبت و نواز سے بہم ہوئی۔ شاہراوے کا مزاج اخلاف پسند تھا
 ایک لکھنوی طوائف کو محبت نوری سے جوش محبت میں آنکھیں لڑکھیتی اور اس کو شمع کا شاندہ محل بنایا نینگم
 صاحبہ کی باسداہی کی وجہ سے یہاں وہاب وزیر کی کاغذی کہا باعث ہوا اور شاہراوے کی صحبت و نواز میں
 وغیرہ اول سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہراوے نے بنارس میں جا کر قیام کیا۔ جلالہ اس میں شکر لے لے
 عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتہ سے چلے گئے۔ اور لاہور و کابل ویران کی جگہ پر مقیم ہو کر آئے اور سلسلہ
 تخریق میں لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو وہاں بنارس کے امیر شاہراہ سے
 ملاقات ہوئی شاہراوے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن وہاب سعادت علی خان گورنر جنرل کی
 ملاقات کئے اور پوچھنی و جوابات محبت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے۔ گورنر جنرل نے دس ہزار روپے
 سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جا کر رسم ناز و دیدار کی وہاب نے اس کی حیثیت کی بھر شاہراہ کو جان
 گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اس کی فرمائش پر گئے۔ اور اپنی خواہش میں ناہمی پر وہاب سعادت علی خان کو
 نہ بچایا۔ ایک صاحبہ سرکولے گئے۔ درجہ اس کی بھی کہ اس کو گورنر جنرل سے تنہائی میں کچھ بیان کرنا میں
 جب یہ حال وہاب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیرہ فاطمہ ہوئے۔ شاہراہ سے ملنے گورنر جنرل
 سے کہا کہ اگر آباد اور کوئٹہ کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلاطین کے جتنے میں دے گئے تھے
 اسی طرح ہم کو ملجانا چاہئے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا مقصد رکھتے ہیں اور میں بھی وہی کرنا
 ہوں۔ ان کے حکم پر بات وزیر الممالک سے کہی جاتے گی غرض کہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے۔ اس کے چھ سو
 شاہراہ بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر شاہراہ سے کی خواہش ظاہر کی آصف اللہ
 نے سعادت علی خان کے ساتھ ان اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہراہ سے غلام وطن
 میں بسے کہ وہاں سے کہ شاہراہ کو اس کی عمارت میں رہنا ناگوار لگنے لگا اس لئے گورنر جنرل کے
 منور سے آگے آباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گئی
 کہ مرزا جان بخت اکبر آباد کی طرف جا رہے ہیں تو بادشاہ نے اس کو شاہ جہاں آباد میں بلایا۔ کہہ دوں
 یہاں رہ کر شاہراہ سے رحمت جہاں کو اس کے ۲۲ بیوی لڑکیاں ساتھ لے کر فرخ آباد پہنچے مگر یہاں
 اتنی آمدنی نہ تھی کہ اس کے مصارف کو ملتی ہوئی۔ اس لئے دوبارہ لکھنؤ کا سفر کیا۔ اور وہاں سے
 کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ میں آئے۔ اور وہاں سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اس کی آیت

خار ہر پلاوہ و سوا و دس توپن اور ہندہ میں باقی تھے۔ جناس بن ایچکڑا دھندوں کے
 باغین قیام کیا۔ گورنر نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار شاہرو شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات
 ملکی سے جدا کرنا مقرر کر دیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو عائدہ ہندوستان پہنچا ہوا کہ
 انتقال کیا۔ نواب سادات علیخان اور رزیدہ جناس کے انتظام سے مدفون ہوئے۔

مقابر عالم شاہی میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۷۱ ہجری میں شاہزادہ سلیمان شکوہ

محمفی قلندری سے لکھ کر لکھنؤ کے امراء سے روانہ ہوئے اور ۲۰ جمادی الآخر سے روز سنہ ۱۰۷۱

سریلی میں راجہ جیو دت سنگھ اور راجہ جگننا تھ اسکے داماد نے ملازمت شاہزادہ سے مشرف ہو کر

ایک ہفتی اور پانچ روز روپے نہ دی۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اس کے داماد

دو سالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اس دن لکھنؤ میں آئے ہوئے تھے، جمادی

الاولیٰ کے دن شاہجہانپور کی منزل میں آصف الدولہ اور عطاء الدولہ میرنگر صاحب بہادر جلالت خاں

کو درخیز کی عرضداشتیں پہنچیں اس کے ساتھ شاہ عالم کے ساتھ کیا۔ کی نقل بھی تھی جو شہزادان

دولتان لکھنؤ کے امام تھا ابھتھنوں اس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استر ضلع اقدس کے چلا گیا اور

شاہزادے نے اس کو جواب دیا لکھا دیا جس سے اس کی تشویش ختم ہوئی ۲۰ جمادی الآخر سے کو

راجہ گوہر دہام وزیر کی جانب سے اور کستان اسکاٹ گورنر کی طرف سے اپنے اپنے مکتوبات

عراقین میں سر شاہزادے کے حضور میں پہنچے کہ ان کے جن باقی مع عاری نامے سلیمان دارا و نوری

خوہن کے اور نشان و بان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل مہان میں شاہزادے

نے بہ سنگ وہ وہ لون ریک خود استقال کو استقامت کو شاہزادے نے مکرر الدولہ کو اس کے لئے

لئے روانہ کیا ۱۰ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے جاری باقی مع عاری نقرو اور پانچ مکتوبات اس کی مراتب

و نشان و بان شاہزادے کو بہت میں مذکور گزشتہ اور اس دن دولتان سرداران نے خطا سے

سنا سنے سے معصا اثر ملنے کیا ۱۸ جمادی الآخر سے لکھنؤ میں داخل ہوئے اور پورے

دولت خانے پر تشریف لے گئے ویرے نو ناغی یا ورد گوہر سے اور ایک تقریر پانکی اور جو اسے

اور کیروں کے خوان اور بہتیار شیکش گئے شاہزادے نے دعوت کر کے اور مقام فرمے۔ کیا جو

اس کے نہر سے لے کر جوین ہوا تھا۔ جام جہان نامہ مولوی قدرت اللہ سے لکھا سے کما صفت الدولہ

نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکھنؤ میں آئے تھے۔ اس زمانے میں دارا بھٹو لکھنؤ

مرض الموت میں مبتلا تھے کچھ دوان مراتب خدمت گذاری ادا ہوئے لیکن جیسا کہ مد نظر تھا
وہی مددات ظہور میں نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سو لاکھ ہزار روپیہ بارس
مین اولاد مرزا خرم بخش و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے
شاہ عالم بادشاہ کے بار و چھانہ خرچہ کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان مشکوہ بلیو
چھ ہزار روپیہ اور سکندر مشکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر اس سب و فیضان کی مشین
کے وقت جو عہد نامہ ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان شاہیں
کی خواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

**لارڈ کارن و اس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آرم
الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست
سرسے تالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور
اور انگریزوں کا نواب کے دوسری گھٹا دینا**

جبکہ سرسنگھ صاحب کی جگہ لارڈ کارن و اس گورنر جنرل ہوتے تو آصف اللہ نے اپنے وزیر خیر
خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان اور محرم تلہ جوی معافی و برکت دینا عین براہِ شکی کلکتہ سے کلکتہ
کی طرف روانہ ہوتے و بیچ الاول کو عظیم آباد پہنچنے کے علاقے میں پہنچنے ایک دن و نان تہیہ کر
آگے کو گت کیا۔ کلکتہ پہنچ کر گورنر جنرل سے لے لواب صفت الدولہ کا ایکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا
کہ سپاہ انگریزی کا وہاں جاتی کر دن سے نالین۔ اور فتح گڑھ لے کر کینڈہ جسکے بلایئے کا وہی مشرک
صاحب کر کے تھے۔ اپنے ملک سے کالین۔ جس سے کھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لواب دیرس سے
جواری لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیتے تھے۔ عہد نامہ کے مطابق انکو ۳۰۰۰۰۰
روپیہ اور لواب کے محل نامے کے موافق ۳۰۰۰۰۰ روپیہ دینا چاہیے تھا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان
کبھی لواب اودھ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گنا کر ایک پورے
برگینڈ کا خرچ اونکو دے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھوں کا خوف اودھ
تھے لگا ہوا تھا۔ اسی قدر سپاہ اس کے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ باہر صاحب کو جو

گوہر جہل کے اجنب صرف اس لئے رہتے تھے کہ ان کا صلہ لہو اور گورنر جہل کے خطوط ایک دوسرے
 کے پاس پہنچا میں موقوف کر دیا اہل اجنب کا خرچ ۱۱۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا حافظہ اجنب کی تنخواہ
 ۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی جس میں ملکہ صاحب عجب لکھنؤ میں آتے تھے تو ان کا باڈی کارڈ مقرر ہوتا
 وہ برخاست کیا غرض ملکہ لارڈ ٹالس نے روپے کوٹھار کو پاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج اناب کے ذمہ
 رکھا مگر بیاعتصاف نظام اناب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہد نامہ ۱۸۵۷ء مناسب تصویب
 ہوا اور گورنر جہل نے ۱۰ اپریل ۱۸۵۷ء کو اناب کو لکھا کہ جو عہد نامہ انگریزی کمپنی اور اناب بیخارج الدہ
 کے درمیان ہوا تھا اس میں طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپ کی اور کمپنی کی دوستی اور
 اتفاق میں ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاه کے واسطے ہو اس کو پامال نہ ہونا
 چاہئے اس وجہ سے کہ میری تقرری یہاں امرات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
 اسپر مقرر رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ معنوی طور پر قائم ہو جو ملک میں کمپنی کے اور آپ کے ملکوں کو یکساں
 تصور کرنا ہوں تو حفاظت آپ کے ملک کی ضروری ہوئی اس وجہ سے کہ وہ سرحدی ملک سے اور
 اور اس میں غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر خوبی نہیں ہو سکتی اس لئے
 میں آپ کے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہوں جو عہد نامہ سے عذر و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
 ہیں۔ فوج مقیم ٹھکانہ کے باب میں جس کی برخاستگی عہد نامہ چارٹرڈ ۱۸۵۷ء کے مطابق ہوئی ہے
 میں صلح دیتا ہوں کہ وہ برخاستگی جائے بلکہ وہاں مقیم ہی میں یہ صلح اس وجہ سے دیتا ہوں
 کہ آپ کا ملک مستحکم ہے اور وہ فوج وہاں مقیم ہوگی وہ آپ کے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرورتاً قائم
 ہوگی۔ اگرچہ بعض کوئی فوج کشی آپ کے ملک پر حیاں میں نہیں ہے مگر آخر کار آپ کے ملک کی حفاظت
 فوج موجودہ ملک میں مقرر ہوگی۔ اور جب تک فوج آپ کے ملک میں رہے گی اس وقت تک کہ
 حیاں فوج کشی بھی آپ کا سپرد کرے گا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
 اکثر جنگ کا ہوں میں اتنا فی گمی ہی یہاں تک کہ جب اس کے دشمن کی فوج اس سے پس گئی بھی
 نیا دھتھی تاہم اس کی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے۔ اور خدا کی رحمت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
 زور اور برتری اور مجتباب ہوگی۔ مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ میں ہمیشہ مشبد ہا کرتا ہے تو عقل
 و احتیاط متفقہی اس کی ہے کہ ہر ایک مذہب میں ان اوقعہ عمل میں آئے تاکہ نصرت فوج ہماری طرف
 عائد ہو آج بھی معلوم ہو گا کہ کچھ نسبت کمپنی کی فوج میں اور آپ کی فوج میں نہیں ہے اور یہ کہ میری کمپنی کی فوج
 آپ کی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کریں تو

تاجپ کو راجی میر سے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فرج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قضا
 یرا اعتبار علی بنیاد وکیلہ مقابلے میں جہذا اہد جگہ کو پندہ بن جلتے اور مجھو شکستہ بن کتاب خج نہایت
 اس فرج کا منظر دیکھنے کو نکلا اس سے حفاظت ملک مقصود ہوا اس واسطے میں بلاتال صلاح دیتا ہوں
 کہ آپ اس قدر راجی فرج کو بر فاست کرینگے حقیقہ اس لانا کا کار فرج کے قیام کے واسطے کفنی
 ہوگا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ حسب قدر روپہ اس فرج کے لئے عزوی ہو وہ آپ کے ملک میں صرف
 ہو تا ہے اصل مطالب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپ کے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو۔ اور آپ کو اس امر کا
 خیال ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ تمام ملک ہندوستان میں دیکھو فساد اور خرابی ہوئی
 ملک آپ کے ملک میں امن و امان جاری ہے اس صلہ کی ناسیکہ بن اور بہت سے دلائل قومی ہر
 میان ہو سکتے ہیں۔ گمیری راجے بن جس قدر بی زبان کیا ہے اس کا بخیر بھی کم نہیں اور اس سے
 آئی استین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی اس واسطے زیادہ طول و فضا ضرورت نہیں رکھنا۔
 میرا مقصد ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اس خج سے زیادہ کمپنی کا آپکی دوستی اور آپ کے ملک کی
 حفاظت کے باعث ہی ہوتا ہے یہی حلیہ اور جو حساب یہ ہے پاس ہو اس سے ظاہر ہے کہ
 بچاس لاکھ فیض آبادی سکے ہوئے اس طرح ہوتا ہے۔ اسکا رو بہ بہت مطالب صدا علی خان ناہ ثقیف
 اور بدو لوگوں کی تنخواہ اور رینڈٹ مطالب گوشت انگلیں کے اخراجات شامل ہیں۔ اہل خدمت میری
 سکوئی اور بہت یہ کہ اس عہد نامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوّل بچاس لاکھ ہوتی
 نہ لیا جائے گا۔ اور کسی طرح کا معاملہ ہوگا۔ اگر آپ بعد بن کمپنی سے زیادہ فرج طلب کریں گے تو اسکا
 خرچہ واجب اس کے سوا کچھ کو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہر وہ برکت یا رسالہ ہوا بن تو اس طلب کیا جائیگا
 یا دن میں زیادہ کمی ہوگی اسی قدر حساب واجب کیسے آپ کو دلائل کا۔ اس فقرے کے اس عہد
 کے مطالب میں کوئی وجہ اختلاف رہے کی باقی تر ہے۔ بن آپ کو اطلاع دینا ضروری تھا کوئی ہوں
 کہ اگر کسی ضرورت پر کہ تبدیلی اس فوج میں واقع ہو خواہ بلا تیرا دی یا کمی رسالہ و پیادگان کی توبہ
 نہ انکا مانع اسکی نہ ہوگی۔ اگر کل فوج میں زیادہ کمی واقع نہ ہو اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عرصہ
 کچھ زیادہ آپ سے مطالب نہ ہوگا ایک رینڈٹ جیسا اب ہی آپ کے دربار میں رہے گا۔ مگر چونکہ بدامی
 کہیں کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت میں کسی طرح کی مداخلت نہ کی جائے۔ اس لئے احکام
 تاکید رینڈٹ کی نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے۔ اس لئے کسی رعایا کے انگریزی
 کی طرف سے معافی معصوم کی دفعہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کر لے گا حال کلام یہ ہے کہ تمام اشتہام آپ کے ملک کا آپ کے اور آپ کے ملک اور آپ کے ملک کے سپرد
 رکھ کر میں غیر کی مداخلت کا اندازہ کروں گا اور تاکہ یہ امر بلا حجت و قوعین آئے میں صلاح دیتا ہوں
 کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک میں بغیر میرے حکم قطری کے رہنے نہ دیں اور اگر میں کسی کو ایسی
 اجازت یا حکم دوں گا تو اس کی نفل آپ کے پاس بھیجی جائے گی۔ اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت قطری
 کے آپ کے ملک میں جا کر رہے تو آپ اس کو ربروتی اور متحدہ دین اور اگر اس کی طبی ہو تو آپ صاحب رنڈ
 کے پاس جو کمپنی کجباب سے رہتا ہو اس کے ہمراہ رہے۔ بنے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی
 کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان میں پر مشہد عام ہے دیکھا تو مجھے حال و حال لکھنا مناسب
 مقصود رہا کہ چند سال گذشتہ میں آپ کے ملک میں رہنے کے بعد غرضی سے لکڑا استغناء کو نہ
 انگریزی میں کو نہیں جس کے سبب بدنامی آپ کے اشتہام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اس کا اشتہام
 اور سبب پہلے توجہ ادنیٰ اشتہام پر نہیں کی ہے۔ مگر چونکہ دوستی باہم نہ ہو۔ اس لئے اگر آپ انصاف
 کو کار فرامین کو طرفین کی نیک نیتی اور شہرت کا موجب ہے۔ فرخ آباد کے بارے میں عہد نامہ تجارت
 کی شرط چارم کی بنا پر اور انگریزی رنڈمنٹ دہلے اب خواہ عدالت تمام مسئلہ عقلی کے
 طلب کر لیا جائے گا۔ اور بعد اس سنہ کے وہ وہاں نہیں ہے کا اور نہ دوسرا مورچہ کا اس بار میں
 بسبب کے کہ ایک مداخلت اس گورنمنٹ کی اس خلع کے بتدو بست میں حتیٰ میں آپ کی اطلاع دی جاتی
 مناسب مقصود کرتا ہوں کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ کریں گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو
 فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کریں کہ آپ اس علاقے کی آمدنی سے کافی
 روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گزارنے کے لائق علیہ کر دیں گے اور چونکہ مظفر جنگ کی ماں اور
 بہائی دل دلیر خان اور دیب چند دیوان سب نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجہ دوستی ظاہر کی
 ہیں اس لئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گناہ ان کے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ بخیر ہو۔ بیش بہو کی دلیر خان
 کو مظفر جنگ تباہی میں مضرت کرنا ہے اور جو اعتبار کہ دلیر خان براس گورنمنٹ کا ہے اس کی وجہ سے
 اندیشہ ہے کہ اگر اس کی بد سے طور پر حفاظت نہ ہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خلع سے نقصان اٹھائے گا
 اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ وعدہ کریں کہ خاص اول کو کوئی پیش مظفر جنگ کے خرچ میں سے اول کو
 علیہ صاحب رنڈمنٹ کی معرفت دلایا کریں۔ اول حساب کی رو سے جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان
 میں ہو ظاہر ہو تب سے کہ آپ کے ذمے بہت باقی ہے۔ مگر حسب نیت مذکورہ بالا میں نہیں چاہتا کہ
 آپ کو زیادہ دیکھنے کی تکلیف ہو۔ مگر جو ضروری اخراجات ہوں اور ان کا راضی ہو۔ میں اس واسطے

صلاح دیتا ہوں کہ آپ جس تاریخ سے بہ عہد نامہ ڈار پلسے گا آپ اس تاریخ کو تمام قبا یاسے
 تنخواہ فوج جو آپ کے ملک میں موجود ہے۔ اور زمینداری اور نواب سعادت علی خان اور سرور اراک روہیلہ کا
 خرچ اور نیز زمینداروں سے مسٹر اندر سین اور کوہن اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
 حاک ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپ کے ذمے سے لکھو نہ کیا جائے گا جو مطالبہ کہ آئین
 لکھے گئے ہیں اور انکی ماسے میں اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا فی خواہ ہے اور دونوں
 سرکاروں کا دوست ہے۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر مقرر
 ہے اسلئے پتے اور سکوا اور فوائد باہمی کا حوالہ دینا کہ کے بلا تال اور اس سے وہ سب حال جو میری رائے میں
 فوائد طریق کی طرف کے لئے مناسب اور مفید مقدر ہو اکیلا ہے اور میری رائے میں اس سے کہنہ بمنزلے
 آپ کے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپ کی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری اسلئے
 مجھے مناسب تصور کیا کہ غلط فانی اور کسی اس تحریر میں درج کردہ باقی حال معصل حیدر بیگ خان آپ سے
 بیان کرے گا۔ اب اطمینان رکھیں کہ نہایت ایمان داری سے تمام شرائط کی تعمیل اور اصل کمپنی فرمیں
 کروٹھا۔ طلسم ہند میں لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کوڑہ دے کا جو امرت گورنمنٹ کی مذکور تھا
 اور مخون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس شخص کے عرصہ کو تسلی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرف سے
 روانہ کروں اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی مخالفت نواب وزیر کو ہاری طرف سے پہنچا دو۔ تاریخ مطفر میں بیان
 کیا ہے کہ گورنمنٹ نے آصف الدولہ کے تحاقق اس وجہ سے نہیں قبول کئے کہ وہ ولایت میں داخل
 اور اکر آئے تھے کہ میں ہندوستان کے کسی میں کا تحفظ نہیں لکھا۔ اور مخون نے صراحت کے ساتھ
 حیدر بیگ خان سے ان مخالفت کے نہ لینے کا مدد کر دیا حیدر بیگ خان تہوڑے دنوں کلکتے میں رہ کر
 گورنمنٹ سے رخصت ہوئے اور اسلئے سے لوٹے عظیم آباد میں باقی بور کے پاس حیدر وزیر وقت
 کر کے لکھو بھیجے اس سفر میں بہت سارے وہاں حاجات کو دیا تھا میں کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کام میں
 ایک لاکھ روپے صرف کئے لیکن اس سے بھی زائد تباہی تھی۔ اس کا ردوائی کے طور سے نواب
 آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہے اور انکو عیسے زیادہ دولت خواہ سمجھے گئے

نواب وزیر کی طرف سے گورنمنٹ کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنمنٹ کی تحریر کے جواب میں ایک خط لکھی جس میں انکو لکھا کہ آپ کی دوستانہ
 تحریر بہت بخوبی۔ مضمون اس کا بہت ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ حکم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انکی طرف

مداخلت نہ ہوگی اور ریڈیٹ لکھنؤ کو حکیم تاجپوری ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کسی
اور شخص آپ کا تحت کسی طرح کی مداخلت کرنے پائے گا اور میرے ملک کی حکومت سے
اور میرے اہلکار کو مستقل رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر علی
خان نے دہلی سے سامور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور لطافت کے سبب میرے کاموں کے
بند و بستہ کو بے کاباحت ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی میں ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور میں
خوش تھا اب اس کے نتیجے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اور اس قدر شکر گزار ہوں کہ اس کا ایک شمسہ
بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہتے ہیں کہ نواب مرحوم کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے
وقت اور میری دانشیسی اور حکومت کے زمانے میں انگریزوں کی دوستی کامل درمستحکم اور بے ریا رہی ہے
اور اللہ کی غنایت سے آئندہ بوقتوں میں اتنی بر ہوگی۔ اس وقت میں ایسا بڑا میں صاحب علم و خیر خواہ
کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آج میں سمجھتا ہوں کہ ایسے برتر
اردو صرف میری خوش نصیبی سے ہوا اچھا امید تھی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سر انجام پائیں گے فتح مقیم فکندہ کے قائم ہو کر اور جاری رہنے کے باب میں جو آپ نے
تحریر فرمایا ہے کہ وہ شکل سابق قائم رہے بغیر کوئی غور کیا اور سمجھا ماو دیکھ میرے ملک کا بڑا صرف
اس طرح کے سبب سے سال بہ سال ہوتا ہے۔ سابق میں جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بار میں ہوئے ہیں اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت اسی فکندہ کے بعد طے ہوا ہے اس سبب سے
آپ کوئی واقف ہیں۔ بہر حال مجھ کو آپ کی وجہ سے بہتری و بہبود کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اس کا حسن و مفصل حال بیان کر دوں۔ مگر بیٹے سائے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہیں یہ میری
عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اس واسطے اس مطلب کو اس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپ کی مہربانی حاصل کر دوں بعد اس کے آپ مہربانی
و لطافت سے جو مشورہ عام ہے وہ تحریر فرمائیں جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لئے آپ کی رضا مندی اور خوشی کے قائم رکھنے کے لئے میں منظور کرتا ہوں کہ
جو فوج اب فکندہ اور کانپور میں ہے وہ بدستور قائم رہے اور اپنے بہانی سعادت علی خان اور
سرداران روہیلہ کی خواہش اور ریڈیٹ اور دوسرے انگریزوں اور صاحب انگریز ہمراہی
مہاراجہ سیندھیا کے اجازات اور ڈاکا جرح و جرح جو آپ نے بجا اس لاکھ روپیہ مقرر کر دیا ہے
کہ بن دیا کروں یہ بھی منظور ہے اور آپ نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا جرح اس بجا اس لاکھ سے

زیادہ ہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا ہوگا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی
ان دو برگیدہ میں سے یا رسالہ سواران میں سے واپس طلب کئے جائینگے یا زیادہ کی اس فرامین
ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کی کا اس پر اس لاکھ میں سے بھرا ہوگا میں۔ یہ بھی منظور کر کے
دو مہینہ ہی اس سال کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہو کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرمایا میرے
حال پر پیٹنے جس میں میری پیہو دی اور آسائش کا باعث ہوگا۔ آپ کے مہربانی نامے کے لئے
کا جواب دینے نہیں دیا ہے اس وجہ سے کہ میں نے شاہی کتب مندرجہ اس طرح میں لکھیں کہ ہنگو
بس بروقت ملاقات ہر مہینہ دو تارہ گنگو کی جائے گی اب یہ خیال کر کے کہ آپ کے حکم کی تعمیل
اور آپ کی رضا جوئی اس مہربان دوستی سے ہے اپنی منظوری تحریر کی۔ فرخ آباد کے بارے میں
آپ تحریر فرمائے ہیں کہ وہ کس صاف میرے ماتحت رہے گا اور مذکورہ جو ان مقیم ہے وہ خواہ اور
خواہ سن ۱۱۰۰ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخواست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ مان رہے گا۔
اور نہ کوئی اور اس کی جگہ کا مور ہوگا۔ اور آپ حکم دیتے ہیں کہ میں مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش
آؤں اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھوں اور جبکہ مظالم اور قتلہ کو کھڑا کرنا مناسب سمجھوں تو معقول پیش
ذات مظفر جنگ کے لئے مقرر کروں۔ اور ذاب مظفر جنگ کی مان اور اس کے بھائی دل و لیر خان اور
برائے ویب چند جوان سابق نے جو خواہش دل گورنمنٹ انگلینڈ کی بنی کی نسبت ظاہر کی ہے یہ ضرور اسے
کہ کچھ گناہ ان کا ملاد اس مظفر جنگ کے مقرر ہو جو کہ ذاب کی دشمنی اس کے ساتھ ظاہر ہے
اور دل و لیر خان پر گورنمنٹ انگلینڈ کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یا نہ ان پر پیدا ہوا ہے لگا کر اس کی
حفاظت ہونگی اور مظفر جنگ کی وجہ سے اس کو تکلیف ہوگی میں اس کے واسطے کچھ گزارہ مظفر جنگ کی
رہنمائی میں سے مقرر کر کے لکھنؤ کے رزیدنٹ کی معرفت اس کو دلایا کریں میں ان سب امور میں
آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں اور مظفر جنگ کی مان اور دل و لیر خان اور اسے ویب جب کہ رزیدنٹ کی
معرفت گزارہ دلایا کر رہا ہوں۔ اور ان کو حفاظت میں رکھوں گا۔ اس کے ملاقات حاصل ہونے تک
تحریرات سے معذرا اور مسودہ تیار ہوں اس خط کے ساتھ چاس لاکھ روپیہ کی مہینہ ہی
بھیجی گئی تھی۔

حیدر جنگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عرضہ گنجیل کو بھیجا جس کا معائنہ ہو۔ سابق میں
ایک عرضی اپنے لکھنؤ میں پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت میں بھیجی ہے بعضین ہے کہ لکھنؤ میں
گذری ہوگی اب معذرت تحریر و نشانہ کا جواب ذاب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اس سے

امیر الدولہ حیدر بیگ خان کی وفات۔ ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودہ کے انتظام میں مصروف رہا نواب وزیر کا خیر قلب تھا شخص اور تحصیل کا کام خوب کیا رہا بھی راضی رہی۔ مگر فوج و سپاہ میں انگشت نما تاجزارع بخش بن لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے سکلے جا کر ایسا معاملہ درست کر لیا صاحب حکم ذرنگی فاب کے علاقے میں زمین رہا۔ مگر اس قدر خرابی کی کہ سپاہ کی خواہ کم کر دی اور ملک کی جبرگیری نیکی حیدر بیگ خان ایک سال سے صغفہ صوفیہ کے عارضے میں مبتلا تھا۔ مگر دو تین مہینوں سے دسترخوان ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ کھانے پینے کی طاقت باقی رہی ملاح سے کسب طبع نفع نہوا و اول ذیقعد سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں شہنازا مل کا شمار ہوا کشمیری بارغ وقت لکھنؤ میں دفن ہوا۔ تاریخ وفات

زمین جہاں حیدر بیگ خان مازملک سے مرگاہے
سال تاریخ و فاشش بہر عقل گشت رحلت کن ایلر لہو

اسی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد زمین کی خریدار کر کے نواب وزیر کے پاس بھیج دی اور کہا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہیں لین اور چاہیں بخش دیں۔ اکبر علی خان اپنے دونوں بیٹوں کو نواب کے سپرد کر دیا۔ ان کے متروکات میں بیس لاکھ روپے کے قریب نقد زمین خاڑی کے بھی کم سن تھے جو نواب وزیر میں خدات حیدر بیگ خان سے مندرجہ اسٹے دو مال و اسباب ضبط کیا اور اسکی اولاد کو بخش دیا اور اسکی تنخواہ بھی اوس کے بیٹوں پر مندرجہ کر دی۔ طرح بخش میں لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد جہانگیرت رائے کی ذات پر نظم و نسق کا رو پانچا معر ہو گیا جو سابق جن جادون صوبوں کا دیوان کار پورہ انالی و ملکی تھا۔ اور اوس کو وزیر نے بہالاج اور جرج رزدار راجہ گیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ و ہنیت رائے نے خزانے کا کام کرنا تھا اور راجہ ہار رائے نے شکار بخشی گرمی کا کام کرنا تھا۔ گیان پرکاش میں نوابی صفت الدولہ کے منہ کا پر دانیوں کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے بہر راجہ لال رائے الد آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بہلو اتھاس کا بھائی تھا رائے بہادر سنگھ اور چوہا بھائی رائے ہاکلہم دونوں جہاں لال کی رفاقت میں کام کرتے تھے اور کار خانجات کے کاوش پر راجہ اور راجہ بہلو اتھاس جو راجہ جہاں لال کا بڑا دوست تھا خطاب راجگی کے ساتھ سر فرار ہو کر پرتگیزی و روہیکہ شہ کا صوبہ دار رہا۔ اور راجہ ہولاس رائے کہ راجہ گیت رائے کا رشتہ دار تھا اور دارائی و ملکی میں اوسکی وفات پر بھی دار و مدار تھا اس شخص نے امام بخش اور مسجد بنائی تھی۔

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ میں ایک عالیشان امام بارہ تعمیر فرمانا اور محبت اشرف میں نہر لاسنکے لئے روپیہ بھجنا

نواب نے مشائخ مجریہ میں ایک عالیشان امام بارہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر
کرایا ان عمارتوں کی جیتو جیتو ایک سو پچھتر لکڑی کا نام نہیں۔ سب چھتین ڈاٹ کی ہیں۔ امام بارہ کے
کے والوں کا طول ساٹھ گز اور عرض میں گز تھا اور رومی دروازے کی لمبائی چالیس پچاس
گز سے اونچی تھی۔ لاکھوں روپیہ کا قیمتی اسباب امام بارہ میں بچایا گیا اور کاح کا سامان
ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فطرس صاحب کی معرفت طلب کیا۔ مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب
لکھنؤ میں پہنچا۔ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے کہ جس زمانے میں اس امام بارہ کے
تیار شروع ہوئی تو اس وقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر کیا تھا۔ شاعرین
نے اسکی تاریخیں لکھی ہیں یہاں بھی انہیں سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے **و** وزیر ہند خجای
مہند قف جاہ بد ہنر بر خگ حلیو جیان کلاہ کبارہ رفیق گشت بدو توفیق حق بنا کردش بد
امام بارہ گردن بساں شہت آمارہ بد بکوش اہل جہان گفت عقل تاریخش بد رواق عرش
خام آئکہ اظہار و سگر نقر شاہ کر بلا آل بنی ابن علی و سگر نرم گاہ شہید راہ حسدا
و سگر مقام آل سیدہ مقام محمود است و گیان پرکاش کا موقوف آصف الدولہ کی قبر عمارت
کی جسی قبریں کرتھتے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دیہائے گومٹی کا پل بنوایا اور سکی تاریخ صراط
مستقیم ہے۔ باغ اور باغیچے اور صد بارہ دریاں اور نہریں اور حوض اور پانی کے قرائے
اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا قفل بے مثل اور اسی دانت کا سنگ بنوایا اور
نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہری کی معرفت نہر فرات کی ایک نہر خجف اشرف میں

لے اور بعض خوشنویس سے کربلا میں نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اہل المآد کی نظم سے مشہور
نہر حاجی کرمانا ہی مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران بن علی ہی پہلے زمانے میں طوس کہلاتا تھا۔ حضرت علی
رسولی رضا علیہ السلام کا مزار مشہور ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۔

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کے لئے مرزا سن رضا خان اور خواجہ عین الدین
الضاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری
ہونے سے پانی کا نقصان ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فیروز بگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اور اس نے ایک علم دریائے دہلی
کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ بجگو خواجہ بگین یہ الہام
ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم ہو کہ کربلا میں تھا وہ نفلان مقام پر دفن ہی تو ہو سکا
نفلان سے اور اپنے طریق کے چند یقین جمع کر کے اس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور
گہر میں کہ رستم نگہ کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب
آصف الدولہ ہزار ہا ناول ہی شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اس علم کی زیادت کے لئے
فیروز بگ کے گہر پر لکھے اور علم کی زیادت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جو حق
آپس لکھے شیر ثانی اور ثانیان کا جہنم لے فاضل کفی شروع کین جب فیروز نے قضا کی
تو آپس کے پیٹے نے ہی جمعرات کے دن وہ طریق جاری رکھا اور اسکی آمدنی سے اوقات بسر
کر تا تھا عذرو محمد میں زیادہ روٹی جوتی تھی جیلے وہ مکان عام تھا میت کی عمن گہر لی تھی۔
عمارت عالی نواب کسادت علی خان کے عہد میں متبر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے
اور اسکی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ مسکاردین و اہل جوتی تھی رفتہ رفتہ اسکی
آمدنی لاگھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دن اول درگاہ
میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا بزرگان و تماشائی اور شہر کی ہری پیکر
خواجہ عین الدین بن نہیں کچھ جوتی نہیں۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم و زام سے
رہا۔ اب بقول شخص سے کہ آن قدر بے شکست و آن کافی نمائندہ ارباب ملکر ایک ایک
پیشہ میں زندہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش و زینت

مرزا سن رضا خان اور راجہ نکیست رائے کا کلکتہ
کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ کلیٹ رائے کو کلکتہ
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا جانچہ یہ دونوں اوائل شوال سنہ ہجری میں عبد الغفر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے حضرت ہو کر بندہ سولہا ہزار سوار اور دو توپوں کے ساتھ شہر سے باہر نکلے شہر
مقتل بھیڑے اولیٰ کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیاں بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم تھیں
اسی مہینے میں یہ دونوں صاحب اس لاؤشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازی پور
اور جوئی پور کی راہ سے بنارل پہنچے وہاں صاحب رزیدنٹ اور ضیہ الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت عسکریہ کے ساتھ مال سے مرادید اور سبزیجہ مرصع تہا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دونوں علیل تھا۔ اس لئے وہ خود نہ ملا وہاں سے کوچ
کر کے سلع ذیقعد کو دانا پور کے مقتل پہنچے یہاں کے حکام انگریزی پول و فوجی نے ملاقات کی
وہاں سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو گئے کیا عظیم آباد میں باغ جعفر خان الحاطب بہتر
قلی خان میں بھیڑے پھر وہاں سے جلکرا آؤں پھر میں مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن پہنچا
کئے اس مقام میں سرفراز الدولہ نے مافوق محتاجوں اور سیدوں کو بہت کچھ دیا یہاں ہزار انگریزوں
سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی سندھوستانی اودن سے ملے اوہیں خلعت عسکریہ
بھر بہانے روانہ ہو کر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لاؤ کارن و اس صاحب گورنر جنرل
کسی ملاقات میں ہوئے۔ گورنر جنرل نے دونوں کو کمپنی کی طرف سے خلعت عسکریہ دے۔ گورنر
تو وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر ولایت کی طرف روانہ ہوئے یہ دونوں جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظامین بھیڑے رہے اور اس وجہ سے دہ مہینہ تک وہاں رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتہ میں پہنچے تو اودن سے ملکر سنہ ہجری میں ملنے
معاودت کی۔ جہادی الاولیٰ کو عظیم آباد میں پہنچے یہاں تین چار مقام کر کے اور غریبوں کو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کر کے لکھنؤ کی طرف چلے۔ اوائل ماہ جہادی الآخرے میں مقام
بہرائیچ میں آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکھنؤ کو روانہ ہوئے
یہ دونوں ہمراہ تھے۔ جہادی الآخرے روز بخشبہ کو آصف الدولہ لکھنؤ میں داخل ہوئے
اور دونوں کو خلعت فاخرہ دے یہ سفر و مہینے کے عزم میں ابتداء شوال سنہ ہجری
سے اوائل جہادی الآخرے سنہ ہجری تک پورا ہوا۔ دونوں کا گذار بندہ لاکھ روپیہ

صرف کر کے پہرے سوائے اپنی راہ و رسم کے اربابہ کو سب سے کوئی بات نواب کے فائدے کی نظر میں نہ لائے۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علی خان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد میں داغ و نقیچہ کھدیت رکھتا تھا اس تقریب میں نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روپے ۱۰۰۰۰ تین لاکھ روپیہ کا تیل جلایا تھا ہزاروں نفری گھڑے ساجی بن گئے۔ اور آرائش کی سلیبان معقیش دیوالہ و تہامی سے آراستہ تھیں یہ تمام سامان دولت خانہ سے سج کر چار بار نکلا کہ درمیان میں تین کوس کا فاصلہ ہو گیا۔ کیان پر کاشی بنی کہا ہے کہ آتش بازی تہا شانیس تیار کرائی ایک ستم کا عتبارہ تھا کہ آسمان میں بطور تارے کے جاتا اور ایک گہری آگ وہاں جھڑتا دور رو یہ تھا شریک لڑ لویا اور برجن سے آراستہ کئے تھے۔ سات روز تک چڑن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام خیرین بہت گران ہو گئے۔ غلام و تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر بیچ گیا۔ بیویا راون گئے بوبارے تھے۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکھ روپے لگے تھے۔ نواب مظفر جنگ بس نواب صدقان بکیش والی فرخ آباد اور محمد علی خان و بیگم نواب حسین اللہ خان اہلی ماہیو بھی ایک ماہ پیشتر سے مہیاں کرتے تھے۔ موزون نے آصف نامہ کے آفرین ایک مثنوی اس شادی کے حال میں لکھی ہے اور ابن تاریخ یون موزون کی ہے

ازین عقیقہ و لم شاد شد و دم کرد موزون فرط طرب
زمین مال تاریخ راہول طلب و بیک بہت گفت و تاریخ نغز

ماہ عمدہ گھوڑوں و بیوہ پرانہ کی صحبت کی پہچان کے واسطے نشان لکھا دینے کو داغ کہتے ہیں اور تمام جانوروں میں سے جانچ کر عمدہ جانوروں کے چبانے کو لکھتے کہتے ہیں۔ ۱۲
فرنگی کتاب شاہجہان نامہ مضمون شریعت اور دلائل میں کو رہیں۔

سخن را بر آورد و مازپوست مغز بہ دہی ہیمت یا رب این عقد را کہ کرد از دل خلق واعقد را
 نزوئے وفاق و رزق و داد و کہ کمتر چنین اتفاق افتاد و دگر سال تاریخ آمد کبکست و
 قرآن دو کوب بہرین شرف و اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر عثمان
 سے چوٹا اور مستثنیٰ تھا مرزا جھنگی کی بیٹی سے شادی کی۔ اس میں روپیہ کم صرف ہوا غرض کہ
 نواب کے عہد میں ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف میں خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
 کے کسی کو کسی سے کام تھا۔ ہر روز عید اور ہر شب بھارت تھی۔

نواب وزیر کی افغانہ رامپور خرمائی

نواب یحییٰ اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علی خان
 ۱۷۰۰ء کو شہرستان بھری کو مسند نشین ہوئے ۱۳ محرم سنہ ۱۱۹۱ ہجری کو اسٹران فوج نے اون کی
 میٹھی ناچ کو شہی بد مزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو محروح و معزول اور قید کے
 اونکے چوتھے بیٹائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا۔ جام جہان نماین لکھا ہے کہ جبکہ
 استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بکالت صاحبزادہ مصطفیٰ خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
 روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے منصوبین ہوا
 تو وہ بہت برہم ہوئے اور رامپور کے اسٹران فوج کو لکھا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کر کے یہاں
 پہنچا دو ورنہ تم لوگوں کو سخت سزا دی جائیگی اور معظمت کہتے ہیں کہ نواب آصف الدولہ نے نواب علی خان
 محروح کو ڈاکوؤں سے علاج کرائے کے لئے لکھنؤ بلا لیا تھا۔ اس تحریر کے پہنچنے ہی اونکے سب
 مخالفین نے صلاح کر کے اونکو مرداؤالا۔ اور اونکی تجویز و تکلیفیں کے بعد نواب غلام محمد خان نے
 ایک محضر تیار کرایا جس کا بیضون تھا کہ نواب محمد علی خان نے غیرت کی وجہ سے نیکو مار کر خودکشی
 کر لی جو سب کو اونکی آرام گاہ میں ایک فیروادیکھا تو وہ مرے بڑے سے غم اور یہ بھڑا ایک
 عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بھیجا اور اپنے چوتھے بیٹائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
 میں جواب دہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا۔ فتح علی خان لکھنؤ پہنچا ایک باغین مقیم ہوا۔
 دیوان جھاد لال کے ذریعہ سے جس کو اس عہد میں بڑا رسوخ حاصل تھا گفتگو شروع ہوئی
 مولوی قدرت اللہ خان نے جہاں نماین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
 فتح علی خان کو غائبانہ لکھا بھیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکھ کر اپنے ساتھ متفق

کر کے جہان بلا لومین ہم کو ریاست دید و دنیا مگر فتح علی خان نے کسی مصالحت کی وجہ سے یہ بات
قبول کی رو بہیکہ ہندوگر پٹن میں ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
انھوں نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مگر چری انگریزی رنڈیٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اس کا بیان ہی کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونوں اس جاگیر
کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ یہ جاگیر اسکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامہ کے مؤلف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفالت کے مقاصد کو نا منظور کیا
وہ نظم یہ ہے

کہ ناگہ بدر گاہ گردون مبر	زمر و برادر کش آمد سفر
کہ پوزش گران گناہش غود	برابن آستان عذر و عاوش تود
از بن در غود عفو چرخش مگر	جرمانہ پذیرفتہ کوہے از د
ہرین استان سپہ اقتدار	ولے قاصدش رائشد لعل دار
پذیرائش عذر آن ارشد جود	کہ سرزد چنین جان ناحق ازو
نہ انگیز آن عذر بجاشنو بد	کہ مرضی دستور عظم نبود
بطبق شخصیت سجدہ رسول	نگر دید عذر گناہش قبل

مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یا دکار تولفہ منشی امیر احمد مانی اور شمس الملک دکار احمد صاحب
کی تاریخ ہندس ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو پیش بہا تحائف
بھیج کر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض میں جو میں لاکھ روپے نذر آ
کے لیجئے نواب آصف الدولہ تو کچھ ہنرمندی سے ہو گئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ ہندوگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا۔ جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجر بھری کذاب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب احمد کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ ہندوگناہکار ادبے گاہ دونوں کو ہوتی ہے۔
نواب غلام محمد خان معذور اترتھے۔ مگر جو فاعلان اوسکے ہاتھ سے ستر سیدہ تھا اوس پر
ظلم توڑنے کا کیوں ارادہ کیا۔ سو اس کے نواب فیض اللہ خان کے حق انتظام اوس کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تھا اور نواب اودہ کا ملک دہران اور شاہ اسو ملک کو ایک
 ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تھا جو نکلہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وسط
 اور ضمانت سے تھا اسلئے اس پر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کے نواب ملام محمد خان سے
 ملک نکال لے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سردار برٹن ابراہیم بی فرخ آباد سے انگریزی فوج
 لیکر ایل لہسے کے اندھا دے واسطے روانہ ہوا۔ اور منظم جنگ نامہ دو جوا میں کہا ہی
 کہ اوس کے ساتھ کاپور کا کبھی بھی تھا۔ عداد السہادت میں لکھا ہے کہ انگریزی فوج میں دو بلشٹن
 گورنرول کی اور بارہ بلشٹن تلنگون کی اور دو رجٹ ترکسواروں کی تھی اور منظم نے انگریزی فوج کی
 تعداد جو وہ ہزار بتائی ہے جن میں سے سات سو گورے تھے اور تین سو سکھری میں انگریزی
 سپاہ کی تعداد پندرہ سو لہا ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کر کے اوائل ماہ
 ربیع الاول ۱۲۵۴ ہجری میں الہ آباد سے لکھنؤ کو آئے اور یہاں تین مقام کر کے رام کونجاں کو
 کیا اوکلی فوجوں کے عجیب و غریب نام میں جو بعض شاعران نے نظم کے میں میں اوکو یہاں
 لطف کے لئے بیان کرتا ہوں۔ دہر دہانی۔ فتح پور۔ نہنگ۔ شمشیر پور۔ جہاں کار۔ ملک پور۔
 فتح تار۔ اجگر۔ خود بند۔ کھنڈو ہاتی۔ کرک پکلی۔ سر جو۔ گہن گرج۔ شکر دل۔ فتح لشکر
 صف شکن۔ ویرہی۔ جہانگیری۔ حدری۔ سلیمانی۔ بھلہ پوری۔ فتحاب۔ جہاری۔ انگریز
 شتر مال۔ کرناں۔ ہتھالی۔ امین سے سر جو بہت بڑی کوٹ یعنی الماس خان خواجہ سرا بھی
 اناوے سے فوج بکر حلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر میں بہت سے امر اور افسر تھے
 ہومان سنگھ، کیتان، ہرمار سنگھ، دول سنگھ۔ بہوانی سنگھ اور سالار جنگ کے دو دون بیٹے اکبر
 وقاسم علیخان اور عبدالرحمن خان، منڈھاری اور مرزا شرف الدین اور مرزا حسن وضا خان
 اور مرزا داروغہ۔ جیب خاص اور راجہ ہولا اور راجہ ملہا سارے اور راجہ گیت ماسی اور راجہ
 دھبیت راسے یہ سب امر اور افسر ساتھ تھے سید ولی اللہ نے تلخ فتح آباد میں لکھا ہے
 کہ منظم جنگ میں فتح آباد بھی سمراہ تھا۔ اور انگریزی رزبدنٹ جیری صاحب بھی نواب وزیر کے
 ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج میں دوسری الماس گنج میں تیسری سلطان
 گنج میں چوتھی باون میں۔ پانچون سری گنج میں۔ چھٹی شاہ آباد میں۔ ساتون شاہانہ میں
 آٹھون قرب تلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزل میں کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی۔
 اور دواں نیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ لگاؤں نے اس فتح میں شریک ہوئے

لی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس جڑواں کی خبر پہنچی تو انہوں نے
 بھی جاری کی اور بہت سی حدیہ سپاہ بھرنی کر کے بریلی کی جانب کوچ کیا اور حید خان کو
 ایک ہزار آدمیوں کے سلسلے کے ساتھ رامپور کو بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد
 عمارت السجادات میں ۸۵ ہزار سے ۷۰ ہزار تک بتائی گئی اور لکھا ہے کہ توپوں کے علاوہ بالوں کے
 بھی کئی چمکڑے تھے اور منتخب اعلیٰ درجہ کے سپاہی اور روسیہ کے گزیرین پچیس ہزار
 بیان کی گئی۔ اور عام جہان مٹا میں تیس ہزار ذکر کی گئی۔ اور معظمت نے صحیح عدد بتائی ہے۔ اور اسکی
 روایت کے موافق سرحد ہزار آدمی تھے جس میں ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ نیرو زمین
 نہ ہی لڑی تھیں اور چالیس شتر تال ستین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
 سلاطین بودین ہوا اور یہاں انہوں نے سپاہ کو تنخواہ میں اسٹریٹجی تقسیم کی۔ نواب صاحب نے
 اس مقام سے جہل انگریز سمیٹ کر لکھا کہ آپ درہمان میں بڑے نواب وزیر سے ہماری صفائی کر دی
 جبریل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہتے۔ جب ان کے نصف الدولہ یہاں آجائیں گے۔
 تو میں صلح کرادونگا۔ مگر حقیقتہً نواب فیض اللہ خان کا یہ دیر سے ہاں پہنچا دیا جاتے
 اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے نہ بڑھائیں۔ جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہنچا۔
 تو افسران سپاہ کو جمع کر کے کہا کہ لہسنے ملک کے دوسرے سے آگے کو قدم نہ بڑھانا چاہئے
 خدا جانتا ہے گا کہ سب کام میں درست ہو جائے گا۔ مگر وہ ہیلہ سرداروں نے جواب دیا کہ انگریزوں
 کی بات کا اعتبار نہیں جرائیں صاحب نے یہ بات صرف اس واسطے لکھی ہے کہ ان کی خوشی
 و برہمادہ کی فوج بھی آکر مل جائے اور دونوں فوجیں ملکر جنگ کریں اور سب سے پہلی مادی دی
 کہ صلح کو آگے بڑھنا چاہئے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ
 بہائی اور تینوں جن من نظام علیخان، رفیع علیخان، حسن علیخان، برہائی من انگریزوں کے پاس
 پہنچ گئے تھے۔ کوئٹہ انہیں سے ہر ایک ریاست کا اسدوار تھا اور انگریزوں خفیہ عہدہ بان
 کر رکھتا تھا۔ اور ان کے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان، کریم اللہ خان، اور قاسم علیخان اور ان کے
 ہمراہ تھے۔ بلکہ ایک ن ایک اور لڑکا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو
 پہنچ کر لائے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاش لی تو اس کی کمر میں سے کئی خط لکھے یہ خطا معین
 ان کی طرف سے جہل ایرکرمی کے نام پر تھے۔ ان کا مضمون یہ تھا کہ آپ اگر جنگ نہ کریں
 تو ہمیں دیکھا جائیگا۔ روپیہ اسی وقت ان افسران ملک حرام کے دیر و نہر چڑھ گئے۔ مگر یہ

میں پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سن کر لشکر سے ٹھکر جھٹل کی طرف بھاگ نکلتے تھے۔
 روہیلون نے اوکڑی دہرے لوٹ لٹو۔ نواب صاحب بہت متحیر رہے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
 اور اب وہ ہر ایک کو شہنشاہ دیکر کہنے لگے کہ: کی غرضی اس جنگ میں شریک ہونے کی بہت
 چلا جاتے میری طرف سے اسکو اجازت ہے۔ اور حکم دینا ہو رہا ہے میری طرف سے کسی پر
 بٹھاؤنگی فوج تین روز میں میر گنج پہونگی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دو جوڑہ کو عبور کرنے لگی
 انگریزی فوج بھی بریل سے آگے بڑھ کر اوس سو سات میل چھان کی طرف سکھ کے بل کے
 پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شہنشاہ بھی باپنچزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوج کے علاوہ
 جنرل ایر کر مٹی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خاں ملک سے کرج کر کے دو جوڑہ کو عبور کر آئے
 تو اوس نے ناخوش ہو کر نواب غلام محمد خاں کے سفیر کو جو انگریزی کمپون موجود تھا بلا کر کہا کہ
 نواب صاحب نے یہ اچھا نہیں کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
 ہو گیا۔ اوکڑی لڑائی کا بندوبست کرنا چاہئے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب
 نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دو سو سے دن نا بھتی پر سوار ہو کر آگے کو بڑھے
 اور موضع بہنورہ کے کھیرے پر اوکڑی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
 دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اس فتح گج (دیان گج غزنی) کہلاتا ہے۔

مقابلے میں روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا
 مگر آخر کار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کیا یونین

پناہ لینا

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء مطابق ۲۸۔ بیس الاول سنہ ۱۳۳۷ ہجری روز جمعہ کو سکھ کے مغربی کیل سے
 پر دن غلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گہوڑے پر سوار
 ہو کر نواب غلام محمد خاں کی فوج کا تار ہاویا تو معلوم ہوا کہ اوکڑی فوج موضع بہنورہ کے
 میدان میں پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان میں تھوڑا جھڑا جھٹل بھی ہے جو کسی قدر راہ لگی
 جماعت کو چھپاتے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اس واسطی انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پہلے کا حکم دیا۔ دن ختم ہونے لگے انگریزی فوج نے اپنا کام شروع کیا نواب علامہ محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوج نے آگے بڑھ کر جنگل پر قبضہ کر لیا اور دونوں طرف سے توپیں چلنے لگیں اور نواب کی فوج میں سی ہاں بھی چھوٹے فنگے استامین انگریزی فوج میں سے کپتان رافٹری کو ہندوستانی رجمنٹ (درگسداون) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر کپتان شکوریا تو اس حکم کو بھول گیا۔ یا بجا نہ آیا۔ کہ اس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب بھیر دیا اور سنا بیچہ یہ ہو کہ رجمنٹ ڈیوٹا انگریزی فوج کے محاذ میں ہو کر گذرا اس حالت کو دیکھ کر نوح خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سواروں کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کر کے کپتان رافٹری کو پوری شکست دی اور اسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کپتان کب تک قتل ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا دایا بازو توڑ ڈالا شکست پائی جماعت انگریزی کب کی دایاں طرف بھاگ کر آئی۔ یہ لوگ توپوں کے سامنے بھاگتے ہوئے آ رہے تھے اس واسطی انگریزی بھاگے ہوئے رسالوں اور باقی ماندہ باقیں بازو کی فوج کو غصہ تھا کہ ان اور راجپوتوں نے دوبارہ درست کیے صحت آرا کیا۔ لیکن روپے غل باندھ کر انگریزی کپتان کب کی قتل اور تلوار اور نیو اور ہندو سے مر جانہ دار رہنے لگے۔ انگریزی ملازموں نے بھی سیدھے ہاتھ سے تلوار اور باقیں میں سائیکس لیکران لوگوں کا خوب مقابلہ کیا۔ عمارت مساجد میں لکھا کہ دروہلوں تلنگوں کے سر اڑاؤ اور شروع کئے آگے زور دست و بازو کی یہ حالت تھی کہ میں آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اس کے گڑھی کی طرح دو ٹکڑے کر دیے اور اگر ہندو کی مال پر برہمنی تو اس کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوج میں اس سرے سے اس سرے تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگوں پر بھی آگے بڑھے کہ جہاں کہہ رہے تھے وہیں کہہ رہے کہ کھڑے کئے قدم نہیں بٹا با ازانی اس کے قریب ٹھہرے اور کچھ اس سرے اور صف میں تھا کہ کھڑے کئے اور کچھ اس سے زیادہ مار گئے جن کی لاشوں کو ایک خندق میں ڈال دیا گیا دیا ہوا اور مقتول تلنگوں کی تعداد دو ہزار بتا رہے تھے بڑے بڑے یوزین اس کے کئے ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل فائرنگش کی باوجود زمین ایک ہجرت کنندہ کر کے دیا بیٹھ گئے تھے ہیں (۱) کرنل جارج برنگٹن (۲) سیرٹھاس باٹن (۳)

کپتان جان موتی (۴)، کپتان نارنگیلند (۵)، کپتان جان مروتی (۶)، نصیبت
 آیت ریو کنگر (۷)، نصیبت آیت منڈ ویز (۸)، نصیبت ولیم منگسن (۹)، نصیبت جاسٹ
 ریچارڈسن (۱۰)، نصیبت جان بلر (۱۱)، نصیبت بزیج (۱۲)، نصیبت ولیم آریل -
 (۱۳)، نصیبت آیت وریو کنگر (۱۴)، نصیبت فائز وریو کنگر (۱۵)، نصیبت جیمس بلگر - انکے
 سوا اور بہت سے بلوچین اور ہندوستانی جو بڑے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔
 نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آکھل انگریزی کشتہ کی باؤکار کا بہتر نصیب سے مع انہی بہاؤ
 اور نصیر اللہ خان ابن نواب عبداللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
 ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
 ہاتھ پر سوار کھڑے ہوئے اس لڑائی کا نشانہ دیکھ رہے تھے اور ہونے لگے کپتان راغزی کی
 رحمت کی شکست دیکھ کر قبل از وقت فتح کے نفاذ سے بچا رہے تھے۔ مگر مقصد سوار ترک سواروں کو
 تارے ہوئے انگریزی کپٹن گھس گئے تھے اور کوئی لکٹ ہوئی اور وہ پنجان جو لشکر انگریزی
 میں گھس گئے تھے لوٹ میں مصروف ہو گئے تھے کہ بچا بک جرنل ایرکریبی نے گوردیکی بلین اور
 چارلوپن اور پوتے دو توپن پٹھانوں کی سیدھی طرف گہرا کر دیا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ تلنگ کو
 جمع کر کے قلعہ باندھ دیا تھا۔ شاید اوس مقام پر گنوں کا کوئی کہیت ہوگا جس میں بلین گندی تھی
 کیونکہ منتخب معلوم میں لکھا ہے کہ انگریز کی ایک بلین گنوں کے کہیت میں پہلے سے چھپی ہوئی
 بیٹھی تھی اور تاریخ مغربی میں بیان کیا ہے کہ کپٹن فتح انگریزی تھی وہ آگئی اور معظم کا
 قول ہے کہ یہ بلین ایک نامے میں بیٹھی ہوئی تھی جسے اوس میں سے نکال کر ان لوٹنے والے
 یہ پٹھانوں پر بند و قون سے گویاں برہما میں اور توپوں کے گراں اور گولے مارے کہ تھوڑے
 ہی عرصے میں پٹھانوں کا چڑھا ہوا زور ایک دم ایسے کی مانند اورت گیا اور بہت سے روہیلے
 توپوں کے منہ کا نالہ ہوئے اور پنجان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریز کی میدان میں آگئی
 سے جو خان کے سینے میں گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوئے بلند خان کے سر میں دو گولیاں
 لگیں اور ٹہنڈے ہو گئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلوں نے
 منتشر اور متفرق ہو کر ہانگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہاوری باقاعدہ جرات کو نہ پہنچ سکی
 اس منچا سے میں محمد عرفان بڑو بھٹی اور اونکے دو بیٹے عبداللہ خان اور محمد یوسف خان
 عرف حبشی خان مارے تو نہیں گئے مگر زخمیوں سے چر ہو گئے۔ بہتوں کے میدان کی فتح

انگریزی فوج کے نصیب میں لکھی تھی انجام کار دروہیلوں کا کل شکست ہوئی اور کوئی بیٹھان سیدنا
 میں باقی نہ رہا مگر اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کا لڑائی جو باہنجر آدیوں کے قبضے کے ساتھ
 ناب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سہری بہاؤ نواب غلام محمد خان سیو ظاہرین
 سوانی تھا اور باطن میں مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دھاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان
 خلیک سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن عطا ہو جو بہان ٹھہرے یہ سننے ہی
 رخصت میدان میں بہاگ پڑ گئی اور ایک دم میں میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے
 ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہ گئے جن کے اصرار سے نواب صاحب نے
 بکھی جھجھوٹ کر میدان چھوڑا اور راہپور کی طرف چلے راستے میں بھاگے ہوئے اور سردار
 علی یکم بیج آٹائی منسلک پجری ایک شہزادہ کو نواب صاحب راہپور میں داخل ہوئے اور تمام خزانوں
 اور جنگیات اور بچہ کو لیکر بہاؤ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایا سے راہپور میں سے بہت سے شرفا
 اپنی عورتوں اور بچوں کو لیکر اور دھری کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر
 راہپور سے نہیں نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام ضرور بیٹھان بہاؤ کے ایک گہاٹے میں
 بہ بہاؤ دشوار گزار جگہ غشی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام میں اختلاف ہے۔ انتخاب دگا
 میں امان دانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلطی اور حرام بہان نماین انکا فاجہ برین پناہ گزین
 موناؤ لیا ہے۔ عباد السعادت اور قیصر التواریخ و منتخب معلوم میں لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان
 نے ریہرک طرف پناہ لی تھی۔ درمنظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگ نامہ ہے یہی بتا
 ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے

رہ دامن کوہ را برگرفت چمن آن بہار گرفت پختن مقامی بہ ربہ بند کہ یکجا شود نہ خلیک
 بہ آنگاہ با اتفاق پلہ بدو کان درہ گرفت جا پناہ نہ بدھا کہ دریا آن دورہ بود دم تیغ او برقی کن جو کند
 گرفتہ ان در موعجل کہ تانا یاد از شمع سل خلیل با اور عباس خان بداس شخص خلف زیارت خان نے
 اپنی سوانح میں لکھا ہے کہ میں نے لاہور میں یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ خلیک میں پناہ
 لی تھی۔ عباد السعادت میں نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام تھا جو لکھا ہے
 ۱۔ یہ لفظ اس کتاب میں ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ایرکس نے دروہیلوں
 جو نانگ تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولوں کی لاشیں کاڑنے کے واسطے جنرل مذکور
 ۲۔ ایک دروہیلان قیام کرنا پڑا۔ اور انہی بریلی کو بھیج دئے۔ لکھے۔ اب لکھا کہ وہ لکھا

حال سنے جو تلہ میں مقیم تھا کہ جو قوت میدان جنگ میں لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ
 کے پاس اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے عبدالرحمن خان قندھاری اور غلام
 کے رسالوں کو کرنل مارٹین کے ساتھ جکا خطاب مشرف الدولہ تھا اور فوج آصفی کا
 سب سالار تیار روانہ کیا۔ اور او کی عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوتے اور جہاؤلال
 کو کھچ دیا کہ میدان جنگ سے جو خبریں معمول ہوں وہ ہم کو دہشت پہنچتی ہیں نواب آصف الدولہ
 ابھی کٹرہ لڑائی خان میں پہنچتے کہ آدھی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو
 مستحکم ہوتی فتح کی فوج میں جھوٹے لکین جہاؤلال کو ضلع رحمت ہوا۔ انگریزی فوج اس
 مقتولنگی لاشیں دفنانے سے فارغ ہو کر سرگنج کو چلی گئی۔ اور سبھو نادر حاکم بریلی کے
 ملازم بخو خان اور بلند خان کے سرکات کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے
 بریلی کو روانہ ہو چکے تھے لائے کیڑے کے بل کے پاس سوار ہی پہنچی تھی کہ شہر سوار
 بخو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکھائے گئے اور وہاں ہو واپس
 لا کر فتح گنج کے کیڑے میں دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا
 اور جنرل ایر کر بھی کو کھلا لیا کہ اب ہمارے پیچھے ٹکڑے کے کو نہ بڑھتے۔ جب نواب آصف
 الدولہ کا گذر میدان جنگ میں ہوا اور پٹاؤن لگی لاشیں پڑی کہیں تو راجہ جہاؤلال کو
 حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان میں پڑے ہیں او کی لاشیں دفن کر دینا چاہیے۔ جب وہ
 بہادر علی اس خدمت برستیں کیا گیا اوس نے کشتوں کو جمع کر کے دفن کر دیا اور جنوں
 کو جنوا کر مرہم سخی کے لئے جرح مقرر کیے جب وہ تندرست ہو گئے تو ہر ایک کو مکان تک
 پہنچ جانے کے لئے حزب دیکر روانہ کیا گیا

انگریزی اور آصفی فوجوں کا رویہ یوں کے متعاقب
 میں امن کو کی طرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور
 ہو کر اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دینا۔ اور قید
 ہو جانا۔ آخر کار رہا ہو کر گنج کو جانا

۲ آصف الدولہ بریلی سے کوچ کر کے میرنگھ میں انگریزی فوجی آفسے یہاں سے دونوں
 نوجوان نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہنچا تو راجہ جہاؤللال
 نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی حفاظت کے لئے ایک ٹہن مقرر کر دی تاکہ کوئی شخص سیاہ
 انگریزی یا آصفی میں سے رامپور میں گھسکر کسی کو لوٹے کہہ سکتے ہوں اور حکم شادی کیا کہ کوئی
 لشکر شہر کے اندر نہ جائے۔ لواب آصف الدولہ کو کسی کے کنارے مقام کیا اور یہاں
 دو دن دولت قیام کر کے تیسرے دن لواب غلام محمد خان کے تعاقب میں کوچ کیا۔
 یہ فوجیں رہبر تک پہنچیں اور میدان چھپن نہیرین۔ مولوی غلام جیلانی رشتہ در منظم میں
 کچھ ہیں

دراختا دو اسبہ برہمہ رسید بمیدان ٹہن کبیں آرسید
 مگر وہ سہیون۔ لے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹہن کو پہلے ہی لوٹ کہہ دیا
 تباہ کر دیا تھا۔ انگریزی فوجی نے وہ سہیون پرست کچھ گولہ باری کی لگاؤ لگے مورچے لے
 محفوظ تھے کہ وہاں مطلق نقصان کا اثر نہ ہوا۔ جبکہ متفقہ اعلان سے یہاں لائے مورچے
 ہرنہ ہو سکے تو انگریزوں نے لواب غلام محمد خان کو خبر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئے
 اور صلح کر لیجئے لواب موصوف نے جواب دیا کہ جبکہ پہلے سے صلح کا خیال تھا اب بھی جانب سزائی
 کی اجازت ہوتی تو ہمارے کچھ بھی مقابلہ نہ ہوتا۔ اگر آپ عہد و پیمان کر لیں تو میں آپ کے پاس چلا آؤں
 انگریزوں نے اس خبر کا یہ جواب دیا کہ آپ پہلے کہنے چلے آئیں یہاں آئے کہ بعد رامپور
 متنازعہ فیصل ہو جائیگے۔ لواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی چٹکی کیفرض جو
 اپنا ایک سفیر انگریزی کب میں روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
 سفارت ہر پھر اللہ خان ابن عبداللہ خان حلف لواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور لواب
 آصف الدولہ کی طرف سے جہاد لال لنگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے لواب
 غلام محمد خان کی طرف سے اطاعت کا اعلان طابہ کیا۔ جہاد لال نے آصف الدولہ کے پاس
 جا کر یہ بات بیان کی لواب آصف الدولہ نے اس دینے کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہے
 کہ ریاست بر لواب غلام محمد خان کو قائم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہیں کیا گیا اسلئے کہ

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ درنظم من لکھا کہ اس سفیر (نصرت اللہ خان) نے نواب غلام
 محمد خان کے پاس واپس پہنچ کر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہیں۔ مگر یہ
 نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کر سکیں۔ لکھنے کے بعد انہوں نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ جب نواب
 غلام محمد خان اس میں جواب کو باکرا سید براری ہی مایوس ہوتے تو وہ سنوں نے مقابلہ
 جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اسٹریٹیاں تقسیم کیں اور مدھل مکہ نے سپاہ نظام
 کیا کہ راجہ کھنن کے پاس اپنا ایک پلچ پہنچا دوس سے استدعا کی کہ وہ بدھاروں کو حکم دیدے
 کہ ہمارے لشکر میں رسد پہنچاتے رہیں۔ راجہ نے اونکی استدعا قبول کی۔ اور روہیوں کے
 لشکر میں رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا۔ اور بہت سا غلہ سپاہوں کے موہن میں آگیا۔
 آصف نامے میں لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے قابو میں نہیں آتے
 اور ہماری تدبیر کارگر نہیں ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزوں سے صلح کر کے یہ چھوڑ
 کیا کہ یہاں سے فوج کو آگے بڑھنا چاہیے تاکہ بہٹا نو پیر عرب بڑے ذخاں سے فوج
 آگے بڑھائی گئی۔ اور بہار کی تلی تک اور کھنن تک گیا۔ انگریزی لشکر کے لیے نواب آصف
 الدولہ کی فوج کے آگے ٹھہرے ہوئے اور نواب کی فوج کی لپٹ برطرف جنگ کی سپاہ تھی۔ مگر
 روہیلوں کے لشکر میں اس بات نے کوئی اثر اس بیدار کی۔ بلکہ انگریزی لشکر میں ہلکا سا
 بات کا خوف رہتا تھا کہ وہیلے ذہن پر کوئی حملہ نہ کر بیٹھیں یا شب خون ماریں اور ہمارا بھی
 شدت سے انگریزی سپاہ میں پیدا ہو گیا تھا۔ نواب غلام محمد خان نے اس مقام پر لشکر گناہ
 کو ایسا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سر نہ ہوسکا تو ناچار انگریزوں نے فوج کو واپس
 سر دارون کو حط لکھے کہ تم یہاں چلے آؤ تمہارے قصور معاف کئے گئے۔ جب نواب غلام محمد خان
 کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر میں تفرقہ بردازی کی فکر کر رہے ہیں۔ اور وہاں پہنچنے
 میرے افسر کو حط بھیجے ہیں تو نواب نے عہدہ دارون سے دو خط طلب کئے اور اول سے خبرواہ
 تھے اور انہوں نے توپیں خریدیں۔ مگر منافقوں نے نہ دیکھا ہے۔ خط کے آنے سے انکار
 محض کیا۔ نواب نے دیکھ کر خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
 و غاد و غیب کی فکر میں ہیں تو یہ مناسب سمجھا کہ تنہا تقدیر مخالف کے لشکر میں جھک کر اس کے
 رحم برائی جان کو ہوڑ دیا جائے۔ اور انگریزی کپ میں چلے جائے گا قطع کیا۔ جام جہا
 میں لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کپ میں چلے جانے کی دو وجہیں تھیں

ایک تو بہاؤن کے پاس رسوخم ہو چکی تھی۔ دوسرے اپنے افسران لشکر کی خبر فرمائی ہیں
 فرنگ دیکھا نواب صاحب نے اول صیدخان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراد علی
 کو ملے کر لین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وہ عدلیہ
 مگر ملک لینے کی نسبت کوئی عہدہ بیان نہیں کیا۔ اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری
 صاحب نواب صاحب کو لاسے کے پیچھے جا میں۔ اور ایک قرار نامہ جرنیل صاحب کے پیش
 لکھا گیا اور وہ مہرون سے بچنے ہو کر صیدخان کو دیا۔ حوا سے نواب صاحب کے پاس گیا
 نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ حضرت خالکو سمجھنا
 چاہئے میں انگریزی لشکر میں جاتا ہوں۔ ضیاء الدین افسروں نے اولیٰ اس رائے کو ناپسند
 کیا اور مسئلہ دیا کہ آجکے زمانہ میں اندیشہ ہے۔ اس عرصے میں اسکاٹ صاحب
 کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے
 ساتھ روانگی کو طیار ہوتے عمر خان بڑو پنچھے اور نواب کے چہرے نے بیانی کریم اللہ خان
 ساتھ ہونے سیاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا۔ اور کہا کہ اس معاملے میں
 تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں۔ میرے والد نواب حفیظ اللہ خان کا معاملہ بھی
 انگریزوں کے توسط سے طے ہوا تھا۔ اور وہ انگریزوں کے لشکر میں چلے گئے تھے اور پھر
 اب لڑائی کو ختم کر دینا ہوا کام مگر مجھ سے کیا۔ اور بنیر کریم کے قرار نامہ کے اسکاٹ
 صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ عہدہ اسعادت میں لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری
 صاحب کی سفارش سے ملک لینے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے۔
 اور ان کے کپ میں مہر ہے۔ اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک نے صفا لالہ
 اور گورنر جنرل میں اور یہ دونوں اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسے بیڑہ
 اپنے بہائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آمین عدالت کے خلاف ہے۔ نواب غلام محمد خان
 کے انگریزی کپ میں چلے آنے کے بعد حضرت اللہ خان بہت سی جیت کے ساتھ فریاد
 مقام میں جو اس کوہ میں تھا بھیج رہے۔ اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغا بازی نواب
 مراد علی کے ساتھ کی جائے تو میں ادھر سے ہنگ کو مستحق ہو کر زور و آلون۔ اور نواب

آصف الدولہ چری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بجالا کر دین
آصف نامے میں بیان کیا کہ آصف الدولہ نے انگریزوں کو صاف صاف کہہ دیا کہ میں

نواب غلام محمد خان کو ملک نہیں دوں گا۔ اور تاریخ مطہری میں نوکر کیا کہ نواب نے جنرل
ایرکریسی کو عند الملاقات چندا شرفیان نذر و کہا میں جیسے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھی

معاملات ضروری کئے بارے میں چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس حق
میں جانے کے لئے رجعت کیا جو انکے ٹھہرنے کے لئے تیار تھا جب وہ اوس میں پہنچی

تو ملکوں کی تہوڑی سی فوج ہمہ گیر نظر بند کر لیا۔ جب نواب نے اپنے باب میں کچھ سوال کیا تو
ایرکریسی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی ہین پہنچے گی۔ بہر حال اس کا

سامان ملے گا۔ مگر ملک ہمیں مل سکتا۔ اب نواب صاحب کے ہاتھ چارہ کچھ نہ تھا مجبور تھے۔
محافل کے قبضے میں آگئے تھے۔ وہ انہوں نے اپنی فوج میں کہلا بھی کہ میرے اہل و عیال

اور خزانے کو میرے پاس پہنچا دو اور تمام اپنا ہتھیار و اسلحہ کر دیا تاکہ وہاں سپاہ کو جو ضرر
پہنچی فواوس نے عبدالعین خان سپہ دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کر کے مقابلے پر کراہا دیا

اور جنگ کی آڑ میں سے انگریزی لشکر پر ہندو فتن مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے۔
نواب غلام محمد خان نے انگریزوں کو کہا کہ حقیقت خزانہ وہاں موجود ہے وہ ریلے تلف

کر دیتے آپ سمجھو یا عمر خان کو چھوڑ دیں تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپ کے لشکر میں آئے
انگریزوں نے غلام محمد خان کو تو نہ چھوڑا۔ عمر خان کو چھوڑ دیا۔ جبکہ عمر خان نے لشکر و سپاہ

بہن کر انگریزوں کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر میں پہنچا دو۔ تو وہ سپاہیوں نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے حق میں جان بانی ہو اب نہیں

کرتے اور عمر خان کو بھی روک لیا۔ عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے۔
عمر خان نے انکو واپس کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ مجھے بھی سپاہ روہیلہ نہیں چھوڑنی۔ انگریز

یہ خبر سنکر مشتعل ہوئے اور روہیلہ سے افغانہ کو کہلا بھیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور ہم سے جنگ کر لے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہاں چلے آؤ۔ نصف

ملک تمکو دیا جائیگا۔ مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو راکر کے چارے
پاس پہنچا دو۔ سپہ انگریزوں نے کہا کہ وہ رہا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق بار ستیز اور ملکوں کے دشمن کیا جاتے گا۔ البتہ نواب کا لشکر تہا

مرضی بھی جس کو منظور کرو گے ہم اسکو مقرر کر دیں گے۔ مگر جو لوگ غلام محمد خان کے برا خواہ تھے اوہنوں نے اس طرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیر و بندہ و ق سے تنگ کر کے لگے انگریزوں کے یہاں پر مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہاں موجود رہیں گے روپیے اپنی ہٹ سے باز نہ آئیں گے۔ اور یہ کی طرف بھی مائل نہ ہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو آدھی رات کے وقت باغی بریگھٹا کر بہت سے سواروں کی حراست میں اوکو بنارس کی طرف بھجوا دیا۔ جام جہاں نمانین لکھنؤ کی جگہ انگریزوں نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقص عہد کیا تو اوہنوں نے اسدعا کی کہ میری جگہ میرے کسی بھائی کو مسند نشین کر دیا جائے۔

انگریزوں نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس میں اپنے عیال و اطفال و اعزہ و اقربا کو چھوڑ کر اور انگریزوں سے یہ اقرار کر کے کہ رام پور کو نہ جاؤ گے تاج کا غم کیا۔ ۱۶ سوال سننے لگا بھڑکی کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے۔ اور کچھ دنوں وہاں رہ کر کلکتہ کی طرف جہاز میں بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا۔ اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ماہ رجب سن ۱۲۱۱ ہجری میں کابل پہنچے اور وفادار خان سے وزیر سے زمان شاہ نیر احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ خلعت فاخرہ اور نام الملک مخلص الدولہ مستحق جنگ بہادر خطاب پایا۔ یہ واقعہ ۲۰ شعبان سن ۱۲۱۱ ہجری کا ہے۔

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہو جانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے واپس آئے گئے۔ اور ان کے مورچوں کی طرف بڑھا اور دھر سے پٹنہ بھی متقابل ہوئے بندوبست مارنے لگے۔ چونکہ روہیلے ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزوں کی طرف سے اوکو کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا اسلئے ان کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ آخر بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکھی جائے۔ مگر سپاہ بابر لڑتی تھی کہ اٹنا سے جنگ میں انگریزوں کی طرف سے سفید جھنڈی جنگ بند کر دینے کی علامت کے طور پر ہلائی گئی۔ بعد اس کے انگریزوں کی طرف سے ایکیا لپی اس معیتوں کا خط لکھ کر روہیلون کے پاس گیا کہ یہ صورت ابھی نہیں سب اعزہ و اقارب مختارے راہبرین موجود ہیں مخالفت کی

صورت میں اونکی داستان سہرا ہے۔ اسلئے بہتر یہ کہ لڑائی کو موقوف کر کے لواب کا خزانہ
 بیان ہو۔ لواب احمد علی خان بہمنیوں کی ریاست تھا۔ جس کو تم نامتہ سچو پر کر کے
 اسے نائب و محض ریاست بنایا جاتے تھے اس تحریر کو دیکھ کر تمام سرداروں و سپاہیوں جمع ہوئے
 اور مشورہ کیا کہ لواب غلام محمد خان مخالفین کے قبضے میں آئے اور بخارنا ہونا معلوم ہو چکا ہے
 سب ہم یہاں محصور ہیں ہر طرف کی تکلیف اٹھانا ہے۔ میں اور یہاں کی آپ و ہوا نہایت خراب
 بہت سے روپیہ تپ و لرزہ اور اسہال کی بیماری میں مبتلا ہیں جو اور طاقت کو مجھ
 نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن داتا ہوا ہمارے مورچوں میں گھس آیا تو تمام عزت و ناموس ہرا
 ہو جائے گی۔ بہتر یہ کہ انگریزوں کی ٹیم کی قسم کھجائے۔ اور لواب نصر اللہ خان کی نیت
 کے لئے اسے عاکلی جائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلوں نے انگریزوں کو کھلا پہنچا کہ چلو
 آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور چار دیویش ہے کہ یہ مختار و نائب ریاست لواب نصر اللہ خان
 مقرر ہو جائیں آئیں جو زبانی پیام دیہے اوس مضمون کو تحریر کر کے اور بختیاری کی قسم سے
 فرما کے بھیجے گا تو ہم سارا اہل اندھ بھی آپ کے پاس بھیج دیں اور اطاعت کو حاضر ہو جائیں گے۔
 انگریزوں نے روہیلوں کی درخواست کو بموجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دو مہرے دو لواب
 نصر اللہ خان عہد نامے کی تکمیل کے لئے انگریزوں کے پاس چلے آئے۔ لواب آصف اللہ
 نے لواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی راہبوسے لشکر میں طلب کر لیا تھا۔ مگر اپنے بڑے
 یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر نہ جائیں۔ جتنا بڑا موقع تھا
 کے گھائے میں نہ چھا دی الا وہ سبقتا چھری کو عہد نامہ میں نہ لے لیں آصف نامی میں
 جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افغانہ لکھا ہے جس سے سلسلہ چوری چھلنے میں اس میں ایک
 عدد کی مشقی ہے۔ اسلئے کہ وجہ اکی لڑائی سبقتا چھری مطابق سبقتا چھری میں ہوتی تھی
 اس عہد نامے کی اسے بہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان لواب نصیر اللہ خان مرحوم کا ہوگا
 فوج روہیلہ و سکوا انتہہ کبھی کے لئے کر دی گئی۔ اور بعد حوالے ہو جانے خزانے کے
 لواب آصف اللہ لہ اور انگریزی کبھی کی فوج میں بہان سے روانہ ہو گئی۔ اور فوج روہیلہ
 منتشر اور متفرق ہو کر جہاں چاہے گی جلی جائے گی۔ اور لواب احمد علی خان کے
 سال کی عمر کو پہنچنے تک نصر اللہ خان بطور مضمون ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
 ہو گئے۔ لواب احمد علی خان کو بعد چار دیویش کی طویل میں زیادہ سے زیادہ ۶۰ سال

مہول منت رہے۔ اوکئی محترمین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہیں۔ بعد اس کے
 آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۲۵۔ جمادی الاول کے کوہ پل کی طرف روانہ ہوئے
 جب وہ فوج لشکر سردار مہر نگر کل گئے تو تمام پٹھان رامپور میں آکر آہستہ آہستہ گھر و زمین آباد
 ہو گئے اور فغانان رہا ست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
 نے سامنے پھریلی کو چلے گئے۔ وہاں ۷۔ جمادی الاخریٰ شمسہ پجری مطابق ۳۰ دسمبر ۱۱۹۹ھ
 کو تقبیل علیہ نامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہد ناموں میں عہد نامہ تہیدی کی انتہی مخالفت کی
 گئی کہ آپس میں تو تیرا نہ نواب فیض اللہ خان مرہم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
 یہ نہ پا لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر یا مہور کے
 اور بیٹوں کل حقوق صیقلی وغیرہ ملاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔
 جہاں اب بنین سندھان کے بیٹوں نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان ناسب ہو گئے تو انگریزوں کو
 کہا کہ ہماری تنخواہ ناقص ہے کہ یہاں ہے۔ تاکہ نصر اللہ خان بھر قائل نہ رہیں اسلئے اوکئی
 تنخواہیں بھی عہد نامے میں داخل کر دی گئیں۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جب قدر تنخواہ
 اپنے بیٹوں کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اس سے زیادہ اوکئے درمیانے مقرر
 کئے۔ ۱۰

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اوکئے امر کو
 خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف
 مقرر کر دینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودہ کو روانہ ہونا

عظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخریٰ شمسہ پجری کو اپنے دربار میں نواب
 احمد علی خان کو طلب کر کے ایک خلعت عطا کیا جس میں ایک زین و ستار اور ایک ٹوپی اور ایک
 سرسج اور کھنجر اور موتون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ماٹھی اور
 بالکی مٹی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر
 ریاست رامپور کے بانیس ارکان دولت کو طلب کر کے اوکئے بانیس خلعت عطا کئے۔ اور نواب

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی حلفت مرحمت کئی تو اب نصف اول نے آمدنی ریاست تہ
 خراج کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذواتہ خالص سے سالانہ معارف کے
 لئے ایک لاکھ روپیہ نصراً اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ جس علی خان فقہ علی
 و نظام علی خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتہ ہزار روپیہ اور بیعتہ بہتہ
 وقاسم علی خان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ
 اور احمد یار خان ابن محمد یار خان بستر نواب علی محمد خان مدہا اور مصطفیٰ خان ابن الیاء خان
 حلف نواب علی محمد خان روپیہ کے لئے یکس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان غلام حافض عثمان
 کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور نکبات کے معارف کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ سالانہ
 اور نواب غلام محمد علی خان کے بیٹوں کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ سالانہ محمود علی متا و معارف علی
 چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ سنہ ج کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند
 خراج تیار ہو کر نصراً اللہ خان کو دربار میں دیدہ بایا۔ و جمادی الاخریٰ سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو نواب نصف اول
 مع فوج انگریزی کے اودھ کو چلے گئے اور نواب علی محمد خان اور ان کے اہل خاندان اور
 افسران فوج رامپور کو روانہ ہوئے۔ ۱۸ جمادی الاخریٰ کو نواب لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ حسب ان
 نواب کا داخلہ لکھنؤ میں ہوا تمام جوک اور دوکانیں درہ کمال میں دھڑی سے نقش و نگار کے ساتھ
 آراستہ کی گئی تھیں غامی اور خوشاب کے حقان دوکانوں میں بچھاڑے گئے۔ اور پہلی جیکرینڈیاں
 سرے بانوں تک زیور اور گران ہا بوشاکوں سے آراستہ ہو کر بیٹوں پر گھونٹن ہلکے تر
 بھینس اور تماشائیوں کا کچھ ویا زابین جو جم تھا نواب نے روپے اور اشرفیان محتاجوں اور
 ارباب نشاط کو بخشیں۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی مختاری کی تاریخ اسطرح سوزن کی پس
 منوہ ای تاریخ کہا، قبال دجاہ ۱۸ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۱۸۰ ہجری
 از بے تاریخ این فتح سین ۱۸ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۱۸۰ ہجری

نواب مظفر جنگ و الی فتح آباد اور اسکے ساتھ سلطان اودھ
 کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اس کا جانشین مقرر
 کر سکے تھے آصف الدولہ کا فتح آباد کو پہنچنا

نواب مظفر خٹک ایک کمزور اور ناتجربہ کار جو ان آدمی تھا اس کے ملک میں سے الماس بلجھان
 عامل امام نے مقبضہ بہرہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا۔ ہر گنہ حافظ نو اور سوچ ہمیشہ
 تاراج ہوئے رہتے تھے۔ قریب کے گھاساں اور ترنہ کے محصول کو نواب وزیر کے دفتر میں
 نے بہرہ دہی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا، دہانہ نوئی مستقل حکومت کمی برسوں تک نہیں ہی
 نواب صفت الدولہ اور ادوکی نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیدنٹوں اور فکڈ ڈھ کے ملکوں کے
 حاکموں اور نواب مظفر خٹک اور اس کے بیس نائبوں نے ہاری باری سے دست اندازی کی
 اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب ادوہ کی دست برد سے بچانی تھی
 اس نواب کا ملک طول میں ۵۰ میل اور عرض میں ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے
 دس لاکھ روپے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر خٹک اور آصف الدولہ کے درمیان کشمکش
 میں یہ عہدہ بچان کر دے تھے کہ نواب فرخ آباد اور سدر بہار رکھو جو ریاست کے کاموں کو کرکو
 اور نواب ادوہ ایک پلیٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد میں ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
 و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر خٹک آصف الدولہ کو دیا کرے۔
 اپنے عہدہ ریاست کے اخیر حصے میں نواب مظفر خٹک نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد کی تخفیف
 لکھنؤ سے حاصل کرنے میں بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایک مہتمم مان گیا لیکن اس کی
 کوشش نے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ اس شخص کے ہاتھ سبج گیا جس کو وہ بھرتن کرتا تھا کہ
 آصف الدولہ نے روپیہ پکڑا دس کو قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس
 مسئلہ میں اس کی جان بچانی تھی۔ نواب مظفر خٹک نے ۳۸ برس کی عمر میں ایک خفیف علامت
 کے بعد ۲۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا۔ زینرینے کا شبہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر
 لیڈن رزیدنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد میں
 گئے۔ جہاں لال نے جہاں کہ فرخ آباد میں بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا فرخ آباد اس راہ پر
 لایا کہ مظفر خٹک کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو نہرو دیکر ہلاک کیا ہے۔ سندس بیٹے
 لائق نہیں مناسب بہنو کاؤں کی جگہ دو کراہیا ادا حسین بغیر خٹک جو عاشق محل کے بطن سے
 تھا منہ نہیں کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افغانہ نو سنس آباد لے
 جو شریک دولت دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ انہوں نے نواب وزیر کی مدد طلب کیا سمجھ کر
 معتمدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی بیٹی تھی راجہ جہاں لال کی پاسداری کی وجہ

سند مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراتہ بگم پہلی زوجہ بدکاری اپنے بہائی ابن الدولہ کے
اپنے بیٹے دلاور جنگ پسلمین الدولہ کو جو اس کا بیٹے تھا پیش کیا۔ زمینیں تقابلی سے نواب
آصف الدولہ کی توجہ اور بہائی حامل کرنے کی کوشش کی آخر وہ نزاع بذریعہ مصالحت
کے طے پائی جس کے بموجب نواب بغیر جنگ جلاوت ۳۱ یا ۳۲ برس کا عتاقا بنگلانی ابن الدولہ
جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو چھاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مل جائے اور وہ سرے
معاملات میں الدولہ اختیار تمام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے بجرم زہر خانی ثابت ہو جو
لکھنؤ میں جلاوطن کیا گیا۔

سرفراز الدولہ اور راجہ کچھیت رائے سے نواب کی ناموافت
ہونا جھاؤ لال کو سلطنت کے کامیاب مداخلت کرنے سے
انگریزوں کی طرف سے مالعت ہو جانا۔ چہری صاحب کا عہد
ریڈیٹی سے تبادولہ۔ علامہ تفصل حسین خان کا عہد سفارت
کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست ۱۱۰۰ کا حال رو بہ زور چڑھنا جانا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا روموہ قومن سے ادا ہوتا
تھا۔ اگر کوئی پڑا ہوا زمین ادا ہوتا تھا تو اس کے لئے قومن لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے نہیں
ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑھتا جاتا تھا۔ صدر بنگ خان کی رحلت کے بعد سرفراز الدولہ اور
راجہ کچھیت رائے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جہاں پہلے سرکار کچھیتی کا نواب دہر کے نام سے مشغول رہ رہا تھا
وہ سکی دھو سے سود میں پیش لاکھ روپیہ سالانہ اتنا قرار پایا تھا۔ ان دونوں کا تقاضا اہل شہر
اور ماطون سے رہتا تھا۔ آخر کار کچھیت رائے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصروفیت کی
سببیت لکھ کر گورنر فیضی کا خط نواب وزیر کے نام اس معصوم کا دستخط پا کر اتنا زیادہ روپیہ مصروفیت

بن بن راسکال خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عرص خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
 کام آئے نواب وزیر اس صندوق سے تار گئے کہ یہ آفیش فروری ملکیت راسے کی ہے ورنہ انگریز
 کچھ ہمارے صاحب نہیں اسوجہ سے راجہ ملکیت راسے نواب کی نظرون ہو کر گیا۔ اور اوس کے معزول
 کرنے پر آادہ ہوت۔ ملکیت راسے نے ایک فرزند مہاجان ستر کے قرضے کی عداوی چھتر لاکھ
 روپیہ قاسمات کی خزانہ سے لکھ کر نواب کے صاحبہ میں گذرانی اور عرصہ کا اس کا سود باعث
 غنمان سرکاری۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کا عذات کی جاتی بہت کم تھی ویکہر تہات ہر افروختہ ہو
 اور غضب میں آکر راجہ جھاد لال کی طرف مخاطب ہو کہ کہا کہ جب تک حیدر علی زندہ رہا ہے تو
 حساب کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص منوجہ اس کام کی طرف ہوں تو یہ کار پر دواز
 لوگ جو لاکھوں روپیہ بنے حقوق کا لیے ہیں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاد لال خاموش رہا
 جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اور وقت جھاد لال نے عرصہ کیا کہ راجہ ملکیت راسے
 ستر کے مہاجنوں سے سامنے رکھتا ہے۔ اور بھیجتا ہے خزانے کا داروغہ یہ وہ ملکیت راسے
 کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اس قدر قدرت حاصل ہے کہ چاہے نہ جانندی کی عمارت
 تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاد لال کو حکم دیا کہ
 مہاجنوں کو اپنی جو بی بی بیاراجہ بھجان کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور اسے بالکلام
 امین محاسبہ کا ہو۔ عرصہ بہت ہی گفتنیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکلام حل کیا یہ لاکھ روپیہ
 مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصروف تھا۔ اس جرم میں جھانڈا خزانے نے عہدے سے علیحدہ
 ہوا۔ اور یہ کام بھجان کو دیا گیا۔ جب ملکیت راسے نظرون سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے درجے سے
 مشر جہری صاحب رزیدنت سے مل چلا۔ اور ساسا جنبانی کی۔ نگہ کوئی بات سود مند نہ ہوئی۔
 جب وقت راجہ ملکیت راسے نے بھر کا غفلت درست کر کے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیدنت
 کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوان اور پیشا رہی کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
 کا دل اوس سے اب بھی عداوت دودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیڑھنے بھی مانتھن کہ ورت آگئی۔
 رزیدنت نے نواب کو سترہ دیا کہ کتنی گرتی کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہوا
 بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ملکیت راسے سے نہ سرتا ہے اور جھاد لال صاحب میں رہے
 اور باہر کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے۔ یہ اور پھر خرچ خزانے کے کام پر
 رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے مات ہو تم کو جھاد لال خبر خواہ پر نظر

انتخابات لازم ہے اور ملکیت داسے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہے۔ مگر سر فرزانہ الدولہ کو ملکیت داسے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے اسے کا غناات گندرا سیدہ ملکیت داسے کو جعلی قرار دیا۔ اور سر فرزانہ الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے حسبے نام لکھ کر خاطر کی وجہ سے جی گری نصیب ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جہاؤ لال کو مرزا جعفر اور راجہ ملکیت داسے کا عزل منظور تھا اگر کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور سہ چہری صاحب بن عین پیدا ہو گئی۔ چہری صاحب نے چہری سے رزیدینسی لکھنے پر مقرر تھا نواب نے نہ جان منور صاحب کو رزیدینس کو چہری صاحب کے نہا نے کے لئے لکھا اور ہونے سے اول کو اووہ سے بنارس کو بد لیا اور وہاں محکمہ اعلیٰ حاکم اعلیٰ کر دیا۔ اور چہری صاحب کی جگہ مشرکین جو بنارس میں مقرر تھا ماہ بیچ الاول سالہ چہری مطابق سہ ماہ کو اووہ کا رزیدینس مقرر ہو کر آیا۔ اور گورنمنٹ نے نواب صاحب الدولہ کو تحریر کیا کہ آپ کی خواہش کے مطابق چہری صاحب کو لکھنؤ سے علم کیا اب مناسب ہے کہ جہاؤ لال کو آپ کسی کاروبار ملکیت میں مداخلت نہ توین۔ اور سکو مصلح کہیں۔ مگر نواب وزیر نے جہاؤ لال سے لطف و کرم کم نہ کیا۔ اور جہاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی خدمت مشرکین رزیدینس سے مواظقت اور صفائی چاہی۔ مگر مشر چہری ایسی قبائیل نہ لکھا گیا تھا جو رزیدینس کے مصالح کی اصلاح ہوئی۔ فضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت ملکیت قرار پایا وہ ملکیت کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوہند نام قوم ناگرہ اس سفارت پر مامور رہتا موقوف ہوا۔

نواب آصف الدولہ کی داوی کا انتقال

نواب خجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خاں کی بیٹی تھیں اور ہنہن نے فیض آباد میں انتقال کیا یہ بیگم عجیب دہلی بہانی تھیں یہاں تک کہ سکھ بچن نامہ او کی نوڈھی اور ککے خزانے کی کلید دار تھی جبکہ سکھ بچن کو روہیہ کی ضرورت ہوئی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روہیہ کے نوڈھن کو روہیہ نے کا حکم ہو جائے اور ان سے اجازت لیکر پتیلیاں ۲۰ بہن روہیہ کی حیدر ضرورت ہوئی روہیہ نے لیتی اور شام کے وقت پھر پتیلیاں ۲۰ اس نے بہن کو کھکر

بیکم سے عمن کرتی کہ آج اسے ۔ دہلیہ ہو بہا میں خٹک ہو گیا بیکم صاحبہ اس دروغ کہہ سچ بیکم
 کہی فرحت مست نہیں فرماتی تھیں ۔ بیکم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپے کی آمدنی کی جاگیر عہد شاہ
 شہنشاہ ہندوستان کے ہاں پہنچی اور جو جاگیر غلاب سعد خٹک اور جماع الدولہ نے ادا کیے
 لئے معز کی تھی وہ حد اچھی ۔ اور ادا کیے خزانے میں نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا
 اور جو اہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھوں سے زیادہ کا ادائیگی ہاں تھا غلاب وزیر نے
 اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیڑھ لاکھ کے حاکم سرا و غیرہ کو جو غلاب کی اطاعت سے گریز کرتے
 تھے زنجیر و طوط پھانسی کھال دتہ ۔ سے جھڑکی ۔

راجہ جھیا ولال کی سرکار وزیرین خیر خواہیان اور انگریزوں کی
 طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش میں عظیم آباؤ کو جلاوطن
 کیا جانا۔ زمان شاہ ابدالی کی چڑھائی کے حیلے اور اودھ
 کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد میں
 سپاہ فراہم کرنا

راجہ جہاؤ لال نے منشی غلام قادر خان مہر منشی رزیدٹ کا تھوڑا سا ہمارا پلے ہر دست تسلط
 سلطنت کے ساموں میں در لڑ کیا اور سرداران سپاہ اور غلاب کے عزیز و اقارب اور غلاب برہان املاک
 اور صفر خٹک کے سپہانڈوں کے بہت سے معارف کم اور موقوف کر کے ایسی بخت سپہ آکی کہ
 ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنوں کا جو راجہ ملکیت رہے کے وقت سے سلطنت کے دوش ہو گیا
 الا داتا ادا کیا ۔ اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپے لیکر ب انگلینڈ کا قرضہ بیاق سید
 اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھ برسوں پر قسط بند کیا ۔ اور اس کے سوا کچھ نہ نقد بھی
 خزانے میں جمع کیا اور غلاب کے امور فغانی میں بھی خیر خواہیان کیں ۔ غلاب وزیر اکثر زبان سے
 نہ پایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ملکیت اسے نے ہمارا گھر بہاؤ کیا ۔ جہاؤ لال

پھر ہر فوقایم کیا اوندکوا اپنے وزیر سن رضا خان اور راجہ گیت رائے سے قلبی گفتگو کی اور کوہ
 اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جاننے تھے جہاؤ لال پر مرتھے تھے۔ اسی کو بنا وزیر بنانا
 چاہتے تھے۔ اس منظور کی خاطر سے انہوں نے وزارت کا کام ظاہر میں اپنے ماتحتین
 لیا اور حقیقت میں اوسکو دیا جہاؤ لال نے جس طرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کیا
 گورنر جنرل اور انکی کونسل سے موافقت پیدا کر کے۔ بلکہ جو کچھ اوسکی باتھ سے توہین آیا ویا کچھ
 خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤ لال گورنر جنرل اور انکی کونسل کے ساتھ
 صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے دیرہ نامہ دیباہ کا پٹی کے مرہٹوں سے شروع کیا
 اور جو لڑکا جہاؤ لال کا بچپن کا لطف کے بطن سے تھا اوسکو بہت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منفق
 کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی بہت بہادر کے فرزند کے ساتھ کر دی تاکہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو
 اور ایک بیٹی محمد بنی خان کے ساتھ منفق کی۔ یہ شخص مرگ تو راقی شاہ جہاں آبادی تھا اور
 رامپور سے عمر خان بڑھو بھگے کو ہلا کر نواب کی سرکامین نوکر کیا اور سنو رختاکہ نضر اللہ خان کو
 نواب احمد علی خان والی رامپور کے عہدہ نیابت سے موقوف کر کے عرفان کو رامپور کا نائب بنایا
 تاکہ افغانہ رامپور اور قواریان شاہ جہاں آباد اور مرگن کا پٹی کی ملت ضرورت کے وقت کام
 آئے اور جبکہ زمان شاہ نیر احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آمد کی خبر منہور ہوئی تو راجہ جہاؤ لال
 نے یہاں سے شاہ کی خدمت میں نیا دسندی کے خنبہ پیام بھیجے اور اسے موافقت چاہی
 اور قلعہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ منہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودہ پر چڑھائی کریگی
 تو قلعہ آباد میں پناہ لی جائے گی اور جہاؤ لال نواب وزیر کو صلح دینا تھا کہ حصہ و ملکیت سے قطع
 باہر کہیں یہ تمام چیزیں کونسل کلکتہ تک پہنچیں گورنر جنرل اور انکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤ لال
 نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس جملے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر
 اور ہرج کرے گا تو ہم تدارک کریں گے قلعہ آباد میں انگریزی فوج سے کرنا شروع کی جبکہ زمان
 شاہ کو اخبار دیا جہاؤ لال دولت کے عرائش سے دریافت ہوا کہ اوں کے سونے بہائی
 محمد نے جبکہ وہ بہت دیکر گشتان کے بہادر کی طرف بہتا آئے تھے۔ بہت کی طرف
 سرکھلا سے تو زمان شاہ قندار کی طرف لوٹ گئے۔ گورنر جنرل کا قلعہ آباد میں فوج کے
 جمع کرنے سے یہ تہا کہ لاکھوں کی حالت کی اصلاح کریں۔ نواب کے ملک میں انگریزی سپاہ بڑھتی
 جاتی تھی۔ واریس نہیں ملنے کے وقت میں ایک برگتہ سپاہ بہتی تھی۔ لارو کاسن وائس کے

مانے میں دو برگیڈ رہنے لگے اور نواب کی مالیاتی اور بد انتظامی کے باعث سے کمی پونے
 کی ہو کر بچاں لاکھ روپے اوپر لے جانے لگے اب اس طرحی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ
 نواب میں نہ خودیافت تھی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگرچہ چوتو
 یہ سودا سفت تھا کہ ملک کی حفاظت شیر ذکی سپاہ سے اس کی ہر تھانی آمدنی میں ہوتی تھی
 اس سے زیادہ کیا سودا سستا ہو سکتا تھا۔ ۲۲۔ اپریل ۱۷۹۶ء کو لوٹ ڈاکٹر کرڈ
 گورنر جنرل کو لکھا کہ بمبائل میں جو دو برگیڈیں ہندوستانی سواروں کی ہیں ان میں دو اور رجمنٹوں کا
 اضافہ ہو اور سرکار کیسے کا خرچ نہ بڑھتے۔ اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجھا یا جائے کہ وہ اپنی
 نکلے سواروں کو قوت کر دین۔ اور ان کی تنخواہ کی بچت سے ان سواروں کی تنخواہ کی تنخواہ دیا کریں۔
 جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو ان دنوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔ مارچ ۱۷۹۶ء مطابق
 سلسلہ ہجری میں۔ جہاں شور گورنر جنرل نے علامہ فضل حسین خان کو ساتھ لیکر کلکتے سے
 زمان شاہ اہلالی کے مذاکرے کے لیے من کو بھجوا دیا۔ اور بنارس میں آئے۔ اور یہاں سے بھی
 انگریزی فوج اور حاکم کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے۔ نواب وزیر نے استقبال کر کے ملاقات کی
 دو مطلب گورنر جنرل کے تھے۔ ایک یہ کہ سواروں کا خرچ نواب نے ذمے لیں۔ جس سے
 وہ قطعی انکار کر چکے تھے۔ دوسرے انتظام ملک میں اصلاح کرن گورنر جنرل کا کہا خالی نہ گیا۔ اس
 شام کے بارے نواب نے مان لیا کہ اگر اس شہرے پنج لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو
 تو ایک بے حجت گورنر سواروں کی اور ایک سو سہندوستانی سواروں کی بڑھانی منظور ہے۔ گورنر جنرل
 اور آصف الدولہ دونوں کلکتہ سے ملی۔ ان کے کوثرہ گئے تھے۔ جبکہ زمان شاہ کی واپسی کا بل کی
 خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال سلسلہ ہجری میں وزیر سے رخصت ہو کر بنارس کی طرف روانہ ہوئے۔
 چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب سے کہا کہ اگر وہاں کو جسکی ذات سے
 معفہ ہو۔ انہی ان کے نگہبانی کی انتہا نہ بڑھائی ہو تو ہمارے حوالہ کریں۔ نواب سے
 اس وقت میں کہ عالم مجبوری تھا ہجرت ہے۔ چہ بن نہ چڑا کہ راجہ بہاؤ دلال و حوالے کیا۔ گورنر جنرل

۱۷۹۶ء۔ انصاف نواب کی شان میں منہد۔ رسم عہدہ سمجھانہ میں مندرج میں ۱۲۔ ۱۷۹۶ء دیکھو تاریخ
 مشی بہار صاحب۔ ۱۲۔ ۱۷۹۶ء۔ یہ لغو تھی و فارانند صاحب کا عطیہ ہے۔ ۱۳۔
 ۱۷۹۶ء دیکھو تاریخ مسقطی ۱۲

اوسکو عظیم آباد میں بھجوا دیا۔ اور پانچویں روز پہ ماہوار مقرر کر دیا۔ اسی زمانہ میں غلامیہاں عمارت بنوائی
اور ہمیشہ قریب داری رشتے مختلف سے کرتا تھا۔ سترہویں جن بستر بیماری پر قضا کی اور
انتقال کے وقت اپنے دفن کے لئے وضع اسلام وصیت کی اوس کے خلفات اور منشی و
کاتبہ مال تھا کہ جبکہ لکھنؤ میں رہتا تھا تو کہا جاتا تھا کہ اوس کے اوس فرزند پر جس
کہا جاتا تھا کہ ایک طرف رو بہ سلطان طاعین میٹھیں اور ناچتی گاتی تھیں اور دوسری جانب
سندھ کھانا کھانے میں مشغول ہوتے تھے۔ غرض کہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تھا۔ اوسکو
چند بیٹیاں تھیں طاعین سے تین جن میں سے ایک بیٹی نواب شریف علی خان کے خاندان میں
سرزادہ مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ بچن طاعین کے بطن سے جس قدر
اولاد تھی راجہ جہاؤ لال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام تر حصے پر منحرف ہوئی۔ کیونکہ
کوئی جیسا مقوم عورت سے نہ تھا۔ بچن جہاؤ لال کے بعد چند مدت اسے بالکرام سے متفق
رہی اس وجہ سے اوسکا دریاہ جاری رہا۔ پھر اوسے وفات نے بعد ان دونوں میں نزاع خیف
پیدا ہو گئی۔ اس عرصے میں بچن نے انتقال کیا۔ اور اسے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤ لال کے
نہجہ ترک لباس کیا۔ جہاؤ لال کے بعض بیٹا مندوں نے انگریزی سواروں کا توسل پیدا کر کے
اپنے اندوختے سے اوقات معمولی مقرر کر کے اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی میں راجہ
بالکرام کے جہاد افون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھ کے نام سے کار انگریزی کیلئے
بجالت رہے۔

سلطنت لکھنؤ کی نیابت پر فضل حسین خان علامہ کامور ہونا

عظیم آباد کی طرف جہاؤ لال کی روداد کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت
کام پر سوز مرزا من رضا خان سے کیا جائے۔ اور پانچویں اور بولانی کا کام راجہ نکیت سے
کے سپرد کیا جائے۔ نائب وزیر کا مزارع جہاؤ لال کے جائے کی وجہ سے نہایت افسوس ہوتا
اور ہندون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہیں وہ دونوں مخصون کو نیابت آؤد بولانی دینی منظور ہے تو میں
عقاب غایات کی طرف روانہ ہوتا ہوں میںب بھی دوسرا پیدا کرنا چاہیے، نیز تبدیل لباس
کرے گا۔ یہ جواب شکر گورنر جنرل نے مائل کیا کچھ دنوں اہل منبر کو الماس علی خان جہاد سرا
کی طرف نیابت کا اعلان کیا۔ مگر گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخر کار گورنر جنرل کو

سفارش و سوار سے سے نواب: میرے تفضل حسین خان کو جنگی ذہانت اور یاقوت ہرگز نہیں
کو بڑا اعتبار تھا سلطنت کے کام نے نے مقرر کیا۔ اور وہ حکمت سے مخلص ہوتے۔ تفضل حسین
خان نے اکبرہ اللہ خانی معرفت سرفراز الہ دہ سے پاس یہ پیام سچا کہ بیٹے بہت ساحل جگر
کہا یا تھا کہ کا دبار سلطنت کا حل و عقد بدستور اپنے مخلص رہی لیکر اوس کے خلاف چھوڑ دینا آیا۔
امید ہو کہ آب الہا کا لالہ نغمہ بین گئے سوز الہ دہ نے یہ خبر سنا کہ الہا مر سب کیا اور
حضرت عباس کی حاضری منجھا کر تقسیم کی اور خان ہودہ سے کہلا چھوٹا کلاس بات سے ہم
بہت خوش ہوئے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یوں کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ
خان دو جہتی بھائی لاہور میں رہتے تھے سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان
کہ عدالت بنارس کچھ دنوں اس میں متعلق ہی (۲) انعام اللہ خان یہ تفضل لکھنؤ میں رہتا تھا (۳)
احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ الہ پانچ بیٹیوں کے سوا دو
بیٹیاں بھی بہن جن میں سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری
بیٹی سلام اللہ خان بسیر میر محمد کے ساتھ منسوب تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان
مدت تک نواب حسین الملک عرف میر منو معد بہار لاہور بسیر میر الدین خاں وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے
وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پایا کیا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہیں
مقبہ سیکوٹ میں پیدا ہوئے تھے دہلی میں داخل ہو کر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس میں داخل ہوئے
اور علم ریاضی جیو لندھنڈس تو سیکھا۔ لاناظم الدین کے بعد لکھنؤ چلے آئے۔ اور فرنگی محل میں ملاحق سے
استغاثہ کیا۔ بہت کے وقت حاکمانہ اغراض کرتے ملاحق تھا جو کتاب کو زمین پر دے مار سکتے
تھے آخر کار اپنی حلقہ درس میں آنے کی عاصمت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہ بھائی کے علاقے
کا خطاب اگر ہو تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے۔ انہوں نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی
سیکھ لی۔ بنوین صاحب کے دفتر میں وجہ کار ترجمہ فارسی میں کیا تھا۔ عنہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ
تقیوب علی خان خواجہ سرکاری وساطت سے خراج الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے۔ اور علی علی
نواب سلاطین کی اتالیقی پر مقرر ہو گئے۔ جبوقت یمن الدولہ الہ آباد میں تھے تو خان مذکور
معروف سلطانہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید ولد علی خواجہ اشاعران کے چہرہ تھے اور کئی وکالت
کرتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے اہل اہل جہتی صاحب
رکھتے تھے وہ بہنوں نے اپنی ذات سے اشاعران مذہب اختیار کر لیا جس زلسلہ میں

سعادت علیخان نے نہایت خان کے دیکر سے لکھنؤ آئے کا امداد کیا تھا تو نواب آصف علی
 نے دارن میں منکر گورنر جنرل کو لکھا تھا اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آج
 مگر تفضل حسین خان ان کے ساتھ نہ آئیں اسلئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔
 بالابالا کلکتہ کو چلے گئے۔ سید احمد میں گوہر کے رانا نے جبکہ ملک کو مہلتی بہت وسیع جہان کے
 کندھے پر اودھ اور سیندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگے سے ساتھ میں بر جنوب و مشرق
 میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جبکہ سیندھیا بہت دن کرنا تھا۔ گورنر جنرل نے
 اس سے ان شرائط پر عہد پیمان کئے کہ مانا جائز مرہٹوں کی دست و رازی سے تنگ رہتا ہے
 وہ سکو تو مرہٹوں کے ماتحت خلاصی دلانے میں انگیزہ امداد کرے۔ اودھ انگیزہ فکی امداد
 دینا سے اس حالت میں کرچکا کہ مرہٹے مستقل کی رہا ستونہ رکن زکریا جبکہ مرہٹوں نے رانا کے
 ملک پر حاوی کرنا شروع کیا تو کیتان پا بھی کی منبری میں ایک دستہ سپاہ شہنشاہ بن مانا کی مدد کو
 بھیجا گیا۔ جسے گوہر کے ملک سے مرہٹوں کو نکالنا تھا۔ اور مشہور قلعہ گوالیار بھی اس کے ساتھ
 سلطان ہشت بہاں شہلا جی کو فتح کر کے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوصاف میں
 کمان افسر کے ساتھ جا کر مانے گوہر کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اس کا
 رسوم پیدا ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ ہمارے صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور ان کے ساتھ
 راجہ دین سے شہنشاہ میں جہدہ لاکھ دے بنے تو اب تفضل خان سے آصف علی کو دلانے کا
 عرض میں نواب تفضل خان کو فرما دیا وہی سپاہ سے بری کر دیا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان بھی
 کلکتہ کو چلے گئے۔ اور جبکہ ان میں شہنشاہ میں کلکتہ سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان
 کو اپنے ہمراہ لاکھنؤ لے گئے۔ اللہ کی عارست کرلی اور بہت کچھ سفارت کی آخر کار نواب نے تفضل حسین
 خان کو راجہ کو بندھا کر کے عرض بن اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کر دیا
 اور اب سلطنت کا عقد مل نصیب ہوا وہ اپنے علم و ان فہم سے اودھ پر متحدہ کارا لگائی کے اور
 کن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے ان تمام شرم کیا۔ سلسلہ اختتام جبکہ میں مرزا جعفر
 آجی گری کا عہدہ دیا اور خلعت دلایا۔ اور جبکہ بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانہ اور کو قوالی
 کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید مرزا خان کو جہان کا امیر کر دیا۔ مگر وہ نہوں نے اس
 اسٹون تبدیل پاس کیا۔ اور دیوانہ داری کے صفات کو ترک کر دیا تھا۔ اور اس بھی زیادہ تھا اور
 لاکھنؤ اور علاقہ کچھ قبول کیا۔ تفضل حسین خان نے نہ مامور کی خان کو جو سرکار دیکھا ایک عامل تھا

اس وقت تک ہزار ماضی موجود تھے انکے عہد میں برون اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے
وٹون کا بہت کم میسر ہوتے تھے۔ یہ جملہ چیزیں سرکاری کارخانے میں جاتی تھیں۔

سایخ وفات از آقا محمد ندیم

و گفتن مشترک با جمیع خزان است ای ندیم
 ای صغیر کین منتهی سادگی شهوار بود
 که منور آصف است و آسمان آفتاب
 و اند آصف مشرفی در محراب آصف بلخ غلام
 افکش ملک آنان بر تربیت آصف است

قطر و دیگر

الهی آصف الدوله بسا در
فوشتم سال تاریخ وفاتش

بجن نائب تو باد مقصود
بود با حیدر کتار محشور

ایضاً

و نیز جهان آصف الدوله رفت
به سلب با سے دیگور ایام روز
در سیلاب اشک صفار و گبار
در میان جگوائے عالم نمود
مذاخر جمرا از سر روزگار
تھے کمال تاریخ او چون شب
خسرو آسمان رسید این جدا

子

روایت چو آصف الدله
تا نهم گفت سال نارسین

دیگر

اسے آفتاب نہ دیزیر زمین شدی	دنگ عجب دالی تاج و کین شدی
بے توہانین بعد قیامت اند	نکر جهان نگر دی بہ خلد برین شدی

دیگر بہ تعمیہ

از وفاتش بے سرو پا گشتہ اندر	انظم و نسق و ہیبت و ہمت کرم
------------------------------	-----------------------------

آصف الدولہ بہ فرس برین منزل کرد

از شاہ محمد احملاً آبادی

وزیر اعظم دستور خرم	گرامی گوہرے از ولد آدم
ابا عن حبیب دین الامیر	ابا عن حبیب وزیر ابن الوزیر
سلیمان جنت و آصف شکوہ	فریدون صولت و در علم کوہے
جناب آصف الدولہ کہ در جود	نظیر او جب نام کمتر ک بود
کسے از فرستند جیتے گر پناہے	بدیدے کشور شکل آرام گاہے
ہزاراں مردم از اقصائے عالم	ہزاراں یا ہمت ندازوے درالم
تیار آتش جھڑت کر بلارفت	بہ پیمان بارہ بارہ بر ملا رفت
مبشہد نہیے آوردن بگانہ	کہ بائش یادگارش در زمانہ
علامہ ہمت ادا حاتم طاہے	بود از بندگانش معن بن راہے
سرایا مظہر جود و سخاوت	ز نو شیروان فروز تر در عداوت
جو خود روشے زمین بنا بند سدا	جہان براکشش اوزندہ میداشت
اگر صفا سخاوت کا شمس بود	امیر عالی من مسم نہ کم بود
فرین ایام بودے خدائے نالان	ازوے حکمتے انعام احسان
ورغبارفت آن مسیہ بر جان کفت	و یغیاست این دار الفنا رخت

<p> دلمت آن سپهر خود و حشمت ازین فلک فادول نسیر گردید در عین این امیر پاک طینت به تنگ آمد ز بس زین دار فانی بروی پیشبند آه صد آه ربیع الاول نیت و نهم بود مراشتن قرار این غم چون رسانند چه گویم آن شب شد حال دل من در آن حالت خود هرگز نشانم بغیر ناله و آه و فغان ریح بدل مست به پیشم تنگ و بلب آه هزار زبان گفته کردم و طلق شب از آنجمله شمردم چون دو صد آه شمار این دو صد آه دو آهم دیگر تاریخ نوشت او بنام آه دیگر تاریخ گفت جان بخت بطور تفسیر تاریخ دیگر </p>	<p> بملک جاودانی کرد رحلت بملک لایزالی بخت بگذرد که ناید کس نظیرش در عینت نموده بند و بست حب و دانی و دل این جهان نبود ناکاه که رحلت آن سپهر خود نمود نشدید بچو ماتم چون رسانند چه گویم آن شب شد غم حاصل من بچرخ بختین ناله رسا ندیدم بوده بامن سر ناتوان باسع ز وقت شام تا وقت صبحگاه و ناله او از آسمان لبالب فرو دم هم بر آن دو آه و ناله بود بر سال که حیاتش گو اهرم غم آصف گفتیم با سر آه سبب این نامه آن طعنه وقت بگویشش تمام وجود به سر </p>
---	---

اها یا جاس او خلدیرین باد
 طغیانی و اولاد احمد

<p> آصف الدوله وزیر اعظم سهندیان سال تاریخ وفات آن امیر واه الکفر </p>	<p> کرد رحلت گشت حال این عالم بر شاه گفت با قنعه مامعه مامعه آه آه </p>
---	--

زبان پندی

<p> ایکس آصفی چون سخت گران کوار ماس بر پاؤ اسدی جمع است میان </p>	<p> باره سواره سینه بجوی جاسک جهان اضا ایتین ریح الاول آصف بقران </p>
--	--

نواب آصف الدولہ کی ازواج و اولاد

نواب آصف الدولہ تنہا نسایکم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانہ خانان اس
نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی کہو بیگم قلعہ چبھی بہون میں رہتی تھیں لاہور میں
کبھی نواب سے موافقت تھی نواب کس کے قریب پرتاب تھ جسکی آمدنی ساتھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر میں
حق اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساتھ روپے روز کا فائدہ (امرا کا کھانا) مقرر تھا۔ نواب سادات
علی خان نے اپنے عہد میں کچھ آمدنی بازار کو گنتی کے بل کی ضبط کی تو خفا ہو کر اپنی جاگیر کو بلی گئیں
کنیل بلی صاحب رزیدٹ لکھنؤ نہایت کہتے تھے۔ نما۔ خیال تھا کہ نواب سادات علی خان جو زمانے کو اپنے
مگر یہ خیال خاتم۔ ایک بیٹے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئیں۔ وہیں کئی بیٹے کے بعد انتقال کیا
غازی الدین حیدر کے عہد میں اوکی لاش لکھنؤ میں آئی۔ ایک فرسخ جا ندی کی اوکی قبر پر بھی نواہ
ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوا دی تھی مرزا فی صاحب دہرہ مروہ کے متعلق تھے مہر کا سے
اون کے سب متعلقین کی پیشین بتی رہی جو سلا بعد میں ہے۔ نواب ناصر حسین علیان کہتا تھا کہ فقط دو سٹے
ہریان علی خان وغیرہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوتے تھے وہ سن طفلی میں مر گئے۔ باقی اور بیٹے
و بیٹیاں نواب کی اولاد لطفی تھے نہ لطفی۔ مرزا رفیع السواد نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندوں کی
ولادت کی تاریخیں اس طرح موزوں کی ہیں

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شہرم در فکر تاریخ تولد
کہ ہاتھ گفت ناگہار سرپوش
برائے آن گل بلخ نجابت
گرامی گوہر درج سادات
۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تھا اسی فکر و سوچ بن کہ مجھ
تلج اقبال سر پہ ہے اوکو
ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
کہہ کہ ہے غنیمت را و ایام
۹۳ ہجری ۱۱

مفتح التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتوں سے مطلق نفوق تھا۔ بلکہ اوئیں جو سیت ہی نہ تھی لیکن اوکی مجلس میں بالسنو کے قریب خوبصورت عورتیں جمع تھیں اوئیں سے کئی ایسی بھی تھیں کہ اوکو نواب نے محل کی حالت میں اپنی محل سر میں داخل کیا تھا۔ جب کوئی سجدہ ان عالم عورتوں سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساتھ بچے اوکی پاس جمع ہو گئے تھے جن میں ۳۲ لڑکے اور ۲ لڑکیاں تھیں سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو میں شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر تقی میر سوز کے ناکرد تھے۔ نواب کی غزلوں میں بالکل اشاکا انداز ہے جسکی انشا پر دہائی کہن تکلف اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنما کی ایسی مثال نہ ملے گی ایک شگلابہ کا پہول ہری بھی اٹھنی پر کھوڑا سادہ ہے اور سرسبز پتوں میں اپنا اصلی جوہر دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر بانا کنکری ہی جن وہ جانتے ہیں کہ ایک حسن خدا داد کے سامنے ہزاروں غداؤں کے بناو سکا رقیان ہوا کرتے ہیں۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مصنون پاندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرح میں بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قیام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافات تشبیہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبیں انکے کلام میں بہت کم ہیں جنکے لئے استعداد علی کے ساتھ طبیعت میں زور اور فکر میں قوت غور ضروری۔ تاریخ مغربی میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان میں بھی ملے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ میں بھی مہارت رکھتے تھے اوکی اردو اشعار ہیں۔

یوں فکر دل میں گرہ تھجے ہو گئی رہے آصف یہ شرط ہے کہ اور ہو گئی ہے
ملنے نہ ملے کا تو وہ مختار آپ ہے بر تھجو چاہئے کہ تک ہو گئی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے بطن سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند ہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہ ہوا عالم مایوسی میں ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندگی میں حلقہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی و احمد شجاع علی اور

دیانت علی وجہ تھے مگر اوہیں سے سوائے وزیر علی خاں کسی نے مام اور خود بانی وزیر علیخان
 نہایت زمین خوبصورت بلج خوشما تھا۔ علم و سہ اور انشا کی تعلیم بخوبی باقی تھی خوشنویسی میں مرزا
 محمد علی عجا رب رقم کا شاگرد تھا۔ اور فزون سپا بگری رستم خان بھگت سے سیکھے تھے استاذی
 سنہ ۱۲۸۱ گنتی تیر اندازی اور جوگان بازی میں اس کو خوب مشق تھی لوٹ آصف الدولہ کو اکثر
 کمال اعزاز تھی لوہاب کی وصیت کے موافق صاحب رزیدین اور حیدر بابا سلطنت نے
 ملکہ مکان بادی میں وزیر علی کو سند ریاست بر حلوہ آرا کیا۔ خلعت کھنٹی گری مرزا جعفر کو ملا۔
 وزیر علی خان کی مسند نشینی میں علامہ فضل حسین خاں کی بخاری داخل تھی ملکہ آصف الدولہ کے
 ہاتھوں میں سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش کرین
 وہ تبارس میں رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تھے انہوں نے وزیر علی خان کی جانشینی پر
 اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ اور جو بیٹے اس کے منہور ہیں وہ اس کے لطف سے
 نہیں اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے الفضال کے لئے گورنر جنرل
 نائٹ ماجیسٹریٹ آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے
 اور یہ کہنا ادھکا شرع اسلام کے موافق اس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرنا تھا آصف الدولہ
 کی بی بی اور مان کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دارا سلطنت کے آدمی اس کے
 لوہاب ہونے سے خوش تھے۔ عرصہ وزیر علی سند آرا ریاست ہوا۔ اور انگریزوں نے درپردہ
 کی وجوہات بر خیال کہ اس کی جانشینی کو تسلیم کر لیا اور وہ افواہ میں جو اس کے لطفہ نا تحقیق
 ہونے کی سنت منہور تھیں اور بر خیال تھیں کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے غافل تھا
 ناشائستہ حرکتیں اس کثرت سے دو عین آئین کہ جو صورتیں سالہا سے دراز میں پیدا ہوتی تھیں
 وہ چند روز کے عرصے میں برہم ہوئیں نئے مصاحب پیدا کئے ستر برس کی عمر تھی اور عالم شباب
 جو سن بر تھا اور لکھنؤ حسن غیر پری راجداروں سے روکش قاف ہو رہا تھا وزیر علی خان نے کیا سنی
 شروع کی اور مندرجہ ذیل لے رنگ جایا۔ مرزا وارث علی خان جو ملک خان کو وال کا مشوق تھا
 ارباب نسا کا دار و مدہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھگت کے شاگردوں میں سے تھا
 شیر اور بھم بنا۔ اور اس بطرح اکثر کلاوت اور قوالوں کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور

المکاران لایق سوسہ جمیا یا۔ اور اوں بجا روں کے حق میں کلمات ناطلم کہے گئے۔ لوہ آصف الدولہ
 نے چند طبعین اپنے نفس کے واسطے صریح معین اور پر نگاہ رعیت و آئینہ و مع کی تحسین علی خان جیو
 جو ابیا آصف الدولہ نے عہد میں تھے خالصے کا داروہ تھا اور لوہ کی وفات کے بعد اس بدکردار نے
 ہاتھ اٹھا کر لوہ کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے، بعد اسے ریاست میں ہا کر خلعت سے
 سردار کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بجا مصرف میں اور ادا
 محترم خانی میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبزادہ محل میں ایک حسین عورت کو جا بجا کہانی محبت
 کے لئے لے لے تحسین علی خان نے سنا کیا کہ ایسا کرنا ریا نہیں آجکی تو وہ مان کر اوس کے ساتھ
 اوسے پیش آنا چاہتے۔ وزیر علی خان نے چند مصداقوں کے واسطے جا بجا کہل کو قید کر دے۔ جب ستر
 وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو فضل حسین خان نائب کے مکان پر جا کر تیار کر لیا۔ بعد
 وزیر علی خان بھی کیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر فضل حسین خان نے جا بلوسی کی باتیں
 کر کے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس من سے سب کی برائے ہوئی کاس کو مغول کر دینا چاہتے۔
 ان عادات سے جلد بیکار حضور آداب آصف الدولہ کی ان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئے اداب وزیر علی خان کی
 شکایت زبان پر جاری ہوئی اور وزیر نے کے کاؤن یک یہ جرن پہنچنے لگیں اوس نے گورنر جنرل کو کہا
 آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت میں مع کرنے لگے مگر مین
 ایک عجیب طالع نمکبا۔ جاہ جہان نمان کھا کہ ایک محض ہی اس ممنون کا تیار ہو کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
 کی بیعت بالکل نہیں رکھتا۔ اوس سے حرکات ناشائستہ قوانین آقا خان اور اوس کا مدد و نصیب جیسا کہ
 وہ سب بظاہر ہے اور نہ اندر چھپی ریاست سے محروم ہیں اسلئے ان تحقیقات کو حق ریاست میں نا واجب اور نام
 اور خوشنودی خدا وند و ملوک کا باعث ہی جو شخص اس آفاق سے اسکا رد و انکار کرے وہ اپنے کردار کو
 پہنچے یہ محض کوہ و مان زمین اور فائدہ خانہ پر رابطہ نگاہات اور توجہ سزاوار اور افسرین اور لوہ سالار جنگ کے
 بیٹوں و فرزند کی اوس پر ہیں اور بازار کے مہاجروں اور دہروں نے بھی اوس پر مستحقانے۔ مگر سب اوس
 اور مین و سرے اور مل سبار نے یہ کھل کر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ بہا ہی مستورات کے نوکرین ہم کو خاکی مملکت
 کیا کام جو کوئی مستشین ہو اوس کے مطیع ہیں۔ اور وہ اسکی برحق کمرزا وزیر فغان باوجود ان بد طریقوں کے
 شجاعت و دست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرافیوں کو کوڑیوں سے بھی کم تصور کرتا تھا میں اسلئے سپاہ اوس ہی
 شخص کو عزت رکھتے تھے۔ اس لوہا نے بہت دلی سلطنت کے مزے اور اٹانے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس
 اوس کے ہاں مین کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی جرن پہنچنے لگیں اور گورنر جنرل کی خدمت میں آصف الدولہ

جو یوں وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہیں ہے۔ بلکہ ایک
 فرس کا بیٹہ ہے۔ لوہے اوس کو مستفی کر لیا تھا اور کتبے نام کے لئے بننے اسکو اپنا الی تسمیہ کر لیا جو مکہ جوہر کا زون
 تھا اس نعت غلطی کی شکار بنی نہ کی بلکہ کفرانِ حق کر لئے نکلا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ شخص قابلِ فرمانروائی کے نہیں
 ہوا اس ریاست کے سخت شجاع اللہ کی اولاد جو اسکی تدبیر کرنی چاہتے ورنہ فنا دیداد کا جس سے دونوں حکمران
 میں مداوت نہ رہا ہے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسرِ موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اوہوں نے لکھنؤ کی طرف
 سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے میں کج اندیش مت بہہ کرتے تھے کہ وہ بر علی
 کو ترقی اقبال چھل ہوگی اور انگریزوں کی شکست برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ کا کرفال علامہ کو مع
 حیدر دوسرے آدمیوں کے حیدر کے وزیر علی کے سپر کروٹیکے اور وزیر علی خان بھی نادشاہ وقت بن گیا تھا راہ میں
 اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھا تھا ایک بن ایک انگریز
 راہ میں ایک کہیت کے کنارے بیٹھا کر ہاتھ ناٹکوں نے اوس کے پاس لچکا سجا باتیں اوسکو کہیں اور
 ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرجے ہو گئے۔ اور نور بجائے تھے کہ بکڑ بکڑ لو۔ گراؤں انگریز نے اور اوس کے
 ساتھیوں نے بھی لوجہ فہمائش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اس طرح لکھنؤ کو روانہ ہو کر وہاں جاپنچے ملہ مزی سلم
 یعنی لوہے آصف اللہ کی ماں نے وزیر علی کی بداعتالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آیا۔ کو بھیجی
 گئی تھیں اسلئے اب وہ دوست دشمن ہو گئی تھیں۔ الماس علی خان سے گورنر انگریز کو لکھنؤ بھیجے
 لوہے کی سرکاری خدمتوں سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ
 اپنی زمینداری میں لے رکھا تھا اور اس ریاست میں بڑے رتبے کا آدمی گناہا تھا۔ جب حکم کا جہاز
 لوہے سے ہو گیا تھا تو اوہوں نے الماس علی خان ہی کو اپنا ملازم بنا لیا اوس نے سکیم اور لوہے کی فہمائش میں
 صلح کرا دی گورنر جنرل سوقت لکھنؤ میں پہنچے میں تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ سکیم اور لوہے کے درمیان جو
 عہد و پیمان ہوئے ہیں وہ ایسے استوار ہیں کہ کوٹھنے کے نہیں اور جن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی
 جھٹوں میں گھس گئے لوہے کے مرزا میں اوس کا حسد اور علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہوں کا یہ
 کہ انگریزوں کی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ انسلان سپاہ فتنہ و مہا بر مستعد ہو گئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال
 کر کے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا جن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ انسلان فوج کے پاس جا کر کہیں کہ قرب و جوار
 لکھنؤ سے ادھڑ جائیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور گورنر جنرل نے جب ملٹین انگریزی اور ترکسوار

اور گورنر کی فیح اطراف و جوارب سے بلاکر بی بی پور سے کے قریب پہنچا تو یہاں پر ایک اور سینیٹن گورنر جنرل کو آتے ہوئے تھے کہ لواب کی چپک نکلی اور وہاں سارنشین شروع ہوئے۔ سرورین خود لفظ میں کہہ چکے تھے ہون۔ یہ آجکل ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدگوار اور مکاروں کے معاملے میں دولت اور دنواری اعلیٰ پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو اہل اس ملک میں جو تمام باقن کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس گیا اور کئی روز تک اسے صلاح اور مشورہ کرتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ وزیر علی لفظ نہ تحقیق ہے اور وہ نہایت مسرت اور عیاں ہے۔ بیگم کی مرضی ہے کہ وہ مفرد ہو اور شجاع الدولہ کے جوہن سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہیں لفظ نہ تحقیق ہیں مگر یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کی وہ اسکا اندراجیف کے سامنے ایک خط بیان ہوئی بیگم صاحب اور اہل اس ملک میں ورنہ مرزا بھلی کو جو سعادت ملی خان سے چہرہ بہار تھا لواب جانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو اس عوضاً نہ بہت کچھ خذ کیا جائے گا وزیر علی کی بدعینی اور سرفی اور زنت اعلیٰ کی شکایتیں نہایت حکمت اور سیلف سے اس طرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوئی تھیں کہ جس سے اسکا دل وزیر علی سے پر جاے لوگوں نے کہا کہ لواب ایسا مسرت ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے کچھ دنوں میں اوڑا دے گا سراسر کہنی کا روپہ کہانی اور کچھ مزاج اس کا اکثر اور پہل ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھا نہیں اسلئے وہ عالی انگریز کا حکم نہیں رہیگا۔ بلکہ اسکی نفرت کرنے لگیگا۔ اور جانتگا اس سے ہوسکےگا۔ وہ اس کے جوہر سے کچھ سمجھنے سے بھٹا جانا چکا جب یہ باتیں سر جان شوکو گوش گراہتین قاون کا دھجی وزیر علی کے لفظ نہ تحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور اسکی تحقیقات کے درپے اسے قید معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ حسین علی خان جو آصف الدولہ کا چچا تھا اس سے ملتا تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ وزیر علی کی مان کا قاوند موجود ہے۔ لواب کے پاس ملے گا اور قاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب وزیر علی اسکی مان پیدا ہوا تو اسے ہاں سے لے کر لواب نے مول لیا تھا۔ لواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ عورتوں کو مول لے لیتے تھے۔ اور انکی مان جب بچے پیدا ہو جاتے تھے تو انکو تیا کرتے تھے۔ اور انکی ہرورن بیٹوں کی طرح کیا کرتے تھے۔ یہی حال سب لڑکوں کا ہے جو لواب کے بیٹے مشہور ہیں۔ یہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی مان ایک مہر کے گہن میں ماما تھی تین لڑکے اس کے پاس تھے۔ اس کے بڑے بیٹے کو لواب آصف الدولہ نے ہاسو روپے لاول لیا تھا۔ اور اس کا نام محمد امیر رکھا تھا۔ دربار میں اس کا اپنی ذیل حالت میں نوکری چلائی کیا کرتا تھا۔ تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا۔ اس وزیر علی کے سامنے کبھی لواب آصف الدولہ کی جوی نہوتی یہاں تک کہ لواب کے بلا سے پر بھی اس کے بیاہن سڑک نہوتی اور اس نے خاوند سے کہلا ہوا یا

کہ میں ایسے ذلیل و کمیسے کے دور ہو کر ایسے حاکم کی ملامت کر رہا ہوں کہ مائیتیں نکاتی۔ خواب نصف لڑلہ
 کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر ہی میں مر چکے تھے اب کوئی ایسا نہیں تھا۔ مگر جس نے یہ شخص مرغان جی بوجھا
 کہ کیا نصف اردو کو حلال برحق کہ برحق کیا مان سے ہوا۔ یہ ایک عجیب سے دور ہے۔ اس سے اوپر
 اس سے کہا کہ لو اب کو اس ناں کے حاملہ ہوئے۔ یہ کبھی نہیں ہوتی۔ جس نے یہ ایسا ہوا ہے تو اس کا حاملہ ہونا
 معلوم ہوا ہے۔ اب میرا حال سنو۔ یہ کہ کہ شخص کو۔ بیٹے اب اوہ مان لایا تھا اور ہوا سے عادت لیجان کے
 اور سامنے عالی تبار نے اس کا اقرار لیا تھا اس ثابت ہوا کہ وہ نصف اولیٰ سہا پہن ہوتے ہیں تو وہ ہے
 کہ وہ سخت سے موصول کیا۔ اسے گو گور نہ۔ لے جہاں میں یہ ایک منہ آیا کہ وزیر علی کی صفائی میں
 ملک کے انتظام کی غمان اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اسے اعزضات اور سپہ ہوتے تھے۔ اس لئے اس
 خیال سے ناگوار دھنیا گیا کہ میرا جان کے قسم نے کئی بیٹے تھے۔ اگر وہ کسی تمام تجارت اس معاملے میں
 پڑھے سے معلوم ہو جائے۔ اس ملک ذات سادہ مزاج کی سرفروشی رہتی۔ اور انصاف برحق وہ بھی
 موتی سمجھے محبوب تھا کہ اس نے ایک حد تک کا فیصلہ کیا۔ اس مہارت سے سقیم کر دیا کہ جیسر نگریزی قانون ملک
 انگلستان میں جب پلو کا فیصلہ پڑا۔ گورنر جنرل نے منشی ملائم قادر خان حاشی کی میرٹھی سرسٹن رزید
 کی معرفت وزیر علی خان کو کہل بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ ایک دولت آصفیہ میں شرعاً اور
 شرعاً کسی طرح شرکت اور مداخلت نہیں۔ اور اس اتفاق میں نواب سراج الدولہ کی اولاد اس منصب سے
 محروم ہے۔ اس لئے اول میں سے اس شخص مندا ما ہو گا۔ اور آپ کے واسطے عمدہ عمدہ کولنے اور
 پہننے کے کپڑے اور سامان امارت جیسا رہیگا۔ اور لو اب سعادت علی خان مسدستنی کے لئے
 بنارس سے روانہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ایکو ایسے دشمن کوئی ملال نہ کرنا چاہئے کہو کہ جملہ سب حجت
 آپ کو حاصل وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ عرضی گورنر جنرل کی ہے وہ علی بن آسے کا بہتر ہو
 ہو گیا۔ جب ہوش بجا ہوئے تو دوبا۔ اشرف علی خان نے پہنچ کر کہا کہ اس رسم سے کیا فائدہ ہو
 خود تینہ اپنے پاؤں پر مارا ہے۔ وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمہیں کیا ہے۔ باوجود اطلاق کے
 کس لئے جھکوا گاہ نہ کیا۔ جواب دیا کہ پہننے وہ کام کیا ہے کہ تم کو اور اپنے آپ کو ہلانے سے محفوظ رکھا ہے
 شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاحظت میں رات جیتے
 اس کے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے جھنے میں واپس آیا اور صوفت عرضی خانہ راد خان
 منظم مرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ عبدعل وزیر علی کے اخراج اس کا اسی گناہ کی وجہ سے
 ظہور میں آیا تھا اس مضمون کی پہنچ کہ جس طرح ہو سکے خواب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کر کے

دریائے کوئٹہ تک پہنچا دیں باقی میں لاتا ہوں اور وہاں ہاتھی پرہا کر کے ابراہیم زادہ کو جانے کے پاس پہنچا دوں گا۔ اور سنہرے ہاسر ٹکڑے شکر حبیبی لے آئے میزبان سے لڑنے کے۔ عرصی ٹکڑے کہا کہ ملاح اس وقت کشتی لایا کہ غریب باقی کی تین پہنچا۔ ایک مہر بنے یہ نہ کو درجہ ل کو پہنچا ہی اوہنوں نے وزیر علی خان کو پہر طلب کر کے کوٹھی میں پہنچا یا۔ اور اوس کے خیمے کو وہاں کے لئے نہ چھوڑا۔ انگریزی بہروں نے اوس کو جرات میں لے لیا۔ جب یہ خبر پہنچی تو ابراہیم بیگ سکھوں کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس رو بہ کو پہنچا یا۔ ورنہ ہم اوس کے ساتھ جان نثاری کرتے۔ اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد میں سے ارادہ کرے گا تو میں مقتورہ کروں گا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر میرزا بھنگل برادر علی قیاس سادات خان کو پہنچی۔ اور ابراہیم بیگ سے قول اونٹنے خاطر نشین ہوا۔ و تقدیر کے لئے مکر باندھی اور حسد آرائی و سنہ نشینی کی احاطہ والا آصفت الدولت جانی۔ تکرادہنوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اسی سوال و جواب میں گذری۔ صبح کو آفریں علی خان اور اشرف علی خان کو درجہ جہل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے۔ اور اسے نشی راہ بہرہ امتیاز جو اب سعاد علی خان کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزلی کی نسبت خان صاحب کا کہا ہوا تھا گورنر سے لیکر جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا۔

عبارت اشتہار دربار عالی و وزیر علی خان

درینولا باطن ارتقاات و اقرا جمع کثیر و بیگم صاحبہ معظمہ بن معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را اصلا و مطلقا حق درجہ نشینی جناب عالی کو درجہ نیست چون ملائکان این سرکار بطریقہ وافی وانی موصوف و در درجہ خدمت گذاری و حق پرستی معروف اند و چنان کہ باتماع بن معنی کہ حفاظت ناموں شجاع الدولہ بہادر و عثماری فوج رعیت بہت فرزند حقیقی ایشان متعلق یا بدو مال و دولت و ناموس قبائل نواب برائے الملک و نواب مسند و ملک و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشند ہمہ کو کلان و فادار و ملازمان از قدیم ملک خوار فخر حال خواہند شد نہا بران ریاست برائے نواب والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ با استحقاق مالک این ملک و از دوسے حقیقت ریاست بہت از بہرہ مند مقرب و قدیم آدمی آید کہ ہر کس کہ رطاران جناب عالی مرحوم با طاعت و فرمانبرداری نواب صاحب مدوح خواہد کوشید کہ بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل و اود خود خواہ باشند و ہر کہ طریقہ ملک حلالی گذار شستہ ماہ و ترو و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جا کرسی بر طرف و از ملک جناب عالی

مرحومہ اخراج خواہد گردید این چند سطر بنا بر اطلاع بقلم آمده تا آئندہ مقام عذر عدم اطلاع بر آید
کسبئی نباشد۔ تحریر سوم شبان سہ ہزار و دو صد و دو از دہ ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہیلیان اور دو سو اونٹ اور نقد اور باقی اور چھکڑے
آٹھ روٹک حقیقتاً اسباب و سامان شوکت اور نقد و سون جو اس وقت وراثت و فغانہ و غیر فغانہ و ہاں
سمیت ضروریات امارت و سوارسی و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت جو اس کے قیام گاہ تک
پہنچا دیں اور سامان ہے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے موقت صاحب زرین
کے مقرر فرمایا اور شہر نیاز میں ماہود اس کا باغ اس کے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتیں
نہو میں آئیں۔ مگر اس دارو گیر میں لاکھوں روپیوں کا مال لوگوں کے تصرف میں آیا اور لاکھوں
روپیوں کا جو اہرات تلف ہوا۔ اس تلف و تصرف میں بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے
نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر خیرے کہ ان کا حساب و شمار شکل ہوتا لاکھوں روپیوں کا
مال ضائع ہوا۔ اور لاکھوں روپیوں کا ان اسباب و وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھوں روپیوں کے
تجلیف گورنر جنرل اور سرکار کینی نے تو مبلغ ہست سے اون سے لے لیا ایک شاہ نامہ و ایک شاہجہان
مطلوبہ و مذہب تھے۔ یہ کتابیں اعلیٰ درجہ کے خوشنویسوں کے ہاتھ لکھی ہوئی تھیں یہ دونوں
کتب میں لندن کے کتب خانے میں رکھنے کو بھیج گئیں۔ باوجود اس قدر سامان کھل جانے کے
اس قدر سامان اسباب و لکھنؤ میں باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت میں دنگ ہوتی تھی سالوں سے
کوٹھے بھرے پڑے تھے جو اہرات سے جو اہر خانہ معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ میں
چار مہینہ اور کئی روز رہی جس میں نسبت کی تیاری لاکھوں روپیوں کی صرف سے ہوئی تھی مگر اس نسبت
کی خبر نہ تھی تقابری نے یہ روئے بد کیا یا بفتح الغنائین میں لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا
حد نہ کوئی سبب نہ گذر اس قدر نے اس کی معزولی کی تارکین ہوزوں کین تو ان میں ان آدمیوں کی بہت
مذمت کی جو اس کی معزولی کے بانی مائی ہوئے۔

تاریخ

از سرنام ہفت کورنگ
اول آن قافل حس الناس
باز تحسین علیہ کہ باؤ نقد و شش

سال تاریخ شد عیان لے سزا
سر کردہ ہمہ حرام نکاح
ارسات ہم زجن و ملک۔ علی تحسین علیخان است۔

۴۰۰	کے شیا طین پور شل او طغاک	نشتہ پرد از عم کشیم
۸	جہل بسا و دانش ایک	آن خرد و سحر و جیم
۲	دست بردار شد از ان کہ دیک	ہا نقص العقل و نگہ نادان
	کرد باس تک ز خاطر ملک	را چہ ہم داخل لیسان شد
۴۰۰	ایہ گیت راست	دادن چہ شد و دعا کردن
۱	شرف خود شاخت آن مردک	مہر کرد بہ ہر عزل و زیر
۱۲۲	خود سپرد شد بد زین ملک	

ویکر

اول بریا بستان	دویم برانکہ گشت دیوان	سویکم امی س چناس	صحت بروی زود فرامان
بیکم خرد و بزرگ ہر دو	و گروہی شرف علیخان	تختین کہ برود ہر زلف	از خوش طہرین و شان
بیدار گشتہ این نیرید ثانی	یعنی مرزین رضا خان	کرد تا سیر امیر و در	از کرد و فریب کہ بیدستان
	تاریخ اسیرش برآمد	صحت بر بہرہ تمکھر امان	

ایضا و سندی

بی بی بیکم حسن رضا خان اور الماس زمانہ	گیت و تحسین و افضل اشرف سہ سردارانہ
پنجاب کا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ	سے حرف ان سادہ و دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات خرفون سے کیا خانہ خراب	تین سے اور دو الف یک سے وہے
تین سے مراد علی بن حسین حیدر خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ گیت رائے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان حسرت و زید علیخان اور یک سے مراد و حسن علیخان	سرفراز اللہ اور یک سے مراد بہو بیک ماوراء صفا اللہ ہیں۔

وزیر علیخان کا بنارس میں انگریزوں کو مار ڈالنا اور فرار

ہو کر جا بہ جا مارا مارا پھرنا آخرت میں ہمارے جیو کی معرفت اوس کا پکڑا جانا۔ اور کلکتہ کے قلعہ میں بحالت انتقال کرنا

سر جان سمر نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنایا جو بڑے
جگہ تھا۔ چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس میں جا کر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہفتی اور دو سو گھوڑے
اور نکلونکی دو کمپنیاں اور بیچیدہ نکلے کسی متن تھے اور تمام چلوں کا موجود تھا۔ کمال پیش عشرت میں بسوقی تھی
اکثر غلام بیچوں اور اپنے رفیقوں کی شادیوں میں لاکھوں روپے دیتے تھے اور عام انسان میں اس کی بہت
وجہ دے بڑی شہرت پائی۔ گو سر جان شوری تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگوں سے ناراض ہیں
مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہاں کی رعایا اور اہل شہر کو ناسف ہوا اور بعض
نے خط واطلاق آمیز لکھے اور بعض نے فکر سے جواب دیے تین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر
ہیں لکھنؤ کی مخلوق اوس لوگوں کو جو کرتی تھی جنہوں نے محضر پر دستخط کیے تھے اور شرف علی خان انور
میں خان کے حق میں وہ تھے تھے بے اور ٹھہرائے موزوں بہتین کہ زبان قلم بیان کا آنا باعث حجاب
ہے اور وزیر علیخان تنازعہ ان تھے۔ وزیر علیخان کے نادان مصاحبوں نے اوسکی تائید کے ذہن میں
بہتھا ماسرور کیا کہ حضور جتنے سردار اور اہل نزدیک و دور کے ہیں آپکی معزولی پر رات دن روئے
ہیں اب وزیر علی کے رفیقوں نے کانٹے کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کئے اطراف فواج
کے زمینداروں اور مترا دیوں کے ساتھ نامہ و پیام جاری کی بہت زمینداریں تھے
کہ وہ وزیر علی کے زور و جاہ کی تاک میں کہیں گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر
ہو گئے۔ زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ساقی سے عاجز تھے وہ بھی
اوسکے پاس آئے۔ بالابالا ایک کس کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیج دیا معلوم
نہیں اوس دو چار نکلونکے غلاموں نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے روٹیوں پر
رہتے تھے کیا اوس کو لکھو اگر بھجوا یا۔ غرض قرآن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب
شاہ انگریزی قاصد بعد پر زمان شاہ سے رخصت ہونے والے تو وہ یہاں سے فتنہ برداری
برپا کرے اور سب لوگ اوسکے سرکب ہونگے بد معاش مصاحبوں نے اوسکو یہ سمجھا کہ آپ
ایسے شاہزادے ہیں کہ حبکو چاہتے مار ڈالنے کوئی آپ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اس سبب سے اونٹنے کئی دفعہ شوریں برکیں۔ اس رازنہان کا
 کسی طرح پردہ کھل گیا سڑ چری جو بنارس کا رزیدنٹ تھا وزیر علی خاں کی نسبت سے آسمان ہو گیا اور
 یہ خبریں گورنر جنرل تک پہنچیں۔ غرض ان دو جہات سے لواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
 کہ وہ بنارس سے کہیں اور بھیجا جائے۔ لارڈ ملزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو معصفت سمجھا اور
 چری صاحب رزیدنٹ بنارس کو کچھ کہہ کر وزیر علی کو سمجھا دے کہ وہ کھٹکے کے قرب و جوار میں سکونت
 اختیار کرے اس کا اعزاز ادا کر دے۔ سو اسے فیر مسکن کے کوئی ایکٹیل اسکو حاضرت
 نہ ہوگا۔ صاحب موصوف ہمیشہ وزیر علی کے خطرات تھے اور انہوں نے یہ حکم گورنر جنرل کا اسکو نہ دیا۔
 جسکے سبب وہ چری صاحب کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہ حکم آگیا اور وہ صاحبوں کو سمجھا یا
 کہ آپ کھٹکے تشریف لے نہیں گئے کہ قبر میں گئے۔ حکم مسنون کے واسطے اس نے بہت ہاتھ پیر
 جب نتیجہ ہوا اور بالکل ایسی ہوئی تو اس نے اپنی روانگی اسکے متعلق ان دنوں کو کے سپاہ کی بھرتی شروع
 کی بند بیکھڑ اور ملک بہار اور بنگالے کے بعض راجے بھی اس بات پر متصد ہوتے اور ایک دن اور
 ایک مہینہ خالص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزوں کا وزیر علی کا تمام کرے اور اسکی ان سہرا کی صلے میں
 سہرا پکڑ دی اپنا حوصلہ باقی رکھے جو ہر شنبہ رکھا ہے اور انگریزی کو شربت خدا بلائے۔ لیکن
 دنیا کا کارخانہ نسبت الہی ہوا البتہ وہ دن جو وعدے کا قریب آیا تھا اس سے ہفتہ بہان ایک نیا رنگ
 فلک نہ رنگا نہ سنے جایا کہ ۱۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیدنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
 بنارس سے تین میل تھی گیا دو تانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی۔ جاتی گئی۔ بھر اس حکم کی کتابت کا
 دفتر کھولا۔ باتیں کرنا جاتا تھا اور مزاح اس کا بگڑنا جاتا تھا۔ اور غصے پر غصہ ملا آتا تھا جب وہ بہت شکم
 اور گستاخ ہوا تو چری صاحب نے نہایت نرمی سے اسکو کہا کہ تو اسے دیا یا آپ مجھ پر کون غایت
 فرماتے ہیں یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اسکی تعمیل واجب ہے۔ یہ شکوہ خاتم اور نہ کیا اور ایک لارڈ کا یہ
 رکھتے ہوئے اور نوکر جلال اشارت پر گئے ہوتے تھے تو ان بیکاروں مظلوم ہونے نہ ہوتے اور ان مساجدوں نے
 اس کا خیر قیام کیا کہ ان کا لوی صاحب اور گروہم اوکو گھر میں تھے اور کبھی ہی حال کیا وزیر علی کے ساتھ جو
 یہ اس آدمی تھے اور انہوں نے چری صاحب کے بچے کو آگ دیدی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور دوا
 انگریزوں کو انکی کوٹھیاں ہر جا کر مارا جب ڈیڈس صاحبین کی کوٹھی پر پہنچے تو یہ کوٹھی و منشی علی صاحب
 کوٹھی کی محبت پر چڑھ گئے اور بیٹے کا دروازہ بند کر دیا۔ اور بڑے ہاتھ میں لے لیا کئی دفعہ بہ مساجدوں نے
 حملہ کیا۔ مگر ہم نے اپنا کام کیا اور سرکشوں کو ناکام رکھا اسلئے سرکش کوٹھی کو لوٹ لانا کہ چلے گئے

پھر ایک طرف چلا گیا اور گھاگرو کو عبور کر کے راجہ بہوٹ نال سے مان پناہ لی۔ یہ راجہ نہپال کے
 راجہ کا باجگزار تھا۔ نواب سعادت علیخان نے رسالہ قنداری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
 تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کر لیں اور بکر لیا بن۔ وزیر علی نے قلعہ سے ٹھکر مردانہ جنگ کی انگڑیوں سے
 اسکی سختیت راجہ نہپال سے کی اور نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ وال کو اپنی طرف سے
 لکھا کہ راجہ بہوٹ وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہو گیا اسلئے وہ رات میں وہاں سے ہٹا گیا۔
 اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہو گیا تھا۔ وہ گوشت و کھجور من آیا یہاں سرکار کی
 کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا۔ اور اس میں اس کا نقصان ہوا۔ اب اسکی بے زنی کی وجہ سے
 ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اس سے ملی ہوتی تو ضرور بکڑا جاتا۔ مگر
 وہ بھاگ کر نالک ہت کی راجہ نعل من آیا اور یہاں قدرے آرام لیا اور کھانی کر دینے کر کے کوچ
 کر کے جیسنس کھڈ کی راہ لگتا کہ عبور کر کے اور علی کو باغ اشرفیان دیکر نیمبریکری میں داخل ہوا۔
 اور وہاں سیاحتم کی زیارت کر کے رات وہاں سرکار کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
 کنارہ کر کے نئے ملک ملی نے جو سابق میں سرکار کیسی کا ذکر تھا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور
 جنگوں میں ہمراہ رہے۔ لیکن ہر جگہ فتح انگیزی اور فوج نواب سعادت علیخان ساسے کی طرح ادا کی
 جیسے جو بخیتی تھی اور وزیر علی سیلاب کی طرح کسی جگہ نہ سکتا تھا۔ اور کمال دلاوری کے ساتھ
 ہر جگہ بڑتا بڑتا جلاتا تھا۔ آخر سیوات میں پہنچا۔ مگر سینواتوں سے بھی کہیں نہ آئی وہاں سو
 جیسور چلا گیا۔ راجہ فگت سنگ والی جیسور سے استقبال کیا اور اسکو اپنا مہمان کیا۔ دستدہلی
 اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا یا کیتان کو نس رزیدنت حمارا جہر سیندھ سے
 راجہ جیسور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے جوہر کو دینا جو بہت روپے ہیں۔ راجہوں کے
 کہ جو شخص انکی تباہی میں آئے علاوہ قاتل ہی کیوں ہوا اسکو بھی دشمن کے حواس نہیں رہتے۔
 اگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ رہتے راجہ نے دیکھ کہ فرزند نامی میں
 رز و جو اہر راہ لگتے ہیں اسلئے اسکی کہاس کا دہیان نہیں کیا کہ ہمیشہ کو کلاک کا گنگہ لگے گا۔
 سرکار انگیزی سے رز و جہ اور وزیر علی سے جوہر لیکر مستعد میں اسکو اس شرط کے ساتھ
 حوالے کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اس کے ہاتھ پاؤں اسیان برین۔ یہاں کی مہانداری کا

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچادی۔ انگریزوں نے وزیر علی کو بالکل بن بھٹا کر دونوں طرف قتل لگائے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجا۔ شاہ صاحب نے تاریخ درہستان میں لکھا کہ ایک مہر جس نے زیادہ ترسے اعتباری ہماری پید کی ہمارا نہیں لینا نہ یہ لکھی کا پتا چھوڑے تھا۔ جس سے ایک لاکھ ہزاری کا اہم کے نام کو لگا۔ جب کوئی مجرم یا مہضیب پناہ لینا سے اور جو قتل کے نزدیک نہ قتل نہیں تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفسل جس نے جبراً چھوڑ دیا گو وہ اس نے میں ہمارا میں تنہا یہ کوئی مذہب یا نہیں ہو سکا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلت قتل تھا ہم کہہ ستم قاتل اوسکے طلب کرنے کا نہیں رکھتی تھے۔ وزیر علی کلکتہ کے قلعہ میں ایک تنگ کوٹھی میں قید رہا مگر بلنگہ سکون تھا۔ ساتھیوں میں سے بعض کو بنارس میں بھائی ملی۔ بعض قید پر حلا وطن ہوئے وزیر علی کو کھانا پینہ ہستانی باد چوبوں کے ساتھ کا بکا پاوا دیا جاتا تھا۔ آخر کار سب جا ہو گیا۔ یونانی حکمران اور انگریزی ڈاکٹر وین کا معاملہ سود مند ہوا اوسی قید خانہ میں ۲۶ سال کی عمر میں چون شلہء مطاقو سفیان شلہ جبری بن ۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید پر انتقال کیا بازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے جہد مدت تک قید پر گزارا بھر ہوتا سا مقبور بنادیا جو کئی باہان میں بیجو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس جو اوسکی کو قبر پر یہ اشعار کندہ ہیں

وزیر عید وزیر علی آصف جاہ	جو سو سے خدیوین نیت زین سرکار
ز دحم غوطہ بدریا سے فکرنا آریم	ہست گوہر تاریخ آن حضور
گو ستم آمدہ ناگہ بشور و شیون شمن	دو اسے وادی در نیاز جن و الش و طہور

وزیر علی خان کو قتل فرما دیا گیا تھا۔ شہادت و مصیبت میں جو ان میں غیر تھا بھانگو وقت اگر قید گزارا ہو اور انکو غول میں سے تنہا پرورش شہر مقابلہ کرنا ہو اعلیٰ کیا۔ اور جہد مدت دریا سے گیا کہ برہمنی قوتوں انگریزی بھی صورت لوح قدم بقدم جا پہنچی۔ گو اس نے کمال جلالت اور جہد کے ساتھ کھڑی ہو کر سب کاٹ کر باقی میں عوالت دیا اور بار بار اوتار لیا اور جنگوں میں کھلا اور اوتار لیا۔ وزیر علی نے اپنا۔ ایک دن قید خانہ کلکتہ میں ملنگ پر لیا ہوا تھا کہ اوسکے گلے کی بالاکا دوڑا وقت گیا اور داس نے زمین پر پڑھ گئے وزیر علی نے ایک دانہ اٹھا کر بطرح لڑنے کوئی کہے میں اوسکو دو ٹکلیوں کے زور لگے ساتھ دیو اور مارا اوسکی آواز شکر بیت خوش ہوا کہ کئی بیش میت نے اس طرح مارا کہ قورڈوائے۔ اوسوقت آبدار بانی بلانے کے واسطے حاضر تھا اوسکی حال بھگ کر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدے جائیں۔ مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کی تھیں

سے والے ۔

ریز علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ میں آنکھوں پر ہیم علی خان کے بیٹے مرزا بھورا کے ساتھ نکاح کر لیا اور اوس عورت کے کہنے پر وہ بہت دیر تک رہا۔ مگر ریزی مقرر ہوا۔ مرزا بھورا کے بعد یہ تنخواہ اول کے درجہ دن پر مقرر ہوئی ۔ اور وزیر علی خان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ بائے تھے ۔ اور اوس عورت کا زیور ایک صند وچے میں تھا وہ مرزا بھورا کے مقبرہ میں آیا ۔

وزیر علی خان شہر بھی کہتا تھا ۔ ایک غزل اوسکی یہاں لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت میں کہی تھی تخلص وزیر علی کرتا تھا ۔

اس گردشِ افلاک سے پہلے نہ پہلے ہم
عجب کی طرح باغ میں گل ہونہ کھیلے ہم
بیٹھے نہ خوشی سے کہی سانس کے تلے ہم
گلشن کے بلے جانے میں کانٹوں میں سے ہم
زرگس کے نہاؤ میں تھے نصف کے بلے ہم
کوئی نہ ٹکڑے جانے میں مالی کے تلے ہم
فریاد کر میں کسی سستی قسمت کے سچے ہم
بے بسی جو چہاں اگر سے ہرگز نہ سے ہم

چونکہ سب زخمی گئے تھے ہی بہ و نکلتے تلے ہم
رہتے ہیں مہربان و روزی فکر سے یاب
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دھکے جن میں
جس گنج نظر کرتے ہیں آنکھ سے نہاؤ میں
ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لکھائے
اٹھوس کا دل کا کنول کھلنے نہ پایا
اب پہلے ہی آغاز میں پامال ہوئے ہیں
دوبہا عجب کہتے ہیں بد رو کے آگے

زندگانی مصیبت میں مبتلا ہو کر
رہتے ہیں وزیر علی کی وزارت تلے ہم



تمام شد
خاتمہ

الحمد للہ المنہ کہ کتاب تاریخ اودہ حصہ دوم مؤلفہ جناب مولوی نجم منشی خالص صاحب بیڈ مولوی قاری
سبار نامائی اسکول اودھ پور جاہ مستقیمہ سید علی علیہ السلام مراد آبادین : بہار سے منشی
امین امین علی صاحب ناگڑی کے چھپی